صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور اولیاء کرام رضی اللہ عنہم کی مبارک
زندگیوں کے بعض گوشوں کی جھلک پر مشتمل ایک نادر تالیف

مؤلف

امام ابو الفرج عبد الرحمن بن علی الجوزی

المتوفی ۵۹۷ھ

SC1286

صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور اولیاء کرام رضی اللہ عنہم کی مبارک زندگیوں
کے بعض گوشوں کی جھلک پر مشتمل ایک نادر تالیف

عُیُونُ الحِکَایَات (مترجم)

(حصہ اوّل)

مؤلف

امام ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی الجوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی

المتوفیٰ ۵۹۷ ھ

پیشکش: **مجلس المدینة العلمیة** (دعوتِ اسلامی)

(شعبہ تراجم کتب)

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلی الک واصحابک یا حبیب اللہ

نام کتاب : عُیُونُ الْحِکَایَات (مترجم)

مؤلف : امام ابو الفرج عبدالرحمن بن علی الجوزی علیہ رحمۃاللہ القوی

پیش کش : مجلس المدینۃ العلمیۃ (شعبہ تراجم کتب)

سن طباعت : شوال المکرّم ۱۴۲۸ھ، بمطابق اکتوبر 2007ء

ناشر : مکتبۃ المدینہ فیضان مدینہ باب المدینہ کراچی

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

- **کراچی** : شہید مسجد، کھارادر، باب المدینہ کراچی فون:021-32203311
- **لاھور** : داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ فون:042-37311679
- **سردار آباد** : (فیصل آباد) امین پور بازار فون:041-2632625
- **کشمیر** : چوک شہیداں، میر پور فون:058274-37212
- **حیدر آباد** : فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن فون:022-2620122
- **ملتان** : نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ فون:061-4511192
- **اوکاڑہ** : کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد، نزد تحصیل کونسل ہال فون:044-2550767
- **راولپنڈی** : فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ فون:051-5553765
- **خان پور** : دُرانی چوک، نہر کنارہ فون:068-5571686
- **نواب شاہ** : چکرا بازار، نزد MCB فون:0244-4362145
- **سکھر** : فیضانِ مدینہ، بیراج روڈ فون:071-5619195
- **گوجرانوالہ** : فیضانِ مدینہ، شیخوپورہ موڑ، گوجرانوالہ فون:055-4225653
- **پشاور** : فیضانِ مدینہ، گلبرگ نمبر1، النور سٹریٹ، صدر

E.mail: ilmia@dawateislami.net

''اولیاء کی اطاعت میں عظمت ہے'' کے 22 حُروف کی نسبت سے

اس کتاب کو پڑھنے کی ''22 نیّتیں''

فرمانِ مُصطفٰی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم: **نِیَّةُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ** یعنی مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

(معجم کبیر طبرانی حدیث ۵۹۴۲ ، ج ٦ ص ١٨٥ بیروت)

دومَدَنی پھول: ﴿۱﴾ بغیر اچّھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

﴿۲﴾ جتنی اچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

{۱} ہر بار حمد و {۲} صلوٰۃ اور {۳} تعوُّذ و {۴} تَسمِیّہ سے آغاز کروں گا۔(اسی صَفْحَہ پر اُوپر دی ہوئی دوعَرَبی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیّتوں پرعمل ہوجائے گا)۔ {۵} رِضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کیلئے اس کتاب کا اوّل تا آخِر مطالَعہ کروں گا۔ {۶} حتَّی الْوَسْعْ اِس کا باوُضُو اور {۷} قِبلہ رُو مُطالَعہ کروں گا {۸} قرآنی آیات اور {۹} اَحادیثِ مبارَکہ کی زِیارت کروں گا {۱۰} جہاں جہاں ''اللہ'' کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ اور {۱۱} جہاں جہاں ''سرکار'' کا اِسْمِ مبارَک آئے گا وہاں صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پڑھوں گا۔ {۱۲} اس کتاب کا مطالعہ شروع کرنے سے پہلے اس کے مؤلف کو ایصالِ ثواب کروں گا۔ {۱۳} (اپنے ذاتی نسخے پر) عِندَالضّرورت خاص خاص مقامات پر انڈر لائن کروں گا۔ {۱۴} (اپنے ذاتی نسخے کے) ''یادداشت'' والے صَفْحَہ پرضَروری نِکات لکھوں گا۔ {۱۵} اولیاء کی صفات کو اپناؤں گا۔ {۱۶} دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔ {۱۷،۱۸} اس حدیثِ پاک ''تَهَادَوْا تَحَابُّوْا'' ایک دوسرے کوتحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی۔'' {مؤطا امام مالک ، ج۲،ص۴۰۷، رقم: ۱۷۳۱ } پرعمل کی نیت سے (ایک یا حسبِ توفیق) یہ کتاب خرید کر دوسروں کو تحفۃً دوں گا۔ {۱۹} اس کتاب کے مطالَعہ کا ثواب ساری اُمّت کو ایصال کروں گا۔ {۲۰} اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے روزانہ فکرِ مدینہ کرتے ہوئے مَدَنی انعامات کا کارڈ پُر کیا کروں گا اور ہر اسلامی ماہ کی دس تاریخ تک اپنے یہاں کے ذمہ دار کو جمع کروا دیا کروں گا۔اور {۲۱} عاشقانِ رسول کے مَدَنی قافلوں میں سفر کیا کروں گا۔ {۲۲} کتابت وغیرہ میں شَرعی غَلَطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مُطَّلع کروں گا (ناشِرین وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

المدینۃ العلمیۃ

از: شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علاّمہ

مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار** قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد للہ علٰی اِحْسَانِہٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''**دعوتِ اسلامی**'' نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسنِ خوبی سر انجام دینے کے لئے متعدّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس ''**المدینۃ العلمیۃ**'' بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے عُلماء و مُفتیانِ کرام کَثَّرَ ھُمُ اللّٰہُ تعالٰی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کُتُبِ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ (۲) شعبۂ تراجمِ کتب (۳) شعبۂ درسی کُتُب
(۴) شعبۂ اصلاحی کُتُب (۵) شعبۂ تفتیشِ کُتُب (۶) شعبۂ تخریج

''**المدینۃ العلمیۃ**'' کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰحضرت اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجدِّدِ دین ومِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بِدعت، عالمِ شَرِیْعت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر وبَرَکت، حضرتِ علاّمہ مولٰینا الحاج الحافظ القاری الشاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی گراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوُسعَ سَہْل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس عِلمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عزوجل ''**دعوتِ اسلامی**'' کی تمام مجالس بَشُمُول ''**المدینۃ العلمیۃ**'' کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اِخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم

رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

فہرست

تعارفِ مؤلف

ابوالفرج حضرت سیدنا عبدالرحمٰن ابن جوزی حنبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی

نام ونسب :

آپ کا لقب: جمال الدین، **کنیت:** ابوالفرج اور **نام ونسب:** عبدالرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبداللہ بن حمادی بن احمد بن محمد بن جعفرالجوزی بن عبداللہ بن قاسم بن نصر بن قاسم بن محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابوبکرصدیق خلیفہ المسلمین خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سلسلہ نسب حضرت سیدنا محمد بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطہ سے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔

ولادت وپرورش:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۵۱۱ھ میں **عروس البلاد بغدادشریف** میں پیدا ہوئے۔ ابھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تین سال کے تھے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والدمحترم اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔ والد کی وفات کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پھوپھی نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پرورش کا ذمہ لیا اور خوب پیار ومحبت سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پرورش کی۔

تعلیم:

جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کچھ ہوش سنبھالا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پھوپھی جان آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس علاقے کے مشہور حافظ **حضرت سیدنا ابوالفضل بن ناصر** علیہ رحمۃ اللہ القادر کے پاس لے گئیں اور خواہش ظاہر کی کہ میرے بھتیجے کو حافظ بنادیں، اُستاد کی جوہرشناس نگاہوں نے دیکھ لیا کہ یہ بچہ دینِ اسلام کا سرمایہ ہے اور اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! مستقبل میں دینِ متین کی خوب خدمت کرے گا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے حلقۂ تلامذہ میں شامل فرمالیا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی ذہانت، محنت اور استاد کے اَدب واِحترام کی وجہ سے **کلامِ مجید** کو اپنے دل کے **آبگینے** میں سجالیا اور بہت جلد حافظِ قرآن بن گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے درسِ حدیث کی ابتداء بھی حضرت سیدنا ابن ناصر علیہ رحمۃ اللہ القادر ہی سے کی اور انہی سے **علم القرأۃ** سیکھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے **علمِ فقہ** اپنے زمانے کے مشہور حنبلی فقیہ **حضرت ابوبکر دینوری** حنبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی اور **حضرت ابن الفراء** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے **علمِ ادب ولغت** حضرت ابومنصور ابن جوالیقی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے

حاصل کیا۔ ان کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تقریباً 87 اساتذہ کرام سے علمی استفادہ کیا جن میں ابوالقاسم ھبۃ محمد بن عبدالواجد الشیبانی، ابوالبرکات عبدالوہاب بن مبارک انماطی، ابن طبری، ابوالحسن ابن زاغوانی اور ابن عقیل رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ شامل ہیں۔

وعظ ونصیحت کا شوق:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو وعظ ونصیحت اور بیان کرنے کا بہت شوق تھا، اسی شوق کی بناء پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بہت چھوٹی عمر میں بیان کرنا شروع کر دیا اور لوگ بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بیان میں دلچسپی لینے لگے لیکن ابھی اس گوہر نایاب کو تراشنے کی ضرورت تھی۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اُستاد **ابن زاغوانی** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اس زمانے کے مشہور واعظ تھے، انہوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بیان سکھایا اور ان کی زیرِ نگرانی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت جلد ایک بہت اچھے **واعظ** بن گئے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی سعی پیہم، اور مشفق اُستاد **ابوالحسن ابن زاغوانی** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خصوصی شفقتوں اور خاص توجہ سے تقریباً **20** سال کی عمر میں باقاعدگی سے وعظ فرمانے لگے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وعظ سننے دور ونزدیک سے لوگ آنے لگے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مستقل تربیتی اِجتماع شروع کر دیا۔ اس تربیتی اِجتماع میں علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ، طلباء، خلفاء، وزراء، بڑے بڑے بادشاہ، عوام اور ہر طرح کے لوگ شامل ہوتے اور اپنی علمی وعملی پیاس بجھاتے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے **تربیتی اِجتماع** میں لوگوں کی تعداد تقریباً دس ہزار (10,000) تک ہوتی اور کبھی کبھی تو اس اجتماع میں تعداد ایک لاکھ (1,00000) تک پہنچ جاتی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت فصیح وبلیغ کلام فرماتے اور دورانِ بیان اشعار بھی پڑھتے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان نصیحت آموز کلمات پر مشتمل ہوتا، لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان سن کر آخرت کی تیاری کی طرف راغب ہوتے، گناہ گار گناہوں سے تائب ہوجاتے، متقی وپرہیز گار لوگوں کو مزید جذبہ ملتا، بے علموں کو علم وعمل کی دولت نصیب ہوتی، بے سکونوں کو سکون ملتا۔

الغرض! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے دور کے عظیم مُبلِّغ تھے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انداز سب سے منفرد تھا، دورانِ بیان قرآن پاک کی آیتیں پڑھتے، ترغیب کے لئے واقعات بیان فرماتے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تربیتی اجتماع میں شریک ہونے والا خوب فیض یاب ہوتا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دینِ اسلام کے ایک عظیم مُبلِّغ تھے۔

حدیث پاک سے محبت

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حدیثِ پاک سے بہت زیادہ محبت تھی۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پختہ ارادہ کرلیا کہ جب تک ''صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سُنَنِ ابو داوٗد، سُنَنِ نسائی، سُنَنِ ابنِ ماجہ، مسند امام احمد، طبقات ابن سعد، تاریخ الخطیب، حلیۃ الاولیاء، ان کے علاوہ چند اور کتابیں حفظ نہ کرلوں اس وقت تک مستقل علمِ حدیث حاصل نہیں کروں گا۔ چنانچہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تھوڑے ہی عرصے میں یہ ساری کتابیں زبانی یاد کرلیں، اس کے بعد مستقل علمِ حدیث سیکھنا شروع کیا۔

تصنیف وتالیف:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علمِ قرآن، علمِ حدیث، علمِ فقہ، جغرافیہ، علمِ طِب، تاریخ، تفسیر، علمِ نجوم، حساب، لغت، نحو وغیرہ کے علاوہ اور بہت سے علوم پر کتابیں تصنیف فرمائیں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بہت سی کتب ضائع ہوگئیں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصانیف کی تعداد 300 بتائی جاتی ہے جن میں کئی تو مُجلَّد ہیں اور کچھ رسالے وغیرہ ہیں۔

آپ کی بعض تصانیف وتالیفات کے نام یہ ہیں:

(۱) اَحکام النسآء (۲) اخائر الذخائر (۳) اخبار الاخبار (٤) اخبار اھل الرسوخ فی الفقه والحدیث بمقدار المنسوخ (٥) اخبار البرامکة (٦) الاریب فی تفسیر الغریب (٧) اسباب الهدایة لارباب البدایة (٨) اعمار الاعیان فی التاریخ والتراجم (٩) اعلام العالم بعد رسوخه بحقائق ناسخ الحدیث ومنسوخه (١٠) الانصاف فی مسائل الخلاف (١١) بستان الصادقین (١٢) بستان الواعظین ورياض السامعین (١٣) التحقیق فی احادیث الخلاف (١٤) تذکرة الخواص (١٥) تذکرة المنتبه فی عیون المشتبه (١٦) تلبیسِ ابلیس (١٧) تلقیح فهوم الاثر فی التاریخ والسیر (١٨) تیسیر البیان فی تفسیر القران (١٩) جامع المسانید بالحصی الاسانید (٢٠) الجمال فی اسماء الرجال (٢١) الخطا والصواب عن احادیث الشهاب (٢٢) الدر الثمین من خصائص النبی الامین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم (٢٣) الدر الفائق بالمجالس والاحادیث الرقائق (٢٤) درة الاکلیل فی التاریخ (٢٥) الدلائل فی منثور المسائل (٢٦) ذم الهوی (٢٧) الذهب المسبوك فی سیر الملوك (٢٨) الذیل علی طبقات الحنابلة (٢٩) الرد علی المتعصب العنید المانع من ذم یزید (٣٠) روح الارواح (٣١) روضة المجالس ونزهة المستأنس (٣٢) روضة المریدین (٣٣) روضة الناقل (٣٤) زاد المسیر فی علم التفسیر (٣٥) زاهر الجواهر (٣٦) السّهم المصیب (٣٧) سیرة العمرین (٣٨) شذور العقود فی تاریخ العهود (٣٩) شرف المصطفٰی (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم) (٤٠) شم الریاض (٤١) صفوة الصفوة مختصر حلیة الاولیاء (٤٢) صید الخاطر (٤٣) عجالة المنتظر فی شرح حال الخضر (٤٤) العلل المتناهیة فی الاحادیث الواهیة (٤٥) عیون الحکایات (٤٦) غوامض الٰهیات (٤٧) فضائل المدینة (٤٨) قصیدة فی الاعتقاد (٤٩) کتاب الاذکیاء (٥٠) کتاب الالقاب (٥١) کتاب الحمقاء والمغفّلین (٥٢) منهاج الوصول الی علم الاصول (٥٣) النور فی فضائل الایام والشهور (٥٤) الواهیات (ثلاث مجلدات) (٥٥) الوفا فی فضائل المصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تین صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں تھیں۔ صاحبزادوں کے نام یہ ہیں، عبد العزیز،

ابوالقاسم علی اورمحی الدّین یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ۔سب سے بڑے صاحبزادے حضرت سیدنا عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید عالمِ شباب ہی میں اس دنیائے فانی سے رخصت ہوگئے ،اس وقت حضرت سیدنا عبدالرحمٰن ابن جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی عمر تقریباً 40 سال تھی۔ جبکہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے حضرت سیدنا محی الدین یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی آپ جیسی خوبیاں پائیں اورآپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعدوہ وعظ وبیان فرماتے ،ان میں اپنے والدِ محترم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا رنگ نظرآتا اورلوگ ان کا بیان بھی بڑی توجہ اور اِہتمام سے سنتے۔

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم :

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نبیِ مُکرّم ،نورِ مجسَّم ،شاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سچے عاشق تھے، جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حدیث لکھتے تو طہارت وپاکیزگی کا بہت اِہتمام فرماتے اور بڑے مؤدبانہ انداز میں بیٹھتے۔جس قلم سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حدیثِ پاک لکھتے اس پر لگی سیاہی کو جمع فرماتے رہتے اوراسے بڑے اَدب واِحترام سے رکھتے اورفرماتے:''جب مَیں مرجاؤں توجس پانی سے مجھے غسل دو اس میں یہ سیاہی ڈال دینا، مجھے اللہ عزوجل سے اُمید ہے کہ جس سیاہی سے مَیں نے اس کے پیارے نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی احادیثِ مبارکہ لکھی ہیں وہ بابرکت سیاہی جب میرے جسم سے لگے گی توضرورمیری مغفرت ہوجائے گی ،جس سیاہی سے مَیں نے اپنے پیارے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا نامِ نامی لکھا جب وہ میرے جسم کو چُھولے گی تو اُسے جہنم کی آگ ہرگزنہ چھوئے گی اورنامِ محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی برکت سے مَیں قبروآخرت کے عذاب سے محفوظ رہوں گا۔''

آقا کا گدا ہوں اے جہنم! تو بھی سن لے وہ کیسے جلے جو کہ غلام مدنی ہو

وِصال پُر مَلال:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 597ہجری بروز ہفتہ رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں آخری تربیتی اجتماع منعقدکیا جس میں کثیر افراد نے شرکت کی اس کے بعدآپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیمار ہوگئے اور597ہجری 12 رمضان المبارک مغرب اور عشاء کے درمیان دینِ اِسلام کا یہ عظیم محدّث ومُبلّغ اس دنیائے فانی میں اپنی دنیوی زندگی کے 87سال گزارکر دائمی واُخروی منزل کی طرف کوچ کرگیا اورگُلشنِ اسلام میں ایک اورگُل کی کمی ہوگئی لیکن اس گُل کی خوشبوؤں سے آج بھی عالمِ اسلام مُعَطَّر ومعنبر ہے،آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسلام کا بہت بڑا سرمایہ تھے،آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کے وقت لوگوں کی حالت بہت عجیب تھی ،ہرآنکھ پُرنم تھی اورہردل غمزدہ۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روح ہزاروں لوگوں کوروتاہوا چھوڑکرعالمِ بالا کی طرف پروازکرگئی، یہاں دنیامیں لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جدائی سے غمگین وپریشان تھے اورعالمِ بالا میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اِستقبال کی تیاریاں

ہورہی تھیں اورآپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آمد پرخوشی ومسرت کا سماں تھا۔

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومنِ صالح ملا فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب وطاہر گیا

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جنازہ میں بہت زیادہ لوگ شریک ہوئے ،آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نماز جنازہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بیٹے **ابوقاسم علی** علیہ رحمۃ اللہ القوی نے پڑھائی اورآپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کوحضرت سیدنا امام **احمد بن حنبل** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں دفن کیا گیا،لوگوں نے کئی راتیں مسلسل آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبرِ اَطہر پرقرآن خوانی کی ،آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وصیت فرمائی تھی کہ جب میں اس دنیائے فانی سے رخصت ہوجاؤں تو میری قبر پر یہ اَشعار لکھ دینا، چنانچہ بمطابق وصیت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر پرمندرجہ ذیل اشعار لکھے گئے:

یَاکَثِیْرَ الْعَفْوِ یَامَنْ کَثُرَتْ ذَنْبِیْ لَدَیْہِ

جَآءَکَ الْمُذْنِبُ یَرْجُوْالصَّفْحَ عَنْ جُرْمِ یَدَیْہِ

اَنَا ضَیْفٌ وَجَزَآءُ الضَّیْفِ الْاِحْسَانُ اِلَیْہِ

ترجمہ : اے بہت زیادہ عفوودرگزرفرمانے والے پروردگارعزوجل!اے بزرگ وبرترمالک!میرے گناہ بہت زیادہ ہیں۔

اے (رحیم وکریم) پروردگارعزوجل! تیرا گناہ گار بندہ تیری بارگاہ میں اپنے گناہوں کی بخشش کی آس لگائے حاضر ہے۔

اے (مُنْعِمِ حقیقی) مَیں (تیرا) مہمان ہوں اورمہمان کی جزاء یہی ہے کہ اس پر احسان کیا جائے (لہٰذا اے میرے مہربان رب عزوجل! مجھ پر احسان فرما اور مجھے بخش دے)۔

؎ تُو بے حساب بخش کہ ہیں بے حساب جرم دیتا ہوں واسطہ تجھے شاہِ حجاز کا

بے سبب بخش دے نہ پوچھ عمل نام غفار ہے تیرا یا رب عزوجل

(ماخوذ از بستان الواعظین ورياض السامعين ،ذم الهوىٰ، عيون الحكايات،سير اعلام النبلاء)

{اللہ عزوجل کی اُن پررحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

پہلے اسے پڑھ لیجئے

خدائے بزرگ وبرتر، رحمٰن ورحیم عزوجل کا ہم ناتوانوں پر کروڑہا کروڑ احسان، کہ اس نے ہمیں دولت ایمان، اور دامنِ نبی آخرالزمان صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم جیسی عظیم نعمت سے نوازا۔ وہ رحیم وکریم پروردگار عزوجل تو اپنے بندوں پر بہت زیادہ مہربان ہے، لیکن انسان اس کا ناشکرا اور نافرمان ہے، اللہ رب العزت عزوجل نے انسانوں کی بھلائی کے لئے انبیاء ورسل علیہم الصلوۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ اُن پاکیزہ ہستیوں نے انسان کو خالق لم یزل عزوجل کی اطاعت وفرمانبرداری کی دعوت دی۔ انبیاء ورسل علیہم الصلوۃ والسلام کی تشریف آوری کا یہ سلسلہ چلتا رہا اور خاتم النبیین، شفیع المذنبین، رحمۃٌ لِّلعٰلمین، محبوبِ ربُّ العٰلمین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بعثت شریف پر ختم ہوگیا۔

آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی تشریف آوری سے قبل انسانیت، تباہی وبربادی کے عمیق گڑھے میں گری ہوئی تھی، ہر طرف کفر وشرک اور جہالت وگمراہی کا دور دورہ تھا، ظلم وستم، بے حیائی، شراب وکباب کی محفلیں، دھوکا بازی، جوا، سودی لین دین، قتل وغارت الغرض ہر طرف برائیوں کے سیاہ بادلوں نے گھٹاٹوپ اندھیرا کر رکھا تھا۔ اس وقت کوئی ایسا چراغ نہ تھا جو اس اندھیرے کو ختم کر کے دنیا کو اپنی ضیاء سے منور کرتا۔

پھر جب کفر وشرک کے اندھیروں میں بھٹکے ہوئے انسانوں کو کعبے کے بدر الدجیٰ، طیبہ کے شمس الضحیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور نے اپنے حلقے میں لیا، تو ان کی بے چین روحوں اور شکستہ دلوں کو قرار نصیب ہوا۔ کفر وشرک کے سیاہ بادل چھٹ گئے، ظلم وستم کی آندھیاں تھم گئیں، بحرِ ظلمات کی تلاطم خیز لہریں ساکن ہوگئیں، متلاشیانِ حق منزلِ مقصود پانے کے لئے اس منارۂ نور کی گرداگرد جمع ہوگئے، اس آفتاب رسالت کی کرنوں سے اندھے شیشے جگمگانے لگے، چہار دانگِ عالم میں اسلام کی حقانیت کے ڈنکے بجنے لگے۔ شمع رسالت کے پروانوں نے اسلام کا نور دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچانا شروع کر دیا۔

شیطانِ لعین جو کہ مسلمانوں کا کھلا دشمن ہے اس سے اسلام کی یہ شان وشوکت نہ دیکھی گئی، چنانچہ وہ مردود اور اس کے چیلے اسلام کی شمع کو بجھانے کی مذموم کوشش میں ایڑی چوٹی کا زور لگانے لگے مگر اسلام کے شیدائیوں (حضرات صحابہ کرام، تابعین وتبع تابعین عظام اور پھر اولیاء رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) نے جان کی بازی لگا دی اور اس شمع کو بجھنے نہ دیا۔

جب تک حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اپنی ظاہری حیات کے ساتھ اس دنیا میں جلوہ گر رہے اسلام روز بروز ترقی کرتا رہا، لیکن جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے پردہ فرمایا، تو شیطان اور اس کا طاغوتی لشکر، اسلام کے لہلاتے گلشن کو تباہ وبرباد کرنے کے مذموم ارادے سے آگے بڑھا، اور بہارِ اسلام کو خزاں میں بدلنے کے لئے طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرنا

شروع کر دیئے۔لیکن انہیں اسلام کے چاہنے والوں سے ہر میدان میں شکست اٹھانی پڑی۔

مگر جب ان مبارک ہستیوں نے یکے بعد دیگرے اس دارِفانی سے پردہ فرمانا شروع کر دیا۔تو شیطانی لشکر جواب تک ہر ''رزمِ حق وباطل'' میں ذلیل وخوار ہوتا آرہا تھا اس نے ایک بار پھر مجتمع ہوکر مسلمانوں کو ان کے دین حق سے دور کرنے کی مذموم کوشش شروع کر دی۔لیکن اب پہلے جیسی بات نہ رہی، جو برکتیں اور رحمتیں قرون ثلثہ (یعنی حضرات صحابہ، تابعین اور تبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مبارک زمانوں) میں تھیں وہ ان کے بعد نہ رہیں۔چنانچہ،

مخبر صادق، رسولِ عالمیان، نبی غیب دان صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اِنَّ خَیْرَکُمْ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ۔ ترجمہ: بے شک سب سے بہتر میرا زمانہ ہے، پھر وہ لوگ جو اِن کے بعد آئیں گے، پھر وہ جو اُن کے بعد آئیں گے۔'' (صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضل الصحابة ثم الذین یلونھم، الحدیث:٢٥٣٥)

یہ وہ بہترین زمانے تھے جن میں تبع تابعین، تابعین عظام سے، وہ صحابہ کرام سے اور وہ اپنے آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اکتساب فیض کرتے یوں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی باتیں سن کر تابعین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اپنے دلوں کو تقویت بخشتے۔اسی طرح تابعین عظام کے واقعات سن کر تبع تابعین اپنی تشنگی کو بجھاتے اور یوں ایمان کی حفاظت اور اعمال صالحہ کا جذبہ بڑھتا رہتا لیکن اس کے بعد زمانہ تیزی سے تبدیل ہونے لگا اور ایک بار پھر شیطان اپنے لشکر سمیت مسلمانوں کو ان کے پیارے دین سے دور کرنے کے لئے سرگرم ہوگیا۔

اب ضرورت اس اَمر کی تھی کہ ان طاغوتی قوتوں کا مقابلہ کس طرح کیا جائے؟ اور کس طرح سے شیطانی سازشوں کو ناکام بنایا جائے۔اللہ رب العزت عزوجل نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر کرم فرماتے ہوئے انہیں اپنے صالحین بندوں (اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ) کی صورت میں رہنما عطا فرما دیئے، یہی وہ سلفِ صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ ہیں جن کے حالات وواقعات اور عظیم کارنامے آج تک امت کی رہنمائی کر رہے ہیں، ان بزرگان دین رحمہم اللہ تعالیٰ نے ہر میدان میں شیطانی قوتوں کا مقابلہ کیا اور انہیں شکست دی۔انہوں نے اپنے قلم، زبان اور عمل کے ذریعے لوگوں کی رہنمائی فرمائی، وہ خود بھی صحابہ کرام علیہم الرضوان، تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کے نقش قدم پر چلے اور لوگوں کو بھی ان کے راستے پر چلنے کی دعوت دی۔

پھر حضرات علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس امت پر یہ احسان کیا کہ انہوں نے اِن بابرکت ہستیوں کے حالات وواقعات کو کتابی شکلوں میں جمع کر دیا جن کو پڑھ کر لوگوں میں خوفِ خدا وعشقِ مصطفیٰ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دین پر عمل کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔چنانچہ شیخ طریقت، امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دام ظلہ اپنے رسالے ''گلدستہ عطاریہ''

کے صفحے پر کسی دانا کا قول نقل کرتے ہیں: ''قَصَصُ الْاَوَّلِیْنَ مَوَاعِظُ الْاٰخِرِیْنَ یعنی اگلوں کے قصے پچھلوں کے لئے نصیحت ہوتے ہیں۔''

زیرِ نظر کتاب ''**عیون الحکایات**'' چھٹی سن ہجری کے عظیم محدث و مبلغ، **امام ابوالفرج جمال الدین عبدالرحمٰن ابن جوزی** علیہ رحمۃ اللہ القوی کی تالیف ہے۔ جس میں جگہ بہ جگہ بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ کے **خوفِ خدا** و **عشقِ مصطفیٰ** عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ آلہٖ وسلَّم، عبادت وریاضت، زہد وورع، شرم وحیاء، سخاوت وشجاعت، شوقِ شہادت، صبر واستقامت، باہمی شفقت ومحبت، ادب وتعظیم، اور جذبۂ احیاءِ دین پر مشتمل واقعات وحکایات اپنی خوشبوئیں لٹا رہی اور اپنے پڑھنے والے کو عمل کی طرف بھرپور دعوت دیتی ہیں۔

''**اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش**'' کے مقدس جذبے کے تحت دعوتِ اسلامی کی مجلس ''**المدینۃ العلمیۃ**'' کے ''**شعبہ تراجم کتب**'' کے مدنی اسلامی بھائیوں نے اس کتاب کا ترجمہ بنام ''**عیون الحکایات (مترجم)**'' آپ تک پہنچانے کے لئے دن رات کوششیں کی ہیں۔ اس ترجمہ میں جو خوبیاں ہیں وہ یقیناً **ربِّ رحیم** اور اس کے **محبوب کریم** عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کی عطاؤں، **اولیائے کرام** رحمہم اللہ تعالیٰ کی عنایتوں اور شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا **محمد الیاس عطارؔ قادری** دامت برکاتہم العالیہ کی پُرخلوص دعاؤں کا نتیجہ ہے اور جو خامیاں ہیں ان میں ہماری کوتاہ فہمی کو دخل ہے۔

ترجمہ کرتے ہوئے درج ذیل اُمور کا خیال رکھا گیا ہے:

☆......کوشش کی گئی ہے کہ پڑھنے والوں تک وہی کیفیت منتقل کی جائے جو اصل کتاب میں جلوے لٹا رہی ہے۔

☆......اس سلسلے میں بعض مقامات پر تمہیدی جملوں کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس طرح اس کتاب کی حیثیت محض تحت اللفظ ترجمہ کی نہیں، بلکہ ترجمانی کی ہے۔

☆......حکایات وواقعات کی اصل زمین برقرار رکھی گئی ہے۔

☆......عربی عنوانات کو سامنے رکھتے ہوئے مستقل اردو عنوانات قائم کئے گئے ہیں۔

☆......اس کے علاوہ (مفہومِ حکایت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے) کئی ایک ذیلی عنوانات کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔

☆......آیات کا ترجمہ امامِ اہلِ سنت، مجددِ دین وملت، الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے ترجمۂ قرآن ''کنزالایمان'' سے درج کیا گیا ہے۔

☆......احادیث کی تخریج اصل مأخذ سے کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

☆......ترجمہ میں حتی الامکان آسان اور عام فہم الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔

☆......کئی الفاظ پر اعراب لگادیئے گئے ہیں۔

☆......موقع کی مناسبت سے **امامِ اہلِ سنت، مجدِّدِ دین وملت، الشاہ امام احمد رضاخان** علیہ رحمۃ الرحمٰن اور **عاشقِ اعلیٰ حضرت، آفتاب قادریت، مہتاب رضویت، بانیٔ دعوتِ اسلامی، امیرِ اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّارؔ قادری رضوی ضیائی** دامت برکاتہم العالیہ **اور دیگر علماء اہلسنت** دامت فیوضہم العالیہ کے اشعار لکھے گئے ہیں۔

☆......ہر حکایت کو علیحدہ ایک **مستقل** نام دیا گیا ہے۔

☆......اکثر حکایات کے آخر میں ہلالین کے اندر دعائیہ کلمات ذکر کئے گئے ہیں جو اصل کتاب کا حصہ نہیں۔

☆......**بعض** مقامات پر مفید حواشی بھی دیئے گئے ہیں۔

☆......حکایات کے نمبر عربی متن کے اعتبار سے نہیں بلکہ ترجمہ کی ترتیب کے مطابق دیئے گئے ہیں۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ ہمیں **''اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش''** کرنے کے لئے **مدنی اِنعامات** پر عمل اور **مدنی قافلوں** میں سفر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور دعوتِ اسلامی کی تمام مجالس بشمول **مجلس المدینۃ العلمیۃ** کو دن پچیسویں رات چھبیسویں ترقی عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم

شعبہ تراجِم کتب (مجلس المدینۃ العلمیۃ)

شرف انتساب

دنیائے اسلام کی اُن دو عظیم ہستیوں کے نام جنھوں نے امتِ مسلمہ کو گناہوں کی دلدل سے نکالنے میں اپنا تاریخی کردار ادا کیا یعنی

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنت، مجدد دِین وملت، پروانۂ شمع رسالت الشاہ المفتی الحافظ

امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن

اور

شَیخِ طریقت، عاشقِ اعلیٰ حضرت، امیرِ اہلِ سنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا

ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رَضَوی

دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَۃ

مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

حکایت نمبر1: اے کاش ! مجھے عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے گورنر مل جائیں

حضرت سیدنا عمیر بن سعد الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں حِمص کا گورنر بنا کر بھیجا۔ایک سال گزر گیا لیکن ان کی کوئی خبر نہ آئی ۔ چنانچہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کاتب کو بلایا اور فرمایا: ''عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف خط لکھو کہ جیسے ہی تمہیں میرا یہ خط ملے فوراً میرے پاس چلے آؤ، مالِ غنیمت وخراج وغیرہ بھی ساتھ لیتے آنا۔'' جب حضرت سیدنا عمیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیغام ملا تو آپ نے اپنا تھیلا اٹھایا، اس میں زادِ راہ اور ایک پیالہ رکھا، پانی کا برتن لیا پھر اپنی لاٹھی اٹھا کر پیدل ہی سفر کرتے ہوئے مدینہ منوّرہ پہنچ گئے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں اس حال میں حاضر ہوئے کہ آپ کا چہرہ گرد آلود اور رنگ متغیر ہو چکا تھا اور طویل سفر کے آثار چہرے پر ظاہر تھے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہوتے ہی اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ یَا اَمِیۡرَ الۡمُؤۡمِنِیۡن وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ وَمَغۡفِرَتُہٗ کہا۔حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا: ''اے عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! تمہارا کیا حال ہے؟'' حضرت سیدنا عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''میرا وہی حال ہے جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھ رہے ہیں، کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ میں صحیح وسالم ہوں اور دنیا میرے ساتھ ہے جسے میں کھینچ رہا ہوں۔

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''تم کیا کچھ لے کر آئے ہو؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گمان تھا کہ شاید حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مالِ غنیمت وغیرہ لائے ہوں گے، حضرت سیدنا عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''میرے پاس میرا تھیلا ہے جس میں اپنا زادِ راہ رکھتا ہوں، ایک پیالہ ہے جس میں کھانا کھاتا ہوں اور اسی سے اپنا سر اور کپڑے وغیرہ دھوتا ہوں، ایک پانی کا برتن ہے جس میں پانی پیتا ہوں اور وضو وغیرہ کرتا ہوں اور ایک لاٹھی ہے جس پر ٹیک لگاتا ہوں اور اگر کوئی دشمن آجائے تو اسی لاٹھی سے اس کا مقابلہ کرتا ہوں، خدا عزوجل کی قسم! اس کے علاوہ میرے پاس دنیاوی مال ومتاع نہیں۔'' حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا: ''اے عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! کیا تم پیدل آئے ہو؟'' انہوں نے عرض کی: ''جی ہاں۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''کیا مسلمانوں میں سے کوئی ایسا نہ تھا جو تمہیں سواری دیتا تاکہ تم اس پر سوار ہو کر آتے؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''نہیں، ان میں سے کسی نے مجھے کہا نہ ہی میں نے کسی سے سوال کیا۔'' حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''وہ کتنے بُرے لوگ ہیں جن کے پاس سے تم آئے ہو۔حضرت سیدنا عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ''اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! انہیں برا نہ کہیے، میں ان لوگوں کو صبح کی نماز پڑھتے چھوڑ کر آیا ہوں، وہ اللہ عزوجل کی عبادت کرنے والے ہیں۔'' حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا:

''تم جس مال کی وصولی کے لئے بھیجے گئے تھے وہ کہاں ہے؟ اور تم نے وہاں رہ کر کیا کیا کام سرانجام دیئے؟'' حضرت سیدنا عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''آپ مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟'' حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''سبحان اللہ عزوجل! میں جو پوچھنا چاہتا ہوں وہ بالکل واضح ہے۔''

حضرت سیدنا عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''اللہ عزوجل کی قسم! اگر مجھے اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ میرے نہ بتانے سے آپ کو غم ہوگا تو میں ہرگز آپ کو نہ بتاتا، سنئے! جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے بھیجا تھا تو وہاں پہنچ کر میں نے وہاں کے تمام نیک لوگوں کو جمع کیا اور انہیں مال جمع کرنے کے لئے کہا۔ جب انہوں نے مالِ غنیمت اور جزیہ وغیرہ جمع کرلیا تو میں نے اس مال کو اس کے مصارف (یعنی خرچ کرنے کی جگہوں) میں خرچ کردیا۔ اگر اس میں سے کچھ بچتا تو میں یہاں ضرور لے کر آتا۔'' حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا: ''تم یہاں کچھ بھی نہیں لے کر آئے؟'' انہوں نے عرض کی: ''نہیں۔'' حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوبارہ وہاں کا حاکم بنا کر بھیجا جاتا ہے اس کے لئے عہد لکھو۔'' حضرت سیدنا عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ سنا تو عرض کی: ''اب میں یہ کام نہ تو آپ کے لئے کروں گا نہ آپ کے بعد کسی اور کے لئے، کیونکہ اس کام میں مَیں اپنے آپ کو گناہوں سے نہیں بچا سکتا بلکہ مجھ سے ایک خطا بھی سرزد ہوئی ہے، میں نے ایک نصرانی کو یہ کہہ دیا تھا کہ ''اللہ عزوجل تجھے رسوا کرے حالانکہ وہ ہمیں جزیہ دیا کرتا تھا اور ذمی کافر کو اذیت دینا منع ہے لہٰذا میں اب یہ عہدہ قبول نہیں کروں گا۔'' پھر انہوں نے حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اجازت چاہی اور اپنے گھر کی طرف روانہ ہوگئے۔

ان کا گھر مدینہ منورہ سے کافی دور تھا۔ وہ پیدل ہی گھر کی جانب چل دیئے۔ جب وہ چلے گئے تو حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''ان کے بارے میں تحقیق کرنی چاہیے۔ لہٰذا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حارث نامی ایک شخص کو بلایا اور اسے ایک سو دینار دے کر فرمایا: ''تم حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جاؤ اور وہاں مہمان بن کر رہو، اگر وہاں دولت کے آثار دیکھو تو واپس آجانا اور اگر انہیں تنگدستی اور فقر وفاقہ کی حالت میں پاؤ تو یہ دینار اُنہیں دے دینا۔''

جب وہ شخص وہاں پہنچا تو دیکھا کہ حضرت سیدنا عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھے ہیں اور اپنے کُرتے سے گرد وغبار وغیرہ صاف کر رہے ہیں۔ وہ ان کے پاس گئے اور سلام عرض کیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا اور فرمایا: ''اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، آپ ہمارے ہاں مہمان ہوجایئے۔ لہٰذا وہ ان کے ہاں بطورِ مہمان ٹھہر گیا پھر حضرت سیدنا عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے پوچھا: ''آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟'' اس نے کہا: ''میں مدینہ منورہ سے آیا ہوں۔'' حضرت سیدنا عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''امیر المؤمنین کو کس حال میں چھوڑ کر آئے ہو؟'' جواب دیا: ''اچھی حالت میں۔'' پھر آپ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''کیا حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجرموں کو سزا نہیں دیتے ؟'' اس نے کہا: ''کیوں نہیں۔'' وہ حدود قائم فرماتے ہیں اور انہوں نے تو اپنے بیٹے پر بھی کسی خطا[1] پر حد قائم فرمائی یہاں تک کہ وہ فوت ہوگئے۔'' حضرت سیدنا عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، اے اللہ عزوجل! تو حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عزت عطا فرما، ان کی مدد فرما، بے شک وہ تجھ سے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں۔

وہ شخص حضرت سیدنا عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں تین دن مہمان رہا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں جَو کی ایک روٹی ہوتی جو اسے کھلا دیتے اور خود بھوکے رہتے۔ یہاں تک کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشقت میں پڑ گئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت زیادہ پریشانی ہونے لگی۔ چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے معذرت کرتے ہوئے فرمایا: ''ہمیں بہت زیادہ پریشانی کا سامنا ہے، اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہم سے رخصت ہو جائیں، جب اس نے یہ سنا تو دینار نکال کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں پیش کئے اور کہا: ''یہ امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے بھیجے ہیں، انہیں قبول فرمایئے اور اپنی ضروریات میں استعمال کیجئے۔'' جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سنا تو ایک زوردار چیخ ماری اور فرمایا: ''مجھے ان کی کچھ حاجت نہیں، انہیں واپس لے جاؤ۔'' یہ دیکھ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجۂ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: ''آپ انہیں قبول کر لیجئے، اگر ان کی ضرورت محسوس ہو تو استعمال کر لینا ورنہ حاجت مندوں اور فقراء میں تقسیم فرما دینا۔'' حضرت سیدنا عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل کی قسم! میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس میں انہیں رکھ سکوں۔'' یہ سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجۂ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے کرتے کا نیچے والا حصہ پھاڑ کر دیا، اور کہا: ''اس میں رکھ لیجئے۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ دینار لے کر اس کپڑے میں رکھ لئے پھر گھر سے باہر تشریف لے گئے اور تمام دینار شہداء کے اقرباء اور فقراء و مساکین میں تقسیم فرما دیئے۔ جب واپس گھر آئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک دینار بھی نہ تھا، دینار لانے والے کا گمان تھا کہ شاید مجھے بھی کچھ حصہ ملے گا لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب دینار فقراء میں تقسیم فرما دیئے تھے۔ پھر حضرت سیدنا عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا: ''امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میرا سلام عرض کرنا۔'' پھر وہ شخص وہاں سے روانہ ہو کر حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے پوچھا: ''تم نے وہاں کیا دیکھا؟'' عرض کی: ''بہت تنگدستی اور فقر و فاقہ کی حالت میں زندگی گزار رہے ہیں، پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''انہوں نے دیناروں کا کیا کیا؟'' عرض کی: ''مجھے معلوم نہیں۔''

---

[1]: ان کی خطا یہ تھی کہ انہوں نے نبیذ پی تھی جس سے نشہ ہو گیا تھا۔ فتاوی فیض الرسول میں ہے: ''ان کی جانب شراب پینے اور زنا کرنے کی نسبت غلط ہے، صحیح یہ ہے کہ انہوں نے نبیذ پی تھی جس کے سبب نشہ ہو گیا تھا تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان پر حد قائم فرمائی، پھر وہ بیمار ہو کر انتقال فرما گئے۔''

(فتاوی فیض الرسول بحوالہ مجمع البحار، ج ۲، ص ۷۱۰)

پھر حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی طرف خط بھیجا اور اس میں لکھا: ''جیسے ہی ہمارا یہ خط پہنچے فوراً ہمارے پاس چلے آؤ، لہٰذا خط پا کر حضرت سیدنا عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے، حضرت سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا: ''آپ نے دینار کہاں خرچ کئے؟ بولے: ''میں نے جہاں چاہا انہیں خرچ کیا، آپ ان کے متعلق کیوں پوچھ رہے ہیں؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میں تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں مجھے بتاؤ تم نے وہ دینار کہاں خرچ کئے؟'' حضرت سیدنا عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''میں نے وہ دینار اپنی آخرت کے لئے ذخیرہ کر لئے ہیں۔''

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر فرمایا: ''اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوش وخرم رکھے، اسی طرح حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو دعائیں دیتے رہے، پھر حکم فرمایا: انہیں چھ من گندم اور کچھ کپڑے دے دیئے جائیں۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر کہا: ''مجھے گندم کی کوئی حاجت نہیں، مَیں گھر میں دو صاع گندم چھوڑ کر آیا ہوں، جب وہ ختم ہو جائے گی تو اللہ عزوجل ہمیں اور عطا فرمائے گا۔ پس آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گندم قبول نہ فرمائی اور کپڑے بھی یہ کہہ کر لئے کہ فلاں غریب عورت کو ان کی حاجت ہے، میں یہ کپڑے اسے دے دوں گا، پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گئے اور کچھ عرصہ بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اِنتقال ہو گیا۔ (اللہ عزوجل کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین)

جب حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے وصال کی خبر ملی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت صدمہ ہوا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی تدفین کے لئے پیدل ہی جنت البقیع کی طرف چل پڑے، بہت سے لوگ بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے، جب حضرت سیدنا عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دفن کر دیا گیا تو حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے کہا: ''تم اپنی اپنی خواہش کا اظہار کرو۔'' ان میں سے ایک شخص بولا: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! میری یہ خواہش ہے کہ میرے پاس بہت سا مال ہو اور میں اس کے ذریعے غلاموں کو آزاد کرواؤں تاکہ اللہ عزوجل کی رضا نصیب ہو۔'' دوسرے نے کہا: ''میری یہ خواہش ہے کہ میرے پاس بہت سا مال ہو جسے میں اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ کر دوں۔'' ایک اور شخص نے کہا: ''میری خواہش ہے کہ اللہ عزوجل مجھے بہت زیادہ قوت عطا فرمائے تاکہ میں بئرِ زمزم سے پانی نکال کر حجاج کو سیراب کروں۔'' پھر حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''میری تو یہ خواہش ہے کہ **مجھے عمیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے لوگ مل جائیں جنہیں میں گورنر بناؤں اور مسلمانوں کے کاموں کا والی بنا دوں۔''**

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

حکایت نمبر2:

اہلِ حمص کی چار شکایات

حضرت سیدنا خالد بن معدان علیہ رحمۃ اللہ المنّان فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا سعید بن عامر بن حذیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حمص کا عامل مقرر فرمایا پھر جب حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حمص تشریف لے گئے تو آپ نے اہلِ حمص سے دریافت فرمایا: ''تم نے اپنے عامل کو کیسا پایا؟'' تو انہوں نے حضرت سیدنا سعید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف شکایات کیں۔ (گورنروں اور عاملوں کی بکثرت شکایات کرنے کی وجہ سے حمص کو ''کوفۂ صغریٰ'' کہا جاتا ہے) انہوں نے حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی: ''ہمیں اپنے امیر سے چار شکایات ہیں:

(۱) یہ ہمارے پاس دن چڑھے بہت دیر سے تشریف لاتے ہیں:

(۲) یہ رات کو کسی کی بات نہیں سنتے۔

(۳) مہینے میں ایک دن ایسا بھی آتا ہے کہ اس دن یہ ہمارے پاس تشریف ہی نہیں لاتے۔

(۴) کبھی کبھی ان پر بہت زیادہ رنج وغم کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے اور یہ بے ہوش ہوجاتے ہیں۔

حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا سعید بن عامر بن حذیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور تمام لوگوں کو جمع کیا، پھر دعا فرمائی: ''اے میرے پرورد گار عزوجل! آج اس معاملے میں میرے فیصلے کو کمزور نہ کرنا (یعنی مجھے صحیح فیصلہ کرنے کی توفیق عطا فرمانا)۔'' پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: ''تمہیں ان کے بارے میں کیا شکایات ہیں؟'' لوگوں نے عرض کی: ''یہ ہمارے پاس دن چڑھے بہت دیر سے تشریف لاتے ہیں۔'' حضرت سیدنا سعید بن حذیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ شکایت سنی تو ارشاد فرمایا: ''مجھے یہ بتاتے ہوئے شرم آتی ہے کہ میں کیوں دیر سے آتا ہوں، خدا عزوجل کی قسم! میرے پاس کوئی خادم نہیں، میں خود آٹا پیستا ہوں، پھر اسے گوندھ کر روٹی پکاتا ہوں، اس کے بعد وضو کر کے ان کے پاس آجاتا ہوں۔ میرے دیر سے آنے کی یہی وجہ ہے۔''

حضرت سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے پوچھا: ''اور کیا شکایت ہے؟'' کہنے لگے: ''یہ رات کو ہمارے مسائل نہیں سنتے۔'' حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''اے سعید! تمہارے پاس اس شکایت کا کیا جواب ہے؟'' انہوں نے کہا: ''میں نے دن مخلوق کے لئے خاص کر رکھا ہے اور رات کو اپنے رب عزوجل کی عبادت میں مصروف ہوتا ہوں۔'' پھر انہوں نے تیسری شکایت کرتے ہوئے کہا: ''ہر مہینے ایک دن ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ ہمارے پاس تشریف ہی نہیں لاتے۔'' حضرت سیدنا

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اے سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ! تم کیا کہتے ہو؟'' عرض کی: ''حضور! میرے پاس کوئی خادم نہیں، مہینے میں ایک مرتبہ میں اپنے کپڑے دھوتا ہوں۔ میرے پاس کوئی دوسرا لباس نہیں ہوتا جسے پہن کر ان کے پاس آؤں۔ پھر جب وہ کپڑے سوکھ جاتے ہیں تو انہیں پہن کر ان کے پاس آجاتا ہوں۔'' چوتھی شکایت کرتے ہوئے وہ لوگ کہنے لگے: ''انہیں کبھی کبھی شدید دورہ پڑتا ہے اور یہ بیہوش ہوجاتے ہیں۔

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اے سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اس شکایت کا جواب دو۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''اسلام کی دولت حاصل ہونے سے پہلے میں نے حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ایک صحابی حضرت سیدنا خبیب الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک میدان میں دیکھا تھا جنہیں کفارِ قریش نے کھجور کے درخت سے باندھ رکھا تھا اور تیروں سے ان کا جسم چھلنی کر رہے تھے، میں بھی ان لوگوں میں موجود تھا۔ پھر قریش ان سے پوچھنے لگے: ''کیا تو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ تیری جگہ محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کو یہ سزا دی جائے؟'' یہ سن کر ان صحابیٔ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''خدا عزوجل کی قسم! میں تو اس بات کو بھی پسند نہیں کرتا کہ میں گھر میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ رہوں اور میرے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو کوئی کانٹا بھی چبھے، میرے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر میری ہزاروں جانیں قربان:

ترے نام پر سر کو قربان کر کے — ترے سر سے صدقے اتارا کروں میں

یہ اک جان کیا ہے اگر ہوں کروڑوں — ترے نام پر سب کو وارا کروں میں (سامانِ بخشش)

اس کے بعد اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں استغاثہ پیش کیا، اور یا محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) یا محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کی صدائیں بلند کیں۔ افسوس! وہاں ہوتے ہوئے بھی میں ان کی کچھ مدد نہ کرسکا (کیونکہ آپ اس وقت مسلمان نہ تھے) شاید میرا یہ گناہ کبھی بھی معاف نہ کیا جائے۔ بس یہ خیال آتے ہی میری حالت خراب ہوجاتی ہے، اور مجھ پر غشی طاری ہوجاتی ہے۔'' حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل کا شکر ہے کہ اس نے میری فراست کو ضائع نہیں کیا اور مجھے ایسی عظیم ہستیاں عطا فرمائیں۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک ہزار دینار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''ان کے ذریعے اپنی ضروریات پوری کرلینا۔'' جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجۂ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دینار دیکھے، تو کہنے لگی: ''اللہ عزوجل کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں غنی کردیا۔'' یہ سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''ہمارے لئے زیادہ بہتری اسی میں ہے کہ ہم یہ تمام دولت ان لوگوں کو دے دیں جو ہم سے زیادہ محتاج ہیں، کیا تو اس بات پر راضی ہے؟'' وہ صبر وشکر کی پیکر بولی: ''میں راضی ہوں۔''

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام دینار تھیلیوں میں بھرے اور اپنے گھر کے سب سے امین شخص کو بلایا اور فرمایا: ''یہ تھیلی فلاں خاندان کی بیواؤں کو دے دو، یہ فلاں خاندان کے یتیم کو، یہ فلاں خاندان کے مسکین کو اور یہ فلاں خاندان کے حاجت مند کو دے دو۔'' اس طرح آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساری رقم تقسیم فرما دی صرف کچھ دینار باقی بچے۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر تشریف لائے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجۂ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا: ''کیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے لئے غلام نہیں خریدیں گے؟ جو مال بچا ہے اس سے غلام خرید لینا چاہئے۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اگر ہم سے زیادہ کوئی محتاج آ گیا تو ہم یہ مال اس کو دے دیں گے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر3:

کفر و شرک کی آندھیاں اور شمعِ ایمان

حضرت سیدنا اسد بن حارثہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دس صحابہ کرام علیہم الرضوان پر مشتمل ایک قافلہ کسی محاذ پر روانہ فرمایا اور حضرت سیدنا عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان پر امیر مقرر فرمایا، جب یہ حضرات عسفان اور مکہ مکرمہ کے درمیان واقع ایک وادی میں پہنچے تو قبیلہ **ہذیل** کے کچھ لوگوں کو ان کی خبر ملی، لہٰذا سو تیر اندازوں نے ان کا تعاقب شروع کر دیا، ایک جگہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہ قافلہ کھانے کے لئے ٹھہرا اور وہاں کھجوریں وغیرہ تناول فرمائیں، پھر آگے روانہ ہو گئے۔ جب یہ لوگ پیچھا کرتے ہوئے اس مقام پر پہنچے اور وہاں کھجوروں کی گٹھلیاں دیکھیں تو آپس میں کہنے لگے: ''یہ تو مکۂ مکرمہ کی کھجوروں کی گٹھلیاں ہیں، انہیں ڈھونڈو، وہ ضرور کہیں آس پاس ہی موجود ہوں گے، جب حضرت سیدنا عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محسوس فرمایا کہ ہمارا پیچھا کیا جا رہا ہے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کو لے کر ایک میدان میں آ گئے جیسے ہی یہ میدان میں آئے تو دشمنوں نے انہیں گھیر لیا اور کہا: ''تم سب اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو، ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تمہیں قتل نہیں کریں گے۔'' حضرت سیدنا عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میں ہرگز کسی کافر کے وعدہ کا اعتبار نہیں کروں گا، ہم اپنے آپ کو تمہارے حوالے نہیں کریں گے۔'' جب دشمنوں نے یہ سنا تو ان پر تیروں کی بارش کر دی۔ حضرت سیدنا عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور عرض کی:

''اے میرے پروردگار عزوجل! ہماری اس حالت کی خبر رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو پہنچا دے۔ ابھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصروفِ دعا ہی تھے کہ ان ظالموں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تیر مار مار کر شہید کر دیا اور اسی طرح اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بھی شہید کرتے رہے جب آخر میں صرف حضرت سیدنا خبیب، حضرت سیدنا زید بن ثابت اور ایک اور صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہم باقی رہ گئے، تو انہوں نے اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دیا۔ کفار نے یہ دیکھ کر فوراً ان سے تلواریں چھین لیں اور انہیں گھیرے میں لے لیا اور زدوکوب کرنے لگے۔ یہ دیکھ کر ان میں سے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ''خدا عزوجل کی قسم! یہ تمہاری پہلی بدعہدی ہے، اب میں ہرگز تمہارے وعدے پر اعتبار نہ کروں گا اور تمہارے ساتھ نہ جاؤں گا، یہ سن کر کفار نے انہیں گھسیٹنا شروع کر دیا انہوں نے مزاحمت کی اور ان کے ساتھ جانے سے انکار کیا تو ظالموں نے انہیں بھی شہید کر دیا، پھر وہ حضرت سیدنا خبیب اور حضرت سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مکہ مکرمہ لے گئے اور انہیں وہاں فروخت کر دیا۔

یہ واقعہ غزوۂ بدر کے بعد پیش آیا۔ غزوہ بدر میں حضرت سیدنا خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حارث بن عامر کو قتل کیا تھا، چنانچہ بنو حارث نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خرید لیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے کے لئے ایک دن مقرر کیا تا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر کے حارث بن عامر کے قتل کا بدلہ لے سکیں۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قید میں ڈال دیا گیا۔ ایک دن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حارث کی لڑکی سے استرا مانگا تا کہ بال وغیرہ کاٹنے کے لئے اسے تیز کریں۔ لڑکی نے استرا دے دیا۔

تھوڑی دیر بعد اس لڑکی کا ایک چھوٹا سا بچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں بیٹھ گیا، اس لڑکی کو یہ بات معلوم نہ تھی۔ جب وہ دوبارہ اس طرف آئی اور اس نے دیکھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں استرا ہے اور بچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں بیٹھا ہوا ہے تو وہ بہت خوفزدہ ہوئی کہ کہیں یہ میرے بچے کو قتل نہ کر دے، جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے خوفزدہ دیکھا تو فرمایا، کیا تو اس بات سے خوفزدہ ہے کہ میں اسے قتل کر دوں گا؟ اس نے کہا: ''ہاں۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''خدا عزوجل کی قسم! میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا، پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بچے کو اس کی طرف بھیج دیا۔'' وہ لڑکی کہا کرتی تھی: ''خدا عزوجل کی قسم! میں نے خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا۔'' میں نے ایک دن دیکھا: ''حضرت سیدنا خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں انگور کا ایک خوشہ تھا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس میں سے تناول فرما رہے تھے حالانکہ ان دنوں مکۂ مکرمہ میں کہیں بھی انگور نہ تھے، یہ رزق اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمایا تھا، اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو ایسی ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتا ہے کہ جہاں کا وہم وگمان بھی نہیں ہوتا۔

جب حضرت سیدنا خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے کے لئے حدودِ حرم سے باہر لایا گیا تو اس مردِ مجاہد کو کفار مکہ نے چاروں

طرف سے گھیر لیا اور تماشائی بن کر ایک سچے عاشق رسول اور ربُّ العٰلمین کی وحدانیت کا علی الاعلان اظہار کرنے والے مردِ مؤمن کے گرد جمع ہوگئے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالکل نہ گھبرائے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پایۂ استقلال میں ذرہ برابر بھی کمی نہ آئی بلکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں جلتی ہوئی ایمان کی شمع مزید روشن ہوگئی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کفارِ بد اطوار سے فرمایا: ''مجھے دو رکعت ادا کر لینے دو تاکہ میں اپنے اس ربِّ حقیقی عزوجل کی بارگاہ میں آخری بار سجدہ ریز ہوسکوں جس کے نام پر مجھے شہادت مل رہی ہے، انہوں نے اجازت دے دی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیڑیاں کھول دیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبلہ رو ہوکر نماز شروع فرمادی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے اطمینان سے نماز ادا کی پھر کفار سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا: ''اگر مجھے اس بات کا احساس نہ ہوتا کہ میری طویل نماز سے شاید تم یہ سمجھنے لگو گے کہ میں موت کے خوف سے نماز طویل کررہا ہوں تو میں بہت خشوع خضوع سے نماز پڑھتا اور اپنے ربّ عزوجل کی بارگاہ میں خوب طویل سجدے کرتا۔ پھر ان ظالموں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھجور کے ایک تنے کے ساتھ باندھ دیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں استغاثہ پیش کیا اور **یا محمداہ** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم **یا محمداہ** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم **کی صدائیں بلند کیں**، پھر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس طرح دعا کی: ''اے پروردگار عزوجل! تو ان سب کو چن چن کر تباہ و برباد کردے اور ان میں سے کسی کو بھی باقی نہ رکھ۔'' اس کے بعد ابو سروعہ بن عقبہ بن حارث آگے بڑھا اور اس ظالم نے ایک سچے عاشق رسول کو بڑی ہی بے دردی سے شہید کر دیا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

؎ غلامانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جان دینے سے نہیں ڈرتے
یہ سر کٹ جائے یا رہ جائے کچھ پرواہ نہیں کرتے

(میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! اس مردِ مجاہد نے جان تو دے دی لیکن شمعِ ایمان کو کفر وشرک کی آندھیوں سے محفوظ رکھا، ان کی شہادت ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے، انہوں نے وقتِ شہادت بھی نماز نہ چھوڑی، بس دل میں یہی آرزو مچل رہی تھی کہ وقتِ رخصت بھی اپنے ربّ عزوجل کی بارگاہ میں سر جھکا لوں اور اس کی عبادت کرلوں۔ اللہ عزوجل ہمیں بھی ان کے صدقے صبر واستقامت عطا فرمائے اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

حکایت نمبر4:

قرآن اور نماز کا شیدائی

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مجاہدات اور عبادات کا ذکر کرتے ہوئے شمعِ رسالت کے دو پروانوں کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:''ایک مرتبہ ہم رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ کسی غزوہ میں گئے، واپسی پر ہم پہاڑی علاقے سے گزرے اور رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے وہاں قیام کا حکم فرمایا۔ سب صحابہ کرام علیہم الرضوان آرام کی خاطر وہاں ٹھہر گئے، اللہ کے محبوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''آج رات تم میں سے کون پہرہ دے گا؟''ایک مہاجر اور ایک انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کھڑے ہوئے اور عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! یہ سعادت ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں، ہمیں قبول فرمالیجئے۔''چنانچہ وہ دونوں صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اجازت پاکر پہرہ دینے کے لئے تیار ہوگئے، دونوں نے مشورہ کیا اور انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:''ہم ایسا کرتے ہیں کہ آدھی رات ہم میں سے ایک پہرہ دے گا اور دوسرا سو جائے گا پھر بقیہ آدھی رات دوسرا پہرہ دے گا اور پہلا سو جائے گا، انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:''آپ آرام فرمائیں، میں جاگتا ہوں پھر آپ پہرہ دینا پس مہاجر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آرام فرمانے لگے اور انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہرہ دینے کے لئے تیار ہوگئے۔ کچھ دیر کے بعد انہوں نے نماز پڑھنا شروع کردی اور سورۂ کہف کی قراءت کرنے لگے۔ دشمنوں کی طرف سے ایک شخص آیا اور اس نے پہاڑی پر چڑھ کر دیکھا تو اسے ایک شخص نماز پڑھتا ہوا دکھائی دیا، اس نے کمان پر تیر چڑھایا اور نشانہ باندھ کر اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تیر چلادیا تیر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم میں پیوست ہوگیا لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوئی حرکت نہ کی اور نماز میں مشغول رہے اس ظالم نے دوسرا تیر مارا، وہ بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم اقدس میں اتر گیا لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز نہ توڑی پھر اس نے تیسرا تیر مارا، وہ بھی سیدھا آیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زخمی کرتا ہوا جسم میں پیوست ہوگیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رکوع وسجود کئے اور نماز مکمل کرنے کے بعد اپنے رفیق کو جگایا۔ جب اس کافر نے دیکھا کہ یہاں یہ اکیلا نہیں بلکہ اس کے رفقاء بھی قریب ہی موجود ہیں تو وہ فوراً بھاگ گیا۔ مہاجر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے رفیق کی یہ حالت دیکھی تو جلدی جلدی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم سے تیر نکالے اور پوچھا:''جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر دشمن نے حملہ کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے جگایا کیوں نہیں؟''اس پر قرآن ونماز کے شیدائی اس انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا:''میں نے نماز میں ایک سورت شروع کی ہوئی تھی میں نے یہ گوارا نہ کیا کہ سورت کو ادھورا چھوڑ کر نماز توڑ ڈالوں، خدا عزوجل کی قسم! اگر مجھے حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے پہرے کی ذمہ داری نہ دی ہوتی تو میں اپنی جان دے دیتا لیکن سورت کو ضرور مکمل کرتا لیکن مجھے حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے پہرہ دینے کا

حکم فرمایا تھا اس لئے میری ذمہ داری تھی کہ اس کو احسن طریقے سے سرانجام دوں۔ جب میں نے دیکھا کہ میں بہت زیادہ زخمی ہو گیا ہوں تو اسی احساس ذمہ داری کی وجہ سے نماز کو مختصر کر دیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جگا دیا تاکہ دشمن مزید حملہ نہ کر سکے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

(سبحان اللہ عزوجل! قربان جائیے! ان پاک ہستیوں کو نماز و قرآن سے کیسی محبت ولگن تھی کہ جان کی پرواہ نہ کی اور نماز میں مشغول رہے اور قرآن کی تلاوت جاری رکھی۔ اللہ عزوجل ان کے صدقے ہمیں بھی عبادت کی حقیقی لذت، قرآن کی محبت اور حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا سچا عشق عطا فرمائے۔)

حکایت نمبر 5: حضرت سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی پاکدامنی

ایک مرتبہ رحمتِ عالم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے والد محترم حضرت سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں سفر پر جا رہے تھے کہ راستے میں ایک یہودی عورت ملی جو اپنے مذہب کی کتابوں کو خوب جانتی تھی اور وہ کاہنہ بھی تھی، اس کا نام ''فاطمہ بنت مُرّ'' تھا، بہت زیادہ حسین و جمیل اور پارسا تھی، لوگ اس سے شادی کی خواہش کرتے تھے، حسن و خوبصورتی میں اس کا بہت چرچا تھا، جب اس کی نظر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پڑی تو اسے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی میں نورِ نبوت چمکتا ہوا نظر آیا، وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب آ کر کہنے لگی: ''اے نوجوان! اگر تو مجھ سے ابھی مباشرت کر لے تو میں تجھے سو اونٹ دوں گی۔'' یہ سن کر عفت و حیا کے پیکر حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: **''مجھے حرام کام میں پڑنے سے موت زیادہ عزیز ہے** اور حلال کام تیرے پاس نہیں یعنی تو میرے لئے حلال نہیں پھر میں تیری خواہش کیسے پوری کر سکتا ہوں۔''

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس گھر تشریف لائے اور حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صحبت فرمائی۔ چند دنوں کے بعد ایک مرتبہ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات اس عورت سے ہوئی، اس نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ انور پر نورِ نبوت نہ پا کر پوچھا: ''تم نے مجھ سے جدا ہونے کے بعد کیا کیا؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میں اپنی زوجہ کے پاس گیا اور اس سے مباشرت کی۔'' یہ سن کر وہ بولی: ''خدا عزوجل کی قسم! میں بدکارہ نہیں لیکن میں نے تمہارے چہرے پر نورِ نبوت دیکھا تو میں نے چاہا کہ وہ نور مجھے مل جائے مگر اللہ عزوجل کو کچھ اور ہی منظور تھا اس نے جہاں چاہا اس نور کو رکھا۔ جب یہ بات لوگوں کو معلوم ہوئی تو انہوں نے اس عورت سے پوچھا: ''کیا واقعی عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تجھے قبول نہ کیا، کیا تو نے اسے اپنی طرف دعوت دی

تھی؟'' یہ سن کر اس نے چند اشعار پڑھے، جن کا ترجمہ یہ ہے:

میں نے ایک بجلی دیکھی جس نے سیاہ بادلوں کو بھی جگمگا دیا، اس بجلی میں ایسا نور تھا جو سارے ماحول کو چودھویں کے چاند کی طرح روشن کر رہا تھا، میں نے چاہا کہ اس نور کو حاصل کرلوں تا کہ اس پر فخر کرتی رہوں مگر ہر پتھر کی رگڑ سے آگ پیدا نہیں ہوتی مگر اے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! وہ زُہری عورت (یعنی حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بڑی نصیب والی ہے جس نے تیرے دونوں کپڑے لے لئے وہ کیا جانے کہ اس نے کتنی عظیم چیز حاصل کر لی ہے۔ (یعنی حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تم سے وہ شہزادہ حاصل کرلیا جس کے وجود پر دو چادریں ہیں: ایک حکومت کی اور دوسری نبوت کی) وہ عورت اکثر یہ اشعار پڑھا کرتی تھی۔

(اس واقعہ سے رحمتِ عالم، نورِ مجسّم شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے والدِ محترم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پاک دامنی کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ایک نوجوان کو حسین وجمیل مال دار عورت گناہ کی دعوت دے اور صرف گناہ کی دعوت ہی نہیں بلکہ سو اونٹ بھی ساتھ دے لیکن پھر وہ غیرت منداور عفت وحیا کا پیکر اپنی عزت کو محفوظ رکھنے کے لئے اس کی طرف بالکل بھی توجہ نہ دے اور اس کی دعوت کو ٹھکرا دے، تو کیا یہ عمل پاکدامنی، تقوی، پرہیز گاری اور خوفِ خدا عزوجل کی ایک اعلیٰ ترین مثال نہیں؟ یقیناً یہ خوف خدا عزوجل کی بہترین مثال ہے، ایسے مردِ مؤمن کی پاکدامنی پر کروڑوں سلام۔

سیدی اعلیٰحضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت، الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن نے ''**فتاوی رضویہ شریف**'' جلد ۳۰ صفحہ ۲۷۰ پر حضور نبیٔ رحمت، شافعِ امّت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ اقدس نقل فرمایا، چنانچہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: **''اللہ عزوجل مجھے ہمیشہ پاک ستھری پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل فرماتا رہا صاف ستھرا آراستہ جب دو شاخیں پیدا ہوئیں، میں ان میں بہتر شاخ میں تھا۔''**

(بحوالہ کنز العمال، ج۱۲، ص۱۹۲، الحدیث: ۳۵۴۸۴)

سبحان اللہ عزوجل صادق ومصدوق صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا کلام بالکل برحق ہے۔ اللہ عزوجل ان مبارک ہستیوں کے صدقے ہمیں بھی شرم وحیا کی عظیم نعمت سے مالا مال فرمائے۔)

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر6: **فضائلِ صدیق اکبر بزبانِ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما**

حضرت سیدنا اُسید بن صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو مدینے کی فضا میں رنج وغم کے آثار تھے، ہر شخص شدّتِ غم سے نڈھال تھا، ہر آنکھ سے اشک رواں تھے، صحابہ کرام علیہم الرضوان پر اسی طرح پریشانی کے آثار تھے جیسے حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے وصال ظاہری کے وقت تھے، سارا مدینہ غم میں ڈوبا ہوا تھا۔ پھر جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسل دینے کے بعد کفن پہنایا گیا تو حضرت سیدنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم تشریف لائے، اور کہنے لگے: آج کے دن نبی آخرالزماں صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے خلیفہ ہم سے رخصت ہوگئے۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کھڑے ہوگئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، آپ رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے بہترین رفیق، اچھے محبّ، بااعتماد رفیق اور محبوب خدا عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے رازداں تھے۔ حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشورہ فرمایا کرتے تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں میں سب سے پہلے مؤمن، ایمان میں سب سے زیادہ مخلص، پختہ یقین رکھنے والے اور متقی وپرہیزگار تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دین کے معاملات میں بہت زیادہ سخی اور اللہ کے رسول عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے سب سے زیادہ قریبی دوست تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت سب سے اچھی تھی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ سب سے بلند تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے لئے بہترین واسطہ تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اندازِ خیرخواہی، دعوت وتبلیغ کا طریقہ، شفقتیں اور عطائیں رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرح تھیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے بہت زیادہ خدمت گزار تھے۔ اللہ عزوجل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اور اسلام کی خدمت کی بہترین جزاء عطا فرمائے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دینِ متین اور نبیِّ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بہت زیادہ خدمت کی، اللہ عزوجل اپنی رحمت کے شایانِ شان آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جزاء عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

جس وقت لوگوں نے رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو جھٹلایا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی تصدیق فرمائی، حضور نبیِّ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ہر فرمان کو حق وسچ جانا اور ہر معاملے میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی تصدیق فرمائی، اللہ عزوجل نے قرآنِ کریم میں آپ کو صدیق کا لقب عطا فرمایا فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ٥ (پارہ۲۴، الزمر:۳۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جنہوں نے ان کی تصدیق کی یہی ڈر والے ہیں۔

اس آیت میں صَدَّقَ بِہٖ سے مراد صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا تمام مؤمنین ہیں۔

پھر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم نے مزید فرمایا: ''اے صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! جس وقت لوگوں نے بخل کیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سخاوت کی، لوگوں نے مصائب وآلام میں رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ساتھ چھوڑ دیا لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ رہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی صحبتِ بابرکت سے بہت زیادہ فیضیاب ہوئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان تو یہ ہے کہ، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ثانی اثنین کا لقب ملا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یارِ غار ہیں، اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سکینہ نازل فرمایا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ ہجرت فرمائی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے رفیق وامین اور خلیفہ فی الدین تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت کا حق ادا کیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرتدوں سے جہاد کیا، حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے وصالِ ظاہری کے بعد لوگوں کے لئے سہارا بنے، جب لوگوں میں اُداسی اور مایوسی پھیلنے لگی تو اس وقت بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوصلے بلند رہے۔ لوگوں نے اپنے اسلام کو چھپایا لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایمان کا اظہار کیا، جب لوگوں میں کمزوری آئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو تقویت بخشی، ان کی حوصلہ افزائی فرمائی اور انہیں سنبھالا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیشہ نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی سنتوں کی اتباع کی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے خلیفہ برحق تھے، منافقین وکفار آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوصلوں کو پست نہ کرسکے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کفار کو ذلیل کیا، باغیوں پر خوب شدت کی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کفار ومنافقین کے لئے غیض وغضب کا پہاڑ تھے۔ لوگوں نے دینی اُمور میں سستی کی لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بخوشی دین پر عمل کیا۔ لوگوں نے حق بات سے خاموشی اختیار کی مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علی الاعلان کلمۂ حق کہا، جب لوگ اندھیروں میں بھٹکنے لگے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ان کے لئے منارۂ نور ثابت ہوئی۔ انہوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف رُخ کیا اور کامیاب ہوئے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے زیادہ ذہین وفطین، اعلیٰ کردار کے مالک، سچے، خاموش طبیعت، دوراَندیش، اچھی رائے کے مالک، بہادر اور سب سے زیادہ پاکیزہ خصلت تھے۔

خدا عزوجل کی قسم! جب لوگوں نے دینِ اسلام سے دوری اختیار کی تو سب سے پہلے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی نے اسلام قبول کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے سردار تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں پر مشفق باپ کی طرح شفقتیں فرمائیں، جس بوجھ سے وہ لوگ تھک کر نڈھال ہوگئے تھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں سہارا دیتے ہوئے وہ بوجھ اپنے کندھوں پر لادلیا۔ جب لوگوں نے بے پروائی کا مظاہرہ کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قوم کی باگ ڈور سنبھالی، جس چیز سے لوگ بے خبر تھے آپ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ اسے جانتے تھے اور جب لوگوں نے بے صبری کا مظاہرہ کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبر سے کام لیا۔ جو چیز لوگ طلب کرتے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عطا فرمادیتے۔ لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیروی کرتے رہے اور کامیابی کی طرف بڑھتے رہے۔ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشوروں اور حکمت عملی کی وجہ سے انہیں ایسی ایسی کامیابیاں عطا ہوئیں جو ان لوگوں کے وہم وگمان میں بھی نہ تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کافروں کے لئے دردناک عذاب اور مؤمنوں کے لئے رحمت، شفقت اور محفوظ قلعہ تھے۔ خدا عزوجل کی قسم! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی منزلِ مقصود کی طرف پرواز کر گئے۔ اور اپنے مقصود کو پالیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کبھی غلط نہ ہوئی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی بزدلی کا مظاہرہ نہ کیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت نڈر تھے، کبھی بھی نہ گھبراتے گویا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جذبوں اور ہمتوں کا ایسا پہاڑ تھے جسے نہ تو آندھیاں ڈگمگا سکیں نہ ہی سخت گرج والی بجلیاں متزلزل کرسکیں۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالکل ایسے ہی تھے جیسے حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرمایا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدن کے اعتبار سے اگرچہ کمزور تھے لیکن اللہ عزوجل کے دین کے معاملے میں بہت زیادہ قوی ومضبوط تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آپ کو بہت عاجز سمجھتے، لیکن اللہ عزوجل کی بارگاہ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رتبہ بہت بلند تھا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کی نظروں میں بھی بہت باعزت وباوقار تھے۔''

حضرت سیدنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف کرتے ہوئے مزید فرمایا: ''آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی کسی کو عیب نہ لگایا، نہ کسی کی غیبت کی اور نہ ہی کبھی لالچ کیا۔ بلکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں پر بہت زیادہ شفیق ومہربان تھے، کمزور ونا تواں لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک محبوب اور عزت والے ہوتے، اگر کسی مالدار اور طاقتور شخص پر ان کا حق ہوتا تو انہیں ضرور ان کا حق دلواتے۔ طاقت اور شان وشوکت والوں سے جب تک لوگوں کا حق نہ لے لیتے وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک کمزور ہوتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک امیر وغریب سب برابر تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ مقرب ومحبوب وہ تھا جو سب سے زیادہ متقی وپرہیزگار تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدق وسچائی کے پیکر تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ اٹل ہوتا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت مضبوط رائے کے مالک اور حلیم وبردبار تھے۔ خدا عزوجل کی قسم! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم سب سے سبقت لے گئے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد والے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سب کو پیچھے چھوڑ دیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی منزلِ مقصود کو پہنچ گئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت عظیم کامیابی حاصل ہوئی، (اے یارِ غار!) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شان سے اپنے اصلی وطن کی طرف کوچ کیا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت کے ڈنکے آسمانوں میں بج رہے ہیں اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جدائی کا غم ساری دنیا کو رُلا رہا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

ہم ہر حال میں اپنے رب عزوجل کے ہر فیصلے پر راضی ہیں، ہر معاملے میں اس کی اطاعت کرنے والے ہیں۔ اے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے وصال کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جدائی کا غم مسلمانوں کے لئے سب سے بڑا غم ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات اہل اسلام کے لئے عزت کا باعث بنی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے لئے بہت بڑا سہارا اور جائے پناہ تھے۔ اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آخری آرام گاہ اپنے پیارے نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے قرب میں بنائی۔ اللہ عزوجل ہمیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے اچھا اجر عطا فرمائے، اور ہمیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد صراطِ مستقیم پر ثابت قدم رکھے۔ اور گمراہی سے بچائے۔'' (آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

لوگ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کا کلام خاموشی سے سنتے رہے۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خاموشی اختیار کی تو لوگوں نے زاروقطار رونا شروع کردیا اور سب نے بیک زبان ہوکر کہا، اے حیدرِ کرّار! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بالکل سچ فرمایا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بالکل سچ فرمایا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 7: امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت

حضرت سیدنا عمرو بن میمون رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''جس دن حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کیا گیا اس دن میں وہیں موجود تھا۔ حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمازِ فجر کے لئے صفیں درست کروا رہے تھے۔ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بالکل قریب کھڑا تھا، ہمارے درمیان صرف حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حائل تھے۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفوں کے درمیان سے گزرتے اور فرماتے: اپنی صفیں درست کرلو۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ صفیں بالکل سیدھی ہوچکی ہیں، نمازیوں کے درمیان بالکل خلا نہیں رہا اور سب کے کندھے ملے ہوئے ہیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور تکبیر تحریمہ کہی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادتِ کریمہ تھی کہ صبح کی نماز میں اکثر سورۂ یوسف اور سورۂ نحل میں سے قراءَت فرماتے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلی رکعت میں کچھ زیادہ تلاوت فرماتے تاکہ بعد میں آنے والے بھی جماعت میں شامل ہوسکیں، ابھی آپ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے نماز شروع ہی کی تھی کہ ایک مجوسی غلام جو پہلی صف میں چھپ کر کھڑا تھا اس نے موقع پاتے ہی ایک دودھاری تیز خنجر سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کر دیا۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز سنائی دی کہ مجھے کسی کتے نے قتل کر دیا یا کاٹ لیا ہے وہ مجوسی غلام حملہ کرنے کے بعد پیچھے پلٹا اور بھاگتے ہوئے تیرہ نمازیوں پر حملہ کیا جن میں سے سات شہید ہو گئے، ایک نمازی نے آگے بڑھ کر اس پر کپڑا ڈالا اور اسے پکڑ لیا، جب اس بدبخت غلام نے دیکھا کہ اب میں پکڑا جا چکا ہوں، تو اپنے ہی خنجر سے خودکشی کر لی، جب حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ ہوا تو صفوں میں دور دور کھڑے اکثر نمازی اس حملہ سے بے خبر تھے جب انہوں نے حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قراءَت نہ سنی تو سبحان اللہ، سبحان اللہ کہنا شروع کر دیا۔ حضرت سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر نماز فجر پڑھائی، اکثر لوگوں کو نماز کے بعد واقعہ کا علم ہوا۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شدید زخمی ہو چکے تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا: ''اے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما! معلوم کرو کہ مجھے کس نے زخمی کیا ہے؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر گئے، کچھ دیر بعد واپس آ کر بتایا: ''مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام (ابولؤلؤہ فیروز) نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کیا ہے۔''

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''وہی غلام جو لوہار تھا؟'' حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جواب دیا: ''جی ہاں۔'' حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ''اللہ عزوجل اسے غارت کرے! میری اس سے کوئی دشمنی نہیں تھی، بلکہ میں نے تو اسے نیکی کی دعوت دی تھی، میں تو اس کے ساتھ بھلائی کا خواہاں تھا۔ اللہ عزوجل کا شکر ہے کہ میں کسی مسلمان کے ہاتھوں زخمی نہ ہوا۔'' پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گھر لے جایا گیا۔ حضرت سیدنا عمرو بن میمون رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''ہم لوگ بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کی طرف چل دیئے۔ لوگوں پر مصیبتوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا۔ گویا اس سے پہلے کبھی ایسی پریشانی اور مصیبت سے دوچار نہ ہوئے تھے۔ لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تسلی دینے لگے: حضور! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پریشان نہ ہوں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زخم جلد ہی ٹھیک ہو جائیں گے، پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھجور کی نبیذ پلائی گئی لیکن وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیٹ سے زخموں کے ذریعے باہر آ گئی۔ پھر دودھ پلایا گیا تو وہ بھی زخموں کے راستے پیٹ سے باہر نکل آیا، لوگ سمجھ گئے کہ اب ہم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت سے زیادہ دیر تک فیضیاب نہ ہو سکیں گے۔

پھر لوگوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف کرنا شروع کر دی، ایک نوجوان آ کر کہنے لگا: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! آپ کو مبارک ہو کہ عنقریب اللہ عزوجل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے رحلت فرمانے والے دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ملا دے گا۔ اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! آپ کو خلافت کا منصب عطا کیا گیا تو آپ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے عدل وانصاف سے کام لیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اچھے خلیفہ اور لوگوں کے خیر خواہ ومحسن ہیں۔'' حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا: ''میں تو اس بات کو پسند کرتا تھا کہ مجھے بقدرِ کفایت رزق ملے، نہ کوئی میرا مقروض ہو، نہ ہی میں کسی کا مقروض ہوؤں۔'' پھر وہ نوجوان واپس جانے لگا تو اس کا تہبند ٹخنوں سے نیچے تھا اور زمین پر لگ رہا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے فرمایا: ''اس نوجوان کو میرے پاس بلاؤ۔'' جب وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی ہی شفقت سے فرمایا: ''اے بھتیجے! اپنا کپڑا ٹخنوں سے اونچا کرلے، بیشک اس میں تیرے کپڑوں کی پاکیزگی اور تیرے رب عزوجل کی بارگاہ میں تیرا یہ عمل تقوی اور پرہیز گاری کے زیادہ قریب ہے۔ (سبحان اللہ عزوجل! قربان جایئے ان پاکیزہ ہستیوں کے جذبہ تبلیغ پر کہ آخری لمحات میں بھی نیکی کی دعوت دینا ترک نہ کی اور اس حالت میں بھی خلافِ شرع کام برداشت نہ ہوسکا۔ اللہ عزوجل ان کے صدقے ہمیں بھی جذبہ تبلیغ عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا: ''حساب لگا کر بتاؤ، ہم پر کتنا قرض ہے؟'' انہوں نے حساب لگا کر بتایا: ''تقریباً چھیاسی ہزار (86,000) درہم۔''

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اگر یہ قرض میرے مال سے ادا ہوجائے تو ادا کر دینا اور اگر میرا مال کافی نہ ہو تو **بنی عدی بن کعب** کے مال سے ادا کرنا اگر پھر بھی ناکافی ہو تو قریش سے سوال کرنا، ان کے علاوہ اور کسی سے سوال نہ کرنا، پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا: ''تم اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں چلے جاؤ اور ان سے عرض کرو کہ عمر بن خطاب اس بات کی اجازت چاہتا ہے کہ اسے اس کے ساتھیوں کے ساتھ دفن کیا جائے اور حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے قرب میں جگہ عطا فرمائی جائے۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رو رہی تھیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ''حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو سلام عرض کر رہے ہیں اور اس بات کی اجازت چاہتے ہیں کہ انہیں ان کے ساتھیوں کے قرب میں دفن کیا جائے۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ سن کر ارشاد فرمایا: ''یہ جگہ تو میں نے اپنے لئے رکھی تھی لیکن اب میں یہ جگہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایثار کرتی ہوں، انہیں جا کر یہ خوشخبری سنا دو۔'' چنانچہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اجازت لے کر واپس تشریف لائے۔

جب حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا گیا کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما آگئے ہیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''مجھے بٹھا دو۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سہارا دے کر بٹھا دیا گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اے میرے بیٹے! کیا خبر لائے ہو؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اجازت عطا فرما دی ہے، آپ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش ہوجائیں، جس چیز کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پسند کیا کرتے تھے وہ آپ کو عطا کردی گئی ہے۔'' یہ سن کرآپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:''مجھے اس چیز سے زیادہ اورکسی چیز کی فکرنہیں تھی، الحمدللہ عزوجل مجھے میری پسندیدہ چیز عطا کردی گئی ہے۔''

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:''جب میری روح پرواز کرجائے تو مجھے اٹھا کر سرکارِ ابدِقرار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے روضۂ اقدس پر لے جانا، پھر بارگاہِ نبوت میں سلام عرض کرنا اور حضرت سیدتنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کرنا:''عمر بن خطاب اپنے دوستوں کے ساتھ آرام کی اجازت چاہتا ہے، اگر وہ اجازت دے دیں تو مجھے وہاں دفن کردینا اور اگر اجازت نہ ملے تو مجھے عام مسلمانوں کے قبرستان میں دفنا دینا۔

جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح خالقِ حقیقی عزوجل سے جاملی تو ہم لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسجد نبوی شریف علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں لے گئے، اور حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حجرۂ مبارکہ سے باہر کھڑے ہوکر اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سلام عرض کیا، اور حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حجرۂ مبارکہ میں دفن کرنے کی اجازت طلب کی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اجازت عطا فرمادی، چنانچہ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے جلووں میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں دفن کردیا گیا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

وہ عمر جس کے اعداء پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

حکایت نمبر8:

جنت کی خوشبو

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:''میرے چچا حضرت سیدنا انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ **غزوۂ بدر** میں نہ جاسکے، جب ان سے میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے افسوس کرتے ہوئے فرمایا:''غزوۂ بدر جو کہ مسلمانوں اور کفار کے درمیان پہلی جنگ تھی میں اس میں حاضر نہ ہوسکا۔ اگر اب اللہ ربُّ العزّت نے مجھے کسی غزوہ میں شرکت کا موقع دیا تو تُو دیکھے گا میں کس بہادری سے لڑتا ہوں، پھر جب **غزوۂ اُحد** کا موقع آیا تو کچھ لوگ بھاگنے لگے، میرے چچا حضرت سیدنا انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:''اے میرے پروردگار عزوجل! ان بھاگنے والوں میں جو مسلمان ہیں، میں ان کی طرف سے معذرت خواہ

ہوں اور جو مشرک ہیں، میں ان سے بری ہوں۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار لے کر میدان کارزار کی طرف دیوانہ وار بڑھے۔ راستے میں حضرت سیدنا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی تو فرمایا: ''اے سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ! کہاں جاتے ہو؟ اس پاک پروردگار عزوجل کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میں اُحد پہاڑ کے قریب جنت کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں (پھر یہ کہتے ہوئے آگے بڑھے) واہ جنت کی ہوا کیسی عمدہ، خوشگوار اور پاکیزہ ہے۔ بار بار یہی کلمات دہراتے رہے (اور لڑتے لڑتے شہید ہوگئے)

حضرت سیدنا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''جیسا کارنامہ انہوں نے سرانجام دیا ہم ایسا نہیں کر سکتے، جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعش مبارک کو ڈھونڈا گیا تو ہم نے اسے شہیدوں میں پایا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم مبارک پر تیروں، تلواروں اور نیزوں کے اسّی (80) سے زائد زخم تھے، اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعضاء جگہ جگہ سے کاٹ دیئے گئے تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہچاننا بہت مشکل ہو چکا تھا۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمشیرہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُنگلیوں کے نشانات سے پہچانا، حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''ہم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر یہ آیت پڑھ رہے تھے:

مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَاعَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ ج (پ۲۱، الاحزاب: ۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے کیا تھا۔

(صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب قول الله: مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا......الخ، الحدیث ۲۸۰۵، ص ۲۲۶)

(السنن الکبری للبیهقی، کتاب السیر، باب من تبرع بالتعرض للقتل.....الخ، الحدیث ۱۷۹۱۷، ج ۹، ص ۷۵_۷۶)

حکایت نمبر 9:

عظیم ماں کے عظیم بیٹے

ایک مرتبہ پتھر توڑنے والے چند مزدور حضرت سیدنا وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: ''حضور! جس قدر مصیبتوں کا ہمیں سامنا ہے۔ کیا ہم سے پہلے لوگ بھی کبھی ایسی مصیبتوں سے دوچار ہوئے؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی یہ بات سن کر ارشاد فرمایا: ''اگر تم اپنی مصیبتوں اور اپنے سے سابقہ لوگوں کے مصائب کا موازنہ کرو تو تمہیں ان کے مصائب کے سامنے اپنی مصیبتیں ایسے محسوس ہوں گی جیسے آگ کے مقابلے میں دُھواں (یعنی ان کی مصیبتیں آگ اور تمہاری مصیبتیں دھوئیں کی طرح ہیں) پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''بنی اسرائیل میں ایک عورت تھی، جس کا نام سارہ تھا، اس کے سات بیٹے

تھے۔ جس ملک میں وہ رہتی تھی وہاں کا بادشاہ بڑا ظالم تھا۔ وہ لوگوں کو زبردستی خنزیر کا گوشت کھلاتا، جو انکار کرتا اسے قتل کروادیتا، چنانچہ اس عورت کو بھی اس کے بیٹوں سمیت بادشاہ کے سامنے لایا گیا، اس ظالم بادشاہ نے سب سے بڑے لڑکے کو بلوایا اور کہا: ''یہ خنزیر کا گوشت کھاؤ۔'' اس مردِ مجاہد نے جواب دیا: **''میں اللہ عزوجل کی حرام کی گئی چیز کو ہرگز نہیں کھاؤں گا۔''** بادشاہ نے جب یہ سنا تو حکم دیا کہ اسے سخت ترین سزا دی جائے، جلاد آگے بڑھا اور اس کے ہر ہر عضو کو کاٹ ڈالا اور اسے شہید کر دیا۔

پھر ظالم بادشاہ نے اس سے چھوٹے لڑکے کو بلایا اور اس کے سامنے بھی خنزیر کا گوشت رکھتے ہوئے کہا: ''اسے کھاؤ۔'' اس نے بھی جرأتِ ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جواب دیا: ''میں اللہ عزوجل کی حرام کی گئی اشیاء کبھی بھی نہیں کھاؤں گا، یہ سن کر ظالم بادشاہ آگ بگولا ہو گیا اور اس نے حکم دیا کہ ایک تانبے کی دیگ میں تیل ڈال کر اسے آگ پر رکھ دو، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب تیل خوب گرم ہو گیا تو اس نوجوان مجاہد کو تیل میں ڈال دیا گیا۔ اس طرح اس نے بھی جامِ شہادت نوش کر لیا۔'' پھر بادشاہ نے اس سے چھوٹے کو بلایا اور کہا: ''یہ گوشت کھاؤ۔'' اس نے بادشاہ سے کہا: ''تو ذلیل و کمزور ہے، تو اللہ عزوجل کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں، تو مجھے اللہ عزوجل کے حکم کے خلاف کسی بات پر ہرگز آمادہ نہیں کر سکتا، جو تیرے جی میں آئے تو کر لے، لیکن میں اللہ عزوجل کی حرام کردہ اشیاء کبھی بھی نہیں کھاؤں گا۔'' بادشاہ یہ سن کر ہنسنے لگا اور لوگوں سے کہنے لگا: ''کیا تم جانتے ہو کہ اس نے مجھے گالی کیوں دی؟'' اس نے یہ سوچ کر مجھے گالی دی ہے کہ میں گالی سن کر طیش میں آ جاؤں گا اور فوراً اسے قتل کرنے کا حکم دے دوں گا، اس طرح یہ آسانی سے موت کے گھاٹ اتر جائے گا، لیکن میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا۔ پھر اس ظالم بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے سخت سے سخت سزا دی جائے۔

چنانچہ ظالم بادشاہ کے حکم پر پہلے اس نوجوان کی گردن کی کھال کاٹی گئی پھر اس کے سر اور چہرے کی کھال اُتار لی گئی۔ اور اس طرح اسے بھی شہید کر دیا گیا۔ بادشاہ نے اسی طرح مختلف ظالمانہ انداز میں باقی بھائیوں کو بھی شہید کروا دیا، آخر میں سب سے چھوٹا بھائی بچا، بادشاہ نے اس کی والدہ کو بلایا اور کہا: ''میں تیرا بھی یہی حشر کروں گا، اگر تو اپنی اور اپنے اس بیٹے کی سلامتی چاہتی ہے، تو اسے تنہائی میں لے جا کر سمجھا اگر یہ ایک لقمہ کھانے پر بھی راضی ہو گیا تو میں تم دونوں کو چھوڑ دوں گا۔ پھر تم من پسند زندگی گزارنا۔'' اس عورت نے کہا: ''ٹھیک ہے، میں اسے سمجھانے کی کوشش کرتی ہوں۔'' پھر وہ اپنے بیٹے کو تنہائی میں لے گئی اور کہا: ''اے میرے لختِ جگر! کیا تو جانتا ہے کہ تیرے بھائیوں میں سے ہر ایک پر میرا ایک حق ہے اور تجھ پر میرے دو حق ہیں، وہ اس طرح کہ میں نے تیرے بھائیوں کو دو دو سال دودھ پلایا تھا۔ تیری پیدائش سے چند دن قبل تیرے والد کا انتقال ہو گیا پھر جب تیری ولادت ہوئی تو تُو بہت زیادہ کمزور تھا۔ مجھے تجھ پر بڑا ترس آیا اور میں نے تیری کمزوری اور تجھ سے اپنی شدید محبت کی

وجہ سے تجھے چار سال دودھ پلایا۔ میں تجھے اللہ عزوجل اور اس احسان کا واسطہ دے کر کہتی ہوں جو میں نے تجھ پر کیا کہ تو ہر گز اس چیز کو نہ کھانا جسے اللہ ربُّ العزَّت نے حرام کیا ہے اور بروزِ قیامت اپنے بھائیوں سے اس حال میں نہ ملنا کہ تو ان میں سے نہ ہو، جب سعادت مند بیٹے نے ماں کی یہ باتیں سنیں تو کہا: ''میں تو ڈر رہا تھا کہ شاید آپ مجھے خنزیر کا گوشت کھانے پر ابھاریں گیں لیکن اللہ عزوجل کا شکر ہے کہ اس نے مجھے تم جیسی عظیم ماں عطا فرمائی۔''

پھر وہ عورت اپنے بیٹے کو لے کر بادشاہ کے پاس آئی اور کہا: ''یہ لو، اب یہ وہی کرے گا جو میں نے اس سے کہا ہے۔'' بادشاہ بڑا خوش ہوا اور اس کی طرف خنزیر کا گوشت بڑھاتے ہوئے کہا: ''یہ لو، اس میں سے کچھ کھالو۔'' یہ سن کر بہادر نوجوان نے جواب دیا: ''خدا عزوجل کی قسم! میں ہر گز اس چیز کو نہیں کھاؤں گا جسے اللہ عزوجل نے حرام کیا ہے۔'' بادشاہ کو یہ سن کر بہت غصہ آیا۔ چنانچہ اس ظالم نے اس مردِ مجاہد کو بھی شہید کروادیا۔ اسی طرح یہ بھی اپنے بھائیوں سے جاملا۔ پھر بادشاہ نے اس عظیم عورت سے کہا: ''میرا خیال ہے کہ مجھے تیرے ساتھ بھی وہی سلوک کرنا پڑے گا جو تیرے بیٹوں کے ساتھ کیا ہے۔ اے بڑھیا! تیری ہلاکت ہو، تو صرف ایک لقمہ ہی کھالے تو میں تجھے منہ مانگا انعام دوں گا، اور جو تو کہے گی میں وہی کروں گا، تو صرف ایک لقمہ کھالے، پھر عیش وعشرت سے زندگی گزارنا۔'' یہ سن کر اس عظیم ماں نے جواب دیا: ''اے ظالم! تو نے میرے بچوں کو میرے سامنے مار ڈالا، اور اب تو یہ چاہتا ہے کہ میں تیرے کہنے پر اللہ عزوجل کی نافرمانی بھی کروں، اپنے بچوں کی موت کے بعد مجھے زندگی سے کوئی سروکار نہیں۔ خدا عزوجل کی قسم! تو جو کچھ کرسکتا ہے کرلے میں کبھی اللہ عزوجل کی حرام کردہ شئے نہیں کھاؤں گی۔'' یہ سن کر اس سفاک وظالم بادشاہ نے اسے بھی شہید کروادیا۔ اس طرح اس عظیم ماں کی روح بھی اپنے عظیم فرزندوں سے جاملی۔ (سبحان اللہ عزوجل! ان سب نے ایک ایک کر کے اپنی جانیں تو دے دیں لیکن اللہ عزوجل کے حکم کی خلاف ورزی نہ کی)

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر10:

اللہ عزوجل دیکھ رہا ہے

حضرت سیدنا اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر رات کے وقت مدینہ منورہ کا دورہ فرماتے تا کہ اگر کسی کو کوئی حاجت ہو تو اسے پورا کریں، ایک رات میں بھی ان کے ساتھ تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلتے چلتے اچانک ایک گھر کے پاس رک گئے، اندر سے ایک عورت کی آواز آرہی تھی: ''بیٹی دودھ میں تھوڑا سا پانی ملادو۔''

لڑکی یہ سن کر بولی: ''امی جان! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا حکم جاری فرمایا ہے؟'' اس کی ماں بولی: ''بیٹی! ہمارے خلیفہ نے کیا حکم جاری فرمایا ہے؟'' لڑکی نے کہا: ''امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ اعلان کروایا ہے کہ کوئی بھی دودھ میں پانی نہ ملائے۔''

ماں نے یہ سن کر کہا: ''بیٹی! اب تو تمہیں حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں دیکھ رہے، انہیں کیا معلوم کہ تم نے دودھ میں پانی ملایا ہے، جاؤ اور دودھ میں پانی ملا دو۔'' لڑکی نے یہ سن کر کہا: ''خدا عزوجل کی قسم! میں ہرگز ایسا نہیں کرسکتی کہ ان کے سامنے تو ان کی فرمانبرداری کروں اور ان کی غیر موجودگی میں ان کی نافرمانی کروں، اس وقت اگرچہ مجھے امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں دیکھ رہے، **لیکن میرا رب عزوجل تو مجھے دیکھ رہا ہے**، میں ہرگز دودھ میں پانی نہیں ملاؤں گی۔''

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ماں بیٹی کے درمیان ہونے والی تمام گفتگو سن لی تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا: ''اے اسلم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اس گھر کو اچھی طرح پہچان لو۔'' پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری رات اسی طرح گلیوں میں دورہ کرتے رہے، جب صبح ہوئی تو مجھے اپنے پاس بلایا اور فرمایا: ''اے اسلم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اس گھر کی طرف جاؤ اور معلوم کرو کہ یہاں کون کون رہتا ہے؟ اور یہ بھی معلوم کرو کہ وہ لڑکی شادی شدہ ہے یا کنواری؟''

حضرت سیدنا اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میں اس گھر کی طرف گیا اور ان کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ اس گھر میں ایک بیوہ عورت اور اس کی بیٹی رہتی ہے، اور اس کی بیٹی کی ابھی تک شادی نہیں ہوئی۔'' معلومات حاصل کرنے کے بعد میں حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور انہیں ساری تفصیل بتائی،

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میرے تمام صاحبزادوں کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔'' جب سب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جمع ہوگئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی شادی کرنا چاہتا ہے؟'' حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی: ''ہم تو شادی شدہ ہیں۔''

پھر حضرت سیدنا عاصم بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی: ''ابا جان! میں غیر شادی شدہ ہوں، میری شادی کرا دیجئے۔'' چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس لڑکی کو اپنے بیٹے سے شادی کے لئے پیغام بھیجا جو اس نے بخوشی قبول کرلیا۔ اس طرح حضرت سیدنا عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی اس لڑکی سے ہوگئی اور پھر ان کے ہاں ایک بیٹی پیدا ہوئی جس سے حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ہوئی۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر11:

ایک روٹی کی برکت

حضرت سیدنا ابو بردہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''جب حضرت سیدنا ابو موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے تمام بیٹوں کو اپنے پاس بلا کر فرمایا: ''میں تمہیں صاحب الرغیف (یعنی روٹی والے) کا قصہ سناتا ہوں، اسے ہمیشہ یاد رکھنا،

پھر فرمایا: ''ایک عابد شخص اپنی جھونپڑی میں لوگوں سے الگ تھلگ عبادت کیا کرتا تھا۔ وہ ستر سال تک اسی جھونپڑی میں رہا، اس عرصہ میں کبھی بھی اس نے عبادت کو ترک نہ کیا اور نہ ہی کبھی اپنی جھونپڑی سے باہر آیا۔ پھر ایک دن وہ جھونپڑی سے باہر آیا تو اسے شیطان نے ایک عورت کے فتنے میں مبتلا کر دیا، اور وہ سات دن یا سات راتیں اسی عورت کے ساتھ رہا، سات دن کے بعد جب اس کی آنکھوں سے غفلت کا پردہ ہٹا تو وہ اپنی اس حرکت پر بہت نادم ہوا، اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کی، اور وہاں سے رخصت ہو گیا۔ وہ اپنے اس فعل پر بہت نادم تھا، اب اس کی یہ حالت تھی کہ ہر ہر قدم پر نماز پڑھتا اور توبہ کرتا۔ پھر ایک رات وہ ایسی جگہ پہنچا جہاں بارہ مسکین رہتے تھے۔ وہ بہت زیادہ تھکا ہوا تھا، تھکاوٹ کی وجہ سے وہ ان مسکینوں کے قریب گر پڑا۔

ایک راہب روزانہ ان بارہ مسکینوں کو ایک ایک روٹی دیتا تھا۔ جب وہ راہب آیا تو اس نے روٹی دینا شروع کی اور اس عابد کو بھی مسکین سمجھ کر ایک روٹی دے دی، اور ان بارہ مسکینوں میں سے ایک کو روٹی نہ ملی تو اس نے راہب سے کہا: ''آج آپ نے مجھے روٹی کیوں نہیں دی؟'' راہب نے جب یہ سنا تو کہا: ''میں تو بارہ کی بارہ روٹیاں تقسیم کر چکا ہوں۔'' پھر اس نے مسکینوں سے مخاطب ہو کر کہا: ''کیا تم میں سے کسی کو دو روٹیاں ملی ہیں؟'' سب نے کہا: ''نہیں ہمیں تو صرف ایک ایک ہی ملی ہے۔''

یہ سن کر راہب نے اس شخص سے کہا: ''شاید تم دوبارہ روٹی لینا چاہتے ہو، جاؤ آج کے بعد تمہیں روٹی نہیں ملے گی۔''

جب اس عابد نے یہ سنا تو اسے اس مسکین پر بڑا ترس آیا چنانچہ اس نے وہ روٹی مسکین کو دے دی اور خود بھوکا رہا اور اسی بھوک کی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا۔

جب اس کی ستر سالہ عبادت اور غفلت میں گزری ہوئی سات راتوں کا وزن کیا گیا، تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں گزاری ہوئی راتیں اس کی ستر سالہ عبادت پر غالب آ گئیں۔ پھر جب ان سات راتوں کا موازنہ اس روٹی سے کیا گیا جو اس نے مسکین کو دی تھی تو وہ روٹی ان راتوں پر غالب آ گئی اور اس کی مغفرت کر دی گئی۔

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی حکایت اس طرح مروی ہے: ''ایک عابد نے ستر سال تک اللہ عزوجل کی عبادت کی، پھر اس نے ایک فاحشہ عورت سے گناہ کیا۔ تو اللہ عزوجل نے اس کے تمام اعمال ضائع کر دیئے، (پھر جب اسے اپنے گناہ

کا احساس ہوا تو وہ تائب ہوگیا) کچھ دنوں کے بعد اسے ایسی بیماری لاحق ہوئی کہ وہ چلنے پھرنے سے معذور ہوگیا۔ایک دن اس نے دیکھا کہ ایک شخص روٹیاں تقسیم کررہا ہے گرتے پڑتے یہ بھی وہاں پہنچا اور اس نے بھی ایک روٹی حاصل کرلی۔ابھی اس نے روٹی کھانا شروع بھی نہ کی تھی کہ اسے ایک مسکین نظر آیا، چنانچہ اس نے وہ روٹی مسکین کو دے دی اور خود بھوکا ہی رہا۔اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس کا یہ عمل ایسا مقبول ہوا کہ اس کی مغفرت کردی گئی اور اسے ستر سالہ عبادت کا ثواب بھی لوٹا دیا گیا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم }

حکایت نمبر 12: آسمانِ ولایت کے آٹھ ستارے

حضرت سیدنا علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:''تابعین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے آٹھ بزرگ ایسے عظیم ہیں گویا ان پر زہد وتقوی کی انتہاء ہوگئی۔

حضرت سیدنا عامر بن عبداللہ، حضرت سیدنا اویس قرنی، حضرت سیدنا ہرم بن حیان، حضرت سیدنا ربیع بن خُثیم، حضرت سیدنا ابو مسلم خولانی، حضرت سیدنا اسود بن یزید، حضرت سیدنا مسروق بن اجدع اور حضرت سیدنا حسن بن ابوحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم }

(۱) حضرت سیدنا عامر بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت سیدنا عامر بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے متعلق بتایا:''حضرت سیدنا عامر بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو بہت خشوع وخضوع سے نماز پڑھتے۔شیطان ان کو بہکانے کے لئے سانپ کی شکل میں آتا اور ان کے جسم سے لپٹ جاتا، پھر قمیص میں داخل ہوکر گریبان سے نکلتا لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہ تو اس سے خوفزدہ ہوتے، نہ ہی اسے دور کرتے بلکہ انتہائی خشوع خضوع سے اپنی نماز میں مگن رہتے۔''

جب ان سے کہا جاتا:''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سانپ کو اپنے آپ سے دور کیوں نہیں کرتے؟ کیا آپ کو اس سے ڈر نہیں لگتا؟''تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے:''مجھے اس بات سے حیاء آتی ہے کہ میں اللہ عزوجل کے علاوہ کسی اور سے ڈروں۔''

پھر کسی کہنے والے نے کہا: آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جتنی محنت ومشقت کررہے ہیں اس کے بغیر بھی تو جنت حاصل کی جاسکتی

ہے اوراس کے بغیر بھی جہنم کی آگ سے بچا جاسکتا ہے۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا:'' اللہ عزوجل کی قسم ! میں تو خوب مجاہدات کروں گا اوردن رات اپنے رب عزوجل کی عبادت کروں گا۔ اگر نجات ہوگئی تو اللہ عزوجل کی رحمت سے ہوگی، اور خدا نخواستہ جہنم میں گیاتو اپنی محنت ومشقت میں کمی کی وجہ سے جاؤں گا۔''

پھر جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زاروقطار رونے لگے۔ لوگوں نے پوچھا: ''حضور! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اتنا کیوں رو رہے ہیں؟ کیا موت کا خوف آپ کو رلا رہا ہے؟'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میں کیوں نہ روؤں، کیا مجھ سے بھی زیادہ کوئی رونے کا حقدار ہے؟ خدا عزوجل کی قسم ! میں نہ تو موت کے خوف سے رو رہا ہوں، نہ ہی اس بات پر کہ دنیا مجھ سے چھوٹ رہی ہے، بلکہ مجھے تو اس بات کا غم ہے کہ میری عبادت وریاضت، راتوں کا قیام اور سخت گرمیوں کے روزے چھوٹ جائیں گے، پھر کہنے لگے: اے میرے پاک پروردگار عزوجل! دنیا میں غم ہی غم اور مصیبتیں ہی مصیبتیں ہیں اورآخرت میں حساب وعذاب کی سختیاں پھر انسان کو آرام وسکون کیسے نصیب ہو؟''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(۲) حضرت سیدنا ربیع بن خُثَیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت سیدنا علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:'' حضرت سیدنا ربیع بن خُثَیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت بلند مرتبہ بزرگ تھے۔ جب ان کو فالج کا مرض لاحق ہوا تو ان سے کہا گیا:'' حضور: اگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چاہیں تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا علاج کیا جاسکتا ہے۔'' یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا:'' بیشک علاج حق ہے، لیکن عاد وثمود کیسی بڑی بڑی قومیں تھیں، ان میں بڑے بڑے ماہر طبیب تھے، اوران میں بیماریاں بھی تھیں، اب نہ تو وہ طبیب باقی رہے نہ ہی مریض۔'' اسی طرح جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ پوچھا جاتا:'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لوگوں کو وعظ ونصیحت کیوں نہیں کرتے؟'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جواباً ارشاد فرماتے:'' ابھی تو مجھے خود اپنی اصلاح کی ضرورت ہے، پھر میں لوگوں کو کیسے نصیحت کروں؟ انہیں کیسے ان کے گناہوں پر ملامت کروں؟'' بے شک لوگ اللہ عزوجل سے دوسروں کے گناہوں کے بارے میں تو ڈرتے ہیں لیکن اپنے گناہوں کے بارے میں اس سے بے خوف ہیں۔''

جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا جاتا:'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صبح کس حال میں کی؟'' تو ارشاد فرماتے:'' ہم نے صبح اس حال میں کی کہ اپنے آپ کو کمزور اور گناہ گار پایا، ہم اپنے حصے کا رزق کھاتے ہیں اور اپنی موت کے انتظار میں ہیں۔''

حضرت سیدنا علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں: ''جب حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھتے تو سورۂ حج کی آیت مبارکہ کا یہ حصہ ''وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِیْنَ'' تلاوت کرتے اور فرماتے: ''اے ربیع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! اگر تجھے حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم دیکھتے تو تجھ سے بہت خوش ہوتے۔''

حضرت سیدنا ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر اپنے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا کرتے: ''اے ربیع! اپنا زادِراہ باندھ لے اور سفرِ آخرت کی خوب تیاری کرلے، اور سب سے پہلے اپنی اصلاح کر اور اپنے نفس کو خوب نصیحت کر۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(۳) حضرت سیدنا ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت سیدنا علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کبھی بھی کسی ایسے شخص کے پاس نہ بیٹھتے جو دنیاوی باتوں میں مشغول ہوتا۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد میں گئے تو دیکھا کہ کچھ لوگ ایک جگہ جمع ہیں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ گمان کیا کہ یہ لوگ ذکر اللہ عزوجل کے لئے یہاں جمع ہیں۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ وہ لوگ آپس میں باتیں کر رہے تھے، کوئی کہہ رہا تھا: ''میرا غلام فلاں فلاں جگہ گیا۔'' کوئی کہہ رہا تھا: ''میں نے غلام کو سفر کا سامان مہیا کر دیا ہے۔'' الغرض اسی طرح کی دنیاوی باتیں اس محفل میں ہو رہی تھیں۔''

جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی یہ باتیں سنیں تو فرمایا: ''سبحان اللہ عزوجل! میرا تو تمہارے متعلق کچھ اور ہی گمان تھا مگر تم کچھ اور نکلے۔ میری اور تمہاری مثال تو ایسی ہی ہے جیسے کوئی شخص سردی کے موسم میں شدید موسلا دھار بارش میں بھیگ رہا ہو پھر اچانک اسے ایک بڑی عمارت نظر آئی، جب وہ پناہ لینے کے لئے اس میں داخل ہوا تو اسے معلوم ہوا کہ اس بلند و بالا عمارت پر تو چھت ہی نہیں، اور اس عمارت سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا۔''

میں بھی تمہارے پاس اس لئے آیا تھا کہ ''شاید تم ذکر اللہ عزوجل میں مشغول ہو، لیکن تم تو دنیا دار لوگ ہو، تمہارے پاس بیٹھنا فضول ہے، یہ کہتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے تشریف لے گئے۔''

جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑھاپے کی وجہ سے بہت زیادہ کمزور ہوگئے تو لوگوں نے عرض کی: ''حضور! اپنے مجاہدات میں کچھ کمی کر دیجئے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! تمہارا اس بارے میں کیا خیال ہے؟ اگر تم مقابلے کے لئے میدان میں گھوڑا بھیجو تو کیا تم اس کے سوار کو ہدایت نہیں کرو گے کہ گھوڑا خوب بھگانا، اور کسی کو اپنے سے آگے نہ نکلنے دینا اور جب

تمہیں وہ جیت کا نشان نظر آئے جس تک پہنچنا ہے تو گھوڑے کی رفتار مزید تیز کر دینا۔''

لوگوں نے کہا: ''حضور! ہم ایسی ہی ہدایتیں گھڑ سوار کو کرتے ہیں۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! میں بھی اپنی موت کے بالکل قریب پہنچ چکا ہوں، پھر میں اپنے عمل کو کم کیسے کر دوں؟ بلکہ اب تو مجھے اپنے رب عزوجل کی اور بھی زیادہ عبادت کرنی چاہئے۔'' پھر فرمایا: ''ہر کوشش کرنے والے کی کوئی نہ کوئی غایت ہوتی ہے، اور ہر شخص کی غایت موت ہے۔ کچھ تو اپنی موت تک پہنچ چکے اور جو باقی ہیں عنقریب وہ بھی پہنچ جائیں گے، بالآخر مرنا سب نے ہے۔

ملک فانی میں فنا ہر شئے کو ہے
سن لگا کر کان آخر موت ہے

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

(۴) حضرت سیدنا اسود بن یزید علیہ رحمۃ اللہ المجید

حضرت سیدنا علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا اسود بن یزید علیہ رحمۃ اللہ المجید عبادت و ریاضت میں خوب کوشش فرماتے۔ بہت زیادہ مجاہدات کرتے، بکثرت روزے رکھتے یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا رنگ سبزی مائل اور پیلا پڑ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسّی (80) حج کئے۔''

حضرت سیدنا علقمہ بن قیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان سے کہتے: ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کب تک اپنے جسم پر مشقت کرتے رہیں گے؟'' یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے: ''میں اپنے جسم کے آرام وسکون کے لئے ہی تو یہ سب کچھ کر رہا ہوں۔'' پھر جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رونے لگے۔ لوگوں نے پوچھا: ''حضور! یہ رونا کیسا؟'' فرمایا: ''میں کیوں نہ روؤں؟ کیا مجھ سے بھی زیادہ کوئی رونے کا حق دار ہے؟ (پھر عاجزی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا) خدا عزوجل کی قسم! اگر اللہ عزوجل نے مجھے بخش بھی دیا تب بھی مجھے اپنے گناہوں کی وجہ سے اللہ عزوجل سے حیا آتی رہے گی، اگر بندہ کوئی چھوٹے سے چھوٹا گناہ بھی کرلے اور اسے بخش بھی دیا جائے لیکن پھر بھی اسے اپنے گناہ پر شرمندگی ضرور رہے گی۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

(۵) حضرت سیدنا مسروق بن اجدع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت سیدنا علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے، حضرت سیدنا مسروق بن اجدع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زوجہ محترمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا فرماتی ہیں: ''حضرت سیدنا مسروق علیہ رحمۃ اللہ المعبود نماز میں طویل قیام کرتے جس کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پنڈلیاں سوج جاتیں۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز پڑھتے تو میں ان کے پیچھے بیٹھ جاتی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حالت دیکھ دیکھ کر مجھے بہت ترس آتا اور میں روتی رہتی۔

پھر جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رونے لگے۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے رونے کا سبب پوچھا گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''میں کیوں نہ روؤں، اس وقت میں اپنے آپ کو اس حالت میں پاتا ہوں کہ موت میرے سامنے ہے، میرے ایک طرف جنت اور دوسری طرف جہنم ہے، اب معلوم نہیں کہ موت مجھے جہنم کی طرف دھکیلتی ہے یا جنت میں لے جاتی ہے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

(۶) حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی

حضرت سیدنا علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے متعلق فرماتے ہیں: ''ہم نے حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی سے زیادہ غمگین کسی بھی شخص کو نہیں دیکھا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر وقت غمگین واداس رہتے، اور فرمایا کرتے: ہم ہنستے ہیں اور ہمیں اس بات کی فکر ہی نہیں کہ اگر (بروزِ قیامت) اللہ عزوجل نے ہمارے اعمال کے بارے میں یہ فرما دیا: ''جاؤ تمہارا کوئی بھی عمل میرے نزدیک مقبول نہیں۔'' (تو ہمارا کیا بنے گا)

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے: ''اے ابن آدم! تیری ہلاکت ہو، کیا تو اللہ عزوجل سے مقابلہ کرنا چاہتا ہے؟ ہاں! ہاں! جس نے اللہ عزوجل کی نافرمانی کی گویا اس نے اپنے پروردگار عزوجل سے جنگ کی۔ خدا عزوجل کی قسم! میں سترّ (70) بدری صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ملا ہوں، ان میں سے اکثر اون کا لباس پہنتے، اگر تم انہیں دیکھتے تو انہیں دیوانہ سمجھتے، اور اگر وہ تمہارے نیک وپرہیزگار لوگوں کو دیکھ لیتے تو ان کے متعلق کہتے: ''ان کے اندر کوئی قابلِ تعریف بات نہیں۔'' اور اگر وہ تمہارے گناہگاروں اور برے لوگوں کو دیکھ لیتے تو ان کے متعلق فرماتے: ''(ایسا لگتا ہے جیسے) ان لوگوں کا آخرت پر ایمان ہی نہیں۔''

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''خدا عزوجل کی قسم! میں نے ایسے لوگ بھی دیکھے جن کے نزدیک دنیا کی وقعت

قدموں کی خاک جتنی بھی نہیں، اور وہ ایسے عظیم لوگ تھے کہ اگر ان میں سے کسی کو رات کے وقت تھوڑا سا بھی کھانا ملتا تو کہتا: میں اکیلا یہ سارا کھانا نہیں کھاؤں گا بلکہ اس میں سے کچھ ضرور اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر صدقہ کروں گا، حالانکہ خود ان کی ایسی حالت ہوتی کہ ان پر صدقہ کیا جائے۔

حضرت سیدنا علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''جب حضرت سیدنا عمر بن ہبیرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عراق کے گورنر بن کر آئے تو انہوں نے حضرت سیدنا امام حسن بصری اور امام شعبی علیہما رحمۃ اللہ الکافی کو اپنے پاس بلایا اور انہیں ایک گھر دے دیا جس میں آپ دونوں حضرات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما تقریباً ایک ماہ قیام فرما رہے۔ ایک دن صبح صبح ایک خادم ان کے پاس آیا اور کہا: ''حضرت سیدنا عمر بن ہبیرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ سے ملاقات کے لئے آرہے ہیں، اتنی ہی دیر میں حضرت سیدنا عمر بن ہبیرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی لاٹھی سے سہارا لیتے ہوئے وہاں آپہنچے۔ آتے ہی سلام کیا اور بڑے مؤدبانہ انداز میں آپ دونوں حضرات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے سامنے بیٹھ گئے۔

پھر (گورنرِ عراق) حضرت سیدنا عمر بن ہبیرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: ''یزید بن عبدالملک نے مجھے ایک خط بھیجا ہے جس میں کچھ احکام نافذ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اور میں جانتا ہوں کہ ان احکام کے نفاذ میں ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ اب اگر میں اس کی اطاعت کرتا ہوں تو اللہ عزوجل کی نافرمانی ہوتی ہے، اور اگر اللہ عزوجل کی اطاعت کروں تو اس (یعنی یزید بن عبدالملک) کے حکم سے روگردانی ہوگی، اب آپ حضرات ہی کوئی ایسا طریقہ بتائیں کہ میں یزید بن عبدالملک کے حکم سے خلاصی پا جاؤں۔''

یہ سن کر حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے حضرت سیدنا امام شعبی علیہ رحمۃ اللہ الکافی سے فرمایا: ''اے ابو عمر! تم ہی ان کے سوال کا جواب دو۔'' حضرت سیدنا امام شعبی علیہ رحمۃ اللہ الکافی نے کچھ اس طرح گفتگو کی: ''اے ابن ہبیرہ! تمہاری سلامتی اسی میں ہے کہ تم یزید بن عبدالملک کی بات مان لو۔'' یہ سن کر حضرت سیدنا عمر بن ہبیرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کی: ''حضور! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''امام شعبی علیہ رحمۃ اللہ الکافی نے جو کچھ کہا وہ تو آپ سن چکے۔'' عرض کی: ''حضور! آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اس بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟''

امام حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے ارشاد فرمایا: ''اے ابن ہبیرہ! عنقریب اللہ عزوجل کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ تیرے پاس آئے گا، جو بہت مضبوط اور انتہائی کرخت لہجے والا ہوگا۔ وہ کبھی بھی اللہ عزوجل کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتا، پھر وہ تجھے تیرے خوبصورت وکشادہ محل سے نکال کر انتہائی تنگ و تاریک قبر میں پہنچا دے گا۔ اے ابن ہبیرہ! اگر تو اللہ عزوجل سے ڈرے گا تو

وہ تجھے یزید بن عبدالملک کے شر سے محفوظ رکھے گا جبکہ یزید بن عبدالملک تجھے اللہ عزوجل کی پکڑ سے ہرگز نہیں بچا سکتا۔

اے ابن ہبیرہ! ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا، اگر تو نے یزید بن عبدالملک کا کوئی ایسا حکم مانا جس میں اللہ عزوجل کے حکم کی نافرمانی ہو تو کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی وجہ سے اللہ عزوجل تجھ پر نگاہِ غضب ڈالے اور مغفرت کے دروازے تجھ پر بند کر دے۔

میری ملاقات اس امت کے سابقہ لوگوں سے بھی ہوئی ہے۔ وہ دنیا سے اتنے ہی دور بھاگتے تھے جتنی تم اس کی خواہش کرتے ہو، حالانکہ دنیا ان کے قدموں میں گرتی تھی اور تم سے کوسوں دور بھاگتی ہے۔ اے ابن ہبیرہ! اللہ عزوجل نے جس مقام سے تجھے ڈرایا ہے، میں بھی تجھے اس مقام سے ڈراتا ہوں۔'' اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

ذٰلِکَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ وَخَافَ وَعِیْدِO ترجمۂ کنزالایمان: یہ اس لئے ہے جو میرے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اور میں نے جو عذاب کا حکم سنایا ہے اس سے خوف کرے۔ (پ۱۳، ابراہیم:۱۴)

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اگر تو اللہ عزوجل کی اطاعت کرے گا تو اللہ عزوجل تجھے یزید بن عبدالملک کے شر سے بچائے گا اور اگر تو یزید بن عبدالملک کی اطاعت اور اللہ عزوجل کی نافرمانی کرے گا تو اللہ عزوجل تجھے یزید بن عبدالملک کے سپرد کر دے گا۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ نصیحت آموز باتیں سن کر حضرت سیدنا عمر بن ہبیرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آنکھیں بھر آئیں اور وہ زار وقطار روتے ہوئے وہاں سے چلے گئے۔

دوسرے دن حضرت سیدنا عمر بن ہبیرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان دونوں بزرگوں کے لئے تحائف بھجوائے، حضرت سیدنا امام شعبی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کی نسبت حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے تحائف زیادہ تھے (حضرت سیدنا امام شعبی علیہ رحمۃ اللہ الہادی) مسجد کی طرف روانہ ہوئے اور (تحائف دیکھ کر) کہا: ''اے لوگو! تم میں سے جو بھی اس بات پر قادر ہو کہ وہ اللہ عزوجل کے حکم کو دنیاداروں پر ترجیح دے تو اسے ضرور ایسا ہی کرنا چاہئے۔

اس پاک پروردگار عزوجل کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! ایسا نہیں ہے کہ جس چیز کو حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی جانتے ہیں، میں اس سے جاہل ہوں، بلکہ بات دراصل یہ ہے میں نے ابن ہبیرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خوشنودی چاہی لیکن اللہ عزوجل نے مجھے اس سے دور کر دیا (یعنی میں حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا)

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(۷) حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی

حضرت سیدنا علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کے خاندان والوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مجنون سمجھا ہوا تھا، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے اپنے گھروں کے قریب کمرہ بنایا ہوا تھا۔ دو دو سال گزر جاتے لیکن گھر والے آپ کی طرف توجہ نہ دیتے، نہ ہی آپ کی خبر گیری کرتے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی گزر بسر اس طرح کرتے کہ کھجور کی گٹھلیاں چنتے، شام کو انہیں بیچتے اور ان کے بدلے جو رَدِّی کھجوریں وغیرہ ملتیں انہیں افطاری کے لئے رکھ لیتے (اور انہیں کھا کر اللہ عزوجل کا شکر ادا کرتے)

جب حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے، تو ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حج کے اجتماع میں فرمایا: ''اے لوگو! کھڑے ہو جاؤ۔'' حکم پاتے ہی تمام لوگ کھڑے ہو گئے۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''**قبیلہ مُراد** کے لوگوں کے علاوہ سب بیٹھ جائیں۔'' (چند لوگوں کے علاوہ) سب بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا: ''تم میں سے ''**قبیلہ قرن**'' کے لوگ کھڑے رہیں باقی سب بیٹھ جائیں۔'' ایک شخص کے علاوہ سب بیٹھ گئے، یہ کھڑا ہونے والا شخص حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کا چچا تھا۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا: ''کیا آپ ''**قبیلہ قرن**'' کے رہنے والے ہیں؟'' انہوں نے عرض کی: ''جی ہاں! میں ''**قرن**'' ہی کا رہنے والا ہوں۔'' پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''کیا آپ اویس قرنی کو جانتے ہیں؟'' اس نے جواب دیا: ''حضور! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس اویس (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے متعلق سوال کر رہے ہیں وہ تو ہمارے ہاں احمق مشہور ہے، وہ اس لائق کہاں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے متعلق استفسار فرمائیں، وہ تو پاگل و مجنون ہے۔''

یہ سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے، اور فرمایا: ''میں اُس پر نہیں بلکہ تم پر رو رہا ہوں، میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''اللہ عزوجل اُویس قرنی کی شفاعت سے ''**قبیلہ ربیعہ**'' اور ''**قبیلہ مضر**'' کے برابر لوگوں کو جنت میں داخل فرمائے گا۔''

(سنن ابن ماجة، ابواب الزهد، باب صفة النار، الحديث ۴۳۲۳، ص ۲۷۴۰)

(مصنف ابن ابی شيبة، کتاب الفضائل، باب ما ذکر فی اويس القرنی، الحديث ۱، ج۷، ص ۵۳۹)

حضرت سیدنا ہرم بن حیان علیہ رحمۃ اللہ المنان فرماتے ہیں: ''جب مجھ تک یہ حدیث پہنچی تو میں فوراً ''**کوفہ**'' کی طرف روانہ ہوا۔ میرا وہاں جانے کا صرف یہی مقصد تھا کہ حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی زیارت کرلوں، اور ان کی صحبت سے فیضیاب ہوسکوں۔ ''**کوفہ**'' پہنچ کر میں انہیں تلاش کرتا رہا۔ بالآخر میں نے انہیں دوپہر کے وقت نہر فرات کے کنارے وضو کرتے پایا۔ جو نشانیاں مجھے ان کے متعلق بتائی گئی تھیں ان کی وجہ سے میں نے انہیں فوراً پہچان لیا۔

ان کا رنگ انتہائی گندمی، جسم دبلا پتلا، سر گرد آلود اور چہرہ انتہائی بارعب تھا۔ میں نے قریب جا کر انہیں سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا، اور میری طرف دیکھا۔ میں نے فوراً مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا لیکن انہوں نے مصافحہ نہ کیا۔ میں نے کہا: ''اے اویس (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیسے ہیں؟'' ان کو اس حالت میں دیکھ کر اور ان سے شدید محبت کی وجہ سے میری آنکھیں بھر آئیں اور میں رونے لگا۔ مجھے روتا دیکھ کر وہ بھی رونے لگے۔

اور مجھ سے فرمایا: ''اے میرے بھائی ہرم بن حیان (علیہ رحمۃ اللہ المنّان)! اللہ عزوجل آپ کو سلامت رکھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیسے ہیں؟ اور میرے بارے میں آپ کو کس نے بتایا کہ میں یہاں ہوں؟'' میں نے جواب دیا: ''اللہ عزوجل نے مجھے تمہاری طرف راہ دی ہے۔''

یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' اور ''سُبْحٰنَ اللّٰهِ'' کی صدائیں بلند کیں، اور فرمایا: ''بے شک ہمارے رب عزوجل کا وعدہ ضرور پورا ہونے والا ہے۔''

پھر میں نے ان سے پوچھا: ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو میرا اور میرے والد کا نام کیسے معلوم ہوا؟'' حالانکہ آج سے پہلے نہ کبھی میں نے آپ کو دیکھا اور نہ ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے دیکھا۔''

یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''مجھے میرے علیم وخبیر پروردگار عزوجل نے خبر دی ہے۔ اے میرے بھائی ھرم بن حیان (علیہ رحمۃ اللہ المنّان)! میری روح تیری روح کو اس وقت سے جانتی ہے جب (عالمِ ارواح) میں تمام روحوں کی آپس میں ملاقات ہوئی تھی۔ بے شک بعض مؤمن اپنے بعض مؤمن بھائیوں کو جانتے ہیں اور وہ اللہ عزوجل کے حکم سے ایک دوسرے سے اُلفت ومحبت رکھتے ہیں، اگرچہ ان کی بظاہر ملاقات نہ ہوئی ہو، اگرچہ وہ ایک دوسرے سے بہت دور رہتے ہوں۔

پھر میں نے ان سے کہا: ''اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، مجھے رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی کوئی حدیث سنائیے۔'' یہ سن کر انہوں نے فرمایا: ''حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر میرے ماں باپ قربان! مجھے نہ تو حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی صحبت بابرکت نصیب ہوئی اور نہ ہی میں ان کی زیارت سے مشرف ہو سکا، ہاں! اتنا ضرور ہے کہ میں نے ان عظیم ہستیوں کی زیارت کی ہے جن کی نظریں میرے آقا و مولیٰ حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے والضُّحیٰ والے چہرے کی زیارت کر چکی ہیں۔ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ اپنے اوپر اس بات کا دروازہ کھولوں کہ لوگ مجھے محدث، مفتی یا راوی کہیں، میں لوگوں سے دور رہنا چاہتا ہوں اور اپنی اس حالت پر خوش ہوں۔''

پھر میں نے ان سے کہا: ''اے میرے بھائی! مجھے اللہ عزوجل کے کلام سے کچھ تلاوت ہی سنا دیجئے، اور مجھے کچھ نصیحت

فرمائیے تا کہ میں اسے یاد رکھوں ۔ بے شک میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے صرف اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر محبت کرتا ہوں ۔ یہ سن کر حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے میرا ہاتھ پکڑا، اور اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم پڑھ کر فرمایا: میرے رب عزوجل کا کلام سب کلاموں سے اچھا ہے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سورۂ دخان کی یہ آیتیں تلاوت فرمائیں:

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا لٰعِبِیْنَ ۝ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ مِیْقَاتُهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ یَوْمَ لَا یُغْنِیْ مَوْلًی عَنْ مَّوْلًی شَیْـًٔا وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۝ (پ۲۵، الدخان: ۳۸تا۴۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے نہ بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، کھیل کے طور پر۔ ہم نے انہیں نہ بنایا مگر حق کے ساتھ لیکن ان میں اکثر جانتے نہیں۔ بے شک فیصلہ کا دن ان سب کی میعاد ہے۔ جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ ان کی مدد ہوگی، مگر جس پر اللہ رحم کرے، بے شک وہی عزت والا مہربان ہے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ چند آیتیں پڑھیں پھر ایک زوردار چیخ ماری۔ میرے گمان کے مطابق شاید آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بے ہوش ہوگئے تھے، جب انہیں کچھ افاقہ ہوا تو فرمانے لگے: ''اے ابن حیان! تیرا باپ فوت ہو چکا، عنقریب تو بھی اس دنیا سے رخصت ہوجائے گا۔ پھر یا تو تیرا ٹھکانا جنت میں ہوگا یا پھر معاذ اللہ عزوجل جہنم میں۔ (اللہ عزوجل ہم سب کو جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھے)

اے ابن حیان علیہ رحمۃ اللہ المنّان! تیرا باپ حضرت سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور تیری ماں ''حضرت سیدتنا حوا'' رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس دنیائے فانی سے جا چکے، حضرات انبیاء کرام علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام حضرت سیدنا نوح، حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ، حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ، حضرت سیدنا داوٗد علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اور ہمارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بھی اس دنیا سے ظاہری پردہ فرما چکے، خلیفۂ اوّل امیر المؤمنین حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی انتقال ہو گیا، اور میرے بھائی اور دوست خلیفۂ ثانی امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی وصال ہو گیا۔ جب میں نے یہ سنا تو فوراً کہا: ''حضور! یہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیا فرما رہے ہیں؟ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ابھی حیات ہیں، ان کا ابھی وصال نہیں ہوا۔'' یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''مجھے میرے پروردگار عزوجل نے خبر دی ہے، اور میرا دل اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ ان کا انتقال ہو چکا ہے، عنقریب میں اور آپ بھی اس دنیائے فانی سے رخصت ہو جائیں گے۔''

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں درود وسلام کے گجرے نچھاور کئے اور آہستہ آواز میں دعائیں مانگنا شروع کر دیں۔

پھر فرمایا: ''میری ایک نصیحت ہمیشہ یاد رکھنا۔ کتاب اللہ عزوجل میں تمام احکامات آچکے، تمام انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اس دنیا سے کوچ کر جانا ہمارے لئے ایک بہت بڑی نصیحت ہے۔ ہمیشہ موت کو یاد رکھنا۔ اپنے دل کو دنیا میں نہ الجھانا اور جب تو یہاں سے اپنی قوم کے پاس جائے تو انہیں (عذابِ آخرت) سے خوب ڈرانا، اور تمام لوگوں کا خیر خواہ اور ناصح بن کر رہنا اور کبھی بھی جماعت سے دور نہ ہونا، اگر تو مسلمانوں کی بڑی جماعت سے جدا ہو گیا، تو تُو دین سے جدا ہو جائے گا۔ تجھے معلوم بھی نہ ہو گا اور تو جہنم میں داخل ہو جائے گا۔''

پھر فرمایا: ''اے میرے بھائی! تو اپنے لئے بھی دعا کرنا اور مجھے بھی دعاؤں میں یاد رکھنا۔'' اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کرنے لگے: ''اے پروردگار عزوجل! ہرم بن حیان کا گمان ہے کہ ''یہ مجھ سے تیری خاطر محبت کرتا ہے اور تیری رضا ہی کی خاطر مجھ سے ملاقات کرنے آیا ہے۔ یا اللہ عزوجل! مجھے جنت میں اس کی پہچان کرا دینا، اور جنت میں بھی میری اس سے ملاقات کرا دینا۔ یا اللہ عزوجل! جب تک یہ دنیا میں باقی رہے اس کی حفاظت فرما، اور اسے تھوڑی ہی دنیا پر راضی رہنے کی توفیق عطا فرما۔ یا اللہ عزوجل اسے جو نعمتیں تو نے عطا کی ہیں۔ ان پر شکر کرنے والا بنا دے، ہماری طرف سے اسے خوب بھلائی عطا فرما۔''

پھر مجھ سے فرمایا: ''اے ابن حیان! تجھ پر اللہ عزوجل کی رحمت ہو اور خوب برکت ہو، آج کے بعد میں تجھ سے ملاقات نہ کر سکوں گا، بے شک میں شہرت کو پسند نہیں کرتا۔ جب میں لوگوں کے درمیان ہوتا ہوں تو سخت پریشان اور غمگین رہتا ہوں۔ بس مجھے تو تنہائی بہت پسند ہے۔ آج کے بعد تو میرے متعلق کسی سے نہ پوچھنا۔ اور نہ ہی مجھے تلاش کرنا۔ میں ہمیشہ تجھے یاد رکھوں گا، اگرچہ تم مجھے نہ دیکھو گے اور میں تجھے نہ دیکھ سکوں گا۔ میرے بھائی! تو مجھے یاد رکھنا، میں تجھے یاد رکھوں گا۔ میرے لئے دعا کرتے رہنا۔ اللہ عزوجل نے چاہا تو میں تجھے یاد رکھوں گا اور تیرے لئے دعا کرتا رہوں گا۔ اب تو اس سمت چلا جا اور میں دوسری طرف چلا جاتا ہوں۔

یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک طرف چل دیئے۔ میں نے خواہش ظاہر کی کہ کچھ دُور تک آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ چلوں، لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انکار فرما دیا، اور ہم دونوں روتے ہوئے ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔

میں بار بار آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مڑ مڑ کر دیکھتا، یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک گلی کی طرف مڑ گئے۔ اس کے بعد میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بہت تلاش کیا لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے نہ مل سکے، اور نہ ہی کوئی ایسا شخص ملا جو مجھے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق خبر دیتا۔ ہاں! اللہ عزوجل نے مجھ پر یہ کرم کیا مجھے ہفتے میں ایک، دو مرتبہ خواب میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت ضرور ہوتی ہے،

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر13:

حضرت اُویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کے فضائل

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رحمتِ عالم، نورِ مجسّم شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بیشک اللہ عزوجل اپنے بندوں میں سے ان کو زیادہ پسند فرماتا ہے جو مخلص، پرہیز گار اور گمنام ہوتے ہیں، جن کے چہرے گرد آلود، بھوک کی وجہ سے پیٹ کمر سے ملے ہوئے، اور بال بکھرے ہوئے ہوں، اگر وہ امراء کے پاس جانا چاہیں تو انہیں اجازت نہ ملے، اگر کسی محفل میں موجود نہ ہوں تو کوئی ان کے متعلق سوال نہ کرے، اور اگر موجود ہوں تو کوئی انہیں اہمیت نہ دے، اگر وہ کسی سے ملاقات کریں تو لوگ ان کی ملاقات سے خوش نہ ہوں، اگر وہ بیمار ہو جائیں تو کوئی ان کی عیادت نہ کرے، اور جب مرجائیں تو لوگ ان کے جنازہ میں شریک نہ ہوں۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ایسے لوگوں سے ہماری ملاقات کیسے ہوسکتی ہے؟ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اویس قرنی (علیہ رحمۃ اللہ الغنی) انہی لوگوں میں سے ہیں۔'' صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کون ہے؟'' میٹھے میٹھے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے غیب کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اس کا قد درمیانہ، سینہ چوڑا، رنگ شدید گندمی، داڑھی سینہ تک پھیلی ہوئی اس کی نگاہیں جھکی جھکی، اپنے سیدھے ہاتھ کو الٹے ہاتھ پر رکھ کر قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے، زار و قطار رونے والا ہے، اس کے پاس دو چادریں ہیں؛ ایک بچھانے کے لئے اور ایک اوڑھنے کے لئے، دنیا والوں میں گمنام ہے، لیکن آسمانوں میں اس کا خوب چرچا ہے۔ اگر وہ کسی بات پر اللہ عزوجل کی قسم کھالے تو اللہ عزوجل ضرور اس کی قسم کو پورا کرے گا، اس کے سیدھے کندھے کے نیچے سفید نشان ہے۔ کل بروزِ قیامت نیک لوگوں سے کہا جائے گا: ''تم لوگ جنت میں داخل ہو جاؤ۔'' لیکن اویس قرنی (علیہ رحمۃ اللہ الغنی) سے کہا جائے گا: ''تو ٹھہر جا اور لوگوں کی سفارش کر۔'' چنانچہ وہ قبیلہ ربیعہ اور مضر کے لوگوں کی تعداد کے برابر گناہگاروں کی سفارش کرے گا۔''

(حلیۃ الاولیاء، اویس بن عامر القرنی، الحدیث:۱۵۶۷، ج۲، ص۹۶-۹۷)

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل اویس القرنی، الحدیث:۲۲۴(۲۵۴۲)، ص۱۱۲۳)

پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرت سیدنا عمر فاروق اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: ''جب بھی تم دونوں کی ملاقات اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی سے ہو، تو اس سے اپنے لئے دعائے مغفرت کروانا۔''

حضرت سیدنا علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی

اللہ تعالیٰ عنہما تقریباً دس سال تک حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کو تلاش کرتے رہے، لیکن ان کے بارے میں معلومات نہ ہو سکیں۔ پھر جس سال امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا، اسی سال آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حج کے موقع پر جبل ''**ابوقبیس**'' پر کھڑے ہو کر لوگوں سے مخاطب ہوتے ہوئے با آواز بلند فرمایا:

''اے یمن سے آنے والے حاجیو! کیا تم میں کوئی **اویس** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نامی شخص موجود ہے؟'' یہ سن کر ایک بوڑھا شخص کھڑا ہوا اور عرض کی: ''ہم نہیں جانتے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس **اویس** کے متعلق پوچھ رہے ہیں؟ ہاں! میرا ایک بھائی ہے جس کا نام **اویس** ہے، لیکن وہ تو بہت غریب اور عام سا آدمی ہے، وہ اس قابل کہاں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے متعلق سوال کریں، وہ تو ہمارا چرواہا ہے، اور ہمارے ہاں اس کی کوئی قدر و منزلت نہیں۔'' یہ سن کر حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت غمگین ہوئے گویا کہ حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کے بارے میں اس شخص کا اس طرح بولنا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سخت ناگوار گزرا ہو۔''

تھوڑی دیر بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بوڑھے شخص سے پوچھا: ''تیرا وہ بھائی کہاں ہے؟ کیا وہ ہمارے حرم میں موجود ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''جی ہاں! وہ حرم شریف ہی میں موجود ہے، شاید! اب وہ میدان عرفات کی طرف ہوگا۔''

یہ سن کر امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم اور حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فوراً میدان عرفات کی طرف چل دیئے۔ جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ وہ عاشقِ صادق ایک درخت کے نیچے نماز پڑھ رہا ہے، اور اونٹ اس کے ارد گرد چر رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم اور حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی سواریوں سے نیچے اتر آئے اور اس عاشقِ صادق کے پاس آ کر سلام کیا۔

حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے نماز کو مختصر کیا، اور نماز سے فارغ ہو کر سلام کا جواب دیا۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم اور حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے پوچھا: ''اے شخص! تو کون ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''میں اپنی قوم کا مزدور اور چرواہا ہوں۔ آپ دونوں حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: ''ہم تجھ سے ان چیزوں کے متعلق سوال نہیں کر رہے بلکہ یہ بتائیں، آپ کا نام کیا ہے؟'' انہوں نے جواب دیا: ''میں عبداللہ (یعنی اللہ عزوجل کا بندہ) ہوں۔'' فرمایا: ''یہ تو ہم بھی جانتے ہیں کہ زمین و آسمان میں موجود تمام لوگ اللہ عزوجل ہی کے بندے ہیں، تم اپنا وہ نام بتاؤ جو تمہاری ماں نے رکھا ہے؟''

یہ سن کر حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے عرض کی: ''آپ لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''ہمارے میٹھے میٹھے آقا، مدینے والے مصطفٰے صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ہمیں اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کے متعلق چند نشانیاں

بتائی ہیں، ہم آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی باتوں اور رنگت کے متعلق بتائی ہوئی نشانیاں تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ میں دیکھ چکے ہیں، لیکن ہمارے غیب دان آقا، مدینے والے مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک نشانی اور بتائی تھی کہ اس کے سیدھے کندھے کے نیچے ایک سفید نشان ہوگا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ذرا اپنا سیدھا کندھا ہمیں دکھا دیں، اگر وہ نشان موجود ہوا تو ہم پہچان جائیں گے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ہی کے متعلق ہمارے غیب دان آقا، مدینے والے مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے غیب کی خبر دی ہے۔

یہ سن کر حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے اپنے کندھے سے چادر ہٹائی تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے مبارک کندھے کے نیچے سفید نشان موجود تھا۔ نشان دیکھتے ہی دونوں صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہما نے حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کو بوسہ دیا اور فرمایا: ''ہم گواہی دیتے ہیں کہ تم ہی وہ اویس رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ہو جس کے متعلق ہمیں نبی غیب داں صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے خبر دی تھی۔ اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ہمارے لئے مغفرت کی دعا کریں۔''

یہ سن کر حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے عرض کی: ''میں نہ تو صرف اپنے لئے استغفار کرتا ہوں اور نہ ہی کسی فردِ معین کے لئے، بلکہ میں تو ہر مؤمن مرد و عورت کے لئے استغفار کرتا ہوں۔ آپ لوگوں پر اللہ عزوجل نے میرا حال تو منکشف فرما ہی دیا ہے، اب آپ اپنے متعلق بتائیں کہ ''آپ کون ہیں؟''

حضرت سیدنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے یہ سن کر جواب دیا: ''یہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں۔ اور میں علی بن ابو طالب (رضی اللہ تعالٰی عنہ) ہوں۔'' یہ سنتے ہی حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی باادب کھڑے ہوگئے اور عرض کی: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہ! اللہ عزوجل آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو سلامت رکھے اور آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔''

یہ سن کر امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل آپ پر بھی رحم فرمائے، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اسی مقام پر میرا انتظار فرمائیں۔ تاکہ میں آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے لئے مکہ مکرمہ سے کچھ چیزیں خرید لاؤں اور کچھ کپڑے وغیرہ لے آؤں آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ مجھے یہیں ملنا۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے عرض کی: ''حضور! آپ تکلف نہ فرمائیں، شاید! آج کے بعد میں آپ کی زیارت نہ کرسکوں گا اور ویسے بھی میں کپڑوں اور پیسوں کا کیا کروں گا؟ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ دیکھ ہی رہے ہیں کہ میرے پاس اون کی دو چادریں موجود ہیں، میں انہیں پھاڑ تو نہیں دوں گا۔ اور یہ دیکھیں میرے پاس چمڑے کے جوتے ہیں میں اتنی جلدی انہیں بیکار تھوڑا ہی کروں گا، باقی رہا پیسوں کا مسئلہ تو میری قوم نے مجھے اونٹوں کی رکھوالی اور چرائی کے بدلے چار درھم دیتے ہیں جو میرے لئے کافی ہیں۔

اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! میرے اور آپ کے سامنے ایک تنگ اور دشوار گزار گھاٹی ہے، جسے صرف کمزور اور ضعیف لوگ ہی عبور کرسکیں گے پس ہو سکے تو اپنے آپ کو ہلکا کرلیں، اللہ عزوجل آپ پر رحم وکرم فرمائے۔''

یہ سن کر حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا درہ زمین پر مارا اور فرمایا: ''اے عمر! کاش! تجھے تیری ماں نے جنا ہی نہ ہوتا، کاش! وہ بانجھ ہوتی۔''

پھر فرمایا: ''کیا کوئی ایسا ہے جو مجھ سے خلافت کو اس کی ذمہ داریوں اور اس کے ثواب کے ساتھ قبول کرلے۔''

حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! جو کوئی اللہ عزوجل سے ڈرتا ہے وہ اس (خلافت) سے دور بھاگتا ہے (ہماری جدائی کا وقت آگیا ہے) اب آپ ایک طرف تشریف لے جائیں اور میں دوسری طرف چلا جاتا ہوں۔ چنانچہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما مکۃ المکرّمہ کی طرف تشریف لے گئے۔ اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اونٹوں کو لے کر دوسری طرف چل دیئے، اور اونٹوں کو قوم کے حوالے کر دیا۔

پھر سب کام چھوڑ کر صرف اللہ عزوجل کی عبادت میں مشغول ہوگئے اور بالآخر اپنے خالق حقیقی عزوجل سے جا ملے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر 14: باہمت و مخلص مبلغ

حضرت سیدنا خالد بن صفوان بن الاھتم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ (یمن کے گورنر) **یوسف بن عمر** نے مجھے عراق کے ایک وفد کے ساتھ خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے پاس بھیجا، جب میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ خلیفہ ہشام بن عبدالملک اپنے لشکر، اہل وعیال، خادموں اور غلاموں کے ساتھ سیر وسیاحت کے لئے روانہ ہو رہا ہے۔ چنانچہ میں بھی اس سفر میں لشکر کے ساتھ شامل ہوگیا۔ خلیفہ نے ایک ایسی وادی میں لشکر کے پڑاؤ کا حکم دیا جو نہایت وسیع وعریض، خوبصورت اور صاف ستھری تھی۔ موسم بہار میں وہاں کئی بارشیں ہوچکی تھیں جس کی وجہ سے وادی پھولوں اور مختلف قسم کے نباتات سے آراستہ وپیراستہ تھی۔ وہ وادی ایسی خوبصورت اور دل کو لبھانے والی تھی کہ اسے دیکھتے ہی وہاں قیام کرنے کو جی چاہتا تھا اور ویسے بھی وہ ہر اعتبار سے قیام کے لئے موزوں تھی۔ وہاں کی مٹی ایسی تھی جیسے کافور کی ڈلیاں، اور وہاں کے ڈھیلے ایسے صاف وشفاف تھے کہ اگر انہیں اٹھا کر پھینکا جائے تو ہاتھ بالکل گرد آلود نہ ہوں۔ وہاں خلیفہ کے لئے وہ ریشمی خیمے نصب کئے گئے جنہیں یوسف بن عمر نے یمن سے بھجوایا تھا، پھر ان خیموں میں سرخ ریشم کے چار بستر لگائے گئے اور ایسے ہی سرخ ریشمی تکیے ان پر رکھے گئے۔

تمام انتظامات کے بعد جب محفل سج گئی اور تمام لوگ اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے، تو میں نے سر اٹھا کر خلیفہ کی طرف دیکھا۔اس کی نظر بھی مجھ پر پڑ گئی، اس کے دیکھنے کا انداز ایسا تھا گویا وہ کہہ رہا ہو: ''بولو! کیا بولنا چاہتے ہو؟'' میں نے کہا: ''اے امیر المؤمنین! اللہ عزوجل آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔اور آپ کو نعمتوں پر شکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور امورِ خلافت میں اللہ عزوجل آپ کو سیدھی راہ پر رکھے۔اور آپ کا انجام ایسا فرمائے جو قابلِ تعریف ہو، اللہ عزوجل نے آپ کو یہ نعمتیں اس لئے دی ہیں تاکہ آپ ان کے ذریعے تقویٰ اختیار کریں۔اللہ عزوجل نے آپ کو بکثرت پاکیزہ نعمتیں عطا کی ہیں، ان میں کوئی کدورت (یعنی مَیل) نہیں۔اور ایسی نعمتیں عطا کی ہیں جن میں خوشیاں ہیں، غم نہیں۔

آپ مسلمانوں کے لئے ایک قابلِ اعتماد خلیفہ ہیں اور آپ ان کے لئے خوشی اور سرور کا باعث ہیں۔جب انہیں کوئی مصیبت درپیش ہوتی ہے تو وہ آپ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں، اور ہر مشکل کے وقت آپ ان کے لئے جائے پناہ ہیں، اے امیر المؤمنین! اللہ عزوجل مجھے آپ پر فدا کرے، جب مجھے آپ کی ہم نشینی اور زیارت کا موقع مل ہی گیا ہے تو اب میرا حق بنتا ہے کہ اللہ عزوجل نے آپ پر جو نعمتیں نچھاور فرمائی ہیں اور جو جو کمالات عطا کئے ہیں، میں آپ کو ان کی یاد دہانی کراؤں اور آپ کو ان نعمتوں پر شکر کرنے کی ترغیب دلاؤں۔اس کا سب سے بہترین طریقہ یہ ہے کہ میں آپ کو سابقہ بادشاہوں کے قصے سناؤں، کیا آپ کی طرف سے مجھے اس بات کی اجازت ہے؟ یہ سن کر خلیفہ ہشام بن عبد الملک سیدھا ہو گیا، سب تکیے ایک طرف رکھ دیئے اور کہا: ''اب مجھے سابقہ بادشاہوں کے حالات بتاؤ۔''

میں نے کہا: ''اے امیر المؤمنین! سابقہ بادشاہوں میں ایک بادشاہ تھا۔وہ بھی سیر و سیاحت کے لئے ایسے ہی موسم میں نکلا جیسا اب موسم ہے، اس سال بھی خوب بارشیں ہوئی تھیں۔زمین پھولوں اور نباتات سے مزین ہو گئی تھی۔جب اس بادشاہ نے ان تمام نعمتوں، اپنے مال و متاع، خُدّام اور لشکر کی طرف نظر کی تو بڑے فخر سے کہنے لگا: ''جیسی نعمتیں میرے پاس ہیں کیا کسی اور کو بھی ایسی عظیم الشان نعمتیں ملی ہیں؟'' اس وقت اس کے لشکر میں ایک حق گو مردِ مجاہد بھی موجود تھا۔اس نے بڑے دلیرانہ انداز میں کہا: ''اے بادشاہ! تو نے ایک بہت بڑے امر کے متعلق سوال کیا ہے۔اگر اجازت ہو تو میں اس کا جواب دوں؟''

بادشاہ نے کہا: ''ہاں! تم جواب دو۔'' چنانچہ اس مردِ مجاہد نے فرمایا: ''اے بادشاہ! یہ جو نعمتیں تمہارے پاس موجود ہیں کیا یہ تمام کی تمام ہمیشہ تمہارے پاس رہیں گی؟ کیا ان میں کمی واقع نہ ہو گی؟ کیا یہ تجھے بطور میراث نہیں پہنچیں؟ کیا تجھ سے زائل ہو کر یہ تیرے بعد والوں کو نہ مل جائیں گی؟''

جب بادشاہ نے اس باہمت و **مخلص مبلغ** کی حقیقت پر مبنی گفتگو سنی تو کہنے لگا: ''اے نوجوان! تو نے جو باتیں کیں وہ بالکل

برحق ہیں، کیونکہ ان نعمتوں میں کمی بھی ہوجائے گی۔اور جس طرح یہ مجھے میراث میں ملی ہیں اسی طرح میرے مرنے کے بعد میرے ورثاء کو مل جائیں گی۔

یہ سن کر اس باہمت مبلغ نے کہا:''اے بادشاہ! جب یہ سب باتیں حق ہیں تو پھر ان معمولی نعمتوں پر فخر کرنا ایک تعجب خیز بات نہیں؟ اے بادشاہ! یہ نعمتیں تیرے پاس بہت کم عرصہ رہیں گی، اور جب تو اس دنیا سے جائے گا تو خالی ہاتھ جائے گا۔ اور کل بروزِ قیامت تجھ سے ان تمام نعمتوں کا حساب لیا جائے گا (اور یہ انتہائی سخت امر ہے) پھر بھی اس دنیائے فانی میں تیرا دل کیونکر لگا ہوا ہے؟''

دین کا درد رکھنے والے مبلغ کی یہ باتیں بادشاہ کے دل میں تاثیر کا تیر بن کر پیوست ہوگئیں۔اس کی آنکھوں سے غفلت کا پردہ ہٹ گیا، اور اس نے بے چین ہوکر کہا:''اے نوجوان! پھر تم ہی مجھے بتاؤ کہ میں ان مصائب سے نجات پا کر کس طرح اپنے مقصدِ اصلی تک پہنچ سکتا ہوں؟''اس پر اس خیر خواہ مبلغ نے کہا:''اے بادشاہ! تیرے لئے نجات کے دو راستے ہیں: ایک تو یہ ہے کہ تو اپنی بادشاہت قائم رکھ۔اور ہر حال میں اللہ عزوجل کی اطاعت کر، تمام فیصلے شریعت کے مطابق کر، عدل وانصاف سے کام لے۔خوشی وغمی، تنگی اور فراخی ہر حال میں اپنے رب عزوجل کا شکر ادا کر۔ دوسری صورت یہ ہے کہ تو تاج وتخت چھوڑ کر درویشی لباس اختیار کرلے، اور کسی پہاڑ کے دامن میں گوشہ نشین ہوکر اپنے پاک پروردگار عزوجل کی عبادت میں مشغول ہوجا۔ تیری نجات کے یہی دو راستے ہیں تو جس کو چاہے اختیار کرلے۔''بادشاہ نے کہا:''اے نوجوان! کل میرے پاس آنا، آج رات میں غور کروں گا، کہ کونسا راستہ اختیار کروں۔ اگر میں نے بادشاہت والا راستہ اختیار کیا تو میں تجھے اپنا وزیر بناؤں گا۔اور ہر معاملے میں تیری اطاعت کروں گا، کبھی بھی تیری نافرمانی نہ کروں گا۔

اور اگر بادشاہت چھوڑ کر گوشہ نشینی اختیار کروں گا تو تُو میرے ساتھ میرا رفیق بن کر رہنا۔میں تیری ہر بات مانوں گا۔'' اتنا کہنے کے بعد بادشاہ اپنے خیمے کی طرف چلا گیا۔

صبح کے وقت جب وہ مخلص مبلغ بادشاہ کے پاس گیا تو اس نے دیکھا کہ بادشاہ نے شاہی تاج اور شاہی لباس اتار کر فقیروں والا لباس پہنا ہوا ہے۔اس بادشاہ نے پختہ ارادہ کرلیا تھا کہ خلوت میں رہ کر اپنے رب عزوجل کی عبادت کرے گا۔ چنانچہ وہ تاج وتخت اور دنیا کی رنگینیوں کو چھوڑ کر اس مخلص مبلغ کے ساتھ جنگل کی طرف چلا گیا۔اور وہ دونوں آخری وقت تک وہیں ایک پہاڑ پر اپنے خالقِ حقیقی عزوجل کی عبادت میں مشغول رہے۔''

بنو تمیم کے مشہور شاعر ''**عدی بن زید العیادی المرادی**'' نے ان کی شان میں چند اشعار کہے، جن کا مفہوم کچھ اس

طرح ہے:

ترجمہ:(۱)......اے زمانے کو گالی دینے والے! کیا تو ہر چیز میں کامل، اور ہر عیب سے بری ہے۔

(۲)......یا تو نے زمانے سے پختہ عہد لے رکھا ہے؟ یا تو جاہل اور مغرور ہے؟

(۳)......کیا کوئی ایسا شخص بھی ہے جسے موت نے چھوڑ دیا ہو؟ یا کوئی ایسا شخص ہے جو (تجھے) موت سے بچالے؟

(۴)......کہاں ہے کسریٰ، فارس کے بادشاہ اور ان سے پہلے کے بادشاہ؟ ابوساسان اور سابور کہاں گئے؟

(۵)......بہت شان وشوکت والے بادشاہ اور رومی بادشاہ کہاں ہیں؟ ان میں سے کوئی ایک بھی تو باقی نہ رہا۔

(۶)......وہ بادشاہ کہاں ہے جس نے ایک محل بنایا جس کے ایک جانب سے دریائے **دجلہ** اور دوسری جانب سے دریائے **''حلبور''** بہتا تھا۔

(۷)......اور اس نے محل کو سنگ مرمر سے آراستہ کیا اور اسے مختلف رنگوں سے مزین کیا اور اس میں ایسے باغات لگائے جن میں پرندوں کے گھونسلے تھے۔ (یعنی باغ میں ہر وقت پرندے چہچہاتے رہتے تھے)

(۸)......موت نے اسے بھی نہ چھوڑا اور اس کی بادشاہت جاتی رہی اور وہ عظیم الشان محل بھی ویران ہو گیا۔

(۹)......خورنق کے بادشاہ نے جب ایک دن غور وفکر کیا (تو اسے ہدایت کی راہ ملی) لہٰذا ہدایت پانے کے لئے غور وفکر ضروری ہے۔

(۱۰)......جب اس نے اپنی حالت پر غور کیا اور ان کثیر نعمتوں میں غور وفکر کیا جو اسے عطا کی گئیں اور جب اس نے وسیع وعریض سمندر کو عبرت کی نگاہ سے دیکھا۔

(۱۱)......تو اس کا دل ڈر گیا۔ اور کہا کہ ایسی زندگی پر کیا اِترانا اور کیا غرور کرنا جو موت کی طرف لے جا رہی ہے۔

(۱۲)......بالآخر اسے حکومت، کامیابی اور سرداری کے بعد قبر میں دفن کر دیا گیا۔

حضرت سیدنا خالد بن صفوان بن الاھتم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم کی زبانی خورنق کے بادشاہ کا واقعہ سن کر خلیفہ ہشام بن عبدالملک رونے لگا۔ اور اتنا رویا کہ اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ اور اس کا عمامہ بھی آنسوؤں سے بھیگ گیا۔ پھر خلیفہ نے حکم دیا: ''تمام خیمے اکھاڑ دیئے جائیں اور تمام بستر اٹھا لئے جائیں اور تمام لشکر فوراً محل کی طرف روانہ ہو جائے۔''

چنانچہ خلیفہ اپنے سارے لشکر کو لے کر روتا ہوا محل کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہاں پہنچ کر اس نے (تمام امورِ مملکت اپنے بھائیوں کے سپرد کئے اور خود) محل کا ایک کونہ سنبھال لیا۔ اور تمام دنیاوی آسائشوں کو چھوڑ کر اپنے مالک حقیقی عزوجل کی عبادت میں مشغول ہو گیا۔ جب اس کے اہل خانہ اور خُدّام وغیرہ نے خلیفہ کی یہ حالت دیکھی تو وہ سب کے سب حضرت سیدنا خالد بن صفوان بن الاھتم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم کے پاس آئے، اور کہنے لگے: آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امیر المؤمنین کی کیا حالت کر دی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی تمام لذّات ختم کر دی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی باتیں سن کر اس نے سیر وسیاحت کو بھی ترک کر دیا ہے۔

تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''تم سب مجھ سے دور ہو جاؤ، بے شک میں نے اپنے پروردگار عزوجل سے وعدہ کیا ہے

کہ ''جب بھی میں کسی بادشاہ سے ملوں گا تو اسے نیکی کی دعوت دوں گا اور بری باتوں سے منع کروں گا۔ اور اسے اللہ عزوجل کی یاد ضرور دلاؤں گا۔ (چنانچہ خلیفہ کو نصیحت کر کے میں نے اللہ عزوجل سے کیا ہوا اپنا وعدہ پورا کیا ہے، کوئی بُرا کام نہیں کیا)

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

حکایت نمبر15:

جس دن قدم پھسل رہے ہوں گے

حضرت سیدنا فضیل بن عیاض علیہ رحمۃ اللہ الوہاب کی خلیفۃ المسلمین ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کو نصیحت

فضل بن ربیع کا بیان ہے: ''جب خلیفۃ المسلمین ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید حج ادا کرنے کے لئے مکۃ المکرّمہ آئے، تو ان دنوں مَیں اپنے گھر ہی میں موجود تھا۔ اچانک مجھے اطلاع ملی کہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید میرے پاس تشریف لا رہے ہیں۔ اطلاع ملتے ہی میں فوراً حاضر خدمت ہوا اور عرض کی: ''حضور! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیوں زحمت فرمائی، مجھے پیغام بھجوا دیا ہوتا میں خود ہی حاضر ہو جاتا۔''

خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے فرمایا: ''اے ابن ربیع! میرے دل میں ایک بات کھٹک رہی ہے، تم جلدی سے مجھے کسی ایسے بزرگ کے پاس لے چلو جو میری مشکل کو آسان کر دے، کیا تمہاری نظر میں کوئی ایسا شخص ہے؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں! حضرت سیدنا سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مکہ مکرمہ میں موجود ہیں۔'' خلیفہ نے کہا: ''مجھے فوراً ان کے پاس لے چلو۔''

چنانچہ ہم ان کے گھر پہنچے اور میں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر سے آواز آئی: ''کون ہے؟'' میں نے کہا: ''خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید تشریف لائے ہیں۔ جلدی سے حاضر خدمت ہو جاؤ۔ ہارون الرشید کا نام سنتے ہی حضرت سیدنا سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فوراً باہر آئے اور کہا: ''حضور! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تکلیف کیوں کی؟'' مجھے حکم نامہ بھیجا ہوتا میں خود ہی حاضر ہو جاتا۔'' خلیفہ نے کہا: ''اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے۔ ہم جس مقصد کے لئے آئے ہیں اس کے متعلق کچھ ارشاد فرمایئے۔'' پھر خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے ان کے سامنے اپنا مسئلہ پیش کیا اور دیر تک ان سے باتیں کرتے رہے۔

پھر ان سے پوچھا: ''کیا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر کسی کا قرض ہے؟'' کہا: ''جی ہاں! میں مقروض ہوں۔'' خلیفہ نے فرمایا: ''اے عباس! ان کا قرض ادا کر دینا۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے لے کر وہاں سے آگے چل دیئے اور فرمایا: ''میں ان سے مطمئن نہیں ہوا، مجھے کسی اور بزرگ کے پاس لے چلو۔''

میں نے عرض کی: ''حضرت سیدنا عبدالرزاق ابن ہمام علیہ رحمۃ اللہ المنّان کے پاس چلتے ہیں۔'' فرمایا: ''جلدی کرو، چنانچہ ہم ان کے گھر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا، اندر سے آواز آئی: ''کون ہے؟'' میں نے کہا: ''جلدی باہر تشریف لایئے، خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملنے آئے ہیں۔'' یہ سنتے ہی حضرت سیدنا عبدالرزاق ابن ہمام علیہ رحمۃ اللہ المنّان باہر تشریف لائے، اور کہنے لگے: ''حضور! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیوں زحمت فرمائی، مجھے پیغام بھیجا ہوتا میں خود حاضر ہو جاتا۔'' خلیفہ نے کہا: ''اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، ہم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ایک مقصد لے کر حاضر ہوئے ہیں، ہماری پریشانی دور فرما دیجئے۔''

پھر خلیفہ نے ان کے سامنے اپنا مسئلہ پیش کیا، اور کچھ دیر ان سے باتیں کرتے رہے۔ پھر فرمایا: ''کیا تم پر کسی کا قرض ہے؟'' انہوں نے جواب دیا: ''جی ہاں۔'' خلیفہ نے کہا: ''اے عباس ان کا قرض ادا کر دینا۔'' یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آگے بڑھے، اور مجھ سے فرمانے لگے: ''ان کے پاس آنے سے بھی میرا مسئلہ حل نہیں ہوا، اے ابن ربیع! مجھے کسی بہت کامل بزرگ کی بارگاہ میں لے چلو۔''

میں نے عرض کی: ''حضور! اب ہم حضرت سیدنا فضیل بن عیاض علیہ رحمۃ اللہ الوھاب کی بارگاہ میں چلتے ہیں۔'' (وہاں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسئلہ ضرور حل ہو جائے گا) خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے فرمایا: ''ٹھیک ہے، انہیں کی بارگاہ چلتے ہیں۔''

چنانچہ ہم ان کے گھر پہنچے دیکھا تو وہ نماز میں مشغول تھے اور بار بار قرآن پاک کی کسی آیت کو پڑھ رہے تھے۔ میں نے دروازہ پر دستک دی، اندر سے پوچھا گیا: ''کون ہے؟'' میں نے کہا: ''حضور! باہر تشریف لائیں، خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملنا چاہتے ہیں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا: ''مجھے امیر المؤمنین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کیا غرض؟ اور انہیں مجھ سے کیا کام ہے؟'' میں نے کہا: ''سبحان اللہ عزوجل! کیا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر امیر کی اطاعت واجب نہیں؟ کیا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضور نبیٔ رحمت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی یہ حدیث پاک نہیں سنی کہ **''مؤمن کے لئے یہ جائز نہیں کہ اپنے آپ کو ذلت میں ڈالے۔''** (جامع الترمذی، ابواب الفتن، باب لا یتعرض من البلاء لما لا یطیق، الحدیث: ۲۲۵۴، ص ۱۸۷۹)

فرمانِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سنتے ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نیچے تشریف لے آئے اور چراغ بجھا دیا پھر کمرے کے ایک کونے میں جا کر چھپ گئے۔ ہم کمرے میں داخل ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ڈھونڈنے لگے۔ اچانک خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کی ہتھیلی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جسم سے لگی۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمانے لگے: ''اے امیر المؤمنین! رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کی ہتھیلی کتنی نرم ونازک ہے، اے کاش! یہ جہنم کی آگ سے بچ جائے۔'' یہ سن کر میں نے دل میں کہا: ''آج آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

خوب وعظ ونصیحت فرمائیں گے اور امیر المؤمنین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے (خوف خدا عزوجل کے متعلق) خوب کھل کر بات کریں گے۔''

پھر خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کی: ''حضور! ہم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں ایک مسئلہ لے کر حاضر ہوئے ہیں، خدارا! ہمارا مسئلہ حل فرمادیجئے تاکہ میرے بیقرار دل کو قرار آجائے۔''

تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''جب حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ العزیز خلیفہ بنے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت سیدنا سالم بن عبداللہ، حضرت سیدنا محمد بن کعب قرظی اور حضرت سیدنا رجاء بن حیوٰۃ رحمہم اللہ تعالیٰ کو اپنے پاس بلایا اور ان سے کہنے لگے: ''میں تو اس خلافت کی وجہ سے سخت مصیبت میں گرفتار ہو گیا ہوں، مجھے امورِ خلافت کے بارے میں کچھ مشورہ دیجئے۔''

پھر حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے امیر المؤمنین! دیکھئے! حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ العزیز نے خلافت کو مصیبت سمجھا لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کے ساتھی اسے نعمت سمجھتے ہیں۔''

اے امیر المؤمنین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! جب حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ العزیز نے ان حضرات سے مشورہ لیا تو حضرت سیدنا سالم بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ العزیز! اگر تو اللہ عزوجل کے عذاب سے بچنا چاہتا ہے تو مسلمانوں میں سے جو بزرگ ہیں، ان کی عزت اپنے باپ کی طرح کر، اور جو درمیانی عمر کے ہیں انہیں اپنے بھائیوں کی طرح جان، اور جو تجھ سے عمر میں چھوٹے ہیں انہیں اپنی اولاد کی طرح سمجھ۔''

حضرت سیدنا رجاء بن حیوٰۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ العزیز! اگر تو عذابِ الٰہی عزوجل سے بچنا چاہتا ہے تو مسلمانوں سے محبت کر، اور ان کے لئے بھی وہی پسند کر جو اپنے لئے پسند کرتا ہے تو دُنیا و آخرت میں مامون رہے گا۔''

اس کے بعد حضرت سیدنا فضیل بن عیاض علیہ رحمۃ اللہ الوھاب نے فرمایا: ''اے خلیفہ! میں بھی تجھے سمجھا رہا ہوں اور میں تیرے بارے میں اس دن کی سختی سے شدید خوف زدہ ہوں **''جس دن قدم پھسل رہے ہوں گے۔''** ذرا سوچ! کیا وہاں تجھے کوئی مشورہ دینے والا ہوگا؟ کیا وہاں تیرے وزیر، مشیر تیرا ساتھ دیں گے؟

نہ بیلی ہو سکے بھائی، نہ بیٹا باپ تے مائی
تو کیوں پھرتا ہے سودائی، عمل نے کام آنا ہے

یہ سن کر خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ العزیز اتنا روئے کہ ان پر غشی طاری ہو گئی۔ میں نے کہا: ''حضور! خلیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر کچھ نرمی فرمائیے۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے ربیع! میں ان پر نرمی ہی تو کر رہا ہوں جبھی تو ایسی باتیں کی ہیں۔ اے ابن ربیع! حقیقت تو یہ ہے کہ تو اور تیرے دوستوں نے تو خلیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو برباد کر دیا ہے۔

جب خلیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کچھ افاقہ ہوا تو فرمایا: ''اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، مجھے کچھ اور نصیحت فرمایئے۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اے امیر المؤمنین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! مجھے خبر پہنچی ہے کہ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ العزیز کے ایک گورنر نے شکایت کی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے خط بھیجا جس میں لکھا تھا:

''میں تجھے جہنمیوں کی اس شدید بے چینی و بے آرامی سے ڈراتا ہوں جو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہوگی۔ خبردار! ایسے کاموں سے کوسوں دور بھاگنا جو تجھے اللہ عزوجل کی یاد سے دور کر دیں۔ یاد رکھ! آخری لمحات میں امیدیں ختم ہو جائیں گی۔''

جب اس گورنر نے یہ خط پڑھا تو فوراً حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ العزیز کی طرف چل دیا۔ جب وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس پہنچا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے پوچھا: ''تجھے کس چیز نے یہاں آنے پر مجبور کیا؟'' اس نے عرض کی: ''حضور! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خط نے میرا دل پارہ پارہ کر دیا ہے، اب میں کبھی بھی گورنر کا عہدہ قبول نہیں کروں گا یہاں تک کہ مجھے موت آجائے۔'' یہ سن کر خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید پھر زور زور سے رونے لگے، اور فرمایا: اے فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، مزید کچھ نصیحت فرمایئے۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے امیر المؤمنین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! جب ہمارے پیارے آقا، دو عالم کے داتا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پیارے چچا حضرت سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مجھے کسی شہر کا حاکم بنا دیں تو حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: ''بے شک امارت (یعنی حکومت) حسرت و ندامت ہے، اگر تجھ سے ہو سکے تو کبھی بھی (کسی پر) امیر نہ بننا۔''

(سنن النسائی، کتاب آداب القضاۃ، باب النھی عن مسألۃ الامارۃ، الحدیث:۵۳۸۷،ص ۲۴۳۱)

(حلیۃ الاولیاء، الفضیل بن عیاض، الحدیث:۱۱۵۳۶، ج۸، ص۱۰۹)

خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید یہ سن کر پھر رونے لگے، اور عرض کی: ''اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، مزید کچھ ارشاد فرمائیں۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے حسین و جمیل چہرے والے! یاد رکھ! کل بروزِ قیامت اللہ عزوجل تجھ سے مخلوق کے بارے میں سوال کرے گا۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا یہ خوبصورت چہرہ جہنم کی آگ سے بچ جائے تو کبھی بھی صبح یا شام اس حال میں نہ کرنا کہ تیرے دل میں کسی مسلمان کے متعلق کینہ یا عداوت ہو۔ بے شک رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے اس حال میں صبح کی کہ وہ کینہ پرور ہے تو وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھ سکے گا۔'' (حلیۃ الاولیاء، الفضیل بن عیاض، الحدیث ۱۱۵۳۶،ج۸،ص ۱۱۰)

خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید رونے لگے، اور عرض کی: ''حضور! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر کسی کا کوئی قرض وغیرہ ہے؟''

تو آپ نے فرمایا: ''جی ہاں! میرے پروردگار عزوجل کا مجھ پر قرض ہے، لیکن اس نے ابھی تک میرا محاسبہ نہ کیا۔ اگر اس نے مجھ سے سوال کرلیا یا میرا حساب لے لیا تو میرے لئے ہلاکت ہوگی، اور اگر مجھے جواب دینے کی توفیق نہ دی گئی تو میری تباہی و بربادی ہے۔'' خلیفہ نے کہا: ''حضور! میری مراد یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر کسی بندے کا تو کوئی قرض وغیرہ نہیں؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میرے رب عزوجل نے مجھے اس کا حکم نہیں دیا۔ بے شک مجھے تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس کی اطاعت کروں، اور اس کا مخلص بندہ بن جاؤں۔'' اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَمَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۝ مَآاُرِیْدُ مِنْھُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآاُرِیْدُاَنْ یُّطْعِمُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَالرَّزَّاقُ ذُوالْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ ۝ (پ۲۷، الذٰریٰت: ۵۶تا۵۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور میں نے جنّ اور آدمی اتنے ہی اسی لئے بنائے کہ میری بندگی کریں۔ میں ان سے کچھ رزق نہیں مانگتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھانا دیں۔ بے شک اللہ ہی بڑا رزق دینے والا، قوت والا، قدرت والا ہے۔

حضرت سیدنا فضیل بن عیاض علیہ رحمۃ اللہ الوھاب کی نصیحت آموز باتیں سن کر خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کے دل پر بہت گہرا اثر ہوا۔ پھر خلیفہ نے ایک ہزار دینار آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیتے ہوئے عرض کی: ''حضور! یہ حقیر سا نذرانہ قبول فرمالیں، انہیں اپنے اہل وعیال پر خرچ کریں اور ان کے ذریعے عبادت پر قوت حاصل کریں۔''

یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''سبحان اللہ عزوجل! میں تجھے نجات کا راستہ بتا رہا ہوں اور تو اس کے صلہ میں مجھے یہ (حقیر) دولت دے رہا ہے۔ اللہ عزوجل تجھے نیک اعمال کی توفیق دے، اور تجھے سلامت رکھے۔''

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خاموش ہوگئے، اور ہم سے کوئی کلام نہ فرمایا۔ فضل بن ربیع کہتے ہیں: پھر ہم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس سے اٹھ کر چلے آئے۔ جب ہم دروازے پر پہنچے تو خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے مجھ سے کہا: ''اے عباس! جب بھی مجھے کسی کے پاس لے جانا چاہو تو ایسے ہی پاکباز اولیاء کرام کے پاس لے جایا کرو، بے شک ایسے لوگ ہی مسلمانوں کے سردار ہیں۔''

ابھی ہم یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ حضرت سیدنا فضیل بن عیاض علیہ رحمۃ اللہ الوھاب کے اہلِ خانہ میں سے ایک عورت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آئی اور کہنے لگی: ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جانتے ہی ہیں کہ ہم کیسے تنگ حالات میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہ رقم قبول کرلیتے تو اس میں کیا حرج تھا، ہمارے حالات کچھ بہتر ہوجاتے۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس عورت سے فرمایا: ''میری اور تم لوگوں کی مثال اس قوم کی سی ہے کہ جن کے پاس اونٹ ہو اور وہ اس کے ذریعے روزی

حاصل کرتے ہوں پھر جب وہ اونٹ بوڑھا ہو جائے تو اسے ذبح کرلیں، اوراس کا گوشت کھالیں ۔ خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی گفتگو سنی تو مجھ سے کہا: ''آؤ! ہم دوبارہ انہیں مال پیش کرتے ہیں، شاید! اب قبول فرمالیں ۔''

جب حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیکھا کہ ہم دوبارہ آرہے ہیں تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے اٹھے اور جا کر چھت پر بیٹھ گئے ۔''

خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس چھت پر پہنچ گئے، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ ہی زمین پر بیٹھ گئے ۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے گفتگو کرنا چاہی مگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا۔

اتنی دیر میں ایک سیاہ فام لونڈی آئی ۔ اور کہنے لگی: ''آپ لوگ ساری رات انہیں تنگ کرتے رہے ہیں، خدارا! اب آپ یہاں سے تشریف لے جائیں، اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے ۔'' چنانچہ ہم وہاں سے واپس پلٹ آئے ۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر 16:

رزق کے خزانوں کا مالک

فضل بن ربیع کا بیان ہے: ''میں ایک مرتبہ سفر حج میں خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کے ساتھ تھا۔ واپسی پر جب ہمارا گزر ''کوفہ'' سے ہوا تو دیکھا کہ حضرت سیدنا بہلول دانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک جگہ کھڑے ہیں اور بہت بلند آواز سے چیخ رہے ہیں۔ میں نے ان سے کہا: ''خاموش ہو جائیے ۔'' خلیفۃ المسلمین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لا رہے ہیں۔ یہ سن کر وہ خاموش ہو گئے ۔ پھر جب خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کی سواری قریب آئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زور سے کہا: ''اے امیر المؤمنین (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! ذرا میری بات سنئے ۔'' خلیفہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آواز سنی تو رک گئے ۔

حضرت سیدنا بہلول دانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے امیر المؤمنین (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! مجھے ''ایمن بن نایل'' رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حدیث سنائی کہ حضرت سیدنا قدامہ بن عبداللہ عامری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میں نے رسول اللہ عزوجل وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو ''وادیٔ منیٰ'' میں دیکھا کہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم ایک سادے سے کجاوے میں تشریف فرما تھے اور وہاں نہ مارنا تھا، نہ اِدھر اُدھر ہٹانا تھا اور نہ ہی یہ کہ ایک طرف ہو جاؤ۔'' (جامع الترمذی، ابواب الحج، باب ماجاء فی کراھیۃ طرد الناس...الخ، الحدیث:۹۰۳،ص۱۷۳۷)

؎ تیری سادگی پہ لاکھوں تیری عاجزی پہ لاکھوں
ہوں سلام عاجزانہ مدنی مدینے والے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم!

فضل بن ربیع کا بیان ہے: میں نے امیر المؤمنین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا: ''حضور! یہ بہلول دیوانہ ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میں انہیں جانتا ہوں، پھر کہا: ''اے بہلول (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! مجھے کچھ اور نصیحت کرو۔'' چنانچہ انہوں نے یہ دو عربی اشعار پڑھے، جن کا مفہوم یہ ہے:

ترجمہ: (۱)......(بالفرض) اگر تجھے ساری دنیا کی حکومت مل جائے اور تمام لوگ تیرے مطیع وفرمانبردار بن جائیں،

(۲)......پھر بھی کیا تیرا آخری ٹھکانا تنگ وتاریک قبر نہیں؟ (یعنی تیرے مرنے کے بعد) لوگ باری باری تجھ پر مٹی ڈالیں گے۔

یہ سن کر خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے کہا: ''اے بہلول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حق بات کو پہچان لیا، مجھے کچھ اور نصیحت فرمائیے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے امیر المؤمنین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! اللہ عزوجل نے جس کو حسن وجمال اور مال دیا، پھر اس نے اپنے آپ کو گناہوں سے محفوظ رکھا اور اپنے مال کو اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ کیا تو اس کا نام نیک لوگوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔''

فضل بن ربیع کا بیان ہے: یہ گفتگو سن کر خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید سمجھے کہ شاید یہ کچھ مال وغیرہ طلب کر رہے ہیں لہٰذا ان سے کہنے لگے: ''اے بہلول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! اگر آپ پر کسی کا قرض وغیرہ ہو تو وہ میں ادا کر دوں گا۔'' تو انہوں نے فرمایا: ''اے امیر المؤمنین! رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! ایسا ہرگز نہ کر۔ کیا تو قرض کو قرض کے بدلے ادا کرنا چاہتا ہے؟ جا اور جا کر حق داروں کو ان کا حق ادا کر۔ اور پہلے اپنے نفس کا قرض اتار۔ بے شک تیرے پاس ایک ہی زندگی ہے۔ جب تو مر جائے گا تو پھر دوبارہ دنیا میں نہ بھیجا جائے گا۔'' پھر امیر المؤمنین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: ''اے بہلول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے کچھ وظیفہ مقرر کرنا چاہتا ہوں۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے امیر المؤمنین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! ایسا ہرگز نہ کر۔ مجھے میرا اجر وہی پروردگار عزوجل دے گا جو تجھے نوازتا ہے، ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ میرا پروردگار عزوجل تجھے تو رزق دے، اور مجھے میرے رزق سے محروم رکھے۔'' اتنا کہنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ اشعار پڑھتے ہوئے واپس پلٹ گئے:

تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَمَا اَرْجُوْ سِوَى اللّٰهِ

وَمَا الرِّزْقُ مِنَ النَّاسِ بَلِ الرِّزْقُ عَلَى اللّٰهِ

ترجمہ: میں نے اللہ عزوجل پر بھروسہ کیا اور میں اس کے سوا کسی اور سے امید نہیں رکھتا لوگوں کے پاس رزق نہیں بلکہ رزق کے خزانے تو اللہ عزوجل ہی کے پاس ہیں۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

حکایت نمبر 17:

باکمال و بے مثال لوگ

حضرت سیدنا ابوجہم بن حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:''غزوۂ یرموک کے دن میں اپنے چچازاد بھائی کو تلاش کر رہا تھا اور میرے پاس ایک برتن میں پانی تھا۔ میرا یہ ارادہ تھا کہ میں زخمیوں کو پانی پلاؤں گا۔ اتنی ہی دیر میں مجھے میرے چچازاد بھائی نظر آئے۔ میں ان کی طرف لپکا دیکھا تو وہ زخموں سے چُور چُور اور خون میں لت پت تھے، میں نے ان کے چہرے سے خون صاف کیا اور پوچھا:''کیا تم پانی پیو گے؟''انہوں نے گردن کے اشارے سے ہاں کی تو میں نے پانی کا پیالہ ان کی طرف بڑھادیا۔

ابھی انہوں نے برتن منہ کے قریب ہی کیا تھا کہ اچانک کسی زخمی کے کراہنے کی آواز آئی، فوراً پیالہ میری طرف بڑھایا اور کہا:''جاؤ، پہلے اس زخمی کو پانی پلاؤ۔''میں دوڑ کر وہاں پہنچا تو دیکھا کہ وہ حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی حضرت سیدنا ہشام بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ میں نے ان سے پوچھا:''کیا تم پانی پینا چاہتے ہو؟''انہوں نے اثبات میں سر ہلایا۔ میں نے ان کو پانی دیا۔ اتنے میں ایک اور زخمی کی آواز آئی، تو انہوں نے فرمایا:''جاؤ، پہلے میرے اس زخمی بھائی کو پانی پلاؤ۔'' میں دوڑ کر وہاں پہنچا تو وہ بھی جامِ شہادت نوش فرما چکے تھے، میں واپس حضرت سیدنا ہشام بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا تو وہ بھی اپنے خالقِ حقیقی عزوجل کی بارگاہ میں جا چکے تھے۔ پھر میں اپنے چچازاد بھائی کے پاس آیا تو وہ بھی واصلِ بحق ہو چکے تھے۔

امام واقدی اور حضرت سیدنا ابن الاعرابی رحمہما اللہ تعالیٰ سے مروی ہے:''حضرت سیدنا عکرمہ بن ابوجہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب پانی دیا گیا تو انہوں نے دیکھا کہ حضرت سیدنا سہل بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شدید پیاس میں مبتلا ہیں اور ان کی طرف دیکھ رہے ہیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانی نہ پیا، اور فرمایا:''جاؤ، پہلے میرے بھائی کو پانی پلاؤ۔''

جب ان کو پانی دیا گیا تو انہوں نے دیکھا کہ حضرت سیدنا حارث بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شدید زخمی حالت میں ہیں، اور شدّتِ پیاس کی وجہ سے ان کی طرف دیکھ رہے ہیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:''جاؤ، پہلے میرے بھائی کو پانی پلاؤ، جب ان کے پاس پہنچے تو وہ بھی دم توڑ چکے تھے۔ دوبارہ جب حضرت سیدنا سہل بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا عکرمہ بن ابوجہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے تو وہ بھی جاں بحق ہو چکے تھے۔

حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ان کے پاس سے گزرے تو ارشاد فرمایا:''تم جیسے عظیم لوگوں پر میری جان قربان ہو۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر18:

کنجوسی کا انجام

حضرت سیدنا یزید بن میسرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ہم سے پہلی امتوں میں ایک شخص تھا جس نے بہت زیادہ مال ومتاع جمع کیا ہوا تھا، اوراس کی اولاد بھی کافی تھی، طرح طرح کی نعمتیں اسے میسر تھیں، کثیر مال ہونے کے باوجود وہ انتہائی کنجوس تھا۔ اللہ عزوجل کی راہ میں کچھ بھی خرچ نہ کرتا، ہر وقت اسی کوشش میں رہتا کہ کسی طرح میری دولت میں اضافہ ہوجائے۔ جب وہ بہت زیادہ مال جمع کر چکا تو اپنے آپ سے کہنے لگا: ''اب تو میں خوب عیش وعشرت کی زندگی گزاروں گا۔ چنانچہ وہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ خوب عیش وعشرت سے رہنے لگا۔

بہت سے خُدّام ہر وقت ہاتھ باندھے اس کے حکم کے منتظر رہتے، الغرض! وہ ان دنیاوی آسائشوں میں ایسا مگن ہوا کہ اپنی موت کو بالکل بھول گیا۔ ایک دن ملک الموت حضرت سیدنا عزرائیل علیہ السلام ایک فقیر کی صورت میں اس کے گھر آئے، اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ غلام فوراً دروازے کی طرف دوڑے، اور جیسے ہی دروازہ کھولا تو سامنے ایک فقیر کو پایا، اُس سے پوچھا: ''تو یہاں کس لئے آیا ہے؟'' ملک الموت علیہ السلام نے جواب دیا: ''جاؤ، اپنے مالک کو باہر بھیجو مجھے اُسی سے کام ہے۔''

خادموں نے جھوٹ بولتے ہوئے کہا: ''وہ تو تیرے ہی جیسے کسی فقیر کی مدد کرنے باہر گئے ہیں۔'' حضرت سیدنا ملک الموت علیہ السلام یہ سن کر وہاں سے چلے گئے۔'' کچھ دیر بعد دوبارہ آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا، غلام باہر آئے تو ان سے کہا: ''جاؤ، اور اپنے آقا سے کہو: مَیں ملک الموت علیہ السلام ہوں۔''

جب اس مالدار شخص نے یہ بات سنی تو بہت خوف زدہ ہوا اور اپنے غلاموں سے کہا: ''جاؤ، اوران سے بہت نرمی سے گفتگو کرو۔'' خدام باہر آئے اور حضرت سیدنا ملک الموت علیہ السلام سے کہنے لگے: ''آپ ہمارے آقا کے بدلے کسی اور کی روح قبض کرلیں اور اسے چھوڑ دیں، اللہ عزوجل آپ کو برکتیں عطا فرمائے۔''

حضرت سیدنا ملک الموت علیہ السلام نے فرمایا: ''ایسا ہر گز نہیں ہوسکتا۔'' پھر ملک الموت علیہ السلام اندر تشریف لے گئے، اور اس مالدار شخص سے کہا: ''تجھے جو وصیت کرنی ہے کرلے، میں تیری روح قبض کئے بغیر یہاں سے نہیں جاؤں گا۔''

یہ سن کر سب گھر والے چیخ اُٹھے، اور رونا دھونا شروع کر دیا، اس شخص نے اپنے گھر والوں اور غلاموں سے کہا: ''سونے چاندی سے بھرے ہوئے صندوق اور تابوت کھول دو، اور میری تمام دولت میرے سامنے لے آؤ۔'' فوراً حکم کی تعمیل ہوئی، اور سارا خزانہ اس کے قدموں میں ڈھیر کر دیا گیا۔ وہ شخص سونے چاندی کے ڈھیر کے پاس آیا اور کہنے لگا: ''اے ذلیل وبد ترین مال! تجھ پر لعنت ہو، تو نے ہی مجھے پروردگار عزوجل کے ذکر سے غافل رکھا، تو نے ہی مجھے آخرت کی تیاری سے روکے رکھا۔''

یہ سن کروہ مال اس سے کہنے لگا: ''تو مجھے ملامت نہ کر، کیا تو وہی نہیں کہ دنیاداروں کی نظروں میں حقیر تھا؟ میں نے تیری عزت بڑھائی۔ میری ہی وجہ سے تیری رسائی بادشاہوں کے دربار تک ہوئی ورنہ غریب ونیک لوگ تو وہاں تک پہنچ ہی نہیں سکتے، میری ہی وجہ سے تیرا نکاح شہزادیوں اور امیرزادیوں سے ہوا۔ ورنہ غریب لوگ ان سے کہاں شادی کرسکتے ہیں۔ اب یہ تو تیری بدبختی ہے کہ تو نے مجھے شیطانی کاموں میں خرچ کیا۔ اگر تو مجھے اللہ عزوجل کے کاموں میں خرچ کرتا تو یہ ذلت ورسوائی تیرا مقدر نہ بنتی۔ کیا میں نے تجھ سے کہا تھا کہ تو مجھے نیک کاموں میں خرچ نہ کر؟ آج کے دن میں نہیں بلکہ تو زیادہ ملامت ولعنت کا مستحق ہے۔''

اے ابن آدم! بے شک میں اور تُو دونوں ہی مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں۔ پس بہت سے لوگ ایسے ہیں جو نیکی کی راہ پرگامزن ہیں اور بہت سے گناہوں میں مستغرق ہیں۔ (امام ابن جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:) ''گویا مال ہر شخص سے اسی طرح کہتا ہے، لہٰذا مال کی برائیوں سے بچ کر رہو اور اسے نیک کاموں میں خرچ کرو۔''

؎ اجل نے نہ کسریٰ ہی چھوڑا نہ دارا — اسی سے سکندر سا فاتح بھی ہارا
ہر اک لے کے کیا کیا نہ حسرت سدھارا — پڑا رہ گیا سب یونہی ٹھاٹھ سارا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے — یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 19:

دو بادشاہ، ساحل سمندر پر

حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں: ''پہلی اُمتوں میں ایک بادشاہ تھا۔ خوب شان وشوکت سے اس کے دن رات گزر رہے تھے۔ ایک دن اس کی قسمت کا ستارہ چمکا اور وہ اپنی آخرت کے بارے میں غور وفکر کرنے لگا، اور سوچنے لگا کہ میں جن دنیاوی آسائشوں میں گم ہوکر اپنے رب عزوجل کو بھول چکا ہوں عنقریب یہ ساری نعمتیں مجھ سے منقطع ہوجائیں گی، میری حکومت وبادشاہت نے تو مجھے اپنے پاک پروردگار عزوجل کی عبادت سے غافل کر رکھا ہے۔

چنانچہ وہ رات کی تاریکی میں اپنے محل سے نکلا، اور ساری رات تیزی سے سفر کرتا رہا۔ جب صبح ہوئی تو وہ اپنے ملک کی سرحد عبور کرچکا تھا۔ اس نے ساحلِ سمندر کا رخ کیا اور وہیں رہنے لگا۔ وہاں وہ اینٹیں بنا بنا کر بیچتا، جو رقم حاصل ہوتی اس

میں سے کچھ اپنے خرچ کے لئے رکھ لیتا اور باقی سب صدقہ کر دیتا۔

اسی حالت میں اسے کافی عرصہ گزر گیا۔ بالآخر اس کی خبر اس ملک کے بادشاہ کو ہوئی، تو اس بادشاہ نے پیغام بھیجا: ''مجھ سے آکر ملو۔'' لیکن اس نے انکار کر دیا، اور بادشاہ کے پاس نہ گیا۔ بادشاہ نے پھر اپنا قاصد بھیجا اور اسے اپنے پاس بلوایا اس نے پھر انکار کر دیا، اور کہا: ''بادشاہ کو مجھ سے کیا غرض، اور مجھے بادشاہ سے کیا کام کہ میں اس کے پاس جاؤں۔''

جب بادشاہ کو یہ بتایا گیا تو وہ خود گھوڑے پر سوار ہو کر ساحلِ سمندر پر آیا۔ جب اس نیک شخص نے دیکھا کہ بادشاہ میری طرف آرہا ہے تو اس نے ایک طرف دوڑ لگا دی۔ بادشاہ نے جب اسے بھاگتے دیکھا تو وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے بھاگنے لگا لیکن وہ بادشاہ کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ جب بادشاہ اسے نہ ڈھونڈ سکا تو بلند آواز سے کہا: ''اے اللہ عزوجل کے بندے! میں تجھ سے کچھ بھی نہیں کہوں گا، تو مجھ سے خوف زدہ نہ ہو (میں تجھ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں)۔''

جب اس نیک شخص نے یہ سنا تو وہ بادشاہ کے سامنے آگیا۔ بادشاہ نے اس سے کہا: ''اللہ عزوجل تجھے برکتیں عطا فرمائے، تو کون ہے؟ اور کہاں سے آیا ہے؟'' اس نے اپنا نام بتایا اور کہا: ''میں فلاں ملک کا بادشاہ تھا، جب میں نے غور و فکر کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ میں جس دنیا کی دولت میں مست ہوں، یہ تو عنقریب فنا ہو جائے گی، اور اس دولت و حکومت نے تو مجھے غفلت کی نیند سلا رکھا ہے۔

یہ وہ ہے عیش و عشرت کا کوئی محل بھی | جہاں تاک میں ہر گھڑی ہو اجل بھی
بس اب اپنے اس جہل سے تو نکل بھی | یہ جینے کا انداز اپنا بدل بھی
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے | یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

چنانچہ میں نے اپنے تمام سابقہ گناہوں سے توبہ کی اور تمام دنیاوی آسائشوں کو چھوڑ کر دنیا سے الگ تھلگ اپنے رب عزوجل کی عبادت شروع کر دی، اللہ عزوجل میری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے۔ جب بادشاہ نے یہ سنا، تو کہنے لگا: ''میرے بھائی! جو کچھ تو نے کیا میں تو تجھ سے زیادہ اس کا حق دار ہوں۔ یہ کہتے ہوئے وہ گھوڑے سے اترا، اور اسے وہیں چھوڑ کر اس نیک شخص کے ساتھ چل دیا۔

چنانچہ وہ دونوں بادشاہ ایک ساتھ رہنے لگے، اور اب وہ ہر وقت اپنے رب عزوجل کی عبادت میں مصروف رہتے، اور انہوں نے دعا کی: ''اے ہمارے پروردگار عزوجل! ہمیں ایک ساتھ موت دینا۔'' چنانچہ ان دونوں کا ایک ہی دن انتقال ہوا اور ان کی قبریں بھی ایک ساتھ ہی بنائی گئیں۔

یہ حکایت نقل کرنے کے بعد حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''اگر میں مصر میں ہوتا تو ان کی قبروں کی جو نشانیاں ہمیں اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے بتائی ہیں مَیں

ان کی وجہ سے انہیں ضرور پہچان لیتا اور تمہیں وہ قبریں ضرور دکھاتا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللّٰہ بن مسعود، الحدیث: ۴۳۱۲، ج۲، ص۱۶۶۔۱۶۷)

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر20: حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نصیحت آموز فرامین

حضرت سیدنا کمیل بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنگل کی طرف لے گئے۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جگہ بیٹھ گئے اور ایک آہِ سرد بھر کر فرمایا: ''اے کمیل (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! یہ دل برتنوں کی مانند ہیں، ان میں سب سے بہتر وہ ہے جو سب سے زیادہ نصیحت قبول کرنے والا ہو۔ لہٰذا میں تجھے جو نصیحتیں کروں انہیں اچھی طرح یاد رکھنا پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اے کمیل (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! لوگ تین طرح کے ہیں:

(۱) عالم ربانی

(۲) راہ نجات (یعنی دین) کے طلب گار

(۳) بیوقوف وکمتر لوگ: جو ہر بلانے والے کی بات پر کان دھریں، ہر ہوا کی طرف جھک جائیں، علم کے نور سے کبھی منور نہ ہوئے ہوں، اور نہ ہی کسی مضبوط شئے کو پناہ گاہ بنایا ہو۔

اے کمیل (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! علم مال ودولت سے بہتر ہے کیونکہ علم تیری حفاظت کرتا ہے جبکہ مال کی حفاظت تجھے کرنی پڑتی ہے، مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے جبکہ علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے، علم حاکم ہے اور مال محکوم۔

اے کمیل (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! عالم کی محبت دین ہے اور اس محبت کی وجہ سے بہت بڑا اجر دیا جائے گا۔ علم دنیاوی زندگی میں عالم کو نیک اعمال کی ترغیب دلاتا ہے اور اس کی وفات کے بعد اس کا بہترین سرمایہ ہے جبکہ مال سے ملنے والی آسائشیں اس مال کے ساتھ ہی ختم ہو جاتی ہیں۔

اے کمیل بن زیاد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! بڑے بڑے مالدار زندہ ہونے کے باوجود مُردوں کی طرح ہیں، علماء کرام اگرچہ دنیا سے پردہ کر چکے لیکن جب تک زمانہ باقی ہے تب تک وہ باقی رہیں گے، ان کی آنکھیں اگرچہ بند ہو گئیں لیکن ان کی عظمت اور شان وشوکت آج بھی دلوں میں زندہ وباقی ہے۔

پھر حضرت سیدنا علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''افسوس! یہاں علم تو بہت جمع ہے، کاش! مجھے کوئی اس کا اہل مل جائے تا کہ میں سارا علم اسے دے دوں، پھر فرمایا: ''ہاں! میری کچھ لوگوں سے ملاقات ہوئی لیکن میں ان سے مطمئن نہ ہوا، وہ دین کو دنیا کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں اور اللہ عزوجل کی نعمتوں کے ذریعے اس کے بندوں پر بڑھائی چاہتے ہیں، اور اپنے دلائل کے ذریعے اللہ عزوجل کی تقدیر پر غالب آنا چاہتے ہیں۔ کچھ لوگ ایسے ملے جو اہلِ حق کے فرمانبردار تو ہیں لیکن ان میں بصیرت وحکمت نہیں، تھوڑے سے شک وشبہ سے ان کا دل ڈگمگا جاتا ہے، نہ اِدھر کے نہ اُدھر کے، بس خواہشات نفسانیہ کے پیچھے پڑے ہیں، ہر مال ودولت جمع کرنے میں مگن ہیں۔ دین کے مبلغین سے انہیں کوئی غرض نہیں، ایسے ہی لوگ ہیں جو چوپایوں کی طرح ہیں۔ اسی طرح اہل علم کے اٹھنے سے علم بھی اٹھتا جارہا ہے۔

لیکن دنیا میں ہر وقت ایسے لوگ بھی موجود رہتے ہیں جو اللہ عزوجل کی حدود کو قائم کرنے والے ہیں تا کہ اللہ عزوجل کی نشانیاں بالکل معدوم نہ ہو جائیں۔ ان میں سے کچھ تو مشہور ومعروف ہوتے ہیں اور کچھ پوشیدہ۔ لیکن ایسے لوگ بہت کم ہیں، ایسے لوگوں کی اللہ عزوجل کے ہاں بہت قدر ومنزلت ہے، انہیں کے ذریعے اللہ عزوجل اپنی نشانیوں کی حفاظت فرماتا ہے۔ یہاں تک کہ یہ لوگ اللہ عزوجل کی ان نشانیوں کو اپنے جیسے لوگوں تک پہنچا دیتے ہیں اور ان کے دلوں میں یہ نشانیاں اچھی طرح راسخ کر دیتے ہیں، علم نے انہیں واضح حقیقت پر کھڑا کر دیا پھر وہ راستے جو (دنیاداروں کے لئے) مشکل تھے ان کے لئے آسان ہو جاتے ہیں۔ اور جن چیزوں سے جاہل لوگ خوف زدہ ہوتے ہیں یہ لوگ (یعنی علماء ربانی) ان سے بالکل نہیں ڈرتے۔

اہل علم دنیا میں ایسے رہتے ہیں کہ ان کے بدن تو دنیا میں ہوتے ہیں مگر ان کی روحیں ملاء اعلیٰ میں ہوتی ہیں۔

اے کمیل بن زیاد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! ایسے لوگ ہی زمین میں اللہ عزوجل کے خلیفہ ہیں اور اس کے دین کے مبلغ ہیں۔ ہائے! ہائے! میں ایسوں کو دیکھنے کا کتنا مشتاق ہوں۔

(اللہ عزوجل میری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر21:

صحراء کی اونچی قبر

حضرت سیدنا ابراہیم بن بشار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم کے ساتھ تھا۔ ہم ایک صحراء میں پہنچے، وہاں ایک اونچی قبر تھی۔ حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم اس قبر کو دیکھ کر رونے لگے۔

مَیں نے پوچھا: ''حضور! یہ کس کی قبر ہے؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''یہ حمید بن جابر علیہ رحمۃ اللہ القادر کی قبر ہے جو کہ ان تمام شہروں کے حاکم تھے، پہلے یہ دنیاوی دولت کے سمندر میں غرق تھے، پھر اللہ عزوجل نے انہیں ہدایت عطا فرمائی (اوران کا شماراللہ عزوجل کے نیک بندوں میں ہونے لگا)

مجھے ان کے متعلق خبر ملی ہے کہ ایک رات یہ اپنی لہو ولعب کی محفل میں مست تھے، دنیا کی دولت وآسائش کے دھوکے میں تھے، جب کافی رات بیت گئی تو اپنی سب سے زیادہ محبوب اہلیہ کے ساتھ خواب گاہ میں گئے اور خواب خرگوش کے مزے لینے لگے۔ اسی رات انہوں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص اپنے ہاتھ میں ایک کتاب لئے ان کے سرہانے کھڑا ہے، انہوں نے اس سے وہ کتاب طلب کی اور اسے کھولا تو سنہری حروف میں یہ عبارت لکھی ہوئی تھی: ''**باقی رہنے والی اشیاء پر فانی چیزوں کو ترجیح نہ دے۔**'' اپنی بادشاہی، اپنی طاقت، اپنے خدام اور اپنی نفسانی خواہشات سے ہرگز دھوکا نہ کھا، اور اپنے آپ کو دنیا میں طاقتور نہ سمجھ، اصل طاقتور ذات تو وہ ہے کہ جو معدوم نہ ہو۔ اصل بادشاہی تو وہ ہے جسے زوال نہ ہو، حقیقی خوشی وفرحت تو وہ ہے جو بغیر لہو ولعب کے حاصل ہو۔'' لہٰذا اپنے رب عزوجل کے حکم کی طرف جلدی کر۔ بے شک اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَسَارِعُوْۤا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ 0 (پ۴، اٰل عمران: ۱۳۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور دوڑو اپنے رب کی بخشش اور ایسی جنت کی طرف جس کی چوڑان میں سب آسمان وزمین آجائیں پرہیزگاروں کے لئے تیار رکھی ہے۔

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم فرماتے ہیں: ''پھر ان کی آنکھ کھل گئی۔ وہ بہت خوفزدہ تھے۔ پھر کہنے لگے: ''یہ (خواب) اللہ عزوجل کی طرف سے میرے لئے تنبیہ ونصیحت ہے۔'' یہ کہہ کر فوراً اپنی بادشاہت کو چھوڑا اور اپنے ملک سے نکل کر ایسی جگہ آگئے جہاں کوئی انہیں پہچان نہ سکے، اور انہوں نے ایک پہاڑ پر اللہ عزوجل کی عبادت کرنا شروع کردی۔''

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم فرماتے ہیں: ''جب مجھے ان کے بارے میں علم ہوا تو میں ان کے پاس آیا، اور ان سے ان کے حالات دریافت کئے تو انہوں نے مجھے اپنا یہ واقعہ سنایا، اور میں نے انہیں اپنے سابقہ حالات کے بارے میں

بتایا، پھران کے انتقال تک میں اکثر ملاقات کے لئے ان کے پاس آتا، بالآخران کا انتقال ہوگیا اور اسی جگہ انہیں دفن کردیا گیا، یہ انہیں کی قبر ہے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم }

حکایت نمبر22:

سَر دُ رَات میں سوکوڑے

حضرت سیدنا ابو وداعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:''مَیں حضرت سیدنا سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی محفل میں باقاعدگی سے حاضر ہوا کرتا تھا، پھر چند دن میں حاضر نہ ہوسکا۔ جب دوبارہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس حاضر ہوا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا:''تم اتنے دن کہاں تھے؟''میں نے کہا:''میری اہلیہ کا انتقال ہوگیا تھا بس اسی پریشانی میں چند دن حاضری کی سعادت حاصل نہ ہوسکی۔'' یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:''تو نے مجھے اطلاع کیوں نہیں دی تاکہ میں بھی جنازہ میں شرکت کرتا؟''حضرت سیدنا ابو وداعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:''اس پر میں خاموش رہا۔'' جب میں نے رخصت چاہی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:''کیا تم دوسری شادی کرنا چاہتے ہو؟''میں نے کہا:''حضور! میں تو بہت غریب ہوں، میرے پاس بمشکل چند درہم ہوں گے، مجھ جیسے غریب کی شادی کون کروائے گا۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمانے لگے:''میں تیری شادی کرواؤں گا۔'' میں نے حیران ہوتے ہوئے عرض کی:''کیا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میری شادی کرائیں گے؟''فرمایا:''جی ہاں! میں تیری شادی کراؤں گا۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اللہ عزوجل کی حمد بیان کی اور حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درود وسلام پڑھا اور میری شادی اپنی بیٹی سے کرادی۔

میں وہاں سے اٹھا اور گھر کی طرف روانہ ہوا۔ میں اتنا خوش تھا کہ میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کروں، پھر میں سوچنے لگا کہ مجھے کس کس سے اپنا قرضہ وصول کرنا ہے، اور اسی طرح میں آنے والے لمحات کے بارے میں سوچنے لگا پھر میں نے مغرب کی نماز مسجد میں ادا کی اور دوبارہ گھر کی طرف چلا آیا۔ میں گھر میں اکیلا ہی تھا، پھر میں نے زیتون کا تیل اور روٹی دسترخوان پر رکھی اور کھانا شروع ہی کیا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ میں نے پوچھا:''کون؟'' آواز آئی:''سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔''میں سمجھ گیا کہ ضرور یہ حضرت سیدنا سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی ہوں گے۔اتنی دیر میں وہ اندر تشریف لے آئے۔ میں نے کہا:''آپ

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے پیغام بھیج دیتے، میں خود ہی حاضر ہو جاتا۔'' فرمانے لگے:'' نہیں، بلکہ تم اس بات کے زیادہ حق دار ہو کہ تمہارے پاس آیا جائے۔'' میں نے کہا:'' فرمائیے! میرے لئے کیا حکم ہے؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:'' اب تم غیر شادی شدہ نہیں ہو، تمہاری شادی ہو چکی ہے، میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ تم شادی ہو جانے کے بعد بھی اکیلے ہی رہو، پھر ایک طرف ہٹے تو ان کی بیٹی ان کے پیچھے کھڑی تھی۔ انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور کمرے میں چھوڑ آئے اور مجھے فرمایا:'' یہ تمہاری زوجہ ہے۔'' اتنا کہنے کے بعد تشریف لے گئے۔ میں دروازے کے قریب گیا اور جب اطمینان ہو گیا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جا چکے ہیں تو میں واپس کمرے میں آیا تو اس شرم وحیا کی پیکر کو زمین پر بیٹھے ہوئے پایا۔ میں نے جلدی سے زیتون کے تیل اور روٹیوں والا برتن اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا تا کہ وہ اسے نہ دیکھ سکے۔ پھر میں اپنے مکان کی چھت پر چڑھا اور اپنے پڑوسیوں کو آواز دینے لگا۔ تھوڑی ہی دیر میں سب جمع ہو گئے اور مجھ سے پوچھنے لگے:'' تمہیں کیا پریشانی ہے؟'' میں نے کہا:'' حضرت سیدنا سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی بیٹی سے میری شادی کرادی ہے اور وہ اپنی بیٹی کو میرے گھر چھوڑ گئے ہیں۔ لوگوں نے بے یقینی سے پوچھا:'' کیا حضرت سیدنا سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تجھ سے اپنی بیٹی کی شادی کرائی ہے؟'' میں نے کہا:'' اگر تمہیں یقین نہیں آتا تو میرے گھر جا کر دیکھو، ان کی بیٹی میرے گھر میں موجود ہے۔'' یہ سن کر سب میرے گھر آ گئے۔ جب میری والدہ کو یہ خبر ملی تو وہ بھی فوراً ہی آ گئیں اور مجھ سے فرمانے لگیں:'' اگر تین دن سے پہلے تو اس کے پاس گیا تو تجھ پر میرا چہرہ بھی دیکھنا حرام ہے۔ تین دن تک میں اس کی اصلاح کرلوں اس کے بعد ہی تو اس سے قربت اختیار کرنا۔'' میں تین دن انتظار کرتا رہا، چوتھے دن جب اس کے پاس گیا اور اسے دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ وہ حسن وجمال کا شاہکار تھی، قرآن پاک کی حافظہ، حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی سنتوں کو بہت زیادہ جاننے والی، اور شوہر کے حقوق کو بہت زیادہ پہچاننے والی تھی۔ اسی طرح ایک مہینہ گزر گیا۔ نہ تو حضرت سیدنا سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میرے پاس آئے اور نہ ہی میں حاضر ہو سکا، پھر میں ہی ان کے پاس گیا۔ وہ بہت سارے لوگوں کے جھرمٹ میں جلوہ فرما تھے، میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے جواب دیا۔ اس کے بعد مجلس کے ختم ہونے تک انہوں نے مجھ سے کوئی بات نہ کی، جب سب لوگ جا چکے اور میرے علاوہ کوئی اور نہ بچا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا:'' اس انسان کو کیسا پایا؟''

میں نے عرض کی:'' حضور! (آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیٹی ایسی صفات کی حامل ہے کہ) شاید کوئی دشمن ہی اسے ناپسند کرے ورنہ دوست تو ایسی چیزوں کو پسند کرتے ہیں۔'' فرمایا:'' اگر وہ تجھے تنگ کرے تو لاٹھی سے اصلاح کرنا۔'' پھر جب میں گھر کی طرف روانہ ہوا تو انہوں نے مجھے بیس ہزار درہم دیئے۔ میں انہیں لے کر گھر کی طرف چلا آیا۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن سلمان علیہ رحمۃ اللہ المنان فرماتے ہیں:'' حضرت سیدنا سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اسی

صاحبزادی کے لئے خلیفہ عبدالملک بن مروان نے اپنے بیٹے ولید کی شادی کا پیغام بھیجا تھا لیکن حضرت سیدنا سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انکار کردیا، عبدالملک نے ہر طرح کوشش کی کہ کسی طرح آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ راضی ہوجائیں لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ برابر انکار کرتے رہے پھر وہ ظلم وستم پر اتر آیا اور ایک سرد رات اس ظالم نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سو کوڑے مارے اور اُون کا جبہ پہنا کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر ٹھنڈا پانی ڈلوایا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر23: قبریں پھٹنے اور ستارے ٹوٹنے کا دن

حضرت سیدنا مطروق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کا نام ''حممة'' تھا۔ایک بار حضرت سیدنا ہرم بن حیان علیہ رحمۃ اللہ المنان نے ان کے ہاں رات کو قیام کیا تو دیکھا کہ وہ ساری رات روتے ہی رہے۔صبح حضرت سیدنا ہرم بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا: ''تمہیں کس چیز نے اتنا رُلایا؟'' کہنے لگے: ''مجھے اس دن کی یاد نے رُلایا ہے جس دن قبریں پھٹ جائیں گی اور اہلِ قبور باہر آجائیں گے۔اسی طرح ایک رات حضرت سیدنا حممة رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا ہرم بن حیان علیہ رحمۃ اللہ المنان کے ہاں گزاری۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر ساری رات روتے رہے۔صبح ان سے پوچھا گیا: ''آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس چیز نے رلایا؟'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے: ''مجھے اس دن کی یاد نے رلایا ہے جس دن ستارے ٹوٹ پھوٹ جائیں گے۔''

حضرت سیدنا مطروق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''جب یہ دونوں حضرات (یعنی حضرت سیدنا ہرم بن حیان اور حضرت سیدنا حممہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما) بازار میں جاتے اور کسی عطر بیچنے والے کی دُکان کے قریب سے گزرتے تو اللہ عزوجل سے جنت مانگتے، اور جب کسی لوہار کی دکان کے قریب سے گزرتے تو جہنم کی آگ سے پناہ مانگتے، اور پھر اپنے اپنے گھروں کی طرف چلے جاتے۔ان کی عبادت کا انداز یہ تھا کہ ساری ساری رات اللہ عزوجل کی عبادت کرتے یہاں تک کہ صبح ہوجاتی۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر24:

بارہ سالوں میں حساب و کتاب سے فارغ ہوئے

حضرت سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پڑوسی تھے، میں نے لوگوں میں ان سے زیادہ افضل کسی کو نہیں پایا، ان کی راتیں عبادت میں گزرتیں، دن کو روزہ رکھتے، اور سارا دن لوگوں کی حاجات پورا کرنے میں گزر جاتا، جب حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا تو میں نے اللہ عزوجل سے دعا کی: ''مجھے حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خواب میں زیارت ہو جائے۔'' الحمدللہ عزوجل! میری دعا قبول ہوئی اور ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ شریف کے بازار کی جانب جا رہے ہیں، میں نے سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا۔ میں نے پوچھا: ''آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کیا حال ہے؟'' فرمایا: ''ابھی ابھی حساب و کتاب سے فارغ ہوا ہوں، اگر میں اپنے رب عزوجل کو رحیم و کریم نہ پاتا تو میری خلافت مجھے لے ڈوبتی۔''

اسی طرح حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ''میں نے اپنے والدِ گرامی حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا تو عرض کی: ''آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معاملہ کیسا رہا؟'' فرمانے لگے: ''الحمدللہ عزوجل! بہتر رہا، قریب تھا کہ میری خلافت مجھے لے ڈوبتی لیکن میں نے اپنے پروردگار عزوجل کو بہت رحیم و کریم پایا۔'' پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے پوچھا: ''بیٹا! بتاؤ تم سے جدا ہوئے مجھے کتنا عرصہ ہو گیا ہے؟'' میں نے عرض کی: ''تقریباً بارہ سال ہو چکے ہیں۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میں ابھی ابھی حساب و کتاب سے فارغ ہوا ہوں۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر25:

حُسن و جمال کی پیکر

حضرت سیدنا ہیثم بن عدی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید کی زوجہ حضرت فاطمہ بنت عبدالملک بن مروان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے پاس ایک لونڈی تھی جو حسن و جمال میں بے مثال تھی، وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بہت محبوب تھی، خلیفہ بننے سے پہلے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی زوجہ سے کہا: ''یہ لونڈی مجھے ہبہ کر دو۔'' لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔

پھر جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خلیفہ بنایا گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زوجۂ محترمہ اس لونڈی کو تیار کر کے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں لائی اور عرض کی: ''میں یہ لونڈی بخوشی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پیش کرتی ہوں کیونکہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ بہت زیادہ پسند ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت خوش ہوئے ، اور فرمایا: ''اسے میرے پاس بھیج دو۔'' جب وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کا حسن و جمال دیکھ کر بہت متعجب ہوئے ، اور اس سے قربت اختیار کرنا چاہی لیکن پھر رک گئے ، اور اس لونڈی سے کہا: ''بیٹھ جاؤ ، اور پہلے مجھے یہ بتاؤ: تم کون ہو اور فاطمہ کے پاس تم کہاں سے آئیں؟''

وہ کہنے لگی: ''میں ''کوفہ'' کے گورنر کی غلامی میں تھی اور وہ گورنر حجاج بن یوسف کا بہت مقروض تھا ، اس نے مجھے حجاج بن یوسف کے پاس بھیج دیا۔ حجاج بن یوسف نے مجھے عبدالملک بن مروان کے پاس بھیج دیا۔ ان دنوں میرا لڑکپن تھا ، پھر عبدالملک بن مروان نے مجھے اپنی بیٹی فاطمہ کو ہبہ کر دیا اور یوں میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس پہنچ گئی۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے پوچھا: ''اس گورنر کا کیا ہوا؟'' کہنے لگی: ''وہ تو مر گیا۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: ''کیا اس کی کوئی اولاد ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''جی ہاں! اس کا ایک لڑکا ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے استفسار فرمایا: ''اس کا کیا حال ہے؟'' کہنے لگی: ''اس کا حال بہت برا ہے ، بہت زیادہ مفلسی کی زندگی گزار رہا ہے۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی وقت کوفہ کے موجودہ گورنر ''**عبدالحمید علیہ رحمۃ اللہ المجید**'' کو خط لکھا کہ فلاں شخص کو فوراً میرے پاس بھیج دو ، فوراً حکم کی تعمیل ہوئی اور وہ شخص آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: ''تجھ پر کتنا قرض ہے؟'' تو اس نے جتنا بتایا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سارا ادا کر دیا۔

پھر فرمایا: ''یہ لونڈی بھی تمہاری ہے ، اسے لے جاؤ۔'' یہ کہتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ لونڈی اس کے حوالے کر دی ، جوں ہی اس نے لونڈی کا ہاتھ پکڑنا چاہا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''خبردار! تم دونوں ایک دوسرے کی قربت سے بچنا ، ہوسکتا ہے تیرے والد نے اس لونڈی سے وطی کی ہو۔'' (کیونکہ اولاد پر اپنے باپ ، دادا کی موطوءہ حرام ہے تفسیر نعیمی ، ج ٤ ، ص ٥٦٥ ملخصًا)

اس نے کہا: ''اے امیر المؤمنین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! یہ لونڈی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی رکھ لیجئے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''مجھے اب اس کی کوئی حاجت نہیں۔'' اس نے عرض کی: ''پھر آپ مجھ سے خرید لیں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پھر انکار کر دیا اور فرمایا: ''جاؤ ، اسے اپنے ساتھ ہی لے جاؤ۔'' یہ سن کر وہ (لونڈی) کہنے لگی: ''اے امیر المؤمنین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! آپ تو مجھے بہت چاہتے تھے ، اب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وہ چاہت کہاں گئی؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میری تجھ سے محبت و چاہت اپنی جگہ برقرار ہے بلکہ اب تو اور زیادہ بڑھ گئی ہے۔'' پھر ان دونوں کو روانہ کر دیا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر26:

حق گوئی اور سمجھداری

حضرت سیدنا جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے سنا: ''ایک مرتبہ حضرت سیدنا سہیل بن عمرو، حضرت سیدنا حارث بن ہشام، حضرت سیدنا ابوسفیان بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور قریش کے دیگر بڑے بڑے سردار حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ حضرت سیدنا صہیب، حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور اسی طرح کے کچھ اور بدری صحابہ کرام بھی ملاقات کے لئے آئے ہوئے تھے، جو پہلے غلامی کی زندگی گزار چکے تھے، پھر آزاد ہوگئے اور وہ دنیاوی اعتبار سے بہت غریب تھے۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے انہی غریب صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بلایا کیونکہ یہ پہلے آئے ہوئے تھے یہ دیکھ کہ ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے: ''جیسا آج ہم نے دیکھا ہے ایسا کبھی نہیں دیکھا، غریبوں کو تو بلا لیا گیا لیکن ہماری طرف توجہ ہی نہ کی گئی اور ہمیں دروازے سے باہر ہی ٹھہرا دیا گیا۔''

یہ سن کر حضرت سیدنا سہیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ بہت حق گو اور سمجھدار تھے، کہنے لگے: ''اے لوگو! خدا عزوجل کی قسم! آج میں تمہارے چہرے پر ناگواری کے آثار دیکھ رہا ہوں اگر غصہ کرنا ہی ہے تو اپنے آپ پر کرو کیونکہ تمہیں اور انہیں ایک ساتھ اسلام کی دعوت دی گئی، ان خوش نصیبوں نے حق بات قبول کرنے میں جلدی کی اور تم نے سستی سے کام لیا۔ ذرا غور تو کرو، اس وقت تم کیا کرو گے جب بروزِ قیامت انہیں (جنت کی طرف) جلدی بلا لیا جائے گا اور تمہیں چھوڑ دیا جائے گا۔

اس کے بعد حضرت سیدنا سہیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کپڑے جھاڑے اور وہاں سے تشریف لے گئے۔

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''خدا عزوجل کی قسم! حضرت سیدنا سہیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بالکل حق فرمایا، اللہ عزوجل کبھی بھی اپنی اطاعت میں سبقت لینے والے بندے کو اس جیسا نہیں بناتا جو اس کی اطاعت میں سستی کرے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر27:

اُڑنے والی دیگ

حضرت سیدنا بکر بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''گذشتہ لوگوں میں ایک بادشاہ تھا، جو بہت زیادہ سرکش تھا۔ وہ اللہ عزوجل کی نافرمانی میں حد سے گزرا ہوا تھا۔ اس دور کے مسلمانوں نے اس ظالم وسرکش بادشاہ سے جہاد کیا اور اسے زندہ گرفتار کرلیا۔ اب اس کو قتل کرنے کے لئے مختلف قسم کی سزائیں تجویز کی جانے لگیں، بالآخر یہ طے پایا کہ اسے ایک تانبے کی بڑی دیگ میں کسی اونچی جگہ پر رکھا جائے اور اس کے نیچے آگ جلادی جائے تاکہ یہ یکدم مرنے کی بجائے تڑپ تڑپ کر مرے اور اس ظالم کو اس کے ظلم کی پوری پوری سزا ملے۔

چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور اسے تانبے کی دیگ میں رکھ کر نیچے آگ جلادی۔ وہ بادشاہ بہت گھبرایا اور اپنے جھوٹے خداؤں کو باری باری پکارنا شروع کردیا اور کہنے لگا: ''اے میرے معبودو! میں ہمیشہ تمہاری عبادت کرتا رہا، تمہیں سجدے کرتا رہا، اب مجھے اس دردناک عذاب سے بچاؤ۔'' اسی طرح باری باری اس نے تمام جھوٹے خداؤں کو پکارا لیکن اس کا پکارنا رائیگاں گیا۔ کیونکہ وہ تو خود اپنی حفاظت کے محتاج تھے، اس کی کیا حفاظت کرتے۔ بالآخر وہ اپنے جھوٹے خداؤں سے مایوس ہوگیا اور اس نے اپنا چہرہ آسمان کی طرف اٹھایا اور خالقِ حقیقی عزوجل کی طرف دل سے متوجہ ہوا، اور ''لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ'' کی صدائیں بلند کرنے لگا اور گڑگڑا کر سچے دل سے اللہ عزوجل کو پکارنے لگا۔

اللہ ربُّ العزَّت عزوجل کی بارگاہ میں اس کی یہ مخلصانہ گریہ وزاری مقبول ہوئی، اور اللہ تعالیٰ نے ایسی بارش برسائی کہ ساری آگ بجھ گئی۔ پھر تیز ہوا چلی اور اسے دیگ سمیت اڑا کر لے گئی، اب وہ ہوا میں اڑنے لگا اور یہ صدا بلند کرتا رہا، ''لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ، لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ۔'' پھر اللہ عزوجل نے اسے دیگ سمیت ایسی قوم میں اُتارا جو مسلمان نہ تھی بلکہ ساری قوم ہی کافر تھی، جب لوگوں نے دیکھا کہ دیگ میں ایک شخص ہے اور وہ کلمہ طیبہ ''لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ'' پڑھ رہا ہے تو سب لوگ اس کے گرد جمع ہوگئے اور کہنے لگے: ''تیری ہلاکت ہو! یہ تو کیا کہہ رہا ہے۔''

بادشاہ نے کہا: ''میں فلاں ملک کا بادشاہ ہوں اور میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے۔'' جب لوگوں نے بادشاہ کا قصہ سنا تو سب کے سب کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئے اور معبودِ حقیقی عزوجل کی عبادت کرنا شروع کردی۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر 28:

سمندر میں راستے

حضرت سیدنا قدامہ بن حماطہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت سیدنا سہم بن منجاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ ''ایک مرتبہ ہم حضرت سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جنگ کے لئے ''دارین'' کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مستجاب الدعوات تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے راستے میں تین دعائیں کیں اور تینوں مقبول ہوئیں۔ راستے میں ایک جگہ پانی بالکل ختم ہوگیا، ہم نے ایک جگہ قافلہ روکا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو کے لئے پانی منگوایا اور وضو کرنے کے بعد دو رکعتیں ادا فرمائیں، پھر دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور بارگاہِ خداوندی عزوجل میں اس طرح عرض گزار ہوئے: ''اے ہمارے پروردگار عزوجل! ہم تیرے بندے ہیں، تیری راہ کے مسافر ہیں، ہم تیرے دشمنوں سے قتال کریں گے، اے ہمارے رحیم وکریم پروردگار عزوجل! ہمیں بارانِ رحمت سے سیراب فرمادے تاکہ ہم وضو کریں اور اپنی پیاس بجھائیں۔''

اس کے بعد قافلے نے کوچ کیا۔ ابھی ہم نے تھوڑی سی مسافت ہی طے کی تھی کہ گھنگور گھٹائیں چھا گئیں اور یکا یک بارانِ رحمت ہونے لگی، سب نے اپنے اپنے برتن بھر لئے اور پھر ہم وہاں سے آگے چل دیئے۔

حضرت سیدنا سہم بن منجاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''تھوڑی دور چلنے کے بعد مجھے یاد آیا کہ میں اپنا برتن تو اسی جگہ بھول آیا ہوں جہاں بارش ہوئی تھی۔ چنانچہ میں اپنے رفقاء کو بتا کر اس طرف چل دیا جہاں بارش ہوئی تھی۔ جب میں وہاں پہنچا تو یہ دیکھ کر مجھے بڑی حیرانگی ہوئی کہ ابھی کچھ دیر پہلے جہاں شدید بارش کا سماں تھا اب وہاں بارش کے آثار تک نہ تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے یہاں کی زمین پر برسوں سے ایک قطرہ بھی نہیں برسا۔ بہر حال میں اپنے برتن کو لے کر واپس قافلے میں شامل ہوگیا۔

جب ہم ''دارین'' پہنچے تو ہمارے اور دشمنوں کے درمیان ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا۔ ہمارے پاس ایسا ساز وسامان نہ تھا کہ ہم سمندر پار کرسکیں۔ ہم بہت پریشان ہوئے اور معاملہ حضرت سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور ان کلمات کے ساتھ دعا کرنے لگے: ''یَاعَلِیُّ، یَاعَلِیْمُ، یَاحَلِیْمُ، یَاعَظِیْمُ'' اے ہمارے پروردگار عزوجل! ہم تیرے بندے ہیں اور تیری راہ کے مسافر ہیں، ہم تیرے دشمنوں سے قتال کریں گے، اے ہمارے پروردگار عزوجل! ہمارے لئے ان کی طرف کوئی راستہ بنادے۔''

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا قبول ہوئی اور ہمارے لئے سمندر میں راستے بن گئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں لے کر سمندر میں اُتر گئے اور ہم نے اس طرح سمندر پار کیا کہ ہمارے کپڑے بھی گیلے نہ ہوئے۔ جنگ کے بعد جب ہماری واپسی ہوئی تو راستے میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیٹ میں درد ہونے لگا اور اسی درد کی حالت میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوگیا۔ ہم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

غسل دینا چاہا لیکن پانی بالکل ختم ہو گیا تھا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بغیر نہلائے کفن دیا گیا، پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دفن کر دیا گیا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تدفین کے بعد ہم وہاں سے رخصت ہو گئے۔ ایک جگہ ہمارے قافلے کو پانی میسر آیا تو ہم نے باہم مشورہ کیا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسل دے کر دوبارہ دفن کیا جائے۔ چنانچہ ہم اس جگہ پہنچے جہاں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دفن کیا تھا۔ لیکن وہاں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش موجود نہ تھی۔ خوب تلاش کیا لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لاشہ مبارک نہ مل سکا پھر ہمیں ایک شخص نے بتایا کہ میں نے حضرت سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصال سے پہلے یہ دعا کرتے سنا تھا: ''یَاعَلِیُّ، یَاعَلِیْمُ، یَاحَلِیْمُ، یَاعَظِیْمُ'' اے ہمارے پروردگار عزوجل! میری موت کو ان لوگوں پر پوشیدہ کر دینا اور میرے ستر کو کسی پر ظاہر نہ فرمانا۔ جب ہم نے یہ سنا تو ہم واپس لوٹ آئے اور ہم سمجھ گئے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ دعا بھی قبول ہو چکی ہے، اسی لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسم اطہر نہیں مل رہا۔

حضرت سیدنا عمر بن ثابت بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ بصرہ کے رہنے والے ایک شخص کے کان میں ایک کنکری چلی گئی، طبیبوں نے بہت علاج کیا مگر وہ نہ نکلی بلکہ مزید اندر چلی گئی اور دماغ تک جا پہنچی، اس شخص کا تکلیف کے مارے برا حال تھا، راتوں کی نیند اور دن کا آرام و سکون سب برباد ہو گیا، پھر بصرہ میں حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے رفقاء میں سے ایک شخص آیا۔ یہ غم کا مارا اس کے پاس پہنچا اور اپنا درد بیان کیا۔

حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے رفیق نے کہا: ''تیرا بھلا ہو، اگر تو چاہتا ہے کہ تیری تکلیف دور ہو جائے تو ان کلمات کے ساتھ اللہ عزوجل سے دعا کر جن کے ذریعے حضرت سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا کرتے تھے، انہوں نے صحراؤں اور سمندروں میں ان کلمات سے دعا کی تو ان کی دعا مقبول ہوئی۔ پس تو بھی انہیں کلمات کے ذریعے دعا کر۔'' وہ شخص عرض گزار ہوا: ''وہ کلمات کون سے ہیں؟'' اس نے بتایا: ''وہ کلمات یہ ہیں: ''یَاعَلِیُّ، یَاعَلِیْمُ، یَاحَلِیْمُ، یَاعَظِیْمُ'' جیسے ہی اس شخص نے ان کلمات کے ساتھ دعا کی فوراً اس کے کان سے وہ کنکری نکلی اور دیوار سے جا لگی اور اس شخص کو سکون نصیب ہو گیا۔

علامہ ابن حجر عسقلانی قدس سرہ الربانی فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اصل نام ''عبداللہ بن عماد بن اکبر بن ربیعہ بن مالک بن عوف حضرمی'' تھا۔

آپ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صحابی تھے، حضور نبی رحمت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ''بحرین'' کا امیر بنا کر بھیجا۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بحرین کے امیر رہے اور حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بحرین کا امیر برقرار رکھا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

حکایت نمبر29:

شانِ اولیاء

حضرت سیدنا وہب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے: ''ایک مرتبہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کے حواریوں نے پوچھا: ''اے عیسیٰ علیہ السلام! اللہ عزوجل کے وہ اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کون ہیں جن پر کوئی خوف ہوگا نہ غم۔''

تو حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ''وہ لوگ ایسے ہیں کہ جب دنیا داروں کی نظریں دنیا کے ظاہر پر ہوتی ہیں تو ان کی نظریں دنیا کے انجام اور باطن پر ہوتی ہیں۔ جن چیزوں سے انہیں (دینی اعتبار سے) نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے تو ان اشیاء کو فنا کر ڈالتے ہیں۔ جن چیزوں کے بارے میں انہیں علم ہوتا ہے کہ یہ اشیاء انہیں چھوڑ دیں گی تو ایسی چیزوں کو پہلے ہی ترک کر دیتے ہیں، ان کی نظروں میں کسی شئے کی کثرت، انتہائی قلیل ہوتی ہے اور یہ لوگ عارضی چیزوں کی طرف توجہ ہی نہیں دیتے۔

جب انہیں دنیوی چیزیں ملتی ہیں تو غمگین ہو جاتے ہیں، دنیاوی آسائشوں کو خاطر میں نہیں لاتے، جس رتبے اور عہدے کے اہل نہیں ہوتے اسے کبھی بھی قبول نہیں کرتے۔ ان کے نزدیک دنیا پرانی ہو چکی ہے، یہ اس کی تجدید نہیں چاہتے، دنیا ان کی نظروں میں کچھ بھی نہیں، یہ اسے کوئی وقعت نہیں دیتے، خواہشات ان کے سینوں میں دم توڑ چکی ہیں، یہ دنیا کو ترک کرنے کے بعد دوبارہ طلب نہیں کرتے بلکہ اخروی نعمتوں کے خواہش مند رہتے ہیں، انہوں نے اپنی دنیوی نعمتوں کے بدلے اخروی ودائمی نعمتوں کو خرید لیا ہے، اور یہ اس سودے پر بہت خوش ہیں اور اسے نفع بخش سمجھتے ہیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ اہلِ دنیا، دنیا کے حصول کے لئے ایک دوسرے سے دست وگریباں ہیں اور دنیا انہیں دھتکار کر چلی گئی تو انہوں نے موت کی یاد کو اپنا مشغلہ بنا لیا اور زندگی کے متعلق غور وفکر ترک کر دیا۔ یہ لوگ اللہ عزوجل اور اس کے ذکر سے محبت کرتے ہیں اور اس کے نور سے فیض یاب ہو کر منور ہو جاتے ہیں۔

ان کی باتیں عجیب وغریب اور ان کی حالت حیران کن ہوتی ہے، کتاب اللہ میں ایسے لوگوں کے لئے خوشخبریاں ہیں اور یہ کتاب اللہ عزوجل پر عمل کرنے والے ہیں۔ قرآن حکیم میں ان کی صفات بیان کی گئی ہیں، اور یہ قرآن پاک کی خوب تلاوت کرتے ہیں، ان کے متعلق قرآن کریم میں معلومات ہیں اور یہی لوگ قرآن پاک کو صحیح سمجھنے والے ہیں۔ یہ اپنے نیک اعمال کو زیادہ گمان نہیں کرتے بلکہ انہیں بہت کم خیال کرتے ہیں، اور جس (یعنی ثواب وانعام) کی انہیں آخرت میں اُمید ہے اس کے علاوہ (دنیا کی) کسی اور نعمت کی امید نہیں رکھتے اور (اخروی عذاب کے علاوہ) کسی اور چیز سے نہیں ڈرتے بلکہ ہر وقت جہنم کے خوف سے لرزاں رہتے ہیں۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر30:

آنکھیں بے نور ہوگئیں

حضرت سیدنا عثمان بن عطاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب مسجد سے اپنے گھر کی طرف تشریف لے جاتے تو دروازے پر پہنچ کر ''اللّٰہ اکبر'' کی صدا بلند کرتے، جواب میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زوجۂ محترمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا بھی ''اللّٰہ اکبر'' کہتیں۔ پھر جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صحن میں جاتے تو ''اللّٰہ اکبر'' کہتے، جواب میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زوجہ بھی ''اللّٰہ اکبر'' کہتیں۔ جب کمرے میں داخل ہوتے تو پھر ''اللّٰہ اکبر'' کہتے اور جواب میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زوجۂ محترمہ بھی ''اللّٰہ اکبر'' کہتیں، یہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہر روز کا معمول تھا۔

ایک رات جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گھر تشریف لائے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دروازے پر پہنچ کر حسبِ معمول ''اللّٰہ اکبر'' کہا لیکن جواب نہ ملا، پھر جب صحن میں پہنچ کر ''اللّٰہ اکبر'' کہا تب بھی جواب نہ ملا۔ جب کمرے میں پہنچے اور ''اللّٰہ اکبر'' کہا تب بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زوجہ نے جواباً ''اللّٰہ اکبر'' نہ کہا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زوجۂ محترمہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کھانا دیا اور چپ چاپ زمین پر بیٹھی رہی، ایسا لگتا تھا جیسے وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ناراض ہیں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر میں روشنی کے لئے چراغ تک نہیں تھا (لیکن آپ پھر بھی صابر و شاکر تھے)۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی زوجہ کو ناراض پایا تو ان سے دریافت کیا: ''اے اللہ عزوجل کی بندی! تو کیوں پریشان ہے؟''

یہ سن کر وہ کہنے لگی: ''تمہارا امیر المؤمنین حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں بڑا مرتبہ ہے، وہ تمہاری بہت تعظیم کرتے ہیں، اگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان سے ایک خادم مانگ لیں تو وہ ضرور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو عنایت فرما دیں گے، ہمارے پاس ایک بھی خادم نہیں جو ہماری خدمت کر سکے، خادم آجائے گا تو ہمیں آسانی ہو جائے گی۔'' یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور اس طرح بارگاہ خداوندی عزوجل میں عرض گزار ہوئے: ''اے میرے پروردگار عزوجل! اسے اندھا کر دے جس نے میرے گھر والوں کا ذہن خراب کیا ہے اور ہم میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعا کا اثر فوراً ظاہر ہوا اور پڑوسیوں کی ایک عورت کی آنکھیں اچانک بے نور ہوگئیں جو اپنے گھر میں تھی اور اسی نے آکر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زوجۂ محترمہ سے کہا تھا کہ اگر تو اپنے خاوند سے کہے تو وہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے غلام حاصل کر سکتے ہیں، اور اگر تمہیں غلام مل گیا تو اس طرح تمہاری زندگی پر سکون ہو جائے گی۔ کچھ نظر نہ آنے کی بناء پر اس نے گھر والوں سے کہا: ''تم نے چراغ کیوں بجھا دیئے؟'' گھر والوں نے کہا: ''چراغ تو جل رہے ہیں، شاید! تمہاری آنکھیں بے کار ہو چکی ہیں۔'' اب وہ عورت بہت پریشان ہوئی اور جب اسے معلوم ہوا کہ یہ حضرت

سیدنا ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعا کا اثر ہے تو وہ اپنی حرکت پر بہت شرمندہ ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے معافی چاہی اور زار وقطار رونے لگی، اور عرض کرنے لگی: ''مجھے اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر معاف فرما دیں اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا فرمائیں کہ میری بینائی لوٹ آئے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس پر ترس آنے لگا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور اس کی بینائی کے لئے دعا کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابھی دعا سے فارغ بھی نہ ہوئے تھے کہ اس عورت کی آنکھیں منور ہوگئیں اور وہ بالکل ٹھیک ہوگئی۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 31: عبادت گزار اور صاحبِ کرامت مجاہد

حضرت سیدنا حماد بن جعفر بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں: ''مجھے میرے والد نے بتایا کہ ایک مرتبہ ہمارا لشکر جہاد کے لئے ''کابُل'' کی طرف گیا۔ ہمارے ساتھ حضرت سیدنا صلہ بن اشیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے، رات کے وقت لشکر نے ایک جگہ قیام کیا، میں نے دل میں ٹھان لی کہ آج میں حضرت سیدنا صلہ بن اشیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوب غور سے دیکھوں گا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس طرح عبادت کرتے ہیں کیونکہ لوگوں میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبادت کا خوب چرچا ہے لہٰذا میں ان کی طرف متوجہ ہوگیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھی اور پھر لیٹ گئے اور لوگوں کے سونے کا انتظار کرنے لگے، جب لوگ خواب خرگوش کے مزے لینے لگے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دم اُٹھے اور قریبی جنگل کی طرف چل دیئے۔ میں بھی چپکے چپکے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے چل دیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو کیا اور نماز کے لئے کھڑے ہوگئے، یکا یک ایک خونخوار شیر نمودار ہوا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بڑھنے لگا۔ میں بہت خوفزدہ ہوا اور درخت پر چڑھ گیا، لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت پر قربان جاؤں، نہ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیر سے ڈرے، نہ ہی اس کی طرف توجہ دی بلکہ نماز ہی میں مگن رہے، جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سجدے میں گئے تو میں نے گمان کیا کہ اب شیر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کرے گا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چیر پھاڑ دے گا لیکن شیر زمین پر بیٹھ گیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اطمینان سے نماز مکمل کی اور سلام پھیرنے کے بعد شیر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: **''اے جنگلی درندے! جا کسی دوسری جگہ اپنا رزق تلاش کر۔''** آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اتنا فرمانا تھا کہ شیر اُلٹے قدموں چل پڑا۔ وہ ایسی خوفناک آواز سے دھاڑ رہا

تھا کہ لگتا تھا کہ پہاڑ بھی اس کی دھاڑ سے پھٹ جائیں گے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر نماز میں مشغول ہو گئے، طلوعِ فجر سے کچھ دیر قبل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھ گئے اور ایسے پاکیزہ الفاظ میں اللہ ربُّ العزَّت کی حمد کی کہ میں نے کبھی حمد کے ایسے کلمات نہ سنے تھے، مگر جس کو اللہ عزوجل چاہے توفیق عطا فرمائے، وہ جس پر چاہے اپنا خاص کرم کرے۔

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور یوں دعا کرنے لگے: ''اے میرے پروردگار عزوجل! میں تجھ سے التجاء کرتا ہوں کہ مجھے جہنم کی آگ سے بچا، میں اس قابل کہاں کہ تجھ سے جنت طلب کروں۔''

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس لشکر کی طرف لوٹ آئے۔ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حال میں صبح کی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالکل تر و تازہ تھے۔ ایسا لگتا تھا کہ گویا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساری رات بستر پر گزاری ہو، اور مجھ پر جو تھکاوٹ اور سستی طاری تھی اسے اللہ عزوجل ہی بہتر جانتا ہے۔

پھر لشکر نے دشمن کی طرف پیش قدمی کی اور جب دشمن کی سرحد کے قریب پہنچے تو امیر لشکر نے اعلان کیا کہ کوئی سوار اپنی سواری پر بھاری سامان نہ چھوڑے، تمام مجاہدین اپنی اپنی سواریاں ہلکی کرلیں۔

اتفاقی بات تھی کہ حضرت سیدنا صلہ بن اشیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خچر سامان سمیت کہیں بھاگ گیا۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ہوئی تو آپ نے نماز پڑھنا شروع کردی۔ لوگوں نے کہا: ''حضور! سارا لشکر جا چکا ہے اور آپ ابھی یہیں موجود ہیں۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور اس طرح بارگاہ خداوندی عزوجل میں عرض گزار ہوئے: ''اے میرے پروردگار عزوجل! تجھے تیری عزت وجلال کی قسم! میری سواری مجھے سامان سمیت لوٹا دے۔'' ابھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا سے فارغ بھی نہ ہوئے تھے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سواری سامان سمیت سامنے موجود تھی۔ پھر جب دشمنوں سے جنگ چھڑی اور دعوتِ مبارزت دی گئی تو ہمارے لشکر کی طرف سے حضرت سیدنا صلہ بن اشیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا ہشام بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدانِ جنگ میں اترے اور ایسے جنگی جوہر دکھائے کہ جس طرف جاتے دشمنوں کی لاشیں بکھیر دیتے، جو دشمن سامنے آتا اسے واصلِ جہنم کر دیتے، نیزہ زنی اور شمشیر زنی کے ایسے جوہر دکھائے کہ دشمنوں کے پاؤں اکھڑ گئے، ان کے حوصلے پست ہو گئے اور وہ کہنے لگے: ''جب عرب کے دو شہسواروں نے ہمارا یہ حال کر دیا تو اگر پورا عربی لشکر ہم سے لڑا تو ہمارا کیا انجام ہوگا، بہتری اسی میں ہے کہ ہم مسلمانوں سے صلح کرلیں۔ چنانچہ انہوں نے ہم سے جزیہ کی شرط پر صلح کرلی اور مسلمانوں کا لشکر فتح یاب ہو کر واپس پلٹا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر32:

صبر کی انوکھی داستان

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیٹا جو کہ حضرت سیدتنا اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے تھا وہ فوت ہوگیا، حضرت سیدتنا اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تمام گھر والوں سے کہا کہ جب تک میں ابوطلحہ کو بیٹے کی وفات کا نہ بتاؤں اس وقت تک کوئی بھی انہیں اس کے متعلق نہ بتائے۔ جب حضرت سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کو گھر تشریف لائے تو حضرت سیدتنا اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں رات کا کھانا پیش کیا اور جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھانے سے فارغ ہو چکے تو حضرت سیدتنا اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایسا بناؤ سنگھار کیا کہ اس سے پہلے کبھی نہ کیا تھا پھر حضرت سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے ہمبستری کی اور جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فراغت پا چکے تو حضرت سیدتنا اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: ''اے ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر کسی قوم کو کوئی چیز امانت کے طور پر دی جائے اور پھر وہ امانت ان سے طلب کی جائے تو انہیں وہ امانت واپس کرنی چاہئے یا نہیں؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''انہیں ضرور وہ امانت ادا کرنی چاہیے۔'' یہ جواب سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: ''بس پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بیٹے کو اسی طرح گمان کریں (یعنی وہ بھی ایک امانت تھی جو واپس لے لی گئی)۔''

انہوں نے صبح حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر سارا واقعہ بتایا تو غمخوار آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ دعا فرمائی: ''اللہ عزوجل تمہاری اس رات میں تمہارے لئے برکت عطا فرمائے۔'' پھر حضرت سیدتنا اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا حاملہ ہوگئیں۔

ایک مرتبہ سفر میں حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ حضرت سیدتنا اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں۔ جب حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سفر سے واپس تشریف لائے تو رات کا وقت تھا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سفر سے واپسی پر رات کو مدینے میں نہ جاتے۔ جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مدینہ شریف کے قریب پہنچے تو حضرت سیدتنا اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دردِ زِہ اٹھا، چنانچہ حضرت سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے پاس ٹھہرا دیا گیا اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم آگے تشریف لے گئے، حضرت سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: ''اے میرے پروردگار عزوجل! تو خوب جانتا ہے کہ میں تو اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ جب مدینہ طیبہ سے نکلوں تب بھی تیرے محبوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ساتھ ہو، اور جب مدینہ منورہ میں داخلہ ہو تب بھی تیرے محبوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی رفاقت نصیب ہو، اور تجھے معلوم ہے کہ اب میں کیسی آزمائش میں مبتلا ہوگیا ہوں۔'' حضرت سیدتنا اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: ''اے ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اب میں پہلے کی طرح شدید درد محسوس نہیں کر رہی۔'' چنانچہ ہم چل پڑے اور جب مدینہ منورہ آئے تو انہیں دوبارہ دردِ زِہ شروع ہوگیا اور خوشیاں لٹاتا ہوا ایک مدنی منا تولُّد ہوا۔

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میری والدہ نے مجھ سے فرمایا: ''اے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ! تم جب تک صبح اس بچے کو رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ بابرکت میں نہ لے جاؤ اس وقت تک کوئی بھی اسے دودھ نہ پلائے۔'' چنانچہ میں صبح بچے کو لے کر بارگاہِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہو گیا، اس وقت حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ہاتھ میں اونٹوں کو داغنے والا آلہ تھا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی نظرِ عنایت جب مجھ پر پڑی تو استفسار فرمایا: ''شاید! اُم سلیم کے ہاں بیٹے کی ولادت ہوئی ہے؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے وہ لوہے کا آلہ رکھ دیا۔ میں بچے کو حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پاس لے آیا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے اپنی آغوشِ رحمت میں لے لیا اور مدینہ منورہ کی ''عجوہ'' کھجور منگوائی، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنے دہن اقدس میں لے کر چبائی، جب وہ خوب نرم ہو گئی تو بچے کے منہ میں ڈال دی، بچے نے اسے چوسنا شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس بچے کے چہرے پر اپنا دست شفقت پھیرا اور اس بچے کا نام ''عبداللہ'' رکھا۔

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ابی طلحة الأنصاری، الحدیث:۱۰۷(۲۱۴۴)، ص۱۱۰۹)

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم}

حکایت نمبر 33: نعمت پر غمگین اور مصیبت پر خوش ہونے والی عورت

حضرت سیدنا ابن یسار مسلم علیہ رحمۃ اللہ المنعم فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں تجارت کی غرض سے ''بحرین'' کی طرف گیا، وہاں میں نے دیکھا کہ ایک گھر کی طرف بہت لوگوں کا آنا جانا ہے، میں بھی اس طرف چل دیا۔ وہاں جا کر دیکھا کہ ایک عورت نہایت افسردہ اور غمگین پھٹے پرانے کپڑے پہنے مصلے پر بیٹھی ہے اور اس کے اردگرد غلاموں اور لونڈیوں کی کثرت ہے، اس کے کئی بیٹے اور بیٹیاں ہیں، تجارت کا بہت سارا ساز و سامان اس کی ملکیت میں ہے، خریداروں کا ہجوم لگا ہوا ہے، وہ عورت ہر طرح کی نعمتوں کے باوجود نہایت ہی غمگین تھی نہ کسی سے بات کرتی، نہ ہی ہنستی۔

میں وہاں سے واپس لوٹ آیا اور اپنے کاموں سے فارغ ہونے کے بعد دوبارہ اسی گھر کی طرف چل دیا۔ وہاں جا کر میں نے اس عورت کو سلام کیا۔ اس نے جواب دیا اور کہنے لگی: ''اگر کبھی دوبارہ یہاں آنا ہو اور کوئی کام ہو تو ہمارے پاس ضرور آنا،

پھر میں واپس اپنے شہر چلا آیا۔ کچھ عرصہ بعد مجھے دوبارہ کسی کام کے لئے اسی عورت کے شہر میں جانا پڑا۔ جب میں اس کے گھر گیا تو دیکھا کہ اب وہاں کسی طرح کی چہل پہل نہیں۔ نہ تجارتی سامان ہے، نہ خدّام ولونڈیاں نظر آرہی ہیں اور نہ ہی اس عورت کے لڑکے موجود ہیں، ہر طرف ویرانی چھائی ہوئی ہے۔ میں بڑا حیران ہوا اور میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے کسی کے ہنسنے اور باتیں کرنے کی آواز آنے لگی۔ جب دروازہ کھولا گیا اور میں اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ وہی عورت اب نہایت قیمتی اور خوش رنگ لباس میں ملبوس بڑی خوش وخرم نظر آرہی تھی، اور اس کے ساتھ صرف ایک عورت گھر میں موجود تھی۔ اس کے علاوہ کوئی اور نہ تھا۔ مجھے بڑا تعجب ہوا اور میں نے اس عورت سے پوچھا: ''جب میں پچھلی مرتبہ تمہارے پاس آیا تھا تو تم کثیر نعمتوں کے باوجود غمگین اور نہایت افسردہ تھیں لیکن اب خادموں، لونڈیوں اور دولت کی عدم موجودگی میں بھی بہت خوش اور مطمئن نظر آرہی ہو، اس میں کیا راز ہے؟''

تو وہ عورت کہنے لگی: ''تم تعجب نہ کرو، بات دراصل یہ ہے کہ جب پچھلی مرتبہ تم مجھ سے ملے تو میرے پاس دنیاوی نعمتوں کی بہتات تھی، میرے پاس مال ودولت اور اولاد کی کثرت تھی، اس حالت میں مجھے یہ خوف ہوا کہ شاید! میرا رب عزوجل مجھ سے ناراض ہے، اس وجہ سے مجھے کوئی مصیبت اور غم نہیں پہنچتا ورنہ اس کے پسندیدہ بندے تو آزمائشوں اور مصیبتوں میں مبتلا رہتے ہیں۔ اس وقت یہی سوچ کر میں پریشان وغمگین تھی اور میں نے اپنی حالت ایسی بنائی ہوئی تھی۔

اس کے بعد میرے مال واولاد پر مسلسل مصیبتیں ٹوٹتی رہیں، میرا سارا اثاثہ ضائع ہوگیا، میرے تمام بیٹوں اور بیٹیوں کا انتقال ہوگیا، خدّام ولونڈیاں سب جاتی رہیں اور میری تمام دنیاوی نعمتیں مجھ سے چھن گئیں۔ اب میں بہت خوش ہوں کہ میرا رب عزوجل مجھ سے خوش ہے اسی وجہ سے تو اس نے مجھے آزمائش میں مبتلا کیا ہے۔ پس میں اس حالت میں اپنے آپ کو بہت خوش نصیب سمجھ رہی ہوں، اسی لئے میں نے اچھا لباس پہنا ہوا ہے۔ حضرت سیدنا یسار مسلم علیہ رحمۃ اللہ المُنعم فرماتے ہیں: اس کے بعد میں وہاں سے چلا آیا اور میں نے حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اس عورت کے متعلق بتایا تو وہ فرمانے لگے: ''اس عورت کا حال تو حضرت سیدنا ایوب علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی طرح ہے اور میرا تو یہ حال ہے کہ ایک مرتبہ میری چادر پھٹ گئی میں نے اسے ٹھیک کروایا لیکن وہ میری مرضی کے مطابق ٹھیک نہ ہوئی تو مجھے اس بات نے کافی دن غمگین رکھا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر34:

حجام اور دو ہزار دینار

حضرت سیدنا احمد جعفر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا ابو علی حسین بن خیران کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک مرتبہ حضرت سیدنا ابو تراب نخشبی علیہ رحمۃ اللہ القوی حجام کے پاس گئے اور فرمایا: ''اللہ عزوجل کی رضا کے لئے میرے سر کے بال مونڈ دو۔'' حجام نے کہا: ''بیٹھ جائیے۔'' آپ بیٹھ گئے اور حجام نے آپ کے بال مونڈنا شروع کردیئے، اسی دوران اس شہر کے حاکم کا وہاں سے گزر ہوا تو اس نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھ کر اپنے خدّام سے پوچھا: ''کیا یہ حضرت سیدنا ابو تراب نخشبی علیہ رحمۃ اللہ القوی تو نہیں؟'' خدّام نے کہا: ''جی ہاں! یہ حضرت سیدنا ابو تراب نخشبی علیہ رحمۃ اللہ القوی ہی ہیں۔'' حاکم نے خدّام سے کہا: ''تمہارے پاس اس وقت کتنی رقم موجود ہے؟'' ایک خادم نے کہا: ''حضور! میرے پاس اس وقت اس چمڑے کے بیگ میں ایک ہزار دینار ہیں۔'' حاکم نے کہا: ''جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حلق کروا چکیں تو آپ کو ہماری طرف سے یہ ہزار دینار نذرانہ پیش کرنا اور معذرت بھی کرنا کہ اس وقت ہمارے پاس اتنے ہی موجود تھے ورنہ کچھ زیادہ نذرانہ پیش کرتے۔''

خادم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آیا اور عرض گزار ہوا: ''حضور! یہ کچھ رقم حاکم شہر نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے بھجوائی ہے اور انہوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سلام عرض کیا ہے، اور کہا ہے کہ ہمارے پاس ابھی اسی قدر رقم موجود تھی ورنہ کچھ زیادہ پیش کرتے، یہی حقیر سا نذرانہ قبول فرمالیں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ سن کر کہا: ''یہ رقم اس حجام کو دے دو۔'' حجام فوراً بولا: ''میں اتنی رقم کا کیا کروں گا؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''یہ رقم لے لو۔'' حجام نے عرض کی: ''میں یہ رقم کبھی بھی قبول نہیں کروں گا، خدا عزوجل کی قسم! اگر یہ دو ہزار دینار بھی ہوتے پھر بھی میں انہیں قبول نہ کرتا۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس خادم سے فرمایا: ''یہ رقم واپس اپنے حاکم کے پاس لے جاؤ اور اس سے کہنا کہ یہ تو حجام نے بھی قبول نہیں کی، اسے آپ اپنے پاس رکھیں اور اپنے ان امور میں خرچ کریں جو آپ کے ذمہ ہیں۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر35:

اِسے کفن کون دے گا........؟

حضرت سیدنا ابوعبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مسجد میں مُؤَذِّن تھے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:''میرا ایک نوجوان پڑوسی تھا، جیسے ہی میں اذان دیتا وہ فوراً مسجد میں آجاتا اور ہر نماز میرے ساتھ باجماعت پڑھتا، نماز کے فوراً بعد جوتے پہنتا اور اپنے گھر کی طرف روانہ ہوجاتا، میری یہ خواہش تھی، اے کاش! یہ نوجوان مجھ سے گفتگو کرے یا مجھ سے اپنی کوئی حاجت طلب کرے، پھر ایک دن وہ نوجوان میرے پاس آیا اور کہنے لگا:''اے ابوعبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! کیا تم مجھے کچھ دیر کے لئے عاریتاً قرآن پاک دے سکتے ہو تاکہ میں تلاوت کرسکوں؟''میں نے اسے قرآن پاک دے دیا، اس نے قرآن حکیم کو اپنے سینے سے لگایا اور کہنے لگا:''آج ہمیں ضرور کوئی عظیم واقعہ پیش آنے والا ہے۔''یہ کہہ کر وہ نوجوان اپنے گھر کی طرف روانہ ہوگیا اور سارا دن مجھے نظر نہ آیا۔ میں نے مغرب کی اذان دی اور نماز پڑھی لیکن وہ نوجوان نہ آیا پھر عشاء کی نماز میں بھی وہ نہ آیا تو مجھے بڑی تشویش ہوئی۔ نماز کے فوراً بعد میں اس کے گھر کی طرف روانہ ہوگیا۔ جب وہاں پہنچا تو دیکھا کہ اس نوجوان کی میت وہاں موجود ہے اور ایک طرف بالٹی اور لوٹا پڑا ہوا ہے اور قرآن پاک اس نوجوان کی گود میں ہے۔ میں نے قرآن پاک اٹھایا اور لوگوں کو اس کی موت کی خبر دی اور پھر ہم نے اسے اٹھا کر چارپائی پر رکھا۔ میں ساری رات یہ سوچتا رہا کہ اس کا کفن کس سے مانگوں؟ اسے کفن کون دے گا؟ جب نماز فجر کا وقت ہوا تو میں نے اذان دی اور پھر جیسے ہی مسجد میں داخل ہوا تو مجھے محراب میں ایک نور سا نظر آیا۔ جب وہاں پہنچا تو دیکھا کہ ایک کفن وہاں پڑا ہوا ہے، میں نے اسے اٹھایا اور اپنے گھر رکھ آیا اور اللہ رب العزت کا شکر ادا کیا کہ اس نے کفن کا مسئلہ حل فرما دیا پھر میں نے نماز فجر پڑھنا شروع کی جب سلام پھیرا تو دیکھا کہ میری دائیں طرف حضرت سیدنا ثابت بنانی، حضرت سیدنا مالک بن دینار، حضرت سیدنا حبیب فارسی اور حضرت سیدنا صالح المری رحمہم اللہ تعالیٰ موجود ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا:''اے میرے بھائیو! آج صبح صبح آپ لوگ یہاں کیسے تشریف لائے؟ خیریت تو ہے؟''وہ فرمانے لگے:''کیا تمہارے پڑوس میں آج رات کسی کا انتقال ہوا ہے؟''میں نے کہا:''جی ہاں! ایک نوجوان کا انتقال ہوا ہے جو میرے ساتھ ہی نماز پڑھا کرتا تھا۔''انہوں نے کہا:''ہمیں اس کے پاس لے چلو۔''میں انہیں لے کر اس نوجوان کے گھر پہنچا تو حضرت سیدنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار نے اس کے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور اس کے سجدے والی جگہ کو بوسہ دینے لگے، پھر فرمایا:''اے حجاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! میرے ماں باپ تجھ پر قربان! جہاں بھی تیرا حال لوگوں پر ظاہر ہوا تو نے اس جگہ کو چھوڑ دیا اور ایسی جگہ سکونت اختیار کرلی جہاں کوئی تجھے جاننے والا نہ تھا۔''

اس کے بعد ان بزرگوں نے اس نوجوان کو غسل دینا شروع کیا۔ ان میں سے ہر ایک کے پاس ایک کفن تھا، ہر ایک یہی

کہنے لگا: ''اس نوجوان کو میں کفن دوں گا۔'' جب معاملہ طول پکڑ گیا تو میں نے ان سے کہا: ''میں ساری رات اسی پریشانی میں رہا کہ اس نوجوان کو کفن کون دے گا، پھر صبح جب میں مسجد میں آیا اور اذان دینے کے بعد نماز پڑھنے لگا تو سامنے محراب میں مجھے یہ کفن نظر آیا، میں نہیں جانتا کہ کس نے یہ کفن وہاں رکھا تھا۔'' اس پر سبھی کہنے لگے: ''اس نوجوان کو یہی کفن دیا جائے گا۔'' پھر ہم نے اسے وہی کفن دیا اور اسے لے کر قبرستان کی طرف چل دیئے، اس نوجوان کے جنازہ میں اتنے لوگ شریک ہوئے کہ ہمیں کندھا دینے کا بھی موقع نہ مل سکا، معلوم نہیں کہ اتنے زیادہ لوگ کہاں سے اس نوجوان کے جنازے میں شرکت کے لئے آ گئے تھے؟

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

حکایت نمبر 36:

ریشمی کفن

حضرت سیدنا ابوعبداللہ براثی علیہ رحمۃ اللہ الکافی فرماتے ہیں، مجھے حضرت سیدنا خلف برزائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بتایا: ''میری کفالت میں ایک کوڑھ زدہ نوجوان دیا گیا جس کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے تھے اور آنکھوں سے بھی اندھا تھا، میں نے اسے کوڑھ زدہ لوگوں کے ساتھ کر دیا، اسی طرح کافی دن گزر گئے کہ میں اس سے بالکل غافل رہا۔ پھر مجھے اس کا خیال آیا، چنانچہ میں اس کے پاس گیا اور اس سے کہا: ''اے اللہ عزوجل کے بندے! تمہارا کیا حال ہے؟ میں تمہاری طرف سے کافی دن غفلت میں رہا، تم سے تمہارا حال دریافت نہ کر سکا۔''

وہ کہنے لگا: ''میرا ایک دوست ہے جس کی محبت نے میری تمام تکلیفوں کا احاطہ کیا ہوا ہے، اس کی محبت کی وجہ سے مجھے اپنا درد و غم محسوس نہیں ہوتا، میرا وہ دوست مجھ سے کبھی بھی غافل نہیں ہوتا۔''

میں نے کہا: ''(مجھے معاف کرنا) میں تمہیں بھول گیا تھا۔'' وہ کہنے لگا: ''مجھے تمہارے بھولنے کی کوئی پرواہ نہیں، مجھے یاد کرنے والا موجود ہے، اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک دوست دوسرے دوست کو یاد نہ رکھے، میرا دوست ہر وقت میرا خیال رکھتا ہے۔'' میں نے اس سے کہا: ''اگر تم چاہو تو میں تمہاری شادی کسی ایسی عورت سے کرا دوں جو تمہاری اس گندگی کو دور کر دے اور تمہارے زخموں کی دیکھ بھال کرے۔'' تو وہ رونے لگا، پھر ایک آہِ سرد دل پر درد سے کھینچی اور آسمان کی طرف نظر اٹھاتے ہوئے کہنے لگا: ''اے میرے دل و جان سے پیارے دوست!'' اتنا کہہ کر اس پر بے ہوشی طاری ہو گئی، پھر جب افاقہ ہوا تو میں نے اس سے پوچھا: ''تم کیا کہتے

ہو؟ کیا تمہاری شادی کرادوں؟'' کہنے لگا: ''تم میری شادی کیسے کراؤ گے حالانکہ میں تو دنیا کا بادشاہ اور سردار ہوں۔'' میں نے کہا: ''تیرے پاس دنیا کی کونسی نعمت ہے؟'' ہاتھ پاؤں تیرے نہیں، آنکھوں سے تو اندھا ہے اور تو اپنے منہ سے اس طرح کھاتا ہے جیسے جانور کھاتے ہیں، پھر بھلا تو دنیا کا سردار کیسے ہوسکتا ہے؟'' وہ کہنے لگا: ''میں اپنے مولا سے راضی ہوں کہ اس نے میرے جسم کو آزمائش میں مبتلا کیا اور میری زبان کو اپنے ذکر سے تروتازہ رکھا، یہ میری سب سے بڑی خوش نصیبی ہے۔''

پھر وہ شخص میرے پاس سے چلا گیا اور کچھ ہی عرصہ بعد اس کا انتقال ہوگیا، میں اس کے لئے کفن لے کر آیا جو کچھ بڑا تھا، میں نے بڑا حصہ کاٹ لیا اور اس کو کفن پہنا کر نماز جنازہ پڑھی پھر اسے دفنا دیا گیا، رات کو میں نے خواب دیکھا تو کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا: ''اے خلف! تم نے ہمارے ولی اور دوست کے کفن میں کنجوسی کی، یہ لو تمہارا کفن تمہیں واپس دیا جاتا ہے، اور ہم نے اپنے اس ولی کو سندس وریشم کا قیمتی کفن پہنا دیا ہے۔ جب میں بیدار ہوا تو میں نے دیکھا کہ میرا دیا ہوا کفن گھر میں پڑا ہوا تھا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر37: چمکتے ہوئے چراغ

حضرت سیدنا بشر بن حارث علیہ رحمۃ اللہ الوارث فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں ملک شام روانہ ہوا، راستے میں میری ملاقات ایک عجیب وغریب شخص سے ہوئی، اس کے جسم پر ایک پھٹا پرانا کرتہ تھا جس میں جگہ جگہ گرہیں لگی ہوئی تھیں، وہ بڑا حیران وپریشان ایک جگہ بیٹھا ہوا تھا گویا کہ وہ کسی خوفناک چیز سے وحشت زدہ ہے۔ میں اس کے قریب گیا اور کہا: ''اے بھائی! اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، آپ کہاں سے آئے ہیں؟'' کہنے لگا: ''اسی کے پاس سے آیا ہوں۔'' میں نے پوچھا: ''کہاں کا ارادہ ہے؟'' کہنے لگا: ''اسی کی طرف۔'' میں نے کہا: ''اللہ عزوجل آپ پر رحم کرے، نجات کس چیز میں ہے؟'' کہنے لگا: ''تقوی وپرہیزگاری اور اس ذات کے بارے میں غور وفکر کرنے میں جس کے تم طالب ہو۔''

میں نے کہا: ''مجھے کچھ نصیحت فرمایئے۔'' وہ شخص کہنے لگا: ''میں تمہیں اس قابل نہیں سمجھتا کہ تم نصیحت قبول کرو گے۔'' میں نے کہا: ''ان شاء اللہ عزوجل! میں نصیحت قبول کروں گا۔'' یہ سن کر اس نے کہا: ''لوگوں سے ہمیشہ دور بھاگنا، کبھی ان کی قربت اختیار نہ کرنا، دنیا سے ہمیشہ بے رغبت رہنا ورنہ یہ تجھے ہلاکتوں کے منہ میں ڈال دے گی۔ جس نے دنیا کی حقیقت کو جان لیا وہ کبھی بھی اس کی طرف سے مطمئن نہیں ہوگا، جس نے اس کی تکالیف کو دیکھ لیا اس نے ان تکالیف کی دوائیں بھی تیار کرلیں، اور جس نے آخرت کو جان لیا وہ اس کے حصول میں مگن ہوگیا۔ جو شخص بھی آخرت کی نعمتوں میں غور وفکر کرتا ہے وہ ضرور ان کو طلب

کرتا ہے اور مشکل ترین نیک اعمال اس کے لئے آسان ہوجاتے ہیں۔ جب ان اخروی نعمتوں کی طرف ہر سمجھدار کا دل مائل ہوتا ہے تو جس پروردگار عزوجل نے یہ نعمتیں بنائیں اور انہیں پاکیزہ وسرور کن بنایا وہ ذات اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ اس کی طرف رغبت کی جائے، اور اسی کی رضا کے لئے اعمال صالحہ کئے جائیں۔ لہٰذا عقل مند لوگ مخلوق کی بجائے خالق کی طرف دل لگائے ہوئے ہیں، اسی کی محبت کے اسیر ہیں۔ وہ پروردگار عزوجل انہیں اپنی محبت کے جام پلاتا ہے اور یہ لوگ اپنی زندگی میں ہر وقت اس کی محبت کے پیاسے ہیں، انہیں سیر یابی ہوتی ہی نہیں، وہ ہر وقت اپنے خالق حقیقی عزوجل کے عشق میں مست رہتے ہیں۔

پھر وہ مجھ سے مخاطب ہو کر پوچھنے لگا: ''کیا تم ان باتوں کو سمجھ چکے ہو جو میں نے بیان کیں؟'' میں نے کہا: ''اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، جو کچھ آپ نے بیان کیا میں وہ تمام باتیں سمجھ چکا ہوں۔'' کہنے لگا: ''اللہ عزوجل کا شکر ہے کہ اس نے تمہیں یہ باتیں سمجھا دیں۔ یہ کہتے وقت اس کے چہرے پر ایک خوشی کی لہر دوڑ گئی، پھر مجھ سے کہا: ''تمہارے لئے وہ لوگ مشعلِ راہ ہیں جو اس کی محبت کے پیاسے ہیں اور وہ جامِ عشق سے سیر نہیں ہوتے، ان کے دلوں میں حکمت کے چشمے موجزن ہیں، یہ لوگ بہت عقل مند و تیز فہم ہیں، ان کی خواہشات انہیں گمراہ نہیں کر سکتیں اور نہ ہی کوئی انہیں اللہ عزوجل کی محبت سے غافل کر سکتا ہے، اپنی مضبوطی اور دلیری میں یہ شیر کی طرح ہیں، اپنے توکل میں غنی ہیں، مصیبتوں میں ثابت قدم رہنے والے ہیں، مخلوق میں سب سے زیادہ نرم دل اور انیس ہیں، شرم وحیا کے معاملے میں بہت شدید ہیں اور اپنے مقاصد میں بہت شریف۔ نہ غرور وتکبر کرتے ہیں، نہ ہی جھوٹی عاجزی کرتے ہیں۔ پس یہ لوگ اللہ عزوجل کے مخلص بندے اور مخلوق کے لئے چمکتے ہوئے چراغ ہیں۔

پھر مجھ سے کہا: ''اللہ عزوجل ہمیں ان چند کلمات کا اچھا صلہ عطا فرمائے۔'' پھر اس نے سلام کیا اور جانے لگا تو میں نے کہا: ''میں آپ کی صحبت میں رہنا چاہتا ہوں۔'' مگر اُس نے انکار کر دیا اور کہا: ''میں تجھے یاد رکھوں گا تو مجھے یاد رکھنا۔'' یہ کہہ کر وہ چلا گیا، اور میں وہیں کھڑا اسے دیکھتا رہا۔

حضرت سیدنا بشر بن حارث علیہ رحمۃ اللہ الوارث فرماتے ہیں: ''جب حضرت سیدنا عیسٰی بن یونس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے میری ملاقات ہوئی اور میں نے انہیں یہ واقعہ سنایا تو وہ فرمانے لگے: ''کہ اس نے تجھ سے محبت کا اظہار کیا، وہ بہت نیک شخص ہے اور اس کا شمار بڑے بڑے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں ہوتا ہے، اس نے ایک پہاڑ پر رہائش رکھی ہوئی ہے، صرف نماز جمعہ کے لئے شہر میں آتا ہے اور اس دن سوکھی لکڑیاں بیچتا ہے، ان سے جو رقم ملتی ہے وہ اسے پورے ہفتے کفایت کرتی ہے۔ مجھے تو تعجب ہے کہ اس نے تجھ سے بات چیت کی اور تو نے اس سے سنی ہوئی نصیحتوں کو یاد کر لیا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر38:

خوفِ خداعزوجل کے سبب اپنی آنکھ نکال دی

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، ایک مرتبہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بہت سے لوگوں کو لے کر بارش کی دعا کرنے چلے، وحی نازل ہوئی کہ ''جب تک تمہارے ساتھ گناہگار لوگ موجود ہیں بارش نہیں برسائی جائے گی۔'' چنانچہ آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعلان کیا: ''تم میں سے جو جو گناہگار ہے وہ چلا جائے، جس نے کوئی گناہ کیا ہو وہ ہمارے ساتھ نہ رکے۔'' یہ سن کر تمام لوگ واپس پلٹ گئے لیکن ایک ایسا شخص باقی رہا جس کی ایک آنکھ ضائع ہو چکی تھی۔ آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے دریافت فرمایا: ''تم واپس کیوں نہیں گئے؟'' وہ شخص عرض گزار ہوا: ''یاروح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام! میں نے لمحہ بھر بھی اللہ عزوجل کی نافرمانی نہیں کی، البتہ! ایک مرتبہ بلاقصد میری نظر ایک اجنبی عورت کے پاؤں پر پڑ گئی تھی، اپنے اس فعل پر میں بہت شرمندہ ہوا اور اپنی سیدھی آنکھ نکال پھینکی۔ خداعزوجل کی قسم! اگر میری دوسری آنکھ ایسی خطا کرتی تو میں اسے بھی نکال پھینکتا۔''

یہ سن کر حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام رونے لگے اور اتنا روئے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی، پھر اس شخص سے فرمایا: ''تو ہمارے لئے دعا کر میری نسبت تو زیادہ دعا کرنے کا حق دار ہے کیونکہ میں تو نبوت کی وجہ سے گناہوں سے **معصوم** ہوں، اور تو معصوم بھی نہیں لیکن پھر بھی ساری زندگی گناہوں سے بچتا رہا۔''

چنانچہ وہ شخص آگے بڑھا اور اپنے ہاتھ بلند کر دیئے، پھر کچھ اس طرح سے بارگاہ خداوندی عزوجل میں عرض گزار ہوا: ''اے ہمارے پروردگار عزوجل! تو نے ہی ہمیں پیدا فرمایا اور تو ہماری پیدائش سے پہلے بھی جانتا تھا کہ ہم کیا عمل کرنے والے ہیں، پھر بھی تو نے ہمیں پیدا فرمایا، جب تو نے ہمیں پیدا فرما دیا تو تُو ہی ہمارے رزق کا کفیل ہے۔ اے ہمارے پاک پروردگار عزوجل! ہمیں بارانِ رحمت عطا فرما۔''

اس پاک پروردگار عزوجل کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں عیسیٰ (علیہ السلام) کی جان ہے! ابھی وہ شخص دعا سے فارغ بھی نہ ہونے پایا تھا کہ ایسی بارش آئی گویا آسمان پھٹ پڑا ہو اور اس کی دعا کی برکت سے پیاسے سیراب ہو گئے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر39:

ایسے ہوتے ہیں ڈرنے والے!

حضرت سیدنا منصور بن عمار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں، میں ایک اندھیری رات سفر پر روانہ ہوا، میں راستے میں ایک جگہ بیٹھ گیا، اچانک میں نے کسی نوجوان کے رونے کی آواز سنی جو روتے ہوئے اس طرح کہہ رہا تھا: ''اے میرے پروردگار عزوجل! تیری عزت وجلال کی قسم! میں نے تیری نافرمانی تیری مخالفت کی بناء پر نہیں کی اور نہ ہی گناہ کرتے وقت میں تیرے عذاب سے بے خبر تھا بلکہ میری بدبختی نے گناہ کو میرے لئے مزیّن کر دیا، اور میں تیری صفتِ ستاری کی وجہ سے گناہوں پر دلیر ہو گیا۔ تو بار بار میرے گناہوں پر پردہ ڈالتا رہا، میں گناہوں پر جرأت کرتا رہا۔ ہائے میری بربادی! اب مجھے تیرے عذاب سے کون بچائے گا؟ اگر تو نے مجھ سے تعلق ختم کر دیا تو میں کس سے رشتہ قائم کروں گا۔ ہائے افسوس! میں نے ساری جوانی تیری نافرمانی میں گزار دی، میں بار بار توبہ کرتا پھر گناہ کر ڈالتا، اب تو توبہ کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔''

حضرت سیدنا منصور بن عمار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں: ''اس نوجوان کی گریہ وزاری سن کر میں نے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت کی:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلٰٓىٕكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ (پ۲۸، تحریم:۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، اس پر سخت کرّے (طاقتور) فرشتے مقرر ہیں۔

جب میں نے یہ آیت تلاوت کی تو مجھے ایک چیخ سنائی دی اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ اس کے بعد میں وہاں سے آگے روانہ ہو گیا، صبح جب میں دوبارہ اسی مکان کے قریب آیا تو وہاں کسی کا جنازہ رکھا ہوا تھا، اور ایک بوڑھی عورت وہاں موجود تھی۔ میں نے اس سے پوچھا: ''یہ کس کا جنازہ ہے؟'' کہنے لگی: ''تو کون ہے؟ اور اس کے متعلق پوچھ کر میرے غم کو کیوں تازہ کرنا چاہتا ہے؟'' میں نے کہا: ''میں ایک مسافر ہوں۔'' پھر اس بوڑھی عورت نے بتایا: ''یہ میرے بیٹے کی لاش ہے، کل رات یہ نماز پڑھ رہا تھا کہ کوئی شخص گلی سے گزرا اور اس نے ایسی آیت پڑھی جس میں جہنم کی آگ کا تذکرہ تھا، پس اُس آیت کو سن کر میرا بیٹا تڑپنے لگا اور اس نے روتے روتے جان دے دی۔'' یہ سن کر حضرت سیدنا منصور بن عمار علیہ رحمۃ اللہ الغفار وہاں سے چلے آئے اور اپنے آپ کو مخاطب کر کے فرمانے لگے: ''اے ابن عمار علیہ رحمۃ اللہ الغفار! **''ایسے ہوتے ہیں ڈرنے والے۔''**

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر40: **تلاوتِ قرآن کریم کی چاشنی**

حضرت سیدنا صالح مری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں، ایک مرتبہ حضرت سیدنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار میرے پاس آئے اور فرمانے لگے: ''کل صبح فلاں جگہ پہنچ جانا، میرے کچھ اور دوست بھی وہاں پہنچ جائیں گے، پھر ہم حضرت سیدنا ابو جہیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات کے لئے چلیں گے۔'' میں نے کہا: ''ٹھیک ہے، میں مقررہ وقت پر وہاں پہنچ جاؤں گا۔'' جب میں صبح اس جگہ پہنچا جہاں کا مجھے کہا گیا تھا تو حضرت سیدنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار مجھ سے پہلے ہی وہاں موجود تھے اور ان کے ساتھ حضرت سیدنا محمد بن واسع، حضرت سیدنا ثابت بنانی اور حضرت سیدنا حبیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم بھی موجود تھے۔ میں نے ان سب کو ایک ساتھ دیکھ کر دل میں کہا: ''اللہ عزوجل کی قسم! آج کا دن بہت خوش کن ہوگا۔'' پھر ہم سب حضرت سیدنا ابو جہیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف چل دیئے۔ حضرت سیدنا ابو جہیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے گھر میں عبادت کے لئے ایک جگہ مخصوص کر رکھی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''بصرہ شہر'' میں صرف نمازِ جمعہ کے لئے تشریف لاتے اور نماز کے بعد فوراً ہی واپس تشریف لے جاتے۔

حضرت سیدنا صالح مری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ہم ایک انتہائی خوبصورت جگہ سے گزرے تو حضرت سیدنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار نے فرمایا: ''اے ثابت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! اس جگہ نماز پڑھ لو، کل بروزِ قیامت یہ جگہ تمہاری گواہی دے گی۔'' پھر ہم حضرت سیدنا ابو جہیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر پہنچے اور ان کے متعلق پوچھا تو پتا چلا کہ وہ نماز پڑھنے گئے ہیں، ہم ان کا انتظار کرنے لگے، کچھ ہی دیر بعد حضرت سیدنا ابو جہیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت غمزدہ، پریشان حال اور بہت کمزور تھے، ایسا لگتا تھا جیسے ابھی قبر سے نکل کر آرہے ہوں۔ پھر انہوں نے مختصر سی نماز پڑھی اور نہایت غمگین حالت میں ایک جگہ بیٹھ گئے۔ ان سے مصافحہ کرنے کے لئے سب سے پہلے حضرت سیدنا محمد بن واسع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گئے اور انہوں نے سلام کیا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا اور پوچھا: ''تم کون ہو؟ میں تمہاری آواز نہیں پہچان پایا۔'' حضرت سیدنا محمد بن واسع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی: ''میں بصرہ سے آیا ہوں۔'' پوچھا: ''تمہارا نام کیا ہے؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا: ''میرا نام محمد بن واسع ہے۔'' یہ سن کر فرمانے لگے: ''مرحبا، مرحبا! کیا تم ہی محمد بن واسع ہو جن کے متعلق بصرہ والے یہ کہتے ہیں کہ سب سے زیادہ فضیلت والے یہی ہیں، خوش آمدید بیٹھ جایئے۔'' پھر حضرت سیدنا ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سلام کیا، ان سے بھی نام پوچھا تو انہوں نے بتایا: ''میرا نام ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے۔'' یہ سن کر فرمانے لگے: ''مرحبا، اے ثابت! کیا تمہارے ہی متعلق لوگوں میں مشہور ہے کہ سب سے زیادہ لمبی نماز پڑھنے والے ثابت بنانی ہیں، خوش آمدید! آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) تشریف رکھیں۔''

پھر حضرت سیدنا حبیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سلام کے لئے حاضر ہوئے۔ ان سے پوچھا: ''تمہارا نام کیا ہے؟'' عرض کی:

''حبیب ۔'' فرمایا:'' کیا تم ہی وہ حبیب ہو جن کے متعلق مشہور ہے کہ اللہ عزوجل کے سوا کبھی کسی سے کوئی سوال نہیں کرتے، خوش آمدید! تشریف رکھئے۔'' پھر حضرت سیدنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار نے سلام کیا اور جب اپنا نام بتایا تو فرمایا:'' مرحبا! مرحبا! اے مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار! تمہارے ہی متعلق مشہور ہے کہ تم سب سے زیادہ مجاہدہ کرنے والے ہو۔'' پھر انہیں بھی اپنے پاس بٹھالیا۔

پھر میں سلام کے لئے حاضر ہوا۔ جب میرا نام پوچھا تو میں نے اپنا نام بتایا، فرمانے لگے:'' اچھا! تمہارے ہی متعلق مشہور ہے کہ تم قرآن بہت اچھا پڑھتے ہو، میری بڑی خواہش تھی کہ تم سے قرآن سنوں: آج مجھے قرآن سناؤ۔'' حکم ملتے ہی میں نے تلاوت شروع کردی۔ خدا عزوجل کی قسم! ابھی میں تَعَوُّذ (یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم) بھی مکمل نہ کرپایا تھا کہ وہ بے ہوش ہوگئے۔ جب افاقہ ہوا تو فرمانے لگے:'' اے صالح (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! مجھے قرآن سناؤ۔'' چنانچہ میں نے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت کی:

وَقَدِمْنَآ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا O

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو کچھ انہوں نے کام کئے تھے ہم نے قصد فرما کر انہیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرے کردیا کہ روزن کی دھوپ میں نظر آتے ہیں۔ (پ ۱۹، الفرقان: ۲۳)

جیسے ہی انہوں نے یہ آیت سنی ایک چیخ ماری اور پھر ان کے گلے سے عجیب وغریب آواز آنے لگی اور تڑپنے لگے پھر یکدم ساکت ہوگئے۔ ہم ان کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ ان کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کرچکی تھی، ہم نے لوگوں سے پوچھا: ''کیا ان کے گھر والوں میں سے کوئی موجود ہے؟'' لوگوں نے بتایا:'' ایک بوڑھی عورت ان کی خدمت کرتی ہے۔'' جب اس بوڑھی عورت کو بلایا گیا تو اس نے پوچھا:'' کس طرح ان کا انتقال ہوا؟'' ہم نے بتایا:'' ان کے سامنے قرآن کی ایک آیت پڑھی گئی جسے سنتے ہی ان کی روح پرواز کرگئی۔''

اُس عورت نے پوچھا:'' تلاوت کس نے کی تھی؟ شاید! حضرت سیدنا صالح قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری نے تلاوت کی ہوگی۔'' ہم نے کہا:'' جی ہاں! تلاوت تو حضرت صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی نے کی ہے لیکن تم انہیں کس طرح جانتی ہو؟'' کہنے لگی: ''میں انہیں جانتی تو نہیں مگر حضرت سیدنا ابو جہیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اگر میرے سامنے حضرت سیدنا صالح قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری نے تلاوت کی تو میں ان کی تلاوت سنتے ہی مرجاؤں گا۔''

پھر اس عورت نے کہا:'' خدا عزوجل کی قسم! حضرت صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (کی پردرد آواز) نے ہمارے حبیب کو قتل کرڈالا۔'' یہ کہہ کر وہ عورت رونے لگی۔ پھر ہم سب نے مل کر حضرت سیدنا ابو جہیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تجہیز وتکفین کی۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر41:

عقل کے چور

حضرت سیدنا عبدالواحد بن یزید علیہ رحمۃ اللہ المجید فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں ایک راہب کے پاس سے گزرا جو لوگوں سے الگ تھلگ اپنے صومعہ (یعنی عبادت خانہ) میں رہتا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا: ''اے راہب! تو کس کی عبادت کرتا ہے؟'' کہنے لگا: ''میں اس کی عبادت کرتا ہوں جس نے مجھے اور تجھے پیدا کیا۔'' میں نے پوچھا: ''اس کی عظمت وبزرگی کا کیا عالم ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''وہ بڑی عظمت ومرتبت کا مالک ہے، اس کی عظمت ہر چیز سے بڑھ کر ہے۔'' میں نے پوچھا: ''انسان کو دولتِ عشق کب نصیب ہوتی ہے؟'' تو وہ کہنے لگا: ''جب اس کی محبت بے غرض ہو اور وہ اپنے معاملہ میں مخلص ہو۔''

میں نے پوچھا: ''محبت کب خالص وبے غرض ہوتی ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''جب غم کی کیفیت طاری ہو اور وہ محبوب کی اطاعت میں لگ جائے۔'' میں نے کہا: ''محبت میں اخلاص کی پہچان کیا ہے؟'' کہنے لگا: ''جب غمِ فرقت کے علاوہ کوئی اور غم نہ ہو۔

میں نے پوچھا: ''تم نے خلوت نشینی کو کیوں پسند کیا؟'' کہنے لگا: ''اگر تو تنہائی وخلوت کی لذت سے آشنا ہو جائے تو تجھے اپنے آپ سے بھی وحشت محسوس ہونے لگے۔''

میں نے پوچھا: ''انسان کو خلوت نشینی سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے؟'' راہب نے جواب دیا: ''لوگوں کے شر سے امان مل جاتی ہے اور ان کی آمد ورفت کی آفت سے جان چھوٹ جاتی ہے۔'' میں نے کہا: ''مجھے کچھ اور نصیحت کر۔'' تو وہ کہنے لگا: ''ہمیشہ حلال رزق کھاؤ پھر جہاں چاہو سو جاؤ تمہیں غم وپریشانی نہ ہوگی۔'' میں نے پوچھا: ''راحت وسکون کس عمل میں ہے؟'' اس نے کہا: ''خلافِ نفس کام کرنے میں۔'' میں نے پوچھا: ''انسان کو راحت وسکون کب میسر آئے گا؟'' تو وہ کہنے لگا: ''جب وہ جنت میں پہنچ جائے گا۔''

میں نے پوچھا: ''اے راہب! تو نے دنیا سے تعلق توڑ کر اس صومعہ (یعنی عبادت خانہ) کو کیوں اختیار کر لیا؟'' کہنے لگا: ''جو شخص زمین پر چلتا ہے وہ اوندھے منہ گر جاتا ہے اور دنیا داروں کو ہر وقت چوروں کا خوف رہتا ہے، پس میں نے دنیا داروں سے تعلق ختم کر لیا اور دنیا کے فتنہ وفساد سے محفوظ رہنے کے لئے اپنے آپ کو اس ذات کے سپرد کر دیا جس کی بادشاہی زمین وآسمان میں ہے، دنیا دار لوگ **عقل کے چور** ہیں پس مجھے خوف ہوا کہ یہ میری عقل چُرا لیں گے اور حقیقی بات یہ ہے کہ جب انسان اپنے دل کو تمام خواہشاتِ نفسانیہ اور برائیوں سے پاک کر لیتا ہے تو اس کے لئے زمین تنگ ہو جاتی ہے (یعنی اسے دنیا قید خانہ معلوم ہوتی ہے) پھر وہ آسمانوں کی طرف بلندی چاہتا ہے اور قُربِ الٰہی عزوجل کا متمنّی ہو جاتا ہے اور اس بات کو پسند کرتا ہے کہ ابھی فوراً اپنے مالک حقیقی عزوجل سے جا ملے۔''

پھر میں نے اس سے پوچھا: ''اے راہب! تو کہاں سے کھاتا ہے؟'' کہنے لگا: ''میں ایسی کھیتی سے اپنا رزق حاصل کرتا ہوں جسے میں نے کاشت نہیں کیا بلکہ اسے تو اس ذات نے پیدا فرمایا ہے جس نے یہ چکّی یعنی داڑھیں میرے منہ میں نصب کیں، میں اسی کا دیا ہوا رزق کھاتا ہوں۔'' میں نے پوچھا: ''تم اپنے آپ کو کیسا محسوس کرتے ہو؟'' کہنے لگا: ''اس مسافر کا کیا حال ہوگا جو بہت دشوار گزار سفر کے لئے بغیر زادِراہ کے روانہ ہوا ہو، اور اس شخص کا کیا حال ہوگا جو اندھیری اور وحشت ناک قبر میں اکیلا رہے گا، وہاں کوئی غم خوار و مونِس نہ ہوگا پھر اس کا سامنا اس عظیم وقہار ذات سے ہوگا جو احکم الحاکمین ہے جس کی بادشاہی تمام جہانوں میں ہے۔'' اتنا کہنے کے بعد وہ راہب زاروقطار رونے لگا۔

میں نے پوچھا: ''تجھے کس چیز نے رلایا؟'' کہنے لگا: ''مجھے جوانی کے گزرے ہوئے وہ ایام رُلا رہے ہیں جن میں، مَیں کچھ نیکی نہ کرسکا اور سفرِ آخرت میں زادِراہ کی کمی مجھے رُلا رہی ہے، کیا معلوم میرا ٹھکانا جہنم ہے یا جنت؟''

میں نے پوچھا: ''غریب کون ہے؟'' کہنے لگا: ''غریب اور قابلِ رحم وہ شخص نہیں جو روزی کے لئے شہر بہ شہر پھرے بلکہ غریب (اور قابلِ رحم) تو وہ شخص ہے جو نیک ہو اور فاسقوں میں پھنس جائے۔''

بار بار صرف (زبان سے) استغفار کرنا (اور دل سے توبہ نہ کرنا) تو جھوٹوں کا طریقہ ہے، اگر زبان کو معلوم ہو جاتا کہ کس عظیم ذات سے مغفرت طلب کی جارہی ہے تو وہ منہ میں خشک ہوجاتی۔ جب کوئی دنیا سے تعلق قائم کرتا ہے تو موت اس کا تعلق ختم کردیتی ہے۔

پھر کہنے لگا: ''اگر انسان سچے دل سے توبہ کرے تو اللہ عزوجل اس کے بڑے بڑے گناہوں کو بھی معاف فرما دیتا ہے، اور جب بندہ گناہوں کو چھوڑنے کا عزمِ مصمّم کرلے تو اس کے لئے آسمانوں سے فتوحات اترتی ہیں، اور اس کی دعائیں قبول کی جاتی ہے، اور ان دعاؤں کی برکت سے اس کے سارے غم کافور ہوجاتے ہیں۔'' راہب کی حکمت بھری باتیں سن کر میں نے اس سے کہا: ''میں تمہارے ساتھ رہنا چاہتا ہوں، کیا تم اس بات کو پسند کروگے؟'' تو وہ راہب کہنے لگا: ''میں تمہارے ساتھ رہ کر کیا کروں گا، مجھے تو اس خدا عزوجل کا قرب نصیب ہے جو رزّاق ہے اور روحوں کو قبض کرنے والا ہے، وہی موت وحیات دینے والا ہے، وہی مجھے رزق دیتا ہے، کوئی اور ایسی صفات کا مالک ہو ہی نہیں سکتا (یعنی مجھے وہ ذات کافی ہے، میں کسی غیر کا محتاج نہیں)

حکایت نمبر42:

شہزادے کی انگوٹھی

حضرت سیدنا عبداللہ بن الفرج العابد علیہ رحمۃ اللہ الماجد فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ مجھے کسی تعمیری کام کے لئے مزدور کی ضرورت پڑی، میں بازار آیا اور کسی ایسے مزدور کو تلاش کرنے لگا جو میری خواہش کے مطابق ہو، یکا یک میری نظر ایک نوجوان پر پڑی جو سب سے آخر میں بیٹھا ہوا تھا۔ چہرہ شرافت وعبادت کے نور سے چمک رہا تھا، اس کا جسم بہت ہی کمزور تھا، اس کے سامنے ایک زنبیل اور رسی پڑی ہوئی تھی، اس نے اُون کا جبہ پہنا ہوا تھا اور ایک موٹی چادر کا تہبند باندھا ہوا تھا۔

میں اس کے پاس آیا اور پوچھا: ''اے نوجوان! کیا تم مزدوری کرو گے؟'' کہنے لگا: ''جی ہاں۔'' میں نے پوچھا: ''کتنی اُجرت لو گے؟'' اس نے جواب دیا: ''ایک درہم اور ایک دانق (یعنی درہم کا چھٹا حصہ) لوں گا۔'' میں نے کہا: ''ٹھیک ہے، میرے ساتھ چلو۔'' وہ نوجوان کہنے لگا: ''جیسے ہی مُؤَذِّن ظہر کی اذان دے گا میں کام چھوڑ کر نماز کی تیاری کروں گا اور نماز کے بعد دوبارہ کام شروع کردوں گا، پھر جب عصر کی اذان ہوگی تو میں فوراً کام چھوڑ کر نماز کی تیاری کروں گا اور نماز کے بعد کام کروں گا، اگر تمہیں یہ شرط منظور ہے تو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں ورنہ کوئی اور مزدور ڈھونڈ لو۔'' میں نے کہا: ''مجھے تمہاری یہ شرط منظور ہے۔ میں اسے لے کر اپنے گھر آیا اور کام کی تفصیل بتا دی، اس نے کام کے لئے کمر باندھی اور اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ اور مجھ سے کوئی بات نہ کی۔ جب مؤذن نے ظہر کی اذان دی تو اس نے مجھ سے کہا: ''اے عبداللہ! مؤذن نے اذان دے دی ہے۔'' میں نے کہا: ''آپ جائیے اور نماز کی تیاری کیجئے۔'' نماز سے فراغت کے بعد وہ عظیم نوجوان دوبارہ اپنے کام میں مشغول ہو گیا اور بڑی دیانتداری سے احسن انداز میں کام کرنے لگا۔ عصر کی اذان ہوتے ہی اس نے مجھ سے کہا: ''اے عبداللہ! مؤذن اذان دے چکا۔'' میں نے کہا: ''جائیے اور نماز پڑھ لیجئے۔'' نماز کے بعد وہ دوبارہ کام میں مشغول ہو گیا اور غروبِ آفتاب تک کام کرتا رہا پھر میں نے اسے طے شدہ اُجرت دی اور وہ وہاں سے رخصت ہو گیا۔

کچھ دنوں کے بعد مجھے دوبارہ مزدور کی ضرورت پڑی تو مجھ سے میری زوجہ نے کہا: ''اسی نوجوان کو لے کر آنا کیونکہ اس کے عمل سے ہمیں بہت نصیحت حاصل ہوئی ہے اور وہ بہت دیانتدار ہے، چنانچہ میں بازار گیا تو مجھے وہ نوجوان کہیں نظر نہ آیا۔ میں نے لوگوں سے اس کے متعلق پوچھا تو وہ کہنے لگے: ''کیا آپ اسی کمزور ونحیف نوجوان کے بارے میں پوچھ رہے ہیں جو سب سے آخر میں بیٹھتا ہے؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں، میں اسی کے متعلق پوچھ رہا ہوں۔'' تو انہوں نے کہا: ''وہ تو صرف ہفتہ کے دن آتا ہے، اس کے علاوہ کسی دن کام نہیں کرتا۔'' یہ سن کر میں واپس آ گیا اور ہفتے کا انتظار کرنے لگا پھر بروز ہفتہ میں دوبارہ بازار گیا تو میں نے اس پُرکشش وعظیم نوجوان کو اسی جگہ موجود پایا۔ میں اس کے پاس گیا اور اس سے پوچھا: ''کیا تم مزدوری کرو گے؟''

اس نے کہا: ''جی ہاں، لیکن میری وہی شرائط ہوں گی جو میں نے پہلے بتائی تھیں۔'' میں نے کہا: ''مجھے منظور ہے، تم میرے ساتھ چلو۔'' وہ میرے ساتھ میرے گھر آیا اور میں نے اسے کام کی تفصیل بتادی وہ بڑی دیانتداری سے پہلے کی طرح کام کرتا رہا اور اس نے کئی مزدوروں جتنا کام کیا، شام کو میں نے اسے طے شدہ اُجرت سے زیادہ رقم دینا چاہی تو اس نے زائد رقم لینے سے انکار کردیا۔ میں نے بہت اصرار کیا مگر وہ نہ مانا اور اجرت لئے بغیر ہی وہاں سے جانے لگا مجھے اس بات سے بڑا رنج ہوا کہ وہ بغیر اجرت لئے ہی جا رہا ہے۔ میں نے اس کا پیچھا کیا اور بصد عاجزی اسے اُجرت دی۔ اس نے زائد رقم واپس کردی اور طے شدہ مزدوری لے کر وہاں سے روانہ ہوگیا۔ کچھ دنوں کے بعد جب دوبارہ ہمیں مزدور کی ضرورت پڑی تو میں ہفتہ کے دن بازار گیا اور اسی نوجوان کو تلاش کرنے لگا لیکن وہ مجھے کہیں نظر نہ آیا میں نے اس کے متعلق پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ وہ ہفتے میں صرف ایک دن کام کرتا ہے اور مزدوری میں ایک درہم اور ایک دانق (یعنی درہم کا چھٹا حصہ) اُجرت لیتا ہے، وہ روزانہ ایک دانق اپنے استعمال میں لاتا ہے۔ آج وہ بیمار تھا اس لئے نہیں آیا۔ میں نے پوچھا: ''وہ کہاں رہتا ہے؟'' لوگوں نے بتایا: ''فلاں مکان میں رہتا ہے۔'' میں وہاں پہنچا تو وہ ایک بڑھیا کے مکان میں موجود تھا۔ بڑھیا نے بتایا کہ یہ کئی دنوں سے بیمار ہے۔ میں اس کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ وہ سخت بیماری میں مبتلا ہے اور اینٹوں کا تکیہ بنایا ہوا ہے، میں نے اسے سلام کیا اور پوچھا: ''اے میرے بھائی! کیا تمہاری کوئی حاجت ہے؟'' کہنے لگا: ''جی ہاں، مجھے تم سے ایک ضروری کام ہے، کیا تم اسے پورا کرو گے؟ میں نے کہا: ''ان شاء اللہ عزوجل میں تمہارا کام ضرور پورا کروں گا، بتاؤ! کیا کام ہے؟''

اس نوجوان نے کہا: ''جب میں مرجاؤں تو یہ لوٹا اور زنبیل بیچ کر گورکن کو اُجرت دے دینا اور کفن کے لئے مجھے میرا یہی اُون کا جبہ اور چادر کافی ہے، مجھے اسی لباس میں سپردِ خاک کردینا اور میری جیب میں ایک انگوٹھی ہے اسے اپنے پاس رکھنا اور میری تدفین کے بعد اسے امیر المؤمنین ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کے پاس لے جانا، جب ان کی شاہی سواری فلاں دن فلاں مقام سے گزرے تو انہیں کہنا: ''میرے پاس آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ایک امانت ہے پھر انہیں یہ انگوٹھی دکھا دینا، وہ خود ہی تمہیں اپنے پاس بلالیں گے اور اس بات کا خیال رکھنا کہ یہ کام میری تدفین کے بعد ہی کرنا۔'' میں نے کہا: ''ٹھیک ہے، میں تمہاری وصیت پر عمل کروں گا۔''

پھر اس عظیم نوجوان کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی۔ مجھے اس کی موت کا بہت دکھ ہوا، بہر حال میں نے اس کی وصیت کے مطابق اس کی تجہیز وتکفین کی اور پھر انتظار کرنے لگا کہ خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کی سواری کس دن نکلتی ہے۔ جب وہ دن آیا تو میں راستے میں بیٹھ گیا، امیر المؤمنین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ جاہ وجلال کے عالم میں ہزاروں شہسواروں کے ساتھ بڑی شان وشوکت سے چلے آرہے تھے۔ جب ان کی سواری میرے قریب سے گزری تو میں نے بلند آواز سے کہا: ''اے امیر

المؤمنین (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! میرے پاس آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک امانت ہے۔'' پھر میں نے وہ انگوٹھی دکھائی، انہوں نے انگوٹھی دیکھ کر حکم دیا کہ اسے ہمارے مہمان خانے میں لے جاؤ میں اس سے علیٰحدگی میں گفتگو کروں گا۔

چنانچہ مجھے محل میں پہنچادیا گیا، جب خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کی واپسی ہوئی تو انہوں نے مجھے اپنے پاس بلایا اور باقی تمام لوگوں کو باہر جانے کا حکم دیا، پھر مجھ سے پوچھا: ''تم کون ہو؟'' میں نے کہا: ''میرا نام عبداللہ بن فرج ہے۔'' انہوں نے پوچھا: ''تمہارے پاس یہ انگوٹھی کہاں سے آئی؟'' میں نے اس عظیم نوجوان کا سارا واقعہ خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کو سنا دیا۔''

یہ سن کر وہ اس قدر روئے کہ مجھے ان پر ترس آنے لگا۔ پھر جب وہ میری طرف متوجہ ہوئے تو میں نے ان سے پوچھا: ''اے امیر المؤمنین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! اس نوجوان سے آپ کا کیا رشتہ تھا؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''وہ میرا بیٹا تھا۔'' میں نے پوچھا: ''اس کی یہ حالت کیسے ہوئی؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''وہ مجھے خلافت ملنے سے پہلے پیدا ہوا تھا۔'' ہم نے اس کی خوب نیک ماحول میں پرورش کی اور اس نے قرآن کا علم سیکھا پھر جب مجھے خلافت کی ذمہ داری سونپی گئی تو اس نے مجھے چھوڑ دیا، اور میری دنیاوی دولت سے کوئی فائدہ حاصل نہ کیا، یہ اپنی ماں کا بہت فرمانبردار تھا، میں نے اِس کی ماں کو ایک انگوٹھی دی جس میں بہت ہی قیمتی یاقوت تھا اور اس سے کہا: ''یہ میرے بیٹے کو دے دو تا کہ بوقتِ ضرورت اسے بیچ کر اپنی حاجت پوری کر سکے۔'' اس کے بعد وہ ہمیں چھوڑ کر چلا گیا اور ہمیں اس کے متعلق بالکل معلومات نہ مل سکیں، آج تم نے اس کے متعلق بتایا ہے پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رونے لگے اور کہا: ''آج رات مجھے اس کی قبر پر لے چلنا۔''

جب رات ہوئی اور ہم دونوں اس کی قبر پر پہنچے تو خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید اس کی قبر کے پاس بیٹھ گئے اور زاروقطار رونا شروع کر دیا اور ساری رات روتے روتے گزار دی جب صبح ہوئی تو ہم وہاں سے واپس آ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھ سے فرمانے لگے: ''تم روزانہ رات کے وقت میرے پاس آیا کرو، ہم دونوں اس کی قبر پر آیا کریں گے۔'' چنانچہ میں ہر رات ان کے پاس جاتا، وہ میرے ساتھ قبر پر آتے اور رونا شروع کر دیتے پھر واپس چلے جاتے۔ حضرت سیدنا عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ نوجوان خلیفۃ المسلمین ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کا شہزادہ تھا۔'' مجھے تو اس وقت معلوم ہوا جب خود امیر المؤمنین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بتایا کہ وہ میرا بیٹا تھا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر 43:

تیس ہزار درہم

حضرت سیدنا یحییٰ بن اسود کلابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کو میں نے اپنے باغ کی دیکھ بھال کے لئے اجیر (یعنی ملازم) رکھا، تقریباً ایک سال بعد میں اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ باغ میں گیا اور حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم سے کہا: ''ہمارے لئے چند میٹھے انار توڑ لاؤ۔'' وہ گئے اور چند انار ہمارے سامنے رکھے۔ جب ہم نے انہیں کھایا تو وہ بہت کھٹے تھے، میں نے ان سے کہا: ''تمہیں اس باغ میں پورا ایک سال گزر چکا ہے، ابھی تک تمہیں میٹھے اور کھٹے اناروں کی بھی پہچان نہ ہوسکی؟'' تو وہ فرمانے لگے: ''آپ مجھے بتا دیجئے کہ کس درخت کے انار میٹھے ہیں، میں ابھی حاضر کردوں گا۔'' پھر میں نے انہیں میٹھے اناروں کے بارے میں بتایا تو وہ میٹھے انار لے آئے۔

پھر ایک شخص عمدہ اونٹ پر سوار ہوکر ہمارے پاس آیا اور اس نے حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کے بارے میں پوچھا: ''ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کون ہیں؟'' میں نے اسے بتایا: ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فلاں جگہ موجود ہیں۔'' وہ شخص آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دست بوسی کی اور نہایت مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔ حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم نے استفسار فرمایا: ''تم یہاں کس سلسلے میں آئے ہو؟'' وہ شخص کہنے لگا: ''میں ''**بلخ شہر**'' سے آیا ہوں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چند غلاموں کا انتقال ہو گیا ہے، میں ان کا مال لے کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ یہ تیس ہزار درہم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی کے ہیں، آپ انہیں قبول فرمالیں۔''

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''تمہیں میرے پاس آنے کی کیا ضرورت تھی؟'' وہ کہنے لگا: ''حضور! میں اتنی دور سے سفر کی تکالیف برداشت کر کے حاضر ہوا ہوں، برائے کرم! یہ رقم قبول فرمالیجئے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''ایک چادر بچھاؤ اور سارا مال اس پر ڈال دو۔'' اس نے ایسا ہی کیا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اس مال کے برابر برابر تین حصے کرو۔'' اس نے تین حصے کردیئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''ایک حصہ تیرے لئے کیونکہ تو سفر کی صعوبتیں اور مشکلات برداشت کر کے یہاں پہنچا ہے، اور دوسرا حصہ لے جاؤ اور اسے بلخ کے غرباء و مساکین میں تقسیم کر دینا۔

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا یحییٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف متوجہ ہوئے جن کے باغ میں آپ بطورِ اجیر کام کرتے تھے اور ان سے فرمایا: ''یہ ایک حصہ تم لے لو اور اسے ''**عسقلان**'' کے غرباء و فقراء میں تقسیم کر دینا۔'' اتنا کہنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے تشریف لے گئے اور ان تیس ہزار دراہم میں سے ایک درہم بھی نہ لیا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر44:

دشوار گزار گھاٹی

حضرت سیدنا ابو حازم علیہ رحمۃ اللہ المُنعم فرماتے ہیں: ''جب حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید خلیفہ بن گئے تو ایک دن میں ان سے ملاقات کے لئے گیا۔ وہ کچھ لوگوں میں تشریف فرما تھے، میں انہیں نہ پہچان سکا لیکن انہوں نے مجھے پہچان لیا اور فرمایا: ''اے ابو حازم (علیہ رحمۃ اللہ المُنعم)! میرے قریب آؤ، میں ان کے قریب گیا اور عرض کی: ''کیا آپ ہی امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز (علیہ رحمۃ اللہ المجید) ہیں؟'' انہوں نے فرمایا: ''جی ہاں میں ہی عمر بن عبدالعزیز ہوں۔''

میں بہت حیران ہوا اور عرض کی: ''جس وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدینہ منورہ میں ہمارے امیر تھے اس وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حسن و جمال عروج پر تھا، چہرہ انتہائی تاباں اور روشن تھا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس بہترین لباس اور بہت ہی عمدہ سواریاں تھیں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کثیر خدام تھے، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رہائش گاہ بہت ہی عمدہ تھی۔ اب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کس چیز نے اس حال میں پہنچا دیا۔ حالانکہ اب تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امیر المؤمنین ہیں، اب تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس زیادہ آسائشیں ہونی چاہئیں تھیں۔'' امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید یہ سن کر رونے لگے اور فرمایا: ''اے ابو حازم علیہ رحمۃ اللہ المُنعم! اس وقت میرا کیا حال ہوگا جب میں اندھیری قبر میں پہنچ جاؤں گا اور میری آنکھیں بہہ کر میرے رخساروں پر آجائیں گی، میرا پیٹ پھٹ جائے گا، زبان خشک ہو جائے گی اور کیڑے میرے جسم پر رینگ رہے ہوں گے چاہے میں کتنا ہی انکار کروں۔''

پھر روتے ہوئے فرمانے لگے: ''اے ابو حازم (علیہ رحمۃ اللہ المُنعم)! مجھے وہ حدیث سناؤ جو تم نے مجھے مدینہ منورہ میں سنائی تھی۔'' تو میں نے کہا: ''اے امیر المؤمنین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! میں نے حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: **''تمہارے سامنے دشوار گزار گھاٹی ہے جس سے صرف کمزور اور نحیف لوگ ہی گزر سکیں گے۔''** (حلیۃ الاولیاء، مسند عمر بن عبد العزیز، رقم: ۷۲۹۸، ج ۵، ص ۳۳۳)

یہ حدیثِ پاک سن کر حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید بہت دیر تک روتے رہے، پھر فرمایا: ''اے ابو حازم (علیہ رحمۃ اللہ المُنعم)! کیا میرے لئے یہ بہتر نہیں کہ میں اپنے جسم کو کمزور و نحیف بنالوں تاکہ اس ہولناک وادی سے گزر سکوں؟ لیکن مجھے اس خلافت کی آزمائش میں مبتلا کر دیا گیا ہے، پس معلوم نہیں کہ مجھے نجات ملے گی یا نہیں۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر غشی طاری ہوگئی۔ لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق باتیں بنانا شروع کر دیں، میں نے لوگوں سے کہا: ''تم امیر المؤمنین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق باتیں نہ بناؤ، تمہیں کیا معلوم! یہ کس مصیبت سے دوچار ہیں۔''

پھر انہوں نے اچانک رونا شروع کر دیا اور اتنا زور سے روئے کہ ہم سب نے ان کی آواز سنی، پھر یکدم ہنسنے لگے۔ میں نے کہا: ''حضور! ہم نے آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو بڑی تعجب خیز حالت میں دیکھا۔ پہلے تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ خوب روئے پھر ہنسنا شروع کر دیا، اس میں کیا راز ہے؟'' انہوں نے پوچھا: ''کیا تم نے مجھے اس حالت میں دیکھ لیا؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں! ہم سب نے آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی یہ تعجب خیز حالت دیکھی ہے۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرمانے لگے: ''اے ابو حازم (علیہ رحمۃ اللہ المُنعم)! بات دراصل یہ ہے کہ جب مجھ پر غشی طاری ہوئی تو میں نے خواب دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے، اور مخلوق حساب وکتاب کے لئے میدان محشر میں جمع ہے، تمام اُمتوں کی 120 صفیں ہیں جن میں سے اسّی (80) صفیں اُمتِ محمدیہ علٰی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی ہیں۔ تمام لوگ منتظر ہیں کہ کب حساب کتاب شروع ہوتا ہے۔

اچانک ندا دی گئی: ''عبداللہ بن عثمان ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کہاں ہے؟'' چنانچہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کو فرشتوں نے بارگاہِ خداوندی عزوجل میں حاضر کیا۔ ان سے مختصر حساب لیا گیا اور انہیں دائیں جانب جنت کی طرف جانے کا حکم ہوا۔ پھر حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ کو آواز دی گئی؟ وہ بھی بارگاہِ ربُّ العزَّت عزوجل میں حاضر کئے گئے اور مختصر حساب کے بعد انہیں بھی جنت کا مژدہ سنا دیا گیا، پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بھی مختصر حساب کے بعد جنت میں جانے کا حکم سنایا گیا پھر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کو ندا دی گئی۔ چنانچہ وہ بھی بارگاہِ احکم الحاکمین عزوجل میں حاضر ہو گئے اور انہیں بھی مختصر حساب کے بعد جنت کا پروانہ مل گیا۔

جب میں نے دیکھا کہ اب میری باری آنے والی ہے تو میں منہ کے بل گر پڑا اور مجھے معلوم نہیں کہ خلفاء اربعہ رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کے بعد والوں کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا، پھر ندا دی گئی کہ عمر بن عبدالعزیز کہاں ہے؟ میری حالت خراب ہونے لگی اور میں پسینے میں شرابور ہو گیا، مجھے بارگاہِ خداوندی عزوجل میں حاضر کیا گیا اور مجھ سے حساب کتاب شروع ہوا اور ہر اس فیصلے کے بارے میں پوچھا گیا جو میں نے کیا حتّٰی کہ گٹھلی، اس کے دھاگے اور گٹھلی کے چھلکے تک کے بارے میں پوچھ گچھ کی گئی، پھر مجھے بخش دیا گیا (اور جنت میں جانے کا حکم صادر ہوا) راستے میں میری ملاقات ایک ایسے شخص سے ہوئی جو گلے سڑے جسم کے ساتھ راکھ پر پڑا تھا۔ میں نے فرشتوں سے پوچھا: ''یہ کون ہے؟'' تو فرشتوں نے کہا: ''آپ اس سے بات کیجئے، یہ آپ کو جواب دے گا۔'' میں اس کے پاس گیا اور اسے ٹھوکر ماری تو اس نے آنکھیں کھول دیں اور سر اٹھا کر میری طرف دیکھنے لگا۔ میں نے اس سے پوچھا: ''تو کون ہے؟'' اس نے کہا: ''آپ کون ہو؟'' میں نے کہا: ''میں عمر بن عبدالعزیز ہوں۔'' پھر اس نے پوچھا: ''اللہ ربُّ العزَّت نے آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' میں نے کہا: ''مجھے میرے رحیم وکریم پروردگار عزوجل نے اپنے فضل وکرم سے بخش دیا اور

میرے ساتھ بھی وہی معاملہ فرمایا جو خلفاءِ اربعہ علیہم الرضوان کے ساتھ فرمایا اور مجھے بھی جنت میں جانے کا حکم ہوا ہے۔ ان کے علاوہ باقی لوگوں کے بارے میں مجھے معلوم نہیں کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ ہوا۔ وہ شخص کہنے لگا: ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بہت بہت مبارک ہو کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کامیاب ہوگئے۔'' میں نے پوچھا: ''تم کون ہو؟'' اس نے کہا: ''میرا نام حجاج بن یوسف ہے، مجھے جب اللہ عزوجل کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو میں نے اپنے پروردگار عزوجل کو بہت غضب وقہر کے عالم میں پایا اور مجھے ہر اس قتل کے بدلے سخت عذاب دیا گیا جو میں نے دنیا میں کیا تھا جن طریقوں سے میں نے دنیا میں بے گناہ لوگوں کو قتل کیا تھا انہی طریقوں سے مجھے بھی سخت عذاب دیا گیا۔ اب میں یہاں پڑا ہوا ہوں اور اپنے رب عزوجل کی رحمت کا اُمیدوار ہوں جس طرح کہ سب مُوحِّدین منتظر ہیں۔ اب یا تو ہمارا ٹھکانا جنت ہوگا یا جہنم۔'' حضرت سیدنا ابو حازم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید کے اس خواب کے بعد میں نے عہد کرلیا کہ آئندہ کبھی بھی کسی مسلمان کو قطعی جہنمی نہیں کہوں گا۔'' (یعنی بندہ چاہے کتنا ہی گناہ گار کیوں نہ ہو اللہ عزوجل کی رحمت بڑی وسیع ہے وہ جسے چاہے بخش دے)

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 45:

مکّار سانپ

حضرت سیدنا محمد بن عیینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ حضرت سیدنا حمیری بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شکار کے لئے گئے۔ جب وہ ایک ویران جگہ پہنچے تو اچانک ان کی سواری کے سامنے ایک سانپ آگیا اور اپنی دم پر کھڑا ہوگیا اور بڑی لجاجت سے حضرت سیدنا حمیری بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض گزار ہوا: ''(خدا کے لئے) مجھے میرے دشمن سے پناہ دیجئے، اللہ رب العزت عزوجل آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے عرش عظیم کے سائے میں اس دن پناہ دے گا جس دن اس کے عرش کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا، برائے کرم! مجھے میرے دشمن سے بچالیجئے ورنہ وہ میرے ٹکڑے ٹکڑے کردے گا۔'' حضرت سیدنا حمیری بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میں تجھے کہاں چھپاؤں؟'' وہ سانپ کہنے لگا: ''اگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نیکی کرنا چاہتے ہیں تو مجھے اپنے پیٹ میں پناہ دے دیجئے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: ''آخر تو ہے کون اور مجھ سے پناہ کیوں چاہتا ہے؟'' سانپ نے کہا: ''میں مسلمان ہوں، مجھے مسلمان سمجھ کر پناہ دے دیجئے۔'' حضرت سیدنا حمیری بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کے لئے اپنا منہ کھول دیا اور اسے اپنے پیٹ میں جانے دیا۔ کچھ دیر کے بعد ایک نوجوان آیا جس نے ایک تیز تلوار اپنے کندھے پر لٹکائی ہوئی

تھی۔اس نے آتے ہی کہا: ''اے شیخ! کیا تم نے ایک سانپ دیکھا ہے، مجھے گمان ہے کہ شاید تم نے اسے اپنی چادر میں چھپا رکھا ہے؟'' حضرت سیدنا حمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: ''میں نے کسی سانپ کو نہیں دیکھا۔'' نوجوان یہ بات سن کر وہاں سے چلا گیا۔ اس نوجوان کے جاتے ہی سانپ نے اپنا منہ نکالا اور پوچھا: ''کیا میرا دشمن جا چکا؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''ہاں! وہ جا چکا، اب تو بھی میرے جسم سے باہر آ جا تا کہ مجھے تکلیف نہ ہو۔'' تو وہ **مکار سانپ** کہنے لگا: ''اب تو میں تیرے جسم سے باہر نہیں آؤں گا، اب تیرے لئے دو راستے ہیں یا تو میں تجھے زہر سے ہلاک کر دوں گا یا تیرے دل میں سوراخ کر دوں گا۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے کہا: ''تو مجھے کس دشمنی کی وجہ سے سزا دینا چاہتا ہے؟'' سانپ نے کہا: ''تُو بہت احمق ہے کہ تو نے مجھے نیکی کے لئے منتخب کیا، کیا تو مجھے نہیں جانتا کہ میں نے تیرے باپ آدم سے کس طرح دشمنی کی آخر تو نے میرے ساتھ احسان کیوں کیا؟'' آخر تجھے مجھ سے کیا لالچ تھا، نہ تو میرے پاس مال و دولت ہے اور نہ ہی کوئی سواری وغیرہ ہے کہ جسے بطورِ انعام تجھے دوں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میں نے تو صرف رضائے الٰہی عزوجل کے لئے تیرے ساتھ نیکی کی تھی، اگر تو مجھے مارنا ہی چاہتا ہے تو مجھے پہاڑ پر جانے دے تا کہ میں وہیں رہ کر اپنی جان دے دوں۔'' سانپ نے کہا: ''ٹھیک ہے، تم پہاڑ پر چلے جاؤ۔'' چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پہاڑ پر آئے اور موت کا انتظار کرنے لگے۔

جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پہاڑ پر پہنچے تو اچانک وہاں ایک نوجوان نظر آیا جس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح روشن تھا، اس نے کہا: ''اے شیخ! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہاں زندگی سے مایوس ہو کر موت کا انتظار کیوں کر رہے ہیں؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سانپ والا سارا واقعہ بتایا اور کہا: ''اب سانپ میرے پیٹ میں موجود ہے، میں نے تو اِسے دشمن سے بچانے کے لئے پناہ دی تھی مگر یہ مجھے مارنا چاہتا ہے۔''

اس نوجوان نے کہا: ''میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مدد کے لئے آیا ہوں۔'' پھر اس نے اپنی چادر سے ایک بُوٹی نکالی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کھلائی۔ جیسے ہی آپ نے وہ بُوٹی کھائی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کپکپانے لگے پھر اس نوجوان نے دوبارہ وہی بُوٹی کھلائی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیٹ میں شدید ہل چل ہوئی اور درد سا محسوس ہونے لگا، پھر جب تیسری بار وہ بُوٹی کھلائی تو سانپ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر پیچھے کے مقام سے نکل گیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سکون حاصل ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس نوجوان سے پوچھا: ''اے محسن! آپ یہ تو بتاؤ کہ آپ کون ہو؟ آج آپ نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔''

وہ نوجوان کہنے لگا: ''کیا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے نہیں پہچانا؟ ارے میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نیک عمل ہوں۔ جب

سانپ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دھوکا دیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جان کے درپے ہوگیا تو تمام ملائکہ نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی: ''یا اللہ عزوجل! اس کو سانپ کے شر سے محفوظ رکھ۔'' چنانچہ اللہ ربُّ العزَّت عزوجل نے مجھے حکم فرمایا: ''اے فلاں بندے کے نیک عمل! تو جا کر میرے بندے کی مدد کر اور اس سے کہہ کہ تو نے محض ہماری رضا کی خاطر نیکی کی، جا تیری اس نیکی کے بدلے ہم نے تجھے احسان کرنے والوں میں شامل کرلیا اور ہم تیرا انجام بھی محسنین کے ساتھ فرمائیں گے اور ہم تیرے دشمنوں سے تیری حفاظت کریں گے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

وضاحت: یہ حکایت اس لئے پیش کی گئی ہے کہ گناہ ومعاصی سے انسان کو ہمیشہ دور رہنا چاہئے ورنہ شیطان ہر طرح انسان کو ورغلانے کی کوشش کرتا ہے اور اس حکایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر انسان محض رضائے الٰہی عزوجل کے لئے نیکی کرے تو اللہ رب العزت جل جلالہ اس کی مدد فرماتا ہے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے وہ ہر صورت میں آکر ہر طرح کی جھوٹی قسمیں کھا کر انسان کو ورغلاتا ہے لہٰذا سمجھ دار وہی ہے جو اپنے دشمن کی جانب سے ہر وقت چوکنا رہے، اور اس کے ہر وار کو ناکام بنادے۔

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر46:

مقصد میں کامیابی

حضرت سیدنا عبداللہ بن سہل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، حضرت سیدنا حاتم اصم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم نے فرمایا: میں تقریباً تیس سال حضرت سیدنا شقیق بلخی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی صحبت بابرکت میں رہا، ایک دن انہوں نے مجھ سے پوچھا: ''اے حاتم (علیہ رحمۃ اللہ الاکرم)! تم اتنے دن ہمارے ساتھ رہے، تم نے کیا سیکھا؟'' میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت میں رہ کر جو اہم باتیں سیکھی تھیں، وہ بیان کرنی شروع کردیں کہ ''جب میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ میرے رزق کا مالک اللہ ربُّ العزَّت ہے، میرے حصے کا رزق اسی کی ملکیت میں ہے تو میں اللہ ربُّ العزَّت کے علاوہ تمام مخلوق سے بے نیاز ہوگیا۔

پھر میں نے دیکھا کہ اللہ ربُّ العٰلمین نے مجھ پر دو فرشتے مقرر فرمائے ہیں جو میری ہر بات کو لکھتے ہیں تو میں نے اپنے اوپر یہ بات لازم کرلی کہ حق کے سوا کچھ نہ بولوں گا۔ پھر میں نے غور کیا کہ مخلوق کی نظر ظاہر پر ہوتی ہے اور خالق عزوجل انسان کی باطنی کیفیت کو دیکھتا ہے تو میں نے اپنے باطن کی اصلاح میں تگ ودو شروع کردی اور لوگوں سے پہلوتہی اختیار کرلی۔

پھر جب میں نے دیکھا کہ ملک الموت علیہ السلام ہمیں اللہ ربُّ العزَّت کی بارگاہ میں ضرور لے جائیں گے، تو میں نے اپنے آپ کو ان کی آمد سے پہلے ہی اللہ عزوجل کی بارگاہ میں پیش ہونے کے لئے تیار کرلیا تاکہ ان کی آمد کے وقت میں کسی چیز کی طرف محتاج نہ ہوں۔''

یہ سن کر حضرت سیدنا شقیق بلخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے فرمایا: ''اے حاتم اصم! تمہاری کوشش بے کار نہ گئی **بلکہ تم اپنے مقصد میں کامیاب ہوگئے۔''**

حضرت سیدنا حاتم اصم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ مجھ سے حضرت سیدنا شقیق بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''لوگ چار چیزوں کا دعوی تو کرتے ہیں لیکن ان کا عمل ان کے دعوی کے بالکل خلاف ہے:

(1)......لوگ دعوی تو یہ کرتے ہیں کہ ہم اللہ عزوجل کے غلام ہیں مگر وہ عمل آزاد لوگوں والے کرتے ہیں۔

(2)......ان کا دعوی تو یہ ہے کہ ہمارے رزق کا کفیل اللہ ربُّ العزّت ہی ہے لیکن وہ اس بات پر مطمئن نہیں ہوتے۔

(3)......ان کا دعوی تو یہ ہے کہ آخرت کی زندگی دنیاوی زندگی سے بہتر ہے لیکن پھر بھی وہ دنیا کا مال جمع کرنے میں سرگرداں ہیں۔

(4)......ان کا دعوی تو یہ ہے کہ موت برحق ہے لیکن ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے انہوں نے مرنا ہی نہیں۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 47:

جنت کے سبز حُلّے

حضرت سیدنا ابراہیم بن عبداللہ بن علاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، میں نے ابو عامر واعظ علیہ رحمۃ اللہ الواحد کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ایک مرتبہ میں مسجد نبوی شریف کی نور بار فضاؤں میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک کالا غلام آیا جس کے پاس ایک خط تھا، اس نے وہ خط مجھے دیا اور پڑھنے کو کہا۔ میں نے خط کھولا تو اس میں یہ مضمون لکھا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

(اے ابو عامر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ!) اللہ عزوجل نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اُمورِ آخرت میں غور وخوض کرنے کی سعادت عطا فرمائی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو (لوگوں سے) عبرت حاصل کرنے کی توفیق بخشی، اور خلوت نشینی کی عظیم دولت سے سرفراز فرمایا، اے

ابو عامر! بے شک میں بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ان بھائیوں میں سے ہوں جو سفر آخرت کے مسافر ہیں۔ مجھے خبر ملی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدینہ منورہ میں آئے ہوئے ہیں، مجھے اس بات سے بہت خوشی ہوئی اور میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کا متمنی ہوں اور مجھے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت اختیار کرنے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی گفتگو سننے کا اتنا شوق ہے کہ میرا رواں رواں آپ کے دیدار کی طلب میں تڑپ رہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس کریم ذات کا واسطہ جس نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو محبت کے جام پلائے مجھے اپنی قدم بوسی اور زیارت سے محروم نہ کیجئے گا (برائے کرم میرے غریب خانہ پر تشریف لائیے اور مردہ دلوں کو جلا بخشئے)۔

والسّلام

حضرت سیدنا ابو عامر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں اسی وقت اس خط لانے والے غلام کے ساتھ اس کے آقا کے گھر کی طرف چل دیا، ہم چلتے ہوئے ایک ویران جگہ پر پہنچے، وہاں ایک خستہ حال ٹوٹا پھوٹا گھر تھا۔ غلام نے مجھے دروازے کے پاس کھڑا کیا اور کہا: ''آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) تھوڑی دیر یہاں انتظار فرمائیں، میں آپ کے لئے اجازت طلب کرتا ہوں۔ چنانچہ میں وہاں انتظار کرنے لگا۔ کچھ دیر کے بعد غلام نے آکر کہا: ''حضور! اندر تشریف لے آئے۔'' جب میں کمرے میں داخل ہوا تو دیکھا کہ کمرہ نہایت بوسیدہ اور خالی ہے، اس کا دروازہ کھجور کے تنے سے بنا ہوا ہے اور ایک نہایت کمزور و نحیف شخص قبلہ رو بیٹھا ہوا ہے، چہرے پر خوف و کرب کے آثار نمایاں ہیں اور اسے دیکھ کر مجھے احساس ہوا کہ یہ شدید غم و پریشانی میں ہے۔ کثرت بکاء (یعنی بہت زیادہ رونے) کی وجہ سے اس کی آنکھیں بھی ضائع ہو چکی تھیں۔ میں نے اسے سلام کیا، اس نے سلام کا جواب دیا۔ جب میں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ اندھا اور اپاہج بھی ہے اور نہایت غم و الم میں مبتلا ہے اور اسے جذام کی بیماری بھی لاحق ہے۔ پھر اس نے مجھ سے کہا: ''اے ابو عامر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! اللہ عزوجل آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دل کو گناہوں کی بیماری سے حفاظت میں رکھے، میں ہمیشہ اس بات کا خواہش مند رہا ہوں کہ آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی صحبت اختیار کروں اور آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے نصیحت آموز گفتگو سنوں، اے ابو عامر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! مجھے ایک ایسا زخمِ دل لاحق ہے کہ تمام واعظین و ناصحین بھی اس کا علاج نہ کر سکے اور اطباء اس کے علاج سے عاجز آچکے ہیں۔ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی تجویز کردہ دوا اور مرہم زخموں کے لئے بے حد سود مند ہے، برائے کرم! میرے زخمی دل کا علاج فرمائیں اگرچہ دوا کتنی ہی تلخ و ناگوار کیوں نہ ہو، میں شفاء کی امید لگائے دوا کی تلخی و ناگواری برداشت کرلوں گا۔''

حضرت سیدنا ابو عامر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اس بزرگ کی یہ بات سن کر مجھ پر رُعب و دبدبہ طاری ہو گیا، اس کی باتوں میں مجھے بڑی حقیقت نظر آئی۔ میں کافی دیر خاموش رہا اور غور و فکر کرتا رہا پھر میں نے اس بزرگ سے کہا: ''اگر تم اپنی بیماری

کا علاج چاہتے ہو تو اپنی نظر کو عالم ملکوت کی طرف پھیرو، اپنے کانوں کو اسی عالم کی طرف مشغول کرلو اور اپنے ایمان کی حقیقت کو جنت ماؤی کی طرف منتقل کرلو۔ اگر ایسا کرو گے تو ربِّ کائنات عزوجل نے اپنے مقرب بندوں کے لئے جو نعمتیں اور آسائشیں اس میں رکھی ہیں وہ تم پر منکشف ہو جائیں گی۔ اسی طرح پھر اپنی تمام توجہ جہنم کی طرف کرو اور اس میں غور وفکر کرو اور حقیقی نظر سے اس کو دیکھو تو تمہیں وہ تمام عذاب و مصائب نظر آجائیں گے جو اللہ جلّ جلالہ کے دشمنوں اور نافرمانوں کے لئے تیار کئے گئے ہیں۔ اگر اس طرح کرو گے تو تمہیں دونوں چیزوں میں فرق معلوم ہو جائے گا اور یہ بات بالکل واضح ہو جائے گی کہ نیکوں اور بدوں کی موت برابر نہیں۔''

حضرت سیدنا ابو عامر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، میری یہ بات سن کر وہ بزرگ رونے لگے اور سرد آہیں بھرنے لگے اور ایک چیخ مار کر کہنے لگے: ''اے ابو عامر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! اللہ عزوجل کی قسم! تمہاری دوا نے فوراً میرے زخمی دل پر اثر کیا ہے، میں اُمید رکھتا ہوں کہ تمہارے پاس مجھے ضرور شفاء نصیب ہو جائے گی، رحیم و کریم پروردگار عزوجل آپ پر رحم فرمائے۔ مجھے مزید نصیحت فرمائیے۔''

حضرت سیدنا ابو عامر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، پھر میں نے اس بزرگ سے کہا: ''اے مردِ صالح! اللہ عزوجل تجھے اس وقت بھی دیکھتا ہے جب تو تنہائی میں ہوتا ہے اور جب تو جلوت میں ہوتا ہے تو بھی وہ تجھے دیکھتا ہے۔'' تو اس بزرگ نے پہلے کی طرح پھر چیخ ماری پھر فرمایا: ''وہ کون سی ہستی ہے جو میرے گناہوں کو معاف کرے، جو میرے غم وحزن کو دور کرے اور میری خطاؤں کو معاف کرے؟ اے میرے رحیم وکریم پروردگار عزوجل! تیری ہی ذات ایسی ہے جو میری مددگار ہے، اور میں تجھی پر بھروسہ کرتا ہوں اور تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں۔'' اتنا کہنے کے بعد وہ بزرگ زمین پر گرے اور ان کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

حضرت سیدنا ابو عامر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''کچھ دیر بعد ایک لڑکی وہاں آئی جس نے اُون کا کرتہ پہنا ہوا تھا اور اُون ہی کی چادر اوڑھی ہوئی تھی اور اس کے ماتھے پر سجدوں کی کثرت کی وجہ سے نورانی نشانات بن چکے تھے، روزوں کی کثرت کی وجہ سے اس کا رنگ زرد ہو گیا تھا اور طویل قیام کی وجہ سے پاؤں سوجھے ہوئے تھے۔ اس نے مجھ سے کہا: ''اے عارفین کے دلوں کو تقویت دینے والے اور اے غم زدوں کی مصیبتوں کو حل کرنے والے! تو نے بہت اچھا کیا، ان شاء اللہ عزوجل تمہارا یہ عمل رائیگاں نہیں جائے گا، اے ابو عامر! یہ بزرگ میرے والد تھے اور تقریباً بیس سال سے کوڑھ کی بیماری انہیں لاحق تھی، یہ ہر وقت نماز ہی میں مشغول رہتے یہاں تک کہ یہ اپاہج ہو گئے، رونے کی کثرت کی وجہ سے ان کی آنکھیں ضائع ہو گئیں اور یہ اللہ رب

العزت سے امید رکھتے تھے کہ آپ سے ملاقات ضرور ہوگی۔'' اور یہ فرمایا کرتے تھے: ''میں ایک مرتبہ حضرت سیدنا ابو عامر واعظ علیہ رحمۃ اللہ الواحد کی محفل میں حاضر ہوا تھا۔ ان کی پُر اثر باتوں نے میرے مردہ دل کو زندہ کر دیا، اور مجھے خوابِ غفلت سے بیدار کر دیا، اگر دوبارہ کبھی میں ان کی محفل میں چلا گیا یا ان کی باتیں سن لیں تو میں ان کی باتیں سن کر ہلاک ہو جاؤں گا، پھر وہ لڑکی کہنے لگی: ''اے ابو عامر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! اللہ عزوجل تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے کہ تم نے میرے والد کو وعظ ونصیحت کی اور ان کو سکون وآرام مہیا کیا، اللہ عزوجل تمہیں اس کا اچھا صلہ عطا فرمائے۔''

پھر وہ لڑکی اپنے باپ کے پاس آئی اور اس کی آنکھوں کو بوسہ دینے لگی اور روتے ہوئے کہنے لگی: ''اے وہ عظیم شخص جس نے اللہ عزوجل کے خوف سے رو رو کر اپنی آنکھیں گنوا دیں! اے میرے کریم باپ! تجھے تیرے رب عزوجل کے عذاب کی وعیدوں نے ہلاک کر دیا، تم ہمیشہ اپنے رب عزوجل کے خوف سے گریہ وزاری کرتے رہے اور دعاء واستغفار میں مشغول رہے۔''

میں نے اس سے پوچھا: ''اے نیک بندی! تو اتنا کیوں رو رہی ہے؟'' اور اتنی غمزدہ کیوں ہو رہی ہے، تمہارے والدِ گرامی تو اب دارالجزاء میں جا چکے ہیں اور وہ اپنے ہر عمل کا بدلہ دیکھ چکے ہوں گے اور ان کے اعمال ان کے سامنے پیش کر دیئے جائیں گے اگر ان کے اعمال اچھے تھے تو ان کے لئے خوشخبری ہے اور اگر اعمال نامقبول تھے تو یہ افسوسناک بات ہے۔''

یہ سن کر اس لڑکی نے بھی اپنے باپ کی طرح چیخ ماری اور تڑپنے لگی اور اسی حالت میں ان کی روح بھی عالم بالا کی طرف پرواز کر گئی۔ پھر میں عصر کی نماز کے لئے مسجد نبوی شریف علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہوا اور میں نے نماز کے بعد ان دونوں باپ بیٹی کے لئے خوب رو رو کر دعا کی، پھر وہ غلام آیا اور اس نے اطلاع دی کہ ان دونوں کی تکفین ہو چکی ہے، آپ نماز جنازہ کے لئے تشریف لے چلیں۔ پھر ہم نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور انہیں دفنا دیا گیا۔ پھر میں نے لوگوں سے دریافت کیا: ''یہ باپ بیٹی کون تھے؟'' تو مجھے بتایا گیا: ''یہ حضرت سیدنا حسن بن علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد سے ہیں۔

حضرت سیدنا ابو عامر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''مجھے کافی دنوں تک ان کی موت کا افسوس رہا پھر ایک رات میں نے ان دونوں باپ بیٹی کو خواب میں دیکھا، انہوں نے سبز جنّتی حُلّے زیب تن کئے ہوئے تھے۔ میں نے ان کو دیکھ کر کہا: ''مرحبا! تمہیں مبارک ہو، میں تو تمہاری وجہ سے بہت غمگین تھا، تمہارے ساتھ اللہ عزوجل نے کیا معاملہ فرمایا؟'' اس بزرگ نے فرمایا: ''ہمیں بخش دیا گیا اور ہمیں نعمتیں ملیں، ان میں تم بھی ہمارے ساتھ شریک ہو۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر48:

محبت الٰہی عزوجل میں مرنا، فکر آخرت سکھا گیا

حضرت سیدنا محمد بن داؤد دینوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا اسحاق ہروی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ایک مرتبہ میں بصرہ میں موجود تھا کہ میرے پاس حضرت سیدنا ابن خیوطی علیہ رحمۃ اللہ القوی تشریف لائے اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ''چلو، ہم اُبُلَّہ چلتے ہیں۔'' (یہ بصرہ کے ایک قصبہ کا نام ہے)

چنانچہ ہم سفر پر روانہ ہوئے۔ بدرِ کامل نے اپنی روشنی سے سارے قصبے کو نور بار کیا ہوا تھا، ہر طرف خاموشی کا سماں تھا جب ہم اس قصبہ کے قریب پہنچے تو وہاں ایک عظیم الشان عمارت نظر آئی جو کسی رئیس کی ملکیت میں تھی، پھر یکا یک خاموش فضاؤں میں سارنگی بجنے کی آواز آئی۔ جب ہم اس سمت گئے تو دیکھا کہ ایک لونڈی محل کے قریب بیٹھی سارنگی بجا رہی ہے اور بار بار ایک شعر گنگنا رہی ہے، جس کا مفہوم یہ ہے: ''تم روزانہ بدلتے ہو، کیا تمہیں اس کے علاوہ بھی کوئی شئے زیبا ہے۔''

اس عمارت کی ایک طرف ایک فقیر دو چادروں میں لپٹا ہوا بیٹھا تھا۔ جب اس نے یہ شعر سنا تو زور زور سے چیخنے لگا اور لونڈی سے کہنے لگا: ''خدارا! وہ شعر مجھے دوبارہ سناؤ، ہائے افسوس! میرا حال بھی میرے رب عزوجل کے ساتھ ایسا ہی ہے۔ جلدی کرو، مجھے دوبارہ وہ شعر سناؤ، جب اس لونڈی کے مالک نے یہ حالت دیکھی تو لونڈی سے کہا: ''سارنگی بجانا چھوڑ دو اور اس فقیر کو جا کر شعر سناؤ، یہ خدا رسیدہ بزرگ ہے۔'' چنانچہ وہ لونڈی اس فقیر کے پاس آئی اور دوبارہ یہی شعر پڑھا، وہ شعر پڑھتی جاتی اور فقیر چیختا جاتا اور کہتا: ''خدا عزوجل کی قسم! میری حالت بھی میرے رب عزوجل کے ساتھ ایسی ہی ہے۔'' پھر یکدم اس نے ایک دِل خراش چیخ ماری اور زمین پر گر پڑا۔ ہم اس کے پاس گئے اور اسے ہلا جلا کر دیکھا تو اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔

جب یہ خبر اس عظیم الشان عمارت کے مالک کو پہنچی تو وہ نیچے آیا اور اس فقیر کی لاش کو اپنے گھر لے گیا۔ ہمیں اس واقعہ پر بہت افسوس ہوا، پھر ہم اپنے کام کے سلسلہ میں آگے روانہ ہو گئے۔ جاتے وقت ہم نے دیکھا کہ اس صاحبِ عمارت نے اپنے سامنے موجود تمام آلاتِ لہو ولعب توڑ دیئے تھے، پھر ہم وہاں سے روانہ ہو گئے۔

پھر جب صبح ہمارا گزر اسی مقام سے ہوا تو دیکھا کہ اس عمارت کے گرد لوگوں کا جمِ غفیر ہے اور وہاں اس فقیر کا جنازہ رکھا ہوا ہے، ایسے لگتا تھا گویا پورے شہرِ بصرہ میں اس فقیر کی موت کی اطلاع پہنچا دی گئی ہے، شہر کا ہر عام و خاص اس کے جنازے میں شرکت کے لئے موجود تھا، قاضی اور حکام بھی وہاں موجود تھے۔

پھر اس خدا رسیدہ بزرگ کے جنازہ کو سوئے قبرستان لے جایا گیا۔ اس کے پیچھے فوجی لشکر اور عوام خواص کا ہجوم تھا، سب کے سب ننگے سر اور ننگے پاؤں تھے، سب افسردہ و غمگین تھے، جب اس مرد قلندر کو دفنایا گیا تو اس عمارت والے رئیس نے

لوگوں سے کہا: ''تم سب لوگ گواہ ہوجاؤ، میرے تمام غلام اور لونڈیاں آج کے بعد اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر آزاد ہیں، میری تمام جاگیر اور مال و دولت سب اللہ عزوجل کی راہ میں وقف ہے، میری ملکیت میں چار ہزار دینار ہیں، میں انہیں بھی اللہ عزوجل کی راہ میں وقف کرتا ہوں۔'' پھر اس نے اپنا قیمتی لباس اُتار کر پھینک دیا، اب اس کے پاس صرف ایک شلوار باقی بچی۔ اس نیک بخت رئیس کی یہ حالت دیکھ کر قاضی نے کہا: ''میرے پاس دو چادریں موجود ہیں، آپ وہ قبول فرمالیں۔'' چنانچہ قاضی صاحب نے اس رئیس کو وہ دو چادریں دے دیں۔ اس نے ایک کو اوڑھ لیا اور دوسری کو بطورِ تہبند استعمال کیا، لوگ میت سے زیادہ رئیس کی اس حالت پر روئے، پھر وہ نیک بخت رئیس مالکِ حقیقی عزوجل کی رضا کی خاطر اپنی تمام دولت چھوڑ کر دائمی نعمتوں کے حصول کے لئے ایک نامعلوم سمت روانہ ہوگیا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 49: امیر المومنین کے نام ''نصیحتوں بھرا مکتوب''

ایک مرتبہ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید نے حضرت سیدنا سالم بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف ایک تحریر بھیجی جس کا مضمون کچھ اس طرح تھا۔ **السّلام علیکم**: عمر بن عبدالعزیز (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی طرف سے آپ پر سلامتی ہو۔

وحدہٗ لاشریک ذات جو رحیم وکریم ہے، اس کی حمد وثناء کے بعد عمر بن عبدالعزیز عرض کرتا ہے: ''اے سالم بن عبداللہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! اللہ ربُّ العزّت نے اس امت کی حکومت کا بوجھ میرے کندھوں پر ڈال دیا ہے اور میرے مشورے کے بغیر ہی امورِ خلافت میرے سپرد کر دیئے گئے، میں نے کبھی بھی خلافت کی خواہش نہ کی تھی، بس اللہ ربُّ العزّت کی مرضی، اب اس کے حکم سے مجھے خلافت کی ذمہ داری ملی ہے۔ لہٰذا میں اُمورِ خلافت کے تمام مسائل میں اسی کریم ذات سے مدد طلب کرتا ہوں کہ وہ مجھے اچھے اعمال اور اطاعت کی توفیق عطا فرمائے اور مجھے مخلوق پر شفقت ونرمی کی توفیق مرحمت فرمائے۔ وہی ذات میری مدد کرنے والی ہے، (اے میرے بھائی) جب آپ کے پاس میری یہ تحریر پہنچے تو مجھے امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت کے متعلق اور ان کے فیصلوں کے بارے میں کچھ معلومات فراہم کرنا اور یہ بتانا کہ انہوں نے مسلمانوں اور ذمیوں کے ساتھ اپنے دورِ خلافت میں کیسا رویہ اختیار کیا؟ میں امور خلافت میں ان کی پیروی کرنا چاہتا ہوں، اللہ عزوجل میری مدد فرمائے گا۔

والسّلام: من عمر بن عبدالعزیز (علیہ رحمۃ اللہ المجید)

جب یہ تحریر حضرت سیدنا سالم بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پہنچی تو انہوں نے حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید کو اس کا جواب لکھا جس کا مضمون کچھ اس طرح تھا: ''اے عمر بن عبدالعزیز (علیہ رحمۃ اللہ المجید)! تم پر سلامتی ہو، اللہ رب العزت کی حمد وثنا اور حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درود وسلام کے بعد میں کہتا ہوں: ''اللہ رب العزت قادرِ مطلق ہے، اس کی عظمت وبلندی کو کوئی نہیں پہنچ سکتا، اس کا کوئی شریک نہیں، وہ کسی غیر کے شریک ہونے سے منزّہ ومبرّا ہے، جب اس نے چاہا دنیا کو پیدا فرمایا اور جب تک چاہے گا باقی رکھے گا، اس نے دنیا کی ابتداء وانتہاء کے درمیان بہت قلیل مدت رکھی جو حقیقتاً دن کے کچھ حصے کے برابر بھی نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس دنیا اور اس میں موجود تمام مخلوقات کی فناء کا فیصلہ بھی فرما دیا اور یہ سب چیزیں فانی ہیں، صرف اللہ عزوجل کی ذات ہی کو بقاء ہے، اس کے سوا باقی سب چیزیں فانی ہیں، جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

كُلُّ شَىْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ؕ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ (پ۲۰، القصص: ۸۸)

ترجمۂ کنزالایمان: ہر چیز فانی ہے سوا اس کی ذات کے، اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے۔

(اے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ!) بے شک دنیا والے دنیا کی کسی چیز پر قادر نہیں، وہ خود مختار نہیں، جب انہیں حکم الٰہی عزوجل ہوگا وہ اس دنیا کو چھوڑ دیں گے اور یہ بے وفا دنیا ان کو چھوڑ دے گی۔ اللہ عزوجل نے (لوگوں کی رہنمائی) کے لئے قرآن کریم اور دیگر کتب سماویہ نازل فرمائیں، انبیاء ورُسُل علیہم الصلوٰۃ والسلام مبعوث فرمائے، اپنی کتاب میں جزاء وسزا بیان فرمائی، مثالیں بیان فرمائیں اور اپنے دین کی وضاحت قرآن کریم میں فرمادی، حرام وحلال اشیاء کا بیان اسی کتاب میں فرما دیا اور عبرت آموز واقعات اس میں بیان فرمائے۔

اے عمر بن عبدالعزیز (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! کیا تجھ سے اس بات کا وعدہ نہیں لیا گیا کہ تو ہر ایک انسان کے کھانے پینے کا ذمہ دار ہے اور تو ان کو کافی ہے بلکہ تجھے تو خلافت دی گئی ہے، بے شک تجھے بھی اتنا کچھ ہی کھانا اور لباس کافی ہے جتنا کہ ایک عام انسان کو کافی ہے، بے شک تجھے جو ذمہ داری ملی ہے یہ اللہ رب العزت ہی کی طرف سے ملی ہے۔ اگر تجھ میں اتنی استطاعت ہے کہ تو اپنے آپ کو اور اپنے اہل خانہ کو نقصان وبربادی سے بچا سکتا ہے تو ضرور بچا اور قیامت کی ہولناکیوں سے بچ اور نیکی کرنے کی طاقت اور برائی سے بچنے کی توفیق اللہ رب العزت ہی کی طرف سے ہے۔ بے شک جو لوگ تجھ سے پہلے گزرے انہوں نے جو کچھ کرنا تھا وہ کیا، جو ترقیاتی کام کرنے تھے کئے، جن چیزوں کو ختم کرنا تھا ختم کیا، اور ہر شخص اپنے اپنے انداز میں اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرتا رہا اور یہی سمجھتا رہا کہ اصل طریقہ یہی ہے جو میں نے اختیار کیا ہے، ان میں سے بعض لوگوں نے قابلِ گرفت لوگوں سے بھی نہایت نرمی سے کام لیا اور ان کی سرکشی کے باوجود انہیں بے جا ڈھیل دی تو اللہ رب العزت نے ایسے لوگوں پر

آزمائش کا دروازہ کھول دیا۔ اگر تو بھی کسی قابلِ گرفت شخص سے نرمی کا برتاؤ کرنا چاہتا ہے تو کر، پھر اس کا انجام خود ہی دیکھ لے گا اگر تو نے کسی مجرم سے کسی دینی معاملہ میں نرمی کا برتاؤ کیا تو اللہ رب العزت تجھ پر بھی آزمائش کے دروازے کھول دے گا، اگر تو کسی کو گورنر بننے کے قابل نہ سمجھے تو بے دھڑک اس کو عہدے سے معزول کر دے اور کسی کا خوف نہ کر اور اس بات سے نہ ڈر کہ اب کون گورنر و حاکم بنے گا۔ اس بات کا مالک اللہ ربُّ الْعٰلمین ہے، وہ تیرے لئے ان نا اہل گورنروں اور حاکموں سے بھی اچھے مددگار لوگ عطا فرما دے گا، تو مخلوق سے بالکل بھی نہ ڈر اور اپنی نیت کو خالص رکھ۔ ہر انسان کی مدد اس کی نیت کے مطابق کی جاتی ہے، جس کی نیت کامل ہے تو اس کو اجر بھی کامل ہی ملے گا اور جس کی نیت میں فتور ہوگا اس کو صلہ بھی ایسا ہی دیا جائے گا۔ الغرض انسان کی مدد اس کی نیت کے مطابق کی جاتی ہے۔

اے عمر بن عبدالعزیز (علیہ رحمۃ اللہ المجید)! اگر تو یہ چاہتا ہے کہ بروزِ قیامت تو اس حال میں آئے کہ کوئی تیرے خلاف ظلم کا دعویدار نہ ہو اور جو لوگ تجھ سے پہلے گزر گئے وہ تجھ پر رشک کرتے ہوں کہ اس کے متبعین کو اس سے کوئی شکایت نہیں، اس کی رعایا اس سے خوش ہے تو تُو ایسے اعمال کر کہ تجھے اس دن وہ مقام حاصل ہو جائے یعنی اپنے اعمال اچھے رکھ اور بے شک اللہ عزوجل ہی کی طرف سے نیکی کرنے کی قوت دی جاتی ہے اور برائی سے بھی وہی ذات بچانے والی ہے۔

اور جو لوگ موت اور اس کی ہولناکیوں سے خوف کھاتے تھے مرنے کے بعد ان کی وہ آنکھیں ان کے چہروں پر بہہ گئیں جو دُنیوی لذتوں سے سیر ہی نہ ہوتی تھیں، ان کے پیٹ پھٹ گئے اور وہ تمام چیزیں بھی ضائع ہو گئیں جو وہ کھایا کرتے تھے، ان کی وہ گردنیں جو نرم نازک تکیوں پر آرام کرنے کی عادی تھیں آج قبر کی مٹی میں بوسیدہ حالت میں پڑی ہیں۔ جب وہ دنیا میں تھے تو لوگ ان سے خوش ہوتے اور ان کی خدمت کرتے لیکن آج یہی لوگ موت کے بعد ایسی حالت میں ہیں کہ ان کے جسم گل سڑ گئے، اگر ان لوگوں کو اور ان کی دنیوی غذاؤں کو آج کسی مسکین کے سامنے رکھ دیا جائے تو وہ بھی اس کی بدبو سے اذیت محسوس کرے، اب اگر ان کے تَعَفُّن زدہ جسموں پر خوب خوشبو ملی جائے تب بھی ان کی بدبو ختم نہ ہو بلکہ خوشبو ملنا اِسراف ہوگا۔

ہاں! اللہ عزوجل جسے چاہے اپنی رحمتِ خاصہ سے حصہ عطا فرمائے اور اسے دائمی نعمتیں عطا فرمائے، بے شک ہم سب اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

اے عمر بن عبدالعزیز (علیہ رحمۃ اللہ المجید)! تیرے ساتھ واقعی ایک بہت بڑا معاملہ درپیش ہے، تو کبھی بھی جزیہ اور زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے ایسے عامل مقرر نہ کرنا جو بہت زیادہ سختی کریں اور لوگوں سے بہت زیادہ ترش روئی سے پیش آئیں اور بے جا ان کا خون بہائیں۔ اے عمر! اس طرح مال حاصل کرنے سے بچ، ایسی خون ریزی سے ہمیشہ کوسوں دور بھاگ، اور اگر تجھے

کسی گورنر کے بارے میں یہ خبر ملے کہ وہ لوگوں پر ظلم کرتا ہے اور پھر بھی تو اسے گورنری کے عہدے سے معزول نہ کرے تو یاد رکھ! اگر تو اس طرح کی جرأتیں کرے گا تو تجھے جہنم سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا اور تو رسوائی وذلت کی طرف مائل ہو جائے گا۔ اللہ رب العزت ہم سب کو اپنی حفظ وامان میں رکھے، آمین۔ اور اگر تو ان تمام ظلم وزیادتی والے امور سے اجتناب کرتا رہا تو تجھے دلی سکون حاصل ہوگا اور تو مطمئن رہے گا۔ (ان شاءاللہ عزوجل)

اے عمر بن عبدالعزیز (علیہ رحمۃ اللہ المجید)! تو نے مجھ سے کہا کہ میں امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت اور ان کے فیصلوں کے متعلق تجھے معلومات فراہم کروں تو اے عمر بن عبدالعزیز (علیہ رحمۃ اللہ المجید)! امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور کے مطابق فیصلے کئے۔ جیسی ان کی رعایا تھی اب ایسی نہیں، ان کے فیصلے اس دور کے اعتبار سے تھے اور تم اپنے دور کے اعتبار سے فیصلے کرو، اور اپنے دور کے لوگوں کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے ان سے معاملات کرو، اگر تم ایسا کروگے تو مجھے اللہ رب العزت سے امید ہے کہ وہ تمہیں بھی امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی مدد ونصرت عطا فرمائے گا اور جنت میں ان کے ساتھ مقام عطا فرمائے گا۔ اور اے عمر بن عبدالعزیز! تم یہ آیتِ مبارکہ پڑھا کرو:

وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ۝ (پ۱۲، ھود: ۸۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور میں نہیں چاہتا ہوں کہ جس بات سے تمہیں منع کرتا ہوں آپ اس کے خلاف کرنے لگوں، میں تو جہاں تک بنے سنوارنا ہی چاہتا ہوں، اور میری توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے، میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

اے عمر بن عبدالعزیز (علیہ رحمۃ اللہ المجید)! اللہ رب العزت تجھے اپنے حفظ وامان میں رکھے اور دارین کی سعادتیں عطا فرمائے۔ آمین

والسّلام: من سالم بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر 50:

نفس کُشی کا کامیاب طریقہ

حضرت سیدنا ابو القاسم انباری علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں، مجھے ایک شخص نے بتایا کہ ''میں ایک دن صبح صبح حضرت سیدنا بشر بن حارث علیہ رحمۃ اللہ الوارث سے ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ جیسے ہی میں دروازے کے قریب پہنچا تو اندر سے کسی کی درد بھری آواز سنائی دی۔ میں دروازہ کھٹکھٹانے سے باز رہا اور کان لگا کر گھر سے آنے والی درد بھری آواز سننے لگا۔ حضرت سیدنا بشر بن حارث علیہ رحمۃ اللہ الوارث کے سامنے ایک خربوزہ رکھا ہوا تھا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شدید خواہش کے باوجود اس کو نہیں کھا رہے تھے بلکہ اپنے نفس کو ملامت کرتے ہوئے کہہ رہے تھے: ''اے نفس! تیرا ناس ہو، کیا تو اسے کھانا چاہتا ہے تجھے اس کی طرف رغبت کیوں ہوئی؟''

اسی طرح بار بار اپنے نفس کو ملامت کر رہے تھے، جب میں نے دیکھا کہ معاملہ طُول پکڑ گیا ہے اور دن بلند ہو رہا ہے تو مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے دروازے پر دستک دے دی، آواز آئی: ''کون؟'' میں نے اپنا نام بتایا۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اندر آجاؤ۔'' میں اندر داخل ہوا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس بیٹھ گیا اور میں نے عرض کی: ''اے ابو نصر بشر بن حارث (علیہ رحمۃ اللہ الوارث)! آپ اپنے نفس پر اتنی سختی کیوں کر رہے ہیں؟ اسے حلال چیز کے کھانے سے کیوں روک رہے ہیں؟ کیا اللہ رب العزت جلّ جلالہ نے بندوں کو رخصت اور رعایتیں عطا نہ فرمائیں؟ کیا یہ چیزیں ہمارے لئے حلال نہیں ہیں؟ پھر آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اپنے اوپر اتنی سختی کیوں کر رہے ہو؟''

حضرت سیدنا بشر بن حارث علیہ رحمۃ اللہ الوارث فرمانے لگے: ''اے میرے بھائی! میں نے کافی عرصہ سے اپنے نفس کو صبر کا عادی بنا رکھا ہے۔ جب کبھی یہ کسی چیز کی خواہش کرتا ہے تو میں اسے صبر کی تلقین کرتا ہوں اور یہ صبر کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے، اگر اس کو ڈھیل دی جائے تو یہ مزید خواہشات کا متمنی ہوتا ہے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک شعر پڑھا جس کا مفہوم یہ ہے: ''نفس کے لئے یہی بہتر ہے کہ انسان اسے خواہشات سے روکے رکھے۔ اگر اسے اس کی دل پسند چیز کھلاؤ گے تو وہ مزید طلب کرے گا اور اسے ہر طرح حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔''

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ خربوزہ پھینک دیا اور کہا: ''اسے یہاں سے اٹھا لو۔'' پھر کچھ اشعار پڑھنے لگے، جن کا مفہوم یہ ہے: ''بے شک میرا نفس مجھ سے مطالبہ کرتا ہے کہ میں پیٹ بھر کر اس کی من پسند غذائیں کھاؤں اور اپنے دین کو داؤ پر لگا دوں، مگر یہ ناممکن بات ہے، اور جو شخص دنیا حاصل کر لے لیکن دین سے محروم رہے تو وہ بہت زیادہ خسارے میں ہے۔''

{اللہ عزّوجلّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر51: **سفر ہو تو ایسا، رفیقِ سفر ہو تو ایسا**

حضرت سیدنا محمد بن حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، حضرت سیدنا مخول نے مجھے بتایا کہ ''ایک مرتبہ حضرت سیدنا بہیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میرے پاس آئے اور مجھ سے فرمانے لگے: ''میرا حج کا ارادہ ہے، اگر تمہارے علم میں کوئی ایسا شخص ہے جو حج کا ارادہ رکھتا ہو تو مجھے اس کے بارے میں بتاؤ تا کہ ہم دونوں سفرِ حج پر روانہ ہوں اور ایک دوسرے کی رفاقت میں حج کی سعادت حاصل کریں۔'' میں نے حضرت سیدنا بہیم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے عرض کی: ''ہمارے پڑوس میں ایک دین دار اور بہت نیک شخص رہتا ہے وہ بھی حج کا ارادہ رکھتا ہے، آئیے میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس سے ملاقات کرا دیتا ہوں۔ چنانچہ میں انہیں اپنے اس دوست کے پاس لے گیا اور اسے صورت حال سے آگاہ کیا تو وہ تیار ہو گیا اور کہا: ''ان شاء اللہ عزوجل ہم ایک ساتھ سفرِ حج پر روانہ ہوں گے۔

پھر ہم وہاں سے چلے آئے اور حضرت سیدنا بہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر تشریف لے گئے۔ کچھ ہی دنوں بعد میرا وہی دوست میرے پاس آیا اور کہنے لگا: ''میں یہ چاہتا ہوں کہ جس شخص کو آپ نے میرا رفیق بنایا ہے آپ اسے میرا رفیق نہ بنائیں بلکہ اس کے لئے کوئی اور رفیق تلاش کر لیں، میں اس کے ساتھ سفر نہیں کر سکتا۔'' جب میں نے یہ سنا تو اپنے اس دوست سے کہا: ''تجھ پر افسوس ہے! آخر کیوں تو اس کے ساتھ سفر کرنے کو تیار نہیں؟ خدا عزوجل کی قسم! پورے کوفہ میں میرے نزدیک ان سے بڑھ کر کوئی متقی و پرہیزگار نہیں، میں نے ان کے ساتھ کئی سمندری اور صحرائی سفر کئے ہیں، میں نے ان میں ہمیشہ بھلائی اور خیر ہی کو پایا اور تم ہو کہ ان کی رفاقت سے محروم رہنا چاہتے ہو، آخر وجہ کیا ہے؟'' وہ کہنے لگا: ''مجھے خبر ملی ہے کہ جسے آپ میرا رفیق بنانا چاہتے ہیں وہ تو ہر وقت روتے ہی رہتے ہیں اور انہیں رونے سے کبھی فرصت ہی نہیں ملتی، ہر وقت آہ و بکا کرتے رہتے ہیں، اب آپ ہی بتائیے کہ میں ایسے شخص کے ساتھ سفر کیسے کر سکتا ہوں؟ ان کے رونے کی وجہ سے ہمارا سفر خوش گوار نہیں رہے گا اور ہمیں بہت پریشانی ہوگی۔''

میں نے اپنے اس دوست سے کہا: ''بعض اوقات انسان وعظ و نصیحت سن کر رو پڑتا ہے تو اس میں کیا حرج ہے؟ یہ تو رقتِ قلبی کی وجہ سے ہوتا ہے کیا آپ کبھی وعظ و نصیحت سن کر نہیں روئے؟'' اس نے کہا: ''یہ تو آپ بجا فرما رہے ہیں لیکن ان کے بارے میں تو مجھے یہ خبر ملی ہے کہ وہ ہر وقت ہی روتے رہتے ہیں اور ان کا رونا بہت طویل ہوتا ہے۔''

میں نے کہا: ''آپ اس کی صحبت اختیار کریں، اللہ رب العزت آپ کو اس مرد صالح کے ذریعے برکتیں عطا فرمائے گا، آپ بے فکر ہو کر ان کے ساتھ سفر کریں۔'' چنانچہ میرا وہ دوست تیار ہو گیا اور کہنے لگا: ''ٹھیک ہے، میں ان کے ساتھ سفر کرنے کو تیار ہوں، اللہ ربُّ العزّت ہمارے اس سفر میں خیر و برکت عطا فرمائے۔''

پھر جس دن ان کی حج کے لئے روانگی تھی تو میں اور میرا دوست حضرت سیدنا بُہیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک دیوار کے سائے تلے بیٹھے زاروقطار رو رہے ہیں اور آپ کے آنسو داڑھی مبارک کو تر کرتے ہوئے زمین پر گر رہے ہیں۔

جب میرے دوست نے یہ دیکھا تو مجھ سے کہنے لگا: ''دیکھو! انہوں نے تو ابھی سے ہی رونا شروع کر دیا، بقیہ سفر میں ان کا کیا حال ہوگا۔ آپ نے تو مجھے بڑی آزمائش میں ڈال دیا ہے، میں ان کے ساتھ سفر کس طرح کر سکوں گا؟'' میں نے کہا: ''ہوسکتا ہے کہ یہ اپنے اہل وعیال سے جدائی کی وجہ سے رو رہے ہوں۔ میری یہ بات حضرت سیدنا بُہیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سن لی اور کہا: ''اے مخول! میں گھر والوں سے جدائی کی وجہ سے نہیں رو رہا بلکہ مجھے تو سفر آخرت کی طوالت اور صعوبتیں رُلا رہی ہیں۔'' یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پھر رونے لگے۔

مجھ سے میرا دوست کہنے لگا: ''ان کی رفاقت کے لائق تو حضرت سیدنا داؤد طائی اور حضرت سیدنا سلام ابوالاحوص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما جیسے بزرگ ہیں کیونکہ وہ بھی ایسے ہی رونے والے ہیں۔ جب یہ سب جمع ہوں گے تو انہیں قرار نصیب ہو جائے گا یا پھر سارے ہی رو رو کر جان دے دیں گے، میں ان کی رفاقت کے قابل نہیں۔''

میں نے پھر اپنے دوست کو سمجھایا اور کہا: ''آپ تھوڑا صبر سے کام لیں اور انہیں برداشت کریں، ہوسکتا ہے یہ سفر آپ کے لئے ذریعۂ نجات بن جائے۔'' بالآخر وہ کہنے لگا: ''اکثر لوگ جب حج پر روانہ ہوتے ہیں تو وہ خوش خوش اور بہت زیادہ زادِراہ لے کر جاتے ہیں اور ان میں کوئی بھی غم زدہ یا محتاج نہیں ہوتا۔ میں نے تو ہمیشہ ایسے ہی خوشحال لوگوں کے ساتھ سفر کیا ہے، اب پہلی مرتبہ مجھے ایسے شخص کی رفاقت مل رہی ہے جو گریہ وزاری کرنے والا ہے۔ بہر حال میں ان کے ساتھ سفر ضرور کروں گا شاید! یہ سفر میرے لئے خیر وبرکت کا سبب بنے۔ بالآخر میرا وہ دوست سفر کے لئے تیار ہو گیا۔ حضرت سیدنا بُہیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ہمارے مابین ہونے والی گفتگو کا علم نہ تھا ورنہ وہ اگر ہماری یہ باتیں سن لیتے تو کبھی بھی میرے اس دوست کے ساتھ سفر نہ کرتے۔ بہر حال میں نے ان دونوں کو سوئے حرم روانہ کر دیا۔

؎ مدینے جانے والو ! جاؤ جاؤ فی امان اللہ (عزوجل)
کبھی تو اپنا بھی لگ جائے گا بستر مدینے میں

پھر جب حاجیوں کے قافلے فریضۂ حج ادا کر کے اور اپنی آنکھوں سے خانہ کعبہ اور روضۂ رسول کے جلوے دیکھ کر واپس کوفہ پہنچے تو میں اپنے اس دوست کے پاس گیا اسے سلام کیا اور پوچھا: ''آپ نے اپنے رفیق کو کیسا پایا؟'' تو اس نے مجھے دعائیں

دیتے ہوئے کہا:''اللہ عزوجل آپ کو میری طرف سے اچھا بدلہ عطا فرمائے، خدا عزوجل کی قسم! آپ نے جس مردِ قلندر کو میرا رفیق بنایا مجھے ان میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت کے جلوے نظر آتے تھے، انہوں نے حقِ صحبت خوب ادا کیا۔ وہ خود تنگ دست ہونے کے باوجود مجھ پر خرچ کرتے رہے حالانکہ میں اپنے ساتھ بہت سارا زادِراہ لے گیا تھا مگر وہ مجھ پر اپنے زادِراہ سے خرچ کرتے رہے، میں جوان تھا اور وہ ضعیف العمر۔ لیکن پھر بھی انہوں نے میری خدمت کی۔ وہ میرے لئے کھانا تیار کرتے اور مجھے کھلاتے اور خود سارا دن روزہ رکھتے، اللہ رب العزت انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

میں نے اپنے دوست سے پوچھا:''آپ خوف زدہ تھے کہ وہ روتے بہت زیادہ ہیں، اس کا کیا ہوا؟ کیا تمہیں ان کے رونے سے پریشانی نہیں ہوئی؟'' وہ کہنے لگا:''خدا عزوجل کی قسم! مجھے ان سے محبت ہوگئی اور ان کے رونے کی وجہ سے مجھے قلبی سکون ملتا اور میں بھی ان کے ساتھ رویا کرتا تھا۔ پھر ابتداءً تو ہمارے رونے کی وجہ سے دوسرے رفقاء کو پریشانی ہوئی لیکن پھر وہ بھی ہم سے مانوس ہوگئے پھر ایسا ہوتا کہ ہمیں روتا دیکھ کر وہ بھی رونا شروع کر دیتے اور ان سب نے ہم سے پیار و محبت بھرا سلوک کیا اور جب ہم روتے تو ہمارے رفقاء بھی یہ کہتے ہوئے رونے لگتے:''جس غم نے انہیں رُلایا ہے وہ سفرِ آخرت کا غم تو ہمیں بھی لاحق ہے پھر ہم کیوں نہ روئیں لہٰذا وہ بھی ہمارے ساتھ رونے لگتے۔ الحمد للہ عزوجل! ہمارا یہ سفر بہت اچھا رہا۔ اللہ عزوجل آپ کو جزاء خیر عطا فرمائے۔

پھر میں سیدنا بہیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آیا اور ان سے پوچھا:''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رفیق کو کیسا پایا؟'' وہ فرمانے لگے:''الحمد للہ عزوجل! وہ بہت اچھے رفیق ثابت ہوئے، وہ اللہ عزوجل کا ذکر کثرت سے کرنے والے، قرآن پاک کی بہت زیادہ تلاوت کرنے والے، بہت جلد رو دینے والے اور اپنے ہم سفر کی لغزشوں سے درگزر کرنے والے تھے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم }

حکایت نمبر52:

رونے والی آنکھیں

حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر علیہ رحمۃ اللہ القادر فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں نے حضرت سیدنا یزید بن مرثد علیہ رحمۃ اللہ الاحد سے پوچھا: ''میں نے ہمیشہ آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو روتے ہوئے ہی دیکھا ہے کبھی آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے خالی نہیں ہوتیں؟ آخر آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اتنا کیوں روتے ہیں؟'' تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: ''آپ یہ سوال کیوں کر رہے ہیں؟'' میں نے کہا: ''اس امید پر کہ شاید مجھے اس سوال کی وجہ سے کچھ فائدہ حاصل ہو اور مجھے کوئی نصیحت آمیز جواب ملے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میرے رونے کی وجہ تم پر ظاہر ہے۔'' میں نے پھر پوچھا: ''آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) صرف تنہائی میں ہی ایسی گریہ وزاری کرتے ہیں یا اس کے علاوہ بھی روتے ہیں؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ سن کر فرمایا: ''خداعزوجل کی قسم! مجھ پر یہ حالت اکثر طاری رہتی ہے۔ کبھی میرے سامنے کھانا لایا جاتا ہے تو مجھ پر خوفِ خداعزوجل سے رقت طاری ہو جاتی ہے اور میں کھانے سے بے پرواہ ہو جاتا ہوں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ ہوتا ہوں تو اچانک مجھ پر یہ کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور میں بے اختیار رونا شروع کر دیتا ہوں، مجھے دیکھ کر میرے بچے اور تمام گھر والے بھی رونا شروع کر دیتے ہیں حالانکہ انہیں معلوم بھی نہیں ہوتا کہ وہ کیوں رو رہے ہیں بس میرے رونے کی وجہ سے وہ بھی میرے ساتھ رونے لگتے ہیں۔

میری زوجہ اکثر یہ شکایت کرتی ہے کہ ہائے افسوس! شاید ہی مسلمانوں کی عورتوں میں کوئی ایسی عورت ہوگی جس کے شوہر کو آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) جیسا غم لاحق ہو، میں تو تمہاری محبت و پیار کو ترس گئی ہوں، عورتوں کو جو خوشی اور سرور اپنے شوہر کی خوشی سے ملتا ہے میں اس سے محروم ہوں، آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) پر کبھی ایسی خوشی طاری نہیں ہوتی جسے دیکھ کر میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔''

میں نے پوچھا: ''اے میرے بھائی! آخر وہ کون سی چیز ہے جس نے آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو اتنا غمزدہ اور خوف وحزن کا مجسمہ بنا دیا ہے؟'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمانے لگے: ''اے میرے بھائی! اگر میری نافرمانیوں کے صلہ میں مجھے گرم پانی میں غوطے لگانے کا فیصلہ سنا دیا جاتا تو پھر بھی یہ اتنی سخت سزا ہے کہ اس کی وجہ سے رونا چاہئے لیکن معاملہ تو اس سے کہیں زیادہ سخت ہے کیونکہ اللہ عزوجل کی نافرمانیوں کی وجہ سے مجرموں کو جہنم کی آگ میں قید کیا جائے گا اور وہ آگ ہماری برداشت سے باہر ہے، پھر میں اس آگ کے خوف سے کیوں نہ روؤں۔ {اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

دردِ سر ہو یا بخار آئے تڑپ جاتا ہوں
میں جہنم کی سزا کیسے سہوں گا یا رب (عزوجل)

حکایت نمبر 53:
حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا دورِ خلافت

حضرت سیدنا سہل بن یحییٰ المروزی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''خلیفہ سلیمان بن عبد الملک کی وفات کے بعد جب حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید نے اسے دفن کر دیا اور قبرستان سے واپس آنے لگے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو شاہی سواری پیش کی گئی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: ''یہ کیا ہے؟'' عرض کی گئی، ''یہ وہ سواری ہے جس پر خلفاء سوار ہوا کرتے ہیں چونکہ اب آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہی ہمارے خلیفہ ہیں لہٰذا شاہی سواری حاضر خدمت ہے، قبول فرمائیے۔''

یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اسے مجھ سے دور کر دو، میرے لئے میرا خچر ہی کافی ہے۔ چنانچہ آپ نے شاہی سواری کو چھوڑا اور اپنے خچر پر سوار ہوگئے پھر ایک خادم آیا اور عرض کی: ''حضور! چلئے، میں آپ کے خچر کی لگام پکڑ کر ساتھ چلتا ہوں۔'' آپ نے اس سے بھی انکار فرما دیا اور خود ہی اپنے خچر پر سوار ہو کر روانہ ہوگئے اور لوگوں سے فرمایا: ''تم مجھے عجیب وغریب مخلوق نہ سمجھو میں بھی تمہاری ہی طرح ایک عام مسلمان ہوں، مجھے اپنے جیسا ہی سمجھو۔''

سب لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیچھے پیچھے آرہے تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد میں داخل ہوئے اور منبر پر چڑھ کر خطبہ دینے لگے۔ تمام لوگ جمع ہوگئے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام سننے لگے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے لوگو! میرے کندھوں پر خلافت کا بارِ گراں رکھ دیا گیا ہے مگر میں اسے سرانجام دینے کی طاقت نہیں رکھتا لہٰذا جس نے میری بیعت کی ہے میں اسے اختیار دیتا ہوں کہ وہ میرے علاوہ جس کے ہاتھ پر چاہے بیعت کر لے میں یہ خلافت قبول نہیں کرتا لہٰذا مسلمانوں میں سے تم جسے چاہو اپنا خلیفہ مقرر کر لو۔'' جب لوگوں نے یہ سنا تو ان کی چیخیں بلند ہونے لگیں اور سب نے بیک زبان کہا: ''اے عمر بن عبد العزیز (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! ہم نے آپ ہی کو خلیفہ مقرر کیا، ہم آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے راضی ہیں، ہم سب آپ ہی کی خلافت پر متفق ہیں۔ آپ اللہ عزوجل کا نام لے کر اُمورِ خلافت سرانجام دیں، اللہ عزوجل اس میں برکت دے گا۔'' جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لوگوں کی یہ عقیدت دیکھی اور آپ کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ لوگ بخوشی میری خلافت قبول کرنے پر آمادہ ہیں تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اللہ عزوجل کی حمد وثناء کی اور حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم پر درود وسلام پڑھنے کے بعد لوگوں سے کچھ اس طرح مخاطب ہوئے: ''**اے لوگو!** میں تمہیں اللہ عزوجل سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں، تم تقویٰ اختیار کرو اور اپنی آخرت کے لئے اعمال صالحہ کرو۔ بے شک جو شخص آخرت کے لئے نیک اعمال کرے گا اللہ عزوجل اس کی دُنیوی حاجات کو خود پورا فرمائے گا۔

اے لوگو! تم اپنے باطن کی اصلاح کی کوشش کرو اللہ عزوجل تمہارے ظاہر کی اصلاح فرمائے گا۔ موت کو کثرت سے یاد کیا کرو اور موت سے پہلے اپنے لئے اعمالِ صالحہ کا خزانہ اکٹھا کر لو، موت تمام لذات ختم کر دے گی۔ **اے لوگو!** تم اپنے آباؤ اجداد

کے احوال میں غور وفکر کیا کرو وہ بھی دنیا میں آئے اور زندگی گزار کر چلے گئے اسی طرح تم بھی چلے جاؤ گے۔ اگر تم ان کے احوال کو یاد نہ رکھو گے تو موت تمہارے لئے بہت سختی کا باعث ہوگی لہٰذا موت سے پہلے موت کی تیاری کرلو۔

اور بے شک یہ امت مسلمہ اپنے رب عزوجل، اس کے نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم اور اس کی کتاب قرآن مجید کے بارے میں ایک دوسرے سے جھگڑا نہیں کرے گی، اس مسئلے میں ان کے درمیان اختلاف نہ ہوگا بلکہ ان کے درمیان عداوت وفساد تو دراہم ودنانیر کی وجہ سے ہوگا۔ اللہ عزوجل کی قسم! میں کسی ایک کو بھی ناحق کوئی چیز نہ دوں گا اور حق دار کو اس کا حق ضرور دوں گا۔''

پھر آپ نے مزید فرمایا: ''اے لوگو! جو اللہ عزوجل کی اطاعت کرے، تم پر اس کی اطاعت واجب ہے اور جو اللہ عزوجل کی اطاعت نہ کرے اس کی اطاعت ہرگز نہ کرو۔ جب تک میں اللہ عزوجل کی اطاعت کرتا رہوں اس وقت تک تم میری اطاعت کرنا اگر تم دیکھو کہ (معاذ اللہ عزوجل) میں اللہ عزوجل کی اطاعت نہیں کر رہا تو اس معاملے میں تم میری ہرگز اطاعت نہ کرنا۔''

یہ خطبہ دے کر آپ منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔ اپنا مال ودولت اور تمام کپڑے وغیرہ منگوائے اور انہیں بیت المال میں جمع کرا دیا پھر تمام شاہی لباس جو خلفاء کے لئے تھے اور تمام آرائشی چیزیں منگوائیں اور حکم دیا کہ ان کو بیچ کر بیت المال میں جمع کرا دو۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہوئی اور تمام رقم مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کر دی گئی۔

آپ دن رات لوگوں کے مسائل حل کرنے میں مصروف رہتے کبھی تو ایسا بھی ہوتا کہ آرام کے لئے بالکل وقت نہ ملتا اور آپ لوگوں کے مسائل کی وجہ سے آرام کو ترک کر دیتے۔ ایک دن ظہر کی نماز سے قبل بہت زیادہ تھکاوٹ محسوس ہونے لگی تو کچھ دیر قیلولہ کرنے کے لئے کمرے میں تشریف لے گئے ابھی آپ لیٹے ہی تھے کہ آپ کے صاحبزادے حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے: ''اے امیر المؤمنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہاں کیسے تشریف فرما ہیں؟'' آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا: ''مجھے مسلسل بے آرامی کی وجہ سے بہت زیادہ تھکاوٹ ہو رہی تھی اس لئے کچھ دیر کے لئے آرام کی غرض سے آیا ہوں۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے نے کہا: ''حضور! لوگ آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے منتظر ہیں اور مظلوم اپنی فریاد لے کر حاضر ہیں اور آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہاں آرام فرما ہیں۔'' آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا: ''میں ساری رات نہیں سو سکا اب تھوڑی دیر آرام کر کے ظہر کے بعد لوگوں کے مسائل حل کروں گا۔'' تو آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے عظیم صاحبزادے نے کہا: ''اے امیر المؤمنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! کیا آپ کو یقین ہے کہ آپ ظہر تک زندہ رہیں گے؟

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اپنے لختِ جگر کا فکرِ آخرت سے بھرپور یہ جملہ سنا تو فرمایا: ''اے میرے بیٹے! میرے قریب آؤ۔'' جب وہ قریب آئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمانے لگے: ''تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے

لئے ہیں جس نے مجھے ایسی اولاد عطا فرمائی جو دین کے معاملہ میں میری مدد کرتی ہے۔''

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً ہی آرام کئے بغیر باہر تشریف لائے اور اعلان کروا دیا کہ جس کا کسی پر کوئی حق ہے یا جس کو کوئی مسئلہ درپیش ہے وہ آجائے میں اسے اس کا حق دلواؤں گا اور اس کے مسائل حل کروں گا۔ تھوڑی دیر میں ایک ذمی کافر آیا اور کہنے لگا: ''میں حمص سے آیا ہوں اور آپ سے کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ چاہتا ہوں۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''آخر تمہارا معاملہ کیا ہے؟ تم کس بات کا فیصلہ چاہتے ہو؟'' وہ ذمی جواباً کہنے لگا: ''عباس بن ولید نے میری زمین مجھ سے غصب کر لی ہے۔'' عباس بن ولید بھی اسی مجلس میں موجود تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا: ''اے عباس! تم اس بارے میں کیا کہتے ہو؟'' عباس بن ولید کہنے لگے: ''حضور! یہ زمین مجھے امیر المؤمنین ولید بن عبدالملک نے دی تھی، ان کی لکھی ہوئی سند میرے پاس موجود ہے۔'' پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذمی سے فرمایا: ''اے ذمی! تو اس بارے میں کیا کہتا ہے؟ اس کے پاس تو زمین کی ملکیت کی سند ولید بن عبدالملک کی طرف سے موجود ہے جس کے مطابق یہ زمین عباس کی ملکیت میں ہے۔'' ذمی کہنے لگا: ''اے امیر المؤمنین! میں آپ سے کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ چاہتا ہوں۔'' امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''ولید بن عبدالملک کی کتاب (یعنی سند) کی بجائے کتاب اللہ زیادہ لائق ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ لہٰذا اے عباس! تو یہ زمین اس ذمی کو واپس کر دے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ زمین عباس بن ولید سے لے کر اس ذمی کو دلوائی تب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرار حاصل ہوا۔ اسی طرح جو بھی جائداد اور زمین وغیرہ شاہی خاندان کے پاس ناحق موجود تھی وہ سب کی سب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے حق داروں کو واپس کرا دی، جن لوگوں کے اموال ناحق مقبوض تھے سب ان کو واپس کر دیئے گئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتہائی عدل وانصاف کا مظاہرہ کیا اور شاہی خاندان کے پاس کوئی چیز بھی ایسی نہ چھوڑی جس پر کسی دوسرے کا حق ثابت ہو رہا ہو۔

جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عدل وانصاف پر مبنی ان فیصلوں کی خبر عمر بن ولید بن عبدالملک کو پہنچی تو اس نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف ایک مکتوب بھیجا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت زیادہ سخت الفاظ سے مخاطب کیا۔ چنانچہ اس نے لکھا:

''اے عمر بن عبدالعزیز (علیہ رحمۃ اللہ المجید)! تم نے اپنے سے پہلے تمام خلفاء پر عیب لگایا ہے اور تم حد سے تجاوز کر گئے ہو، تم نے بغض وعناد کی وجہ سے اپنے پہلوں کے طریقوں کو چھوڑ دیا ہے اور ان کے خلاف چل رہے ہو، تم نے قریش اور ان کی اولاد کی میراث کو جبراً بیت المال میں داخل کر کے اللہ عزوجل کی نافرمانی کی ہے اور قطع رحمی سے کام لیا ہے۔ اے عمر بن عبدالعزیز! اللہ عزوجل سے ڈرو اور اس بات کا خیال کرو کہ تم ظلم وزیادتی سے کام لے رہے ہو، اے عمر بن عبدالعزیز! ابھی تمہارے پاؤں صحیح طور پر تختِ

خلافت پر جچے بھی نہیں اور تم نے ایسے سخت فیصلے کرنا شروع کر دیئے ہیں۔ یاد رکھو! تم اللہ عزوجل کی نگاہ میں ہو جو بہت جبّار وقہار ہے۔''

جب حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کا یہ خط ملا تو آپ نے اس کو پڑھ کر اسی انداز میں اسے عدل وانصاف اور جرأتِ ایمانی سے بھر پور خط روانہ کیا جس کا مضمون کچھ اس طرح تھا:

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ط

اللہ عزوجل کے بندے عمر بن عبد العزیز کی طرف سے عمر بن ولید کو۔ تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور سلام ہو تمام رسولوں پر۔

امّابعد ! اے عمر بن ولید! مجھے تمہاری طرف سے جو مکتوب ملا ہے اس کا جواب اسی انداز میں لکھ رہا ہوں۔ اے عمر بن ولید! تو ذرا اپنے آپ کو پہچان کہ کس کی اولاد ہے؟ تو ایک ایسی لونڈی کے بطن سے پیدا ہوا تھا جسے **ذبیان بن دیان** نے خریدا تھا اور اس کی قیمت بیت المال سے ادا کی تھی پھر اس نے وہ لونڈی تیرے والد کو تحفۃً دے دی تھی۔ اور اب تو اتنا شدید وسخت بن رہا ہے اور تو گمان کر رہا ہے کہ میں نے حدود اللہ نافذ کر کے ظلم کیا ہے۔ یاد رکھ! وہ زمین اور جائداد جو تمہارے خاندان والوں کے پاس ناحق تھی وہ میں نے ان کے حق داروں کو دے کر ظلم نہیں کیا بلکہ اللہ عزوجل کی کتاب کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔ ظالم تو وہ شخص ہے جس نے اللہ عزوجل کے احکام کا لحاظ نہ رکھا اور جس نے ایسے لوگوں کو گورنر اور بلند حکومتی عہدے دیئے جو صرف اپنے اہل خانہ اور اپنی اولاد کا بھلا چاہتے تھے اور مسلمانوں کی مشکلات اور ان کے حقوق سے انہیں کوئی غرض نہ تھی اور وہ اپنی مرضی سے فیصلے کرتے تھے۔ اے عمر بن ولید! تجھ پر اور تیرے باپ پر بہت زیادہ افسوس ہے، بروزِ قیامت تم دونوں سے حق مانگنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگی، اس دن لوگ تم سے اپنے حقوق کا مطالبہ کریں گے اور مجھ سے زیادہ ظالم تو **حجاج بن یوسف** تھا جس نے ناحق خون بہایا اور مالِ حرام پر قبضہ کیا اور مجھ سے زیادہ ظالم و نافرمان تو وہ شخص تھا جس نے اللہ عزوجل کی حدود قائم کرنے کے لئے **قرہ بن شریک** جیسے شخص کو مصر کا گورنر مقرر کیا حالانکہ وہ نرا جاہل تھا، اس نے شراب کو عام کیا اور آلاتِ لہو ولعب کو خوب پروان چڑھایا۔

اے عمر بن ولید! تمہیں مہلت ہے کہ جن جن کا حق تم پر ہے جلد ان کو واپس کر دو ورنہ تمہارے اور تمہارے گھر والوں کے پاس جو بھی ایسا مال ہے کہ اس میں کسی غیر کا حق شامل ہے تو میں اسے حق داروں میں تقسیم کر دوں گا اور اگر تم غور وفکر کرو تو تمہارے اموال میں بہت سارے لوگوں کا حق شامل ہے۔ اگر دنیا وآخرت کی بھلائی چاہتے ہو تو دوسروں کے حق واپس کر دو۔

وَالسَّلَامُ عَلَيۡنَا وَلَا سَلَامُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيۡنَ یعنی ہم پر سلامتی ہو اور ظالموں پر اللہ عزوجل کی طرف سے سلامتی نہ ہو۔

حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت و کردار سے آپ کے دشمن بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور انہوں

نے بھی اعتراف کیا کہ یہ مردِ مجاہد واقعی خلافت کے لائق ہے۔ یہاں تک کہ جو لوگ آپ کی جان کے درپے تھے انہوں نے بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اچھی سیرت اور کردار سے متاثر ہو کر اپنے ارادوں کو ترک کر دیا۔ خوارج بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دشمنی رکھتے تھے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنا چاہتے تھے لیکن جب ان کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت اور طرز حکومت کی خبر ہوئی تو انہوں نے آپس میں یہ طے کیا کہ ہم ایسے عظیم شخص سے جنگ کریں اور اسے قتل کر دیں، یہ کام ہمیں زیب نہیں دیتا لہٰذا وہ اپنے اس مذموم فعل سے باز رہے اور جب تک اللہ عزوجل نے چاہا آپ نہایت عدل وانصاف سے اُمورِ خلافت انجام دیتے رہے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 54: طویل ترین سفر ''دو دنوں'' میں طے کر لیا

حضرت سیدنا عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، ایک مرتبہ حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم نے اپنی توبہ سے قبل کا ایک واقعہ بتایا جو واقعات آپ کی توبہ کا سبب بنے ان میں یہ سب سے پہلا واقعہ تھا، آپ فرماتے ہیں: ''موسم گرما کی ایک سخت دوپہر، مَیں اپنے محل کے بالا خانے میں دنیا کی رنگینیوں میں مگن تھا، مجھے ہر طرح کی سہولت میسر تھی، محل کی ایک کھڑکی شارع عام کی طرف کھلتی تھی جس سے میں باہر کے نظاروں سے لطف اندوز ہوا کرتا تھا۔ اس دن بہت شدید گرمی تھی لیکن میں اپنے آرام دہ، ٹھنڈے، ہوادار بالا خانے میں اپنے رفقاء کے ساتھ بڑے سکون سے خوش گپیوں میں مصروف تھا۔ یکا یک میری نظر اس کھڑکی کی طرف پڑی جو شارع عام کی طرف کھلتی تھی۔ میں نے دیکھا کہ اس سخت گرمی میں ایک بزرگ بوسیدہ سی چادر میں لپٹا دنیا کے غموں سے بے فکر محل کی دیوار کے سائے تلے بڑے سکون سے بیٹھا ہے۔ میں اس کی یہ حالت دیکھ کر بہت حیران ہوا۔ میں نے فوراً خادم کو بلایا اور کہا: ''اس بزرگ کے پاس جاؤ اور اسے میری طرف سے سلام عرض کرنا اور کہنا کہ آپ کچھ دیر محل میں تشریف لے چلیں، ہمارا بادشاہ آپ کو بلا رہا ہے۔'' خادم فوراً بزرگ کے پاس گیا اور اسے میرا پیغام دیا۔ وہ خادم کے ساتھ میرے پاس آیا اور مجھے سلام کیا۔ میں نے جواب دیا اور اسے اپنے پہلو میں بٹھایا اس کی قربت سے مجھے دلی سکون نصیب ہوا اور میرے دل سے دنیا کی محبت زائل ہونے لگی۔ میں نے اس بزرگ کے لئے کھانا منگوایا تو اس نے کھانے سے انکار کر دیا۔ میں نے اس سے پوچھا: ''آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟'' فرمانے لگے: ''میں وراء النہر سے آیا ہوں۔'' میں نے پوچھا: ''کہاں

کا ارادہ ہے؟'' فرمانے لگے: ''ان شاءاللہ عزوجل حج کا ارادہ ہے۔'' میں بہت حیران ہوا کیونکہ اس دن ذوالحجۃ الحرام کی دو تاریخ تھی۔ میں نے پوچھا: ''آپ حج کے لئے اب روانہ ہوئے ہیں حالانکہ ذوالحجۃ الحرام کی دو تاریخ ہو چکی ہے، آپ اتنے کم وقت میں حرمین شریفین کیونکر پہنچ پائیں گے؟'' تو وہ بزرگ فرمانے لگے: ''اللہ عزوجل جو چاہتا ہے کرتا ہے، وہ ہر شے پر قادر ہے۔'' میں نے کہا: ''حضور! اگر آپ قبول فرمائیں تو میں بھی آپ کے ساتھ حرمین شریفین کی حاضری کے لئے چلوں۔'' فرمایا: ''جیسے تمہاری مرضی۔''

چنانچہ میں نے اسی وقت ارادہ کرلیا کہ اس بزرگ کی صحبت ضرور حاصل کروں گا اور اس کے ساتھ حج کرنے جاؤں گا۔ جب رات ہوئی تو اس بزرگ نے مجھ سے فرمایا: ''چلو! ہم اپنے سفر پر روانہ ہوتے ہیں۔'' میں سفر کی کچھ ضروری چیزیں لے کر ان کے ساتھ چلنے کو تیار ہو گیا۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہم رات ہی کو بلخ سے روانہ ہو گئے۔ ہم نے رات کے کچھ ہی حصہ میں کافی فاصلہ طے کرلیا پھر ہم ایک گاؤں میں پہنچے تو مجھے ایک شخص ملا میں نے اسے چند ضروری اشیاء لانے کو کہا تو اس نے فوراً وہ چیزیں حاضر کر دیں پھر ہمیں کھانا پیش کیا۔ ہم نے کھانا کھایا، پانی پیا اور اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا۔ پھر اس بزرگ نے مجھ سے فرمایا: ''اٹھئے، پھر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور چل دیئے ہم منزل پر منزل طے کرتے جاتے۔ مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ زمین ہمارے لئے سمیٹ دی گئی ہے اور خود بخود ہمیں کھینچ کر منزل کی طرف لے جا رہی ہے۔ ہم کئی شہروں اور بستیوں کو پیچھے چھوڑتے ہوئے اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھے۔ جب بھی کوئی شہر آتا تو وہ بزرگ مجھے بتاتے کہ یہ فلاں شہر ہے، یہ فلاں جگہ ہے۔

جب ہم کوفہ پہنچے تو انہوں نے مجھ سے کہا: ''تم مجھے رات کو فلاں وقت فلاں جگہ ملنا۔'' اتنا کہنے کے بعد وہ وہاں سے چلے گئے۔ جب میں وقتِ مقررہ پر اس جگہ پہنچا تو وہ بزرگ وہیں موجود تھے۔ انہوں نے مجھے دیکھا تو میرا ہاتھ پکڑا اور پھر منزل کی طرف چل دیئے۔ میں حیران تھا کہ اس بزرگ کی صحبت میں نہ تو مجھے تھکاوٹ کا احساس ہو رہا تھا اور نہ ہی کسی قسم کی وحشت محسوس ہو رہی تھی۔ ہماری منزل قریب سے قریب تر ہوتی جا رہی تھی۔ پھر اس بزرگ نے فرمایا: ''اے ابراہیم! اب ہم اپنی عقیدتوں کے مرکز اور عُشّاق کی آنکھوں کی ٹھنڈک ''**مدینہ منورہ**'' کی نور بار فضاؤں میں داخل ہونے والے ہیں۔

ہم دھڑکتے دل کے ساتھ روضۂ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر حاضر ہوئے اور درود وسلام کے نذرانے پیش کئے میرے دل کو کافی قرار نصیب ہوا، میں روضۂ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی معطر و معنبر فضاؤں میں گم ہو گیا۔

؎ ایسا گما دے ان کی وِلا میں خدا ہمیں ڈھونڈا کرے پر اپنی خبر کو خبر نہ ہو

پھر اس بزرگ نے مجھ سے فرمایا: ''اب میں کسی کام سے جارہا ہوں اور رات کے فلاں حصے میں تم مجھے فلاں جگہ ملنا۔'' اتنا کہنے کے بعد وہ بزرگ میری نظروں سے اوجھل ہوگئے پھر جب میں مقررہ وقت پر اس جگہ پہنچا تو دیکھا کہ وہ وہاں مجھ سے پہلے ہی موجود ہیں اور نماز میں مشغول ہیں۔ نماز سے فراغت کے بعد انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا: ''چلو اب ''**مکہ مکرمہ**'' کی طرف چلتے ہیں۔'' ہم نے چلنا شروع کر دیا اور تھوڑی ہی دیر بعد ہم ''**مکہ مکرمہ**'' کی مشکبار فضاؤں میں سانس لے رہے تھے۔'' اب اس بزرگ نے فرمایا: ''اے ابراہیم! اب تم **مکہ مکرمہ** پہنچ چکے ہو، اب میں تم سے جدائی چاہتا ہوں۔'' یہ سنتے ہی میں نے ان کا دامن تھام لیا اور عرض کی: ''میں آپ کی صحبتِ بابرکت سے مزید فیضیاب ہونا چاہتا ہوں۔'' اس عظیم بزرگ نے فرمایا: ''میں ملک شام جانا چاہتا ہوں۔'' میں نے کہا: ''حضور! مجھے بھی اپنی رفاقت میں شام لے چلیں۔'' فرمانے لگے: ''جب تم حج مکمل کرلو تو مجھے **بیر زمزم** کے پاس ملنا، میں وہیں تمہارا انتظار کروں گا۔'' اتنا کہنے کے بعد وہ بزرگ وہاں سے تشریف لے گئے اور میں حسرت بھری نگاہوں سے ان کو دیکھتا رہا۔ جب میں فریضہ حج ادا کر چکا تو مقررہ وقت پر **بیر زمزم** کے پاس پہنچا۔ وہ عظیم بزرگ وہاں میرے منتظر تھے مجھے دیکھ کر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہم نے خانہ کعبہ کا طواف کیا، پھر ہم **مکۂ مکرّمہ** کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے ملک شام کی طرف روانہ ہوگئے۔

ہم جب شام کی طرف روانہ ہوئے تو اس بزرگ نے ایک مقام پر پہنچ کر پہلے ہی کی طرح مجھ سے فرمایا: ''تم یہاں میرا انتظار کرنا میں فلاں وقت تمہیں یہیں ملوں گا۔'' وہ وقت مقررہ پر وہاں پہنچ گئے اسی طرح انہوں نے تین مرتبہ کیا پھر ہمیں بہت جلد شام کی سرحدیں نظر آنے لگیں۔ ہم بہت ہی قلیل وقت میں مکۂ مکرمہ سے شام پہنچ گئے۔ وہ بزرگ مجھے لے کر ''**بیت المقدس**'' پہنچے اور مسجد میں داخل ہوئے اور مجھ سے فرمانے لگے: ''اے اللہ عزوجل کے بندے! یہی میری رہائش گاہ ہے۔ اب ہماری جدائی کا وقت آگیا ہے، اللہ عزوجل تجھے اپنی حفظ وامان میں رکھے اور تم پر سلامتی ہو۔''

اس کے بعد وہ بزرگ اچانک میری نظروں سے غائب ہوگئے۔ میں نے ان کو بہت تلاش کیا لیکن مجھے وہ نہ مل سکے اور نہ ہی ان کے متعلق کسی سے کوئی معلومات مل سکیں اور میں یہ بھی نہ جان سکا کہ جس عظیم ہستی کی کچھ دنوں کی صحبت نے میری زندگی کی کایا پلٹ دی، میرے دل سے دنیا کی محبت ختم کر دی میرے اس محسن کا نام کیا ہے۔ میں اس کے نام سے بھی ناواقف رہا پھر میں اپنے دل میں اس بزرگ کی جدائی کا غم لئے شام سے بلخ کی طرف روانہ ہوا اور اب میں اس سفر کو بہت طویل محسوس کر رہا تھا اور میرا واپسی کا سفر مجھ پر بہت سخت ہوگیا تھا مجھے اس بزرگ کی رفاقت میں گزرے ہوئے نورانی لمحات بار بار یاد آرہے تھے۔ بالآخر میں سفر کی کافی صعوبتیں برداشت کر کے کئی دنوں کے بعد اپنے شہر بلخ پہنچا۔

جو واقعات میری توبہ کا سبب بنے یہ ان میں سب سے پہلا واقعہ تھا اور اس کی وجہ سے میں دنیاوی زندگی سے کافی بیزار ہو چکا تھا، مجھے اس بزرگ کے ساتھ گزرے ہوئے لمحات بار بار یاد آتے اور میں ان کے دیدار کا مشتاق ہی رہا لیکن دوبارہ ان سے ملاقات نہ ہو سکی۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم}

حکایت نمبر55: فکرِ آخرت کے لئے کوئی نہیں روتا

حضرت سیِّدنا یزید بن صلت الجوشی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے ایک عابد وزاہد دوست سے ملنے بصرہ گیا۔ جب میں ان کے گھر پہنچا تو دیکھا کہ ان کی حالت بہت نازک ہے اور شدَّتِ مرض سے قریبُ المرگ ہیں، ان کے بچے، زوجہ اور ماں باپ اِردگرد کھڑے رو رہے ہیں اور سب کے چہروں پر مایوسی عیاں ہے۔ میں نے جا کر سلام کیا اور پوچھا: ''آپ اس وقت کیا محسوس کر رہے ہیں؟'' یہ سن کر میرے وہ دوست کہنے لگے: ''میں اس وقت ایسا محسوس کر رہا ہوں جیسے میرے جسم کے اندر چیونٹیاں گھوم پھر رہی ہوں۔''

اتنی دیر میں ان کے والد رونے لگے تو میرے دوست نے پوچھا: ''اے میرے شفیق باپ! آپ کو کس چیز نے رلایا؟'' کہنے لگے: ''میرے لال! تیری جدائی کا غم مجھے رُلا رہا ہے، تیرے مرنے کے بعد ہمارا کیا بنے گا۔'' پھر ان کی ماں، بچے اور زوجہ بھی رونے لگی۔ میرے دوست نے اپنی والدہ سے پوچھا: ''اے میری مہربان وشفیق ماں! تم کیوں رو رہی ہو؟'' ماں نے جواب دیا: ''میرے جگر کے ٹکڑے! مجھے تیری فرقت کا غم رُلا رہا ہے، میں تیرے بغیر کیسے رہ پاؤں گی۔'' پھر اپنی بیوی سے پوچھا: ''تمہیں کس چیز نے رونے پر مجبور کیا؟'' اس نے بھی کہا: ''میرے سرتاج! تیرے بغیر ہماری زندگی اجیرن ہو جائے گی، جدائی کا غم میرے دل کو گھائل کر رہا ہے، تیرے بعد میرا کیا بنے گا؟'' پھر اپنے روتے ہوئے بچوں کو قریب بلایا اور پوچھا: ''میرے بچو! تمہیں کس چیز نے رُلایا ہے؟'' بچے کہنے لگے: ''آپ کے وصال کے بعد ہم یتیم ہو جائیں گے، ہمارے سر سے سایۂ پدری اٹھ جائے گا، آپ کے بعد ہمارا کیا بنے گا؟ آپ کی جدائی کا غم ہمیں رلا رہا ہے۔''

ان سب کی یہ باتیں سن کر میرے دوست نے کہا: ''مجھے بٹھا دو۔'' جب انہیں بٹھا دیا گیا تو گھر والوں سے کہنے لگے: ''تم سب دنیا کے لئے رو رہے ہو۔ تم میں سے ہر شخص میرے لئے نہیں بلکہ اپنا نفع ختم ہو جانے کے خوف سے رو رہا ہے، کیا تم

میں سے کوئی ایسا بھی ہے جسے اس بات نے رُلایا ہو کہ مرنے کے بعد قبر میں میرا کیا حال ہوگا، عنقریب مجھے وحشت ناک تنگ وتاریک قبر میں چھوڑ دیا جائے گا، کیا تم میں سے کوئی اس بات پر بھی رویا کہ مجھے مرنے کے بعد منکر ونکیر سے واسطہ پڑے گا؟ کیا تم میں سے کوئی اس خوف سے بھی رویا کہ مجھے میرے پروردگار عزوجل کے سامنے (حساب وکتاب کے لئے) کھڑا کیا جائے گا، تم میں سے کوئی بھی میری اُخروی پریشانیوں کی وجہ سے نہیں رویا بلکہ ہر ایک اپنی دنیا کی وجہ سے رو رہا ہے، پھر ایک چیخ ماری اور ان کی رُوح قفسِ عُنصری سے پرواز کرگئی۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم}

حکایت نمبر56: چوتھے آسمان کا فرشتہ

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجارت کیا کرتے تھے، ایک مُلک سے دوسرے مُلک اور ایک شہر سے دوسرے شہر مالِ تجارت لے جاتے، وہ بہت متقی وپرہیزگار تھے اور ان کی عادت تھی کہ اکیلے ہی سفر کرتے۔

اسی طرح ایک مرتبہ وہ سامانِ تجارت لے کر سفر پر روانہ ہوئے۔ جب ایک جنگل میں پہنچے تو اچانک آہنی زِرہ پہنے ایک مسلّح ڈاکو نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روک لیا اور کہا: ''اپنا سارا مال میرے حوالے کردو اور قتل ہونے کے لئے تیار ہوجاؤ۔'' یہ سن کر وہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے: ''تمہارا مقصود مال ہے تم میرا سارا مال لے لو اور مجھے جانے دو، مجھے قتل کرنے سے تمہیں کیا فائدہ ہوگا؟ یہ لو میں اپنا تمام مال تمہارے حوالے کرتا ہوں۔''

یہ سن کر ڈاکو نے کہا: ''میں تمہارا مال تو لوں گا ہی مگر تمہیں قتل بھی ضرور کروں گا۔'' اتنا کہنے کے بعد جب وہ حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھا تو اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ''جب تم میرے قتل کا ارادہ کر ہی چکے ہو تو مجھے تھوڑی مہلت دو تاکہ میں اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں سجدہ کرلوں اور اس سے دعا کرلوں۔'' یہ سن کر ڈاکو نے کہا: ''جو کرنا ہے جلدی کرو میں تمہیں قتل ضرور کروں گا، جلدی سے نماز وغیرہ پڑھ لو۔'' اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو کیا، چار رکعت نماز پڑھی، پھر سجدہ کی حالت میں اللہ ربُّ العزت عزوجل سے اس طرح دعا مانگنے لگے:

''یَا وَدُوْدُ یَا ذَاالْعَرْشِ الْمَجِیْدِ، یَا فَعَّالُ لِّمَا یُرِیْدُ، اَسْئَلُکَ بِعِزِّکَ الَّذِیْ لَا یُرَامُ وَمُلْکِ الَّذِیْ

لَایُضَامُ ، بِنُوْرِکَ الَّذِیْ مَلَأَ اَرْکَانَ عَرْشِکَ اَنْ تَکْفِیَنِیْ شَرَّ ھٰذَا اللِّصِّ ، یَا مُغِیْثُ اَغِثْنِیْ ، یَا مُغِیْثُ اَغِثْنِیْ ، یَا مُغِیْثُ اَغِثْنِیْ۔ **ترجمہ:** اے ودود! اے عرش مجید کے مالک! اے وہ ذات جو ہر ارادے کو پورا کرنے والی ہے! میں تیری عزت کا واسطہ دیتا ہوں ایسی عزت جس کی کوئی انتہاء نہیں اور اے ایسی بادشاہت کے مالک! جس پر کوئی دباؤ نہیں ڈال سکتا، میں تجھے تیرے اس نور کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں جس نے تیرے عرش کے ارکان کو منور کیا ہوا ہے، اے میرے پروردگار عزوجل! مجھے اس ڈاکو کے شر سے محفوظ رکھ، اے مدد کرنے والے! میری مدد فرما، اے مدد کرنے والے! میری مدد فرما، اے مدد کرنے والے! میری مدد فرما۔''

اس صحابی نے بڑی آہ وزاری کے ساتھ ان کلمات کے ذریعے تین مرتبہ بارگاہِ خداوندی عزوجل میں دعا کی، ابھی وہ دعا سے فارغ بھی نہ ہونے پائے تھے کہ ایک جانب سے ایک شَہسوار ہاتھ میں نیزہ لئے نمودار ہوا اور اس ڈاکو کی طرف بڑھا، جب ڈاکو نے اسے دیکھا تو اس پر حملہ کرنا چاہا لیکن سوار نے نیزے کے ایک ہی وار سے ڈاکو کا کام تمام کردیا۔ پھر وہ سوار اُس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہا: ''کھڑے ہوجایئے۔''

یہ سن کر وہ صحابیٔ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور اس سوار سے کہنے لگے: ''اے عظیم شخص! میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں! آج اس مصیبت کے دن تم نے میری مدد کی ہے، تم کون ہو؟'' سوار نے کہا: ''میں اللہ عزوجل کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہوں اور چوتھے آسمان سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد کے لئے آیا ہوں، جب آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے (ان پاکیزہ کلمات کے ساتھ) پہلی بار دعا کی تو آسمان کے دروازوں کی آواز ہمیں سنائی دی، پھر جب دوسری مرتبہ دعا کی تو ہم نے آسمان میں ایک چیخ وپکار سنی، پھر جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیسری مرتبہ یہی دعا کی تو ہمیں یہ آواز سنائی دی: ''یہ ایک پریشان حال کی دعا ہے۔ لہٰذا میں نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی: ''یا ربَّ العالمین عزوجل! مجھے اس مظلوم کی مدد کرنے اور اس ڈاکو کو قتل کرنے کی اجازت دے۔'' چنانچہ میں اللہ عزوجل کے حکم سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد کرنے آیا ہوں۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''جو شخص وضو کرے اور چار رکعت نماز پڑھے پھر ان مذکورہ بالا کلمات کے ساتھ اللہ ربُّ العزَّت عزوجل سے دعا کرے تو اس کی دعا قبول کی جاتی ہے، چاہے دعا کرنے والا حالتِ کرب میں دعا کرے یا اس کے علاوہ (یعنی جب بھی دعا کرے اس کی دعا قبول کی جاتی ہے)۔''

(موسوعة لابن ابی الدنیا، کتاب مجابی الدعوة، الحدیث:۲۳، ج۲، ص ۳۲۱۔ ۳۲۳)

یاالٰہی عزوجل جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب سے آمیں رَبَّنَا کا ساتھ ہو

حکایت نمبر 57: **پُراَسرار جزیرہ**

حضرت سیدنا **ابو ھیثم** علیہ رحمۃ اللہ الاکرم حضرت سیدنا عبداللہ بن غالب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے چند رُفقاء کے ساتھ بحری سفر پر روانہ ہوا، ہماری کشتی سمندر کے سینہ کو چیرتی ہوئی جانبِ منزل چلی جا رہی تھی۔ اچانک ہماری کشتی ایک جزیرہ کے قریب جا پہنچی، ہم نے وہاں کشتی روکی تو وہ ایک ویران اور بڑی ہولناک جگہ تھی وہاں ہمیں کوئی شخص نظر نہ آیا۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں اس جگہ کو ضرور دیکھوں گا شاید یہاں کوئی عجیب وغریب شئے نظر آئے۔ چنانچہ میں کشتی سے اُترا اور اکیلا ہی اس **پُراَسرار جزیرے** کی طرف چل دیا، وہاں کا منظر بڑا ہولناک تھا، مجھے نہ تو وہاں کوئی انسان نظر آیا نہ ہی کوئی گھر وغیرہ۔ پھر کچھ دور ایک گھر نظر آیا، میں نے جان لیا کہ اس میں ضرور کوئی نہ کوئی رہتا ہوگا اور یہاں کوئی عجیب وغریب بات ضرور ہوگی کیونکہ اس ویرانے میں کسی گھر کا موجود ہونا ایک عجیب سی بات تھی۔

میں نے تہیہ کرلیا کہ اس گھر کے راز کو ضرور جانوں گا، چنانچہ میں وہاں سے واپس اپنے دوستوں کے پاس آیا اور ان سے کہا: ''مجھے تم سے ایک کام ہے، اگر تم اسے پورا کردو تو احسان ہوگا۔'' انہوں نے پوچھا: ''بتایئے کیا کام ہے؟'' میں نے جواب دیا: ''آج رات ہم اسی جزیرہ میں قیام کریں گے اور صبح سفر پر روانہ ہوں گے۔'' میرے رفقاء میری اس خواہش پر وہیں رات بسر کرنے کے لئے تیار ہوگئے۔ میں پھر یہ سوچتے ہوئے اسی گھر کی طرف چل دیا کہ جب رات ہوگی تو اس گھر میں رہنے والے ضرور یہاں آئیں گے اور میں ان سے ملاقات کرلوں گا۔ چنانچہ میں وہیں ٹھہر گیا پھر یہ سوچ کر میں اس گھر میں داخل ہوگیا کہ آخر دیکھوں تو سہی کہ اس میں کیا ہے۔ میں نے اس چھوٹے سے گھر کو بالکل خالی پایا، اس میں صرف ایک گھڑا تھا اور وہ بھی بالکل خالی اور ایک بڑا سا تھال تھا جس میں کچھ نہ تھا، ان کے علاوہ اس گھر میں کوئی شئے نہیں تھی۔ میں ایک جگہ چھپ کر بیٹھ گیا اور رات ہونے کا انتظار کرنے لگا، جب سورج غروب ہوگیا اور رات نے اپنے پَر پھیلا دیئے تو مجھے اچانک ایک آہٹ سی محسوس ہوئی اور پہاڑ کی جانب سے ہلکی ہلکی آواز آنے لگی، میں محتاط ہوکر بیٹھ گیا اور غور سے اس آواز کو سننے لگا۔ یہ کسی نوجوان کی آواز تھی جو **اَللّٰہُ اَکْبَرُ، سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** عزّوجل کی صدائیں لگاتا ہوا اسی گھر کی طرف آرہا تھا۔ کچھ دیر بعد ایک پُرکشش نورانی شکل وصورت والا نوجوان اس گھر میں داخل ہوا، اس نے آتے ہی نماز پڑھنا شروع کردی اور کافی دیر نماز میں مشغول رہا، نماز سے فراغت کے بعد وہ اس برتن کی طرف بڑھا جو بالکل خالی تھا۔ نوجوان نے اس برتن سے کھانا شروع کردیا حالانکہ میں دیکھ چکا تھا کہ وہ برتن بالکل خالی تھا لیکن وہ نوجوان اسی برتن میں سے نہ جانے کیا کھا رہا تھا؟ کچھ دیر بعد وہ اٹھا اور گھڑے کی طرف آیا اور ایسا لگا گویا کہ اس میں سے پانی پی رہا ہو حالانکہ میں نے دیکھا تھا کہ اس گھڑے میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہ تھا، میں

بڑا حیران ہوا اور چھپ کر بیٹھا رہا۔

اس نوجوان نے کھانے پینے کے بعد اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور دوبارہ نماز میں مشغول ہوگیا اور فجر تک نماز پڑھتا رہا، فجر کے وقت مجھ سے رہا نہ گیا پس میں اس کے سامنے ظاہر ہوگیا۔ اس کی اِقتداء میں نماز فجر ادا کی، نماز کے بعد وہ نوجوان مجھ سے مخاطب ہوکر کہنے لگا: ''اے اللہ عزوجل کے بندے! تُو کون ہے اور میری اجازت کے بغیر میرے گھر میں کیسے داخل ہوگیا؟'' میں نے کہا: ''اے مردِ صالح! اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے میں کسی بُری نیت سے یہاں نہیں آیا بلکہ میں تو بھلائی ہی کے لئے یہاں آیا ہوں، مجھے چند باتوں سے بڑی حیرانی ہوئی ہے، میں نے آپ کے آنے سے پہلے گھڑے کو دیکھا تھا تو اس میں پانی بالکل نہ تھا لیکن آپ نے اسی میں سے پانی پیا، اسی طرح جس برتن سے آپ نے کھانا کھایا وہ تو بالکل خالی تھا پھر آپ نے کیسے کھانا کھایا؟ میرے لئے یہ باتیں بڑی حیران کن ہیں۔'' یہ سن کر وہ نوجوان کہنے لگا: ''تم نے بالکل ٹھیک کہا کہ وہ برتن اور گھڑا خالی تھا لیکن میں نے جو کھانا اس برتن سے کھایا وہ ایسا کھانا نہیں جسے لوگ طلب کرتے ہیں، اسی طرح میں نے جو پانی پیا وہ ایسا نہیں جیسا لوگ پیتے ہیں۔''

یہ سن کر میں نے اس نوجوان سے کہا: ''اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو تازہ مچھلی لاکر دوں''؟ نوجوان کہنے لگا: ''کیا تم مجھے (دنیوی) غذا کی دعوت دے رہے ہو؟'' میں نے کہا: ''اے نوجوان! اس اُمت کو یہ حکم نہیں دیا گیا جیسے آپ کر رہے ہیں بلکہ ہمیں تو یہ حکم دیا گیا کہ جماعت کے ساتھ رہیں، مساجد میں حاضر ہوں، باجماعت نماز کی فضیلت حاصل کریں، مریضوں کی عیادت کریں، مسلمانوں کے جنازوں میں حاضر ہوں اور مخلوقِ خدا عزوجل کی خیر خواہی کریں، لیکن آپ نے یہ سب کام چھوڑ کر گوشہ نشینی اختیار کرلی ہے اور ان سعادتوں سے محروم ہوگئے ہیں۔'' یہ سن کر وہ نوجوان کہنے لگا: ''آپ نے جو باتیں ذکر کیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عزوجل مجھے وہ تمام سعادتیں حاصل ہیں، یہاں قریب ہی ایک بستی ہے جہاں جاکر میں عوام الناس کی خیر خواہی بھی کرتا ہوں اور آپ کے ذکر کردہ باقی اُمور بھی سرانجام دیتا ہوں۔'' اتنا کہنے کے بعد اس نوجوان نے ایک پرچہ پر کچھ لکھا اور پھر زمین پر لیٹ گیا میں سمجھا کہ شاید اس کا اِنتقال ہوگیا، قریب جاکر دیکھا تو وہ واقعی خالقِ حقیقی عزوجل سے جاملے تھے۔ جب ان کی قبر کھودی گئی تو اس سے مُشک کی خوشبو آرہی تھی۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر 58:

نصیحت آموز چار اشعار

حضرت سیدنا محمد بن محمد صوفی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ میں ایک بار موسمِ سرما کی بہت سرد رات کسی کام سے ''حلوان'' کی پہاڑیوں میں گیا۔ سردی اپنی انتہاء کو پہنچ چکی تھی ، میں نے اپنے جسم پر دوہرا لباس پہنا ہوا تھا اور ایک موٹا کمبل بھی اوڑھ رکھا تھا لیکن پھر بھی سردی کی وجہ سے مجھے بہت پریشانی ہو رہی تھی۔ اچانک میری نظر ایک نوجوان پر پڑی جس کے جسم پر صرف دو چادریں تھیں جن سے صرف ستر پوشی ہو سکتی تھی، اس کے علاوہ اس کے پاس کوئی کپڑا نہیں تھا۔ وہ بالکل مطمئن نظر آرہا تھا گویا سردی کی وجہ سے اسے کوئی پریشانی ہی نہیں۔ میں اس کی جانب بڑھا لیکن وہ مجھ سے دُور ہٹ کر چلنے لگا۔ میں پھر اس کے قریب گیا لیکن وہ مجھ سے دور ہو گیا، پھر میں جلدی جلدی چلا اور اس کے پاس پہنچ گیا اور پوچھا: ''تم مجھ سے دور کیوں بھاگ رہے ہو؟'' کیا میں کوئی درندہ ہوں جو تم مجھ سے دوری چاہ رہے ہو؟'' یہ سن کر اس نوجوان نے کہا: ''اگر ستّر (70) درندے میرے سامنے آجائیں تو مجھے ان سے اِتنی پریشانی نہیں ہوگی جتنی تمہاری ملاقات سے ہو رہی ہے۔''

میں نے اس سے کہا: ''اتنی سخت سردی میں تم نے صرف دو معمولی چادریں جسم پر لپیٹی ہوئی ہیں اور تمہیں سردی کا احساس تک نہیں ہو رہا اور میری حالت یہ ہے کہ سردی سے حفاظت کے لئے کئی کپڑے موجود ہیں پھر بھی سردی محسوس کر رہا ہوں، تم مجھے کوئی نصیحت کرو تا کہ میں اپنے رب عزوجل سے صلح کرلوں اور میرے دل میں اس کی محبت راسخ ہو جائے۔'' وہ نوجوان کہنے لگا: ''کیا تم نصیحت آموز باتیں سننا چاہتے ہو؟'' میں نے کہا: ''ہاں۔'' پھر اس نوجوان نے یہ چار اشعار پڑھے:

إِذَا مَا عَدَتِ النَّفُسُ عَنِ الْحَقِّ زَجَرُنَاهَا

وَإِنْ مَالَتْ إِلَى الدُّنُيَا عَنِ الْأُخُرٰى مَنَعُنَاهَا

تُخَادِعُنَا وَنَخُدَعُهَا وَبِالصَّبُرِ غَلَبُنَاهَا

لَهَا خَوُفٌ مِّنَ الْفَقُرِ وَفِيُ الْفَقُرِ اَنَخُنَاهَا

ترجمہ: (۱)......جب کبھی نفس اللہ عزوجل کے معاملہ میں کوتاہی کرتا ہے تو ہم اسے زجر و توبیخ کرتے ہیں۔

(۲)......جب اُخروی نعمتوں کو چھوڑ کر دنیا کی طرف مائل ہوتا ہے تو ہم اسے منع کر دیتے ہیں۔

(۳)......نفس ہمیں دھوکا دینا چاہتا ہے تو ہم بھی اس کا مقابلہ کرتے ہیں اور صبر کی وجہ سے اس پر غالب آجاتے ہیں۔

(۴)......نفس فقر و فاقہ سے خوف زدہ ہوتا ہے جبکہ ہم فقر و فاقہ کی وجہ سے خوش ہوتے ہیں۔

اس کے بعد وہ نوجوان میری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ تین یا چار دن کے بعد جب میری واپسی ہوئی تو میں نے حضرت سیدنا ابراہیم بن شیبان علیہ رحمۃ اللہ المنّان سے ملاقات کی اور اس نوجوان کی باتوں کی وجہ سے میری یہ حالت تھی کہ میں نے

کمبل اُتار پھینکا تھا اور صرف سادہ لباس پہنا ہوا تھا حالانکہ سخت سردی تھی جب میں ابراہیم بن شیبان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے پاس پہنچا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ سے پوچھا: ''سفر میں تمہاری ملاقات کس سے ہوئی۔'' میں نے اس نوجوان کا واقعہ بتایا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمانے لگے: ''وہ ابومحمد بسطامی علیہ رحمۃ اللہ الوالی تھے اور اس دن وہ مجھ سے ملاقات کر کے گئے تھے، جو اشعار انہوں نے تمہیں سنائے وہ ہمیں بھی سناؤ۔'' میں نے وہ اَشعار سنانا شروع کئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا: ''یہ اَشعار بہت نصیحت آموز ہیں، انہیں لکھ لو۔'' چنانچہ انہوں نے وہ اشعار قلم بند کر لئے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر59: اور وہ زندہ ہو گیا......!

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم ایک انصاری نوجوان کی عیادت کے لئے گئے، وہ اپنی بوڑھی ماں کا اِکلوتا بیٹا تھا اور وہ مرض الموت میں مبتلا تھا، عیادت کے بعد ہم واپس ہونے والے ہی تھے کہ اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ ہم وہیں ٹھہر گئے، اس کی آنکھیں بند کیں اور اس پر چادر ڈال دی۔ اس نوجوان کی بوڑھی ماں ہمارے قریب ہی کھڑی تھی، ہم نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا: ''یہ جو مصیبت تجھ پر آن پڑی ہے اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر اس پر صبر کر۔'' یہ سن کر وہ بڑھیا کہنے لگی: ''کیا ہوا، کیا میرا بیٹا مر گیا؟'' ہم نے کہا: ''جی ہاں۔'' اس نے کہا: ''کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟'' ہم نے کہا: ''ہم سچ کہہ رہے ہیں، واقعی تمہارے بیٹے کا اِنتقال ہو چکا ہے۔'' یہ سن کر اس بوڑھی عورت نے دعا کے لئے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے اور بڑی آہ وزاری سے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس طرح عرض گزار ہوئی:

''اے میرے پروردگار عزوجل! میں تجھ پر ایمان لائی اور تیرے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف میں نے ہجرت کی، مجھے تیری ذات سے اُمیدِ واثق ہے کہ تُو ہر مصیبت میں میری مدد کرے گا۔ اے پروردگار عزوجل! آج کے دن مجھ پر (میرے بیٹے کی جدائی کی) مصیبت کا بوجھ نہ ڈال۔'' حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ابھی وہ بڑھیا اپنی دعا سے فارغ بھی نہ ہونے پائی تھی کہ اس کے مردہ بیٹے کے منہ سے کپڑا ہٹ گیا اور وہ (مسکراتا ہوا) اٹھ بیٹھا اور پھر ہم سب نے مل کر کھانا کھایا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

ہاتھ اُٹھتے ہی بر آئے ہر مُدَّعا ... وہ دعاؤں میں مولیٰ اثر چاہیے

حکایت نمبر60:

آسمانی لشکر

حضرت سیدنا ابو عتبہ الخوّاص علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق فرماتے ہیں: میری ملاقات ایک ایسے شخص سے ہوئی جو ان عظیم ہستیوں میں سے تھا جنہوں نے اپنے آپ کو عبادت الٰہی عزوجل کے لئے وقف کر رکھا تھا اور لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو کر پہاڑوں میں عبادت کیا کرتے تھے۔ اس شخص نے مجھے بتایا: ''دنیا میں مجھے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اور ابدالوں سے ملاقات کرنے اور ان کی صحبت سے برکتیں لوٹنے سے زیادہ کوئی چیز مرغوب ومحبوب نہ تھی، میں بزرگوں کی تلاش میں جگہ جگہ پھرتا، جنگلوں اور پہاڑوں میں جاتا اس اُمید پر کہ شاید کسی اللہ عزوجل کے ولی سے ملاقات ہو جائے۔''

ایک مرتبہ اسی طرح گھومتا پھرتا میں ایک ایسے ساحل پر پہنچ گیا جہاں بالکل آبادی نہ تھی اور نہ ہی اس ساحل کی طرف کشتیاں آتی تھیں، وہ ایک ویران جگہ تھی، اچانک میری نظر ایک شخص پر پڑی جو پہاڑ کی اوٹ سے آرہا تھا، جب اس نے مجھے دیکھا تو ایک طرف دوڑ لگا دی۔ میں بھی اس کی طرف دوڑا کہ شاید یہ کوئی اللہ عزوجل کا ولی ہے، میں اس سے ملاقات ضرور کروں گا، میں اس کے پیچھے پیچھے بھاگ رہا تھا کہ اچانک اس کا پاؤں پھسلا اور وہ گر پڑا، میں اس کے قریب پہنچ گیا اور اس سے پوچھا: ''اے اللہ عزوجل کے بندے! تُو مجھ سے خوفزدہ ہو کر کیوں بھاگ رہا ہے؟''

وہ خاموش رہا اور مجھ سے کوئی بات نہ کی۔'' میں نے اس سے کہا: ''میں تو تجھ سے نصیحت آموز اور خیر کی باتیں سننا چاہتا ہوں، مجھے کچھ خیر و بھلائی کی باتیں بتاؤ۔'' یہ سن کر وہ شخص کہنے لگا: ''تم جہاں بھی رہو حق کو اپنے اوپر لازم کرلو، اللہ عزوجل کی قسم! میں اپنی ایسی اچھائیاں نہیں پاتا جن کی مثل تمہیں دعوت دوں کہ تم بھی ایسی ہی اچھائیاں کرو۔'' پھر اس شخص نے چیخ ماری اور زمین پر گر پڑا۔ جب اسے دیکھا تو پتا چلا کہ اس کی روح جسم سے جدا ہو چکی ہے۔

میں بہت پریشان ہوا کہ اس ویرانے میں اس کی تجہیز و تکفین کیسے کروں گا، یہاں میری مدد کو کون آئے گا، یہاں تو دور دور تک آبادی کا نام ونشان نہیں۔ میں اسی شش وپنج میں رہا یہاں تک کہ رات نے اپنے پر پھیلانا شروع کر دیئے اور ہر طرف تاریکی چھا گئی۔ میں ایک طرف جا کر بیٹھ گیا تھوڑی ہی دیر بعد مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا۔ میں نے خواب دیکھا کہ آسمان سے چار لشکر اس پہاڑ پر اُترے اور انہوں نے اس شخص کے لئے قبر کھودی، پھر اسے کفن پہنایا اور نمازِ جنازہ پڑھ کر اسے دفن کر دیا۔

اچانک میری آنکھ کھل گئی اور میں خواب سے بہت خوفزدہ تھا۔ باقی رات میں نے جاگ کر گزاری، نیند میری آنکھوں سے بہت دور تھی۔ جب صبح ہوئی تو میں اسی جگہ پہنچا جہاں اس شخص کو مردہ حالت میں چھوڑا تھا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہاں اس کی لاش موجود نہ تھی۔ میں نے خوب تلاش کیا لیکن اس کی لاش نہ مل سکی پھر مجھے وہاں سے کچھ فاصلہ پر ایک تازہ قبر نظر آئی، میں

سمجھ گیا کہ یہ وہی قبر ہے جسے میں نے خواب میں دیکھا تھا۔

؎ محبت میں اپنی گما یا الٰہی عزوجل نہ پاؤں میں اپنا پتا یا الٰہی عزوجل

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

حکایت نمبر61: سمندر کی لہروں پر چلنے والا نوجوان

حضرت سیدنا یوسف بن الحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں کہ جب حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی صحبت میں رہتے ہوئے مجھے کافی عرصہ گزر گیا اور میں ان سے بہت زیادہ مانوس ہوگیا۔

تو ایک مرتبہ میں نے ہمت کر کے ان سے پوچھا: ''حضور! آپ کو سب سے پہلے کون سا عجیب وغریب واقعہ پیش آیا؟'' یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا: ''میں ایامِ جوانی میں خوب لہو ولعب کی محفلوں میں مگن رہتا اور دنیا کی رنگینیوں نے میری آنکھوں پر غفلت کا پردہ ڈال رکھا تھا پھر اللہ عزوجل نے مجھے توبہ کی توفیق عطا فرمائی اور میں تمام معاملات چھوڑ کر حج کے ارادے سے ساحلِ سمندر پر آیا، وہاں میں نے ایک بحری جہاز پایا جس میں مصری تاجر سوار تھے، میں بھی ان کے ساتھ جا ملا۔

اس جہاز میں ہمارے ساتھ ایک نہایت حسین وجمیل نوجوان بھی تھا جس کی پیشانی سے سجدوں کا نور جھلک رہا تھا اور اس کے منور چہرے نے گویا ساری فضا کو نور بار کیا ہوا تھا۔ جب ہمارا جہاز کافی فاصلہ طے کر چکا اور وسطِ سمندر میں آگیا تو جہاز کے مالک کی رقم سے بھری تھیلی گم ہوگئی۔ اس نے پُوچھ گچھ کی لیکن تھیلی نہ ملی، لہٰذا اس نے سب سواروں کو جمع کیا اور سب کی تلاشی لینا شروع کردی لیکن تھیلی کسی کے پاس بھی نہ ملی بالآخر جب تلاشی لینے والا اس نوجوان کے پاس آیا تو اس نوجوان نے اچانک جہاز سے سمندر میں چھلانگ لگادی۔ یہ دیکھ کر میں حیرت میں ڈوب گیا کہ سمندر کی موجوں نے اسے نہ ڈبویا بلکہ وہ اس کے لئے تخت کی طرح ہوگئیں اور وہ نوجوان لہروں پر اس طرح بیٹھ گیا جس طرح کوئی تخت پر بیٹھتا ہے، ہم سب مسافر بڑی حیرانگی سے اسے دیکھ رہے تھے۔ پھر اس نوجوان نے کہا:

''اے میرے پاک پروردگار عزوجل! ان لوگوں نے مجھ پر چوری کی تہمت لگائی ہے۔ اے میرے دل کے محبوب عزوجل! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ تُو سمندر کے تمام جانوروں کو حکم فرما کہ وہ اپنے اپنے مونہوں میں ہیرے جواہرات لے کر ظاہر ہو جائیں۔''

حضرت سیدنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ابھی اس عظیم نوجوان کا کلام مکمل بھی نہ ہونے پایا تھا کہ جہاز کے چاروں جانب سمندری جانور ظاہر ہوگئے، سب کے مونہوں میں اتنے زیادہ ہیرے جواہرات تھے کہ ان کی چمک سے سارا سمندر روشن ہوگیا اور ہماری آنکھیں چندھیانے لگیں پھر اس نوجوان نے پانی کی موجوں سے چھلانگ لگائی اور لہروں پر چلتا ہوا ہماری نگاہوں سے اوجھل ہوگیا، وہ عظیم نوجوان یہ آیت تلاوت کرتا جا رہا تھا:

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۝ (پ۱، الفاتحۃ:۴) ترجمۂ کنزالایمان: ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں۔

حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ الولی فرماتے ہیں: یہی وہ پہلا واقعہ ہے جس کی وجہ سے مجھے سیر و سیاحت کا شوق ہوا کیونکہ سیر و سیاحت میں اکثر اولیاء کرام رحمہم اللہ المبین سے ملاقات ہوتی ہے اور حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عظیم ہے:

''میری اُمت میں ہمیشہ 30 مرد ایسے رہیں گے جن کے دل حضرت ابراہیم خلیل اللہ (علیہ السلام) کے دل پر ہوں گے جب ان میں سے کوئی ایک مرجائے گا تو اللہ عزوجل اس کی جگہ دوسرا بدل دے گا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عبادۃ بن الصامت، الحدیث:۲۲۸۱۵، ج۸، ص ۴۱۰-۴۱۱)

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

حکایت نمبر62:

بارہ سواروں کا قافلہ

حضرت سیدنا امام اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: مجھے ایک بزرگ نے یہ واقعہ سنایا کہ میں اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی تلاش میں ہر وقت سرگرداں رہتا اور ان کی قیام گاہوں کو ڈھونڈنے کے لئے صحراؤں، پہاڑوں اور جنگلوں میں پھرتا تاکہ ان کی صحبت سے فیض یاب ہوسکوں۔

ایک مرتبہ اسی مقصد کے لئے مصر کی طرف روانہ ہوا، جب میں مصر کے قریب پہنچا تو ویران سی جگہ میں ایک خیمہ دیکھا، جس میں ایک ایسا شخص موجود تھا جس کے ہاتھ، پاؤں اور آنکھیں (جذام کی) بیماری سے ضائع ہوچکی تھیں لیکن اس حالت میں بھی وہ مردِ عظیم ان الفاظ کے ساتھ اپنے رب عزوجل کی حمد و ثناء کر رہا تھا:

''اے میرے پروردگار عزوجل! میں تیری وہ حمد کرتا ہوں جو تیری تمام مخلوق کی حمد کے برابر ہو۔ اے میرے پروردگار عزوجل! بے شک تُو تمام مخلوق کا خالق ہے اور تو سب پر فضیلت رکھتا ہے، میں اس انعام پر تیری حمد کرتا ہوں کہ تُو نے مجھے اپنی مخلوق میں کئی لوگوں سے افضل بنایا۔''

وہ بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اس شخص کی یہ حالت دیکھی تو میں نے کہا: ''خدا عزوجل کی قسم! میں اس شخص سے یہ ضرور پوچھوں گا کہ کیا حمد کے یہ پاکیزہ کلمات تمہیں سکھائے گئے ہیں یا تمہیں الہام ہوئے ہیں؟'' چنانچہ اسی ارادے سے میں اس کے پاس گیا اور اسے سلام کیا، اس نے میرے سلام کا جواب دیا۔ میں نے کہا: ''اے مردِ صالح! میں تم سے ایک چیز کے متعلق سوال کرنا چاہتا ہوں کیا تم مجھے جواب دو گے؟'' وہ کہنے لگا: ''اگر مجھے معلوم ہوا تو ان شاء اللہ عزوجل ضرور جواب دوں گا۔'' میں نے کہا: ''وہ کونسی نعمت ہے جس پر تُم اللہ عزوجل کی حمد کر رہے ہو اور وہ کونسی فضیلت ہے جس پر تُم شکر ادا کر رہے ہو؟'' (حالانکہ تمہارے ہاتھ، پاؤں اور آنکھیں وغیرہ سب ضائع ہو چکی ہیں پھر بھی تُم کس نعمت پر حمد بجالا رہے ہو۔)

وہ شخص کہنے لگا: ''کیا تو دیکھتا نہیں کہ میرے رب عزوجل نے میرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' میں نے کہا: ''کیوں نہیں، میں سب دیکھ چکا ہوں۔'' پھر وہ کہنے لگا: ''دیکھو! اگر اللہ عزوجل چاہتا تو مجھ پر آسمان سے آگ برسا دیتا جو مجھے جلا کر راکھ بنا دیتی، اگر وہ پروردگار عزوجل چاہتا تو پہاڑوں کو حکم دیتا اور وہ مجھے تباہ و برباد کر ڈالتے، اگر اللہ عزوجل چاہتا تو سمندر کو حکم فرماتا جو مجھے غرق کر دیتا یا پھر زمین کو حکم فرماتا تو وہ مجھے اپنے اندر دھنسا دیتی لیکن دیکھو، اللہ عزوجل نے مجھے ان تمام مصیبتوں سے محفوظ رکھا پھر میں اپنے رب عزوجل کا شکر کیوں نہ ادا کروں، اس کی حمد کیوں نہ کروں اور اس پاک پروردگار عزوجل سے محبت کیوں نہ کروں؟''

پھر مجھ سے کہنے لگا: ''مجھے تم سے ایک کام ہے، اگر کر دو گے تو تمہارا احسان ہوگا، چنانچہ وہ کہنے لگا: ''میرا ایک بیٹا ہے جو نماز کے اوقات میں آتا ہے اور میری ضروریات پوری کرتا ہے اور اسی طرح افطاری کے وقت بھی آتا ہے لیکن کل سے وہ میرے پاس نہیں آیا، اگر تم اس کے بارے میں معلومات فراہم کر دو تو تمہارا احسان ہوگا۔'' میں نے کہا: ''میں تمہارے بیٹے کو ضرور تلاش کروں گا اور پھر میں یہ سوچتے ہوئے وہاں سے چل پڑا کہ اگر میں نے اس مردِ صالح کی ضرورت پوری کر دی تو شاید اسی نیکی کی وجہ سے میری مغفرت ہو جائے۔'' چنانچہ میں اس کے بیٹے کی تلاش میں ایک طرف چل دیا، چلتے چلتے جب ریت کے دو ٹیلوں کے درمیان پہنچا تو وہاں کا منظر دیکھ کر میں ٹھٹھک کر رُک گیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک درندہ ایک لڑکے کو چیر پھاڑ کر اس کا گوشت کھا رہا ہے، میں سمجھ گیا کہ یہ اسی شخص کا بیٹا ہے، مجھے اس کی موت پر بہت افسوس ہوا اور میں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا اور واپس اسی شخص کے خیمے کی طرف چل دیا۔

میں یہ سوچ رہا تھا کہ اگر میں نے اس پریشان حال شخص کو اس کے بیٹے کی موت کی خبر فوراً ہی سنا دی تو وہ یہ خبر سن کر کہیں

مرہی نہ جائے، آخر کس طرح اسے یہ غمناک خبر سناؤں کہ اسے صبر نصیب ہوجائے چنانچہ میں اس شخص کے پاس پہنچا، اسے سلام کیا اس نے جواب دیا، پھر میں نے اس سے پوچھا: ''میں تم سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں کیا تم جواب دو گے؟'' یہ سن کر وہ کہنے لگا کہ اگر مجھے معلوم ہوا تو ان شاء اللہ عزوجل ضرور جواب دوں گا۔'' میں نے کہا: ''تم یہ بتاؤ کہ اللہ عزوجل کے ہاں حضرت سیدنا ایوب علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام ومرتبہ زیادہ ہے یا آپ کا؟'' یہ سن کر وہ کہنے لگا: ''یقیناً حضرت سیدنا ایوب علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا مرتبہ ومقام ہی زیادہ ہے۔'' پھر میں نے کہا: ''جب آپ علیہ السلام کو مصیبتیں پہنچیں تو آپ علیہ السلام نے ان بڑی بڑی مصیبتوں پر صبر کیا یا نہیں؟'' وہ کہنے لگا: ''حضرت سیدنا ایوب علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے کما حقُّہٗ مصیبتوں پر صبر کیا۔'' پھر میں نے کہا: ''ان کو تو اس قدر بیماری اور مصیبتیں پہنچیں کہ جو لوگ ان سے بہت زیادہ محبت کیا کرتے تھے انہوں نے بھی آپ علیہ السلام سے دوری اختیار کر لی اور راہ چلنے والے آپ علیہ السلام سے اعراض کرتے ہوئے چلتے تھے۔ کیا آپ علیہ السلام نے ایسی حالت میں صبر سے کام لیا یا نہیں؟'' وہ شخص کہنے لگا: '' آپ علیہ السلام نے ایسی حالت میں بھی صبر وشکر سے کام لیا اور صبر وشکر کا حق ادا کیا۔'' یہ سن کر میں نے اس شخص سے کہا: ''پھر تم بھی صبر سے کام لو، سنو! اپنے جس بیٹے کا تم نے تذکرہ کیا تھا اس کو درندہ کھا گیا ہے۔''

یہ سن کر اس شخص نے کہا: ''تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے میرے دل میں دنیا کی حسرت ڈالی۔'' پھر وہ شخص رونے لگا اور روتے روتے اس نے جان دے دی۔ میں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا اور سوچنے لگا کہ میں اس جنگل بیابان میں اکیلے اس کی تجہیز وتکفین کیسے کروں گا، یہاں اس ویرانے میں میری مدد کو کون آئے گا۔ ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک ایک سمت مجھے دس بارہ سواروں کا قافلہ نظر آیا۔ میں نے انہیں اشارے سے اپنی طرف بلایا تو وہ میرے پاس آئے اور مجھ سے پوچھا: ''تم کون ہو اور یہ مردہ شخص کون ہے؟'' میں نے انہیں سارا واقعہ سنایا تو وہ وہیں رُک گئے اور اس شخص کو سمندر کے پانی سے غسل دیا اور اسے وہ کفن پہنایا جو ان کے پاس تھا پھر مجھے اس کی نماز جنازہ پڑھانے کو کہا تو میں نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور انہوں نے میری اِقتداء میں نماز جنازہ ادا کی۔

پھر ہم نے اس عظیم شخص کو اسی خیمہ میں دفن کر دیا۔ ان نورانی چہروں والے بزرگوں کا قافلہ ایک طرف روانہ ہوگیا، میں وہیں اکیلا رہ گیا، رات ہوچکی تھی لیکن میرا وہاں سے جانے کو دل نہیں چاہ رہا تھا، مجھے اس صابر وشاکر انسان سے محبت ہوگئی تھی، میں اس کی قبر کے پاس ہی بیٹھ گیا، کچھ دیر بعد مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا تو میں نے خواب میں ایک نورانی منظر دیکھا کہ میں اور وہ شخص ایک سبز قبے میں موجود ہیں اور وہ سبز لباس زیبِ تن کئے کھڑے ہو کر قرآنِ حکیم کی تلاوت کر رہا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا: ''کیا تُو میرا وہی دوست نہیں جس پر مصیبتیں ٹوٹ پڑی تھیں اور وہ اِنتقال کر گیا تھا؟'' اس نے مسکراتے ہوئے کہا: ''ہاں! میں

وہی ہوں ۔'' پھر میں نے پوچھا: ''تمہیں یہ عظیم الشان مرتبہ کیسے ملا اور تمہارے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟'' یہ سن کر وہ کہنے لگا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ! مجھے میرے رب عزوجل نے ان لوگوں کے ساتھ جنت میں مقام عطا فرمایا ہے جو مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں اور جب انہیں کوئی خوشی پہنچتی ہے تو شکرادا کرتے ہیں ۔''

حضرت سیدنا امام اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے جب سے اس بزرگ سے یہ واقعہ سنا ہے تب سے میں اہل مصیبت سے بہت زیادہ محبت کرنے لگا ہوں ۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

مَصائب میں کبھی حَرفِ شِکایت لَب پہ مت لانا — وہ کرکے مُبتلا بندوں کو اپنے آزماتا ہے
زباں پر شکوہ رنج والم لایا نہیں کرتے — نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نام لیوا غم سے گھبرایا نہیں کرتے

حکایت نمبر63:

قدرت کا کرشمہ

حضرت سیدنا زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میرے والد نے بتایا کہ ایک مرتبہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کے درمیان جلوہ فرما تھے کہ اچانک ہمارے قریب سے ایک شخص گزرا جس نے اپنے بچے کو کندھوں پر بٹھا رکھا تھا۔ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ان باپ بیٹے کو دیکھا تو فرمایا: ''جتنی مشابہت ان دونوں میں پائی جارہی ہے میں نے آج تک ایسی مشابہت اور کسی میں نہیں دیکھی۔'' یہ سن کر اس شخص نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! میرے اس بچے کا واقعہ بہت عجیب وغریب ہے، اس کی ماں کے فوت ہونے کے بعد اس کی ولادت ہوئی ہے۔'' یہ سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''پورا واقعہ بیان کرو۔'' وہ شخص عرض کرنے لگا: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! میں جہاد کے لئے جانے لگا تو اس کی والدہ حاملہ تھی، میں نے جاتے وقت دعا کی: ''اے اللہ عزوجل! میری زوجہ کے پیٹ میں جو حمل ہے میں اُسے تیرے حوالے کرتا ہوں، تُو ہی اس کی حفاظت فرمانا۔''

یہ دعا کرکے میں جہاد کے لئے روانہ ہوگیا جب میں واپس آیا تو مجھے بتایا گیا کہ میری زوجہ کا انتقال ہوگیا ہے، مجھے بہت افسوس ہوا۔ایک رات میں نے اپنے چچازاد بھائی سے کہا: ''مجھے میری بیوی کی قبر پر لے چلو۔'' چنانچہ ہم جنت البقیع میں پہنچے اور اس نے میری بیوی کی قبر کی نشاندہی کی۔ جب ہم وہاں پہنچے تو دیکھا کہ قبر سے روشنی کی کرنیں باہر آرہی ہیں۔ میں نے

اپنے چچازاد بھائی سے کہا: ''یہ روشنی کیسی ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''اس قبر سے ہر رات اسی طرح روشنی ظاہر ہوتی ہے، نہ جانے اس میں کیا راز ہے؟'' جب میں نے یہ سنا تو ارادہ کیا کہ میں ضرور اس قبر کو کھود کر دیکھوں گا۔'' چنانچہ میں نے پھاوڑا منگوایا ابھی قبر کھودنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ قبر خود بخود کھل گئی۔ جب میں نے اس میں جھانکا تو اللہ عزوجل کی **قدرت کا کرشمہ** نظر آیا کہ یہ میرا بچہ اپنی ماں کی گود میں بیٹھا کھیل رہا تھا جب میں قبر میں اُترا تو کسی ندا دینے والے نے ندا دی: ''تُو نے جو امانت اللہ عزوجل کے پاس رکھی تھی وہ تجھے واپس کی جاتی ہے، جا! اپنے بچے کو لے جا، اگر تُو اس کی ماں کو بھی اللہ عزوجل کے سپرد کر جاتا تو اسے بھی صحیح وسلامت پاتا۔'' پس میں نے اپنے بچے کو اٹھایا اور قبر سے باہر نکالا جیسے ہی میں قبر سے باہر نکلا قبر پہلے کی طرح دوبارہ بند ہوگئی۔

(میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! صحابیٔ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا بیٹا اللہ عزوجل کے سپرد کیا تو اللہ عزوجل نے اسے قبر میں بھی زندہ رکھا۔ اے اللہ عزوجل! ہم بھی اپنا ایمان تیرے سپرد کرتے ہیں تو ہمارے ایمان کی حفاظت فرمانا اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرمانا)

مسلماں ہے عطاؔر تیری عطا سے ہو ایمان پر خاتمہ یا الٰہی عزوجل

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 64:

ایک پُراثر پیغام

حضرت سیدنا نافع طاحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میرا گزر حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے ہوا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا: ''تم کون ہو؟'' میں نے کہا: ''میں عراق کا رہنے والا ہوں۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''کیا تم حضرت سیدنا عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جانتے ہو؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''حضرت سیدنا عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے ساتھ پڑھا کرتے تھے اور میرے بہت گہرے دوست تھے، پھر انہوں نے حکومتی عہدہ طلب کیا اور بصرہ کے والی بن گئے، تم جب بصرہ پہنچو تو ان کے پاس جانا۔ جب وہ پوچھیں: ''کیا تمہیں کوئی حاجت ہے؟'' تو کہنا: ''میں آپ سے تنہائی میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔'' پھر جب وہ تنہائی میں تم سے ملاقات کریں تو کہنا: ''میں حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیغام لے کر آیا ہوں، انہوں نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور کہا ہے: ''ہم کھجوریں کھاتے ہیں اور پانی پیتے ہیں، زندگی ہماری بھی گزر رہی ہے اور تمہاری بھی گزر رہی ہے۔''

حضرت سیدنا نافع طاحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''جب میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس

حاضر ہوا اور انہوں نے مجھ سے پوچھا: ''کیا تمہیں مجھ سے کوئی کام ہے؟'' میں نے کہا: ''میں علیحدگی میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں، پھر میں نے کہا: ''میں حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیغام لے کر آیا ہوں۔'' جیسے ہی انہوں نے یہ سنا تو مجھے ایسا لگا جیسے وہ کانپ رہے ہوں، میں نے کہا: انہوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ ''ہم تو کھجوریں کھا کر اور پانی پی کر گزارہ کر لیتے ہیں، زندگی ہماری بھی گزر رہی ہے اور تمہاری بھی۔'' اتنا سننا تھا کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا منہ چادر میں چھپایا اور اتنا روئے کہ چادر آنسوؤں سے تر ہوگئی۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر 65:

روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں

حضرت سیدنا ابوسلیم الھذلی علیہ رحمۃ اللہ الولی فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر نے جو آخری خطبہ دیا وہ ان کلمات پر مشتمل تھا: تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں اور درود وسلام ہو نبیٔ آخر الزماں حضرت سیدنا محمد مصطفی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر،

اَمَّا بعد: اے لوگو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہیں فضول پیدا نہیں فرمایا اور نہ ہی تمہارے معاملات یونہی چھوڑ دیئے جائیں گے یعنی تمہارے اُمور نظر انداز نہیں کئے جائیں گے، بے شک تمہارے لئے ایک دن مقرّر ہے جس میں تمہارا حساب وکتاب ہوگا اور اس دن اللہ عزوجل تمہارے اعمال کا فیصلہ فرمائے گا، اس دن جو شخص اللہ عزوجل کی رحمت سے محروم رہا اور اس جنت کے حصول سے محروم رہا جس کی چوڑائی زمین وآسمان کے برابر ہے تو خدا عزوجل کی قسم! وہ شدید نقصان اور گھاٹے میں رہا جو تھوڑی چیزوں کو زیادہ کے بدلے خریدتا ہے اور باقی رہنے والی اُخروی نعمتوں کے بدلے فانی (دنیوی نعمتوں) کو خریدتا ہے، اور امن کے بدلے خوف کو ترجیح دیتا ہے، کیا تمہیں یہ بات معلوم نہیں کہ تم جن کی اولاد ہو وہ اس دنیا سے جاچکے اور موت کا مزہ چکھ چکے اسی طرح عنقریب تم بھی اس دارِفانی سے رخصت ہو جاؤ گے اور تمہاری جگہ تمہاری اولاد آجائے گی اور اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہے گا، بالآخر سب کے سب اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے، اس دنیا میں جس کی مدتِ حیات ختم ہو جاتی ہے وہ زمین کے گہرے گڑھے میں پہنچ جاتا ہے اور تم لوگ اسے اپنے ہاتھوں سے قبر میں اُتارتے ہو اور وہ ایسی حالت میں قبر میں تنہا ہوتا ہے کہ نہ تو اس کے لئے بستر ہوتا ہے نہ تکیہ، پھر تم اسے بے یار و مددگار چھوڑ کر چلے آتے ہو، اس کے عزیز واقارب اس سے جدا ہو جاتے ہیں،

اس کا مال ومتاع سب دنیا ہی میں رہ جاتا ہے اور اس کا مسکن مٹی کی قبر ہوتی ہے، اب وہ ہوگا اور اس کے اعمال ہوں گے اور وہ اپنے اچھے اعمال کا محتاج ہوگا یعنی اسے اپنے کئے ہوئے اچھے اعمال کام آئیں گے باقی تمام دنیاوی معاملات سے اسے کوئی غرض نہ ہوگی جو دنیاوی چیزیں اس نے پیچھے چھوڑیں وہ اسے کچھ نفع نہ دیں گی، پس اے لوگو! اللہ عزوجل سے ڈرو اور موت سے پہلے موت کی تیاری کرلو، پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عاجزی کرتے ہوئے فرمایا: ''خدا کی قسم! میں اپنے آپ کو تم سب سے زیادہ گناہگار سمجھتا ہوں۔''

اے لوگو! جب بھی مجھے یہ معلوم ہوا کہ تم میں سے کسی کو کوئی حاجت ہے تو میں نے اس کی حاجت پوری کرنے کی بھرپور کوشش کی، اسی طرح جب بھی تمہیں کسی ایسی چیز کی ضرورت پڑی جو میرے پاس تھی اور میرے اختیار میں تھی تو میں نے اسے کبھی بھی تم سے نہیں روکا اور میں نے اس بات کو پسند کیا کہ میں بھی تمہاری ہی طرح زندگی گزاروں اللہ عزوجل کی قسم! اگر میں حکومت وامارت کو ان باتوں کے علاوہ کسی اور غرض کے لئے استعمال کرتا اور حکومت کی وجہ سے دنیاوی عیش وعشرت چاہی ہوتی تو میری زبان اس بیان میں میرا ساتھ نہ دیتی جو میں نے تمہارے سامنے کیا کیونکہ وہ میری حالت سے واقف ہے کہ میں نے حکومت وامارت کو صرف اللہ عزوجل کی مخلوق کی خیر خواہی کے لئے ہی استعمال کیا اور قرآن کریم ہمارے درمیان موجود ہے جو ہمیں سچا قانون بتاتا، ہماری رہنمائی فرماتا، ہمیں اللہ عزوجل کی اطاعت کا حکم دیتا ہے اور اس کی نافرمانی سے روکتا ہے۔

حضرت سیدنا ابو سلیم الہذلی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''اتنا خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی چادر اپنے منہ پر رکھی اور رونے لگے، روتے روتے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہچکیاں بندھ گئیں اور آپ اتنا روئے کہ لوگوں نے بھی رونا شروع کر دیا اور یہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا آخری خطبہ تھا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے ... بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر66:

محبوب سے ملاقات کا وقت قریب آ گیا

حضرت سیدنا عبدالملک بن عمیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت سیدنا ربعی بن خراش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے بتایا: ''ہم تین بھائی تھے اور ہم میں سب سے زیادہ عبادت گزار اور سب سے زیادہ روزے رکھنے والا ہمارا منجھلا (یعنی درمیانہ) بھائی تھا۔ ایک مرتبہ میں اپنے دونوں بھائیوں کو چھوڑ کر ایک جنگل کی طرف نکل گیا، پھر جب میں واپس گھر پہنچا تو مجھے بتایا گیا کہ میرا وہی عبادت گزار بھائی مرض الموت میں مبتلا ہے۔ جب میں اس کے پاس پہنچا تو معلوم ہوا کہ ابھی کچھ دیر پہلے اس کا انتقال ہو چکا ہے۔لوگوں نے اُسے ایک کپڑے میں لپیٹا ہوا تھا۔ میں اس کے لئے کفن لینے چلا گیا، جب کفن لے کر آیا تو یکا یک میرے اس مردہ بھائی کے چہرے سے کپڑا ہٹ گیا۔اس نے مجھے مسکراتے ہوئے سلام کیا۔ میں نے بڑی حیرانگی کے عالم میں جواب دیا اور اس سے پوچھا: ''**اے میرے بھائی!** کیا تو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو گیا؟'' اس نے کہا: ''جی ہاں! الحمدللہ عزوجل میں دوبارہ زندہ ہو چکا ہوں، اور تم سے جدا ہونے کے بعد میں اپنے ربّ عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہوا، میرا ربّ عزوجل مجھ سے بہت خوش ہے، اور وہ پاک پروردگار عزوجل مجھ سے ناراض نہیں۔ اس نے مجھے سبز رنگ کے ریشمی حُلّے عطا فرمائے، اور میں نے اپنا معاملہ تمہارے معاملے سے بہت آسان پایا لہٰذا تم نیک اعمال کی طرف خوب رغبت کرو اور سستی بالکل نہ کرو، اور (موت) سے بے خبر نہ رہو۔ دنیا سے رخصت ہونے کے بعد الحمدللہ عزوجل میری ملاقات، میری حسرتوں کے محور حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم سے ہوئی، انہوں نے کرم کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''جب تک تم نہیں آؤ گے میں تمہاری قبر سے نہیں جاؤں گا۔ لہٰذا تم میری تجہیز و تکفین میں جلدی کرو اور بالکل دیر نہ کرو، قبر میں میری ملاقات حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم سے ہوگی۔ بقول شاعر:

قبر میں سرکار آئیں تو میں قدموں پر گروں
گر فرشتے بھی اٹھائیں تو میں ان سے یوں کہوں
اب تو پائے ناز سے میں اے فرشتو! کیوں اٹھوں
مر کے پہنچا ہوں یہاں اس دِلرُبا کے واسطے

پھر اس کی آنکھیں بند ہو گئیں، اور اس کی روح اس طرح آسانی سے اس کے بدن سے نکلی جیسے کوئی کنکر جب پانی میں ڈالا جاتا ہے تو آسانی سے تہہ میں اتر جاتا ہے۔

جب تیری یاد میں دنیا سے گیا ہے کوئی
جان لینے کو دلہن بن کے قضا آئی ہے

جب یہ واقعہ اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے بیان کیا گیا تو انہوں نے اس کی تصدیق فرمائی اور فرمایا: ''ہم یہ حدیث بیان کرتے تھے کہ اس اُمت میں ایک شخص ایسا ہوگا جو مرنے کے بعد بات کرے گا۔''

حضرت سیدنا ربعی بن خراش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں: ''میرا وہ بھائی سخت سردی کی راتوں میں بہت زیادہ قیام کرتا، اور سخت گرمیوں کے دنوں میں ہم سے زیادہ روزے رکھتا تھا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر67: خونخوار درندوں کی وادی

اس حکایت کے راوی حضرت سیدنا جعفر السائح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں، وہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا عامر بن عبد قیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے زمانے کے عابدوں میں سب سے افضل تھے۔ انہوں نے اپنے اُوپر یہ بات لازم کرلی تھی کہ میں روزانہ ایک ہزار نوافل پڑھوں گا۔ چنانچہ وہ اشراق سے لے کر عصر تک نوافل میں مشغول رہتے پھر جب گھر آتے تو ان کے پنڈلیاں اور قدم متوّرم (یعنی سوجھے ہوئے) ہوتے، ایسا لگتا جیسے ابھی پھٹ جائیں گے۔ اتنی عبادت کے باوجود آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عاجزی کا یہ عالم تھا کہ اپنے نفس کو مخاطب کر کے کہتے: ''اے برائیوں پر ابھارنے والے نفس! تو عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے، خدا عزوجل کی قسم! میں اتنے نیک اعمال کروں گا کہ تجھے ایک پل بھی سکون میسر نہ ہوگا اور تو بستر سے بالکل دور رہے گا، میں تجھے ہر وقت مصروفِ عمل رکھوں گا۔''

ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک ایسی وادی میں تشریف لے گئے جس کے بارے میں مشہور تھا کہ یہ **خونخوار درندوں کی آماجگاہ** ہے۔ اس وادی میں ''حَـمَـمَـہ'' نامی ایک حبشی عبادت گزار بھی رہتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی وہاں رہنے لگے۔ دونوں بزرگ اس ایک وادی میں رہتے لیکن ایک دوسرے سے ملاقات نہ کرتے۔ حضرت سیدنا عامر بن عبد قیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وادی کی ایک سمت میں رہتے اور حممہ عابد دوسری سمت میں رہتا۔ ان دونوں کی عبادت کا یہ عالم تھا کہ جب فرض نمازوں سے فارغ ہوجاتے تو نوافل پڑھنا شروع کر دیتے۔ اسی طرح ان دونوں بزرگوں کو اس ایک ہی وادی میں چالیس دن اور چالیس راتیں گزر گئیں۔

چالیس دن کے بعد حضرت سیدنا عامر بن عبد قیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حممہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس گئے، سلام کیا اور پوچھا: ''اے اللہ عزوجل کے بندے! اللہ عزوجل تجھ پر رحم فرمائے، تو کون ہے؟'' تو وہ کہنے لگا: ''تم مجھے چھوڑ دو اور میرے بارے میں فکر مند نہ ہو۔'' حضرت سیدنا عامر بن عبد قیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میں تجھے قسم دیتا ہوں، تم مجھے اپنے بارے میں بتاؤ کہ تم کون ہو؟'' وہ کہنے لگا: ''میرا نام حممہ ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اگر تو وہی حممہ ہے جس کے بارے میں مجھے خبر دی گئی ہے تو پھر دنیا میں سب سے بڑا عبادت گزار تو ہی ہے، آخر تمہارے اندر وہ کونسی خوبی ہے جس کی وجہ سے تمہیں یہ مرتبہ ملا ہے؟''

حممہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عاجزی کرتے ہوئے کہا: ''میں تو بہت زیادہ سست اور کوتاہ ہوں (یعنی مجھ میں ایسی کوئی فضیلت والی بات نہیں) ہاں! میری یہ خواہش ہے کہ اگر فرض نمازوں کی وجہ سے مجھے قیام وسجود نہ کرنا پڑتا تو میں اپنی ساری زندگی رکوع میں ہی گزارتا اور اپنا چہرہ کبھی بھی اوپر نہ اٹھاتا یہاں تک کہ میری زندگی تمام ہو جاتی اور اسی حالت میں اپنے خالق حقیقی عزوجل سے جا ملتا، لیکن کیا کروں فرائض کی وجہ سے مجھے قیام وغیرہ کرنا پڑتا ہے۔ اچھا! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے بارے میں بتائیں کہ ''آپ کون ہیں؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میرا نام عامر بن عبد قیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے۔'' تو حممہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: ''اگر آپ وہی عامر بن عبد قیس ہیں جن کے بارے میں مجھے خبر ملی ہے، تو پھر لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار آپ ہی ہیں، آپ بتائیں کہ آپ کے اندر ایسی کونسی خوبی ہے جس کی وجہ سے آپ کو یہ مرتبہ ملا؟''

تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی عاجزی کرتے ہوئے فرمانے لگے: ''میں تو بہت سست اور کوتاہ ہوں ہاں! ایک بات ہے کہ میرے دل میں اللہ عزوجل کی ہیبت اور رُعب گھر کر گیا ہے، اب اس پاک پروردگا عزوجل کے علاوہ مجھے کسی چیز سے خوف نہیں آتا، میں صرف اسی وَحدَہٗ لَا شَرِیک ذات سے ڈرتا ہوں، اس کے علاوہ کسی اور سے نہیں ڈرتا۔'' ابھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ بات کہہ ہی رہے تھے کہ اچانک بہت سے درندوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور ایک خونخوار درندہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیچھے سے آپ پر چھلانگ لگا کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کندھوں پر سوار ہو گیا لیکن قربان جائیں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دلیری پر کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ فرمائی اور بالکل خوفزدہ نہ ہوئے، بس قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت کرتے رہے:

ذٰلِکَ یَوۡمٌ مَّجۡمُوۡعٌ لَّہُ النَّاسُ وَذٰلِکَ یَوۡمٌ مَّشۡہُوۡدٌ ۝ (پ۱۲، ھود:۱۰۳)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ دن ہے جس میں سب لوگ اکٹھے ہوں گے اور وہ دن حاضری کا ہے۔

کچھ دیر بعد درندہ آپ کو نقصان پہنچائے بغیر وہاں سے چلا گیا۔ یہ منظر دیکھ کر حممہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ سے پوچھا: ''جو منظر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیکھا کیا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس سے خوفزدہ نہیں ہوئے؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواباً ارشاد فرمایا: ''مجھے اس سے حیا آتی ہے کہ میں اللہ عزوجل کے علاوہ کسی اور سے ڈروں۔''

پھر حمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: ''کیا کروں مجھے اس پیٹ کی آزمائش میں مبتلا کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے کھانا وغیرہ کھانا پڑتا ہے اور پھر بول و براز کی حاجت ہوتی ہے۔ اگر یہ معاملات نہ ہوتے تو خدا عزوجل کی قسم! میرا رب عزوجل مجھے ہمیشہ رکوع و سجود کی حالت میں دیکھتا۔ حمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبادت کا یہ عالم تھا کہ دن رات میں آٹھ سو رکعت نوافل پڑھتے۔ پھر بھی اپنے نفس کو ڈانٹتے ہوئے کہتے: میں تو بہت سست اور کوتاہ ہوں، میں بہت سست اور کوتاہ ہوں، کچھ بھی عبادت نہ کر سکا۔

(میٹھے اسلامی بھائیو! سبحان اللہ عزوجل! عمل ہو تو ایسا اور عاجزی اور خوفِ خدا عزوجل ہو تو ایسا کہ روزانہ ہزار ہزار رکعت پڑھیں، جسم کو لمحہ بھر بھی آرام نہ دیں، ہر وقت عبادت میں مشغول رہیں اور بتقاضائے بشریت جو وقت بقدرِ ضرورت کھانے وغیرہ میں گزر جائے اس پر بھی افسوس کریں کہ کاش! ہمیں کھانے کی ضرورت ہی نہ پڑتی تاکہ جو وقت یہاں گزرتا ہے وہ بھی عبادت ہی میں گزرتا۔ ایسی عظیم عبادت کے باوجود عاجزی کرتے ہوئے اپنے آپ کو سست اور کوتاہ سمجھنا ان عظیم ہستیوں ہی کا حصہ تھا۔ اور ایک ہماری حالت ہے کہ اوّلاً تو عمل کرتے ہی نہیں، اگر کبھی دو چار نوافل پڑھ بھی لیں تو اپنے آپ کو اولیاء کی صف میں شمار کرنے لگتے ہیں اور اپنے آپ کو بڑا متقی اور عبادت گزار تصور کرنے لگتے ہیں اور اگر کہیں عاجزی کرتے ہیں تو وہ بھی جھوٹی عاجزی جس کی دل تصدیق نہیں کر رہا ہوتا۔ اللہ عزوجل ہمارے حالِ زار پر رحم فرمائے اور ان عظیم بزرگوں کی عبادت اور سچی عاجزی کے صدقے ہمیں بھی کثرتِ عبادت اور سچی عاجزی کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان بزرگوں کے صدقے ہم بروں کو بھی بھلا بنائے۔ آمین)

ہر بھلے کی بھلائی کا صدقہ

اس برُے کو بھی کر بھلا یا رب عزوجل

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر68:

چرواہے کی حکیمانہ باتیں

حضرت سیدنا نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ مدینہ منورہ کی ایک وادی میں گیا۔ ہمارے ساتھ کچھ اور لوگ بھی تھے۔ گرمی اپنے جوبن پر تھی گویا سورج آگ برسا رہا تھا۔ ہم نے ایک سایہ دار جگہ میں دسترخوان لگایا اور سب مل کر کھانا کھانے لگے۔ تھوڑی دیر بعد ہمارے قریب سے ایک چرواہا گزرا، حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس سے فرمایا: ''آیئے! آپ بھی ہمارے ساتھ کھانا تناول فرمایئے۔'' چرواہے نے جواب دیا: ''میرا روزہ ہے۔''

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس سے فرمایا: ''تو اس شدید گرمی کے عالم میں سارا دن جنگل میں بکریاں چراتا ہے، تو اتنی مشقت کا کام کرتا ہے اور پھر بھی تو نے نفلی روزہ رکھا ہوا ہے؟ کیا تجھ پر نفلی روزہ رکھنا ضروری ہے؟''

یہ سن کر وہ چرواہا کہنے لگا: ''کیا وہ وقت آگیا جن کے بارے میں قرآن پاک میں فرمایا گیا:

كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۝ (پ۲۹، الحاقۃ:۲۴)

ترجمۂ کنزالایمان: کھاؤ اور پیو رچتا ہوا، صلہ اس کا جو تم نے گزرے دنوں میں آگے بھیجا۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس **چرواہے کی حکیمانہ باتیں** سن کر بڑے حیران ہوئے اور اس سے فرمانے لگے: ''تم ہمیں ایک بکری فروخت کر دو ہم اسے ذبح کریں گے، اور تمہیں بکری کی مناسب قیمت بھی دیں گے۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بات سن کر وہ چرواہا عرض گزار ہوا: ''حضور! یہ بکریاں میری ملکیت میں نہیں بلکہ یہ میرے آقا کی ہیں، میں تو غلام ہوں میں انہیں کیسے فروخت کر سکتا ہوں؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی امانت داری سے بہت متاثر ہوئے۔ اور ہم سے فرمایا: ''یہ بھی تو ممکن تھا کہ یہ چرواہا ہمیں بکری بیچ دیتا اور جب اس کا آقا پوچھتا تو جھوٹ بول دیتا کہ بکری کو بھیڑیا کھا گیا لیکن دیکھو یہ کتنا امین و متقی چرواہا ہے۔''

چرواہے نے بھی یہ بات سن لی۔ اس نے آسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور یہ کہتے ہوئے وہاں سے چلا گیا: ''اگرچہ میرا آقا مجھے نہیں دیکھ رہا لیکن میرا پروردگار عزوجل تو مجھے دیکھ رہا ہے، میرا رب عزوجل تو میرے ہر ہر فعل سے باخبر ہے۔''

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس چرواہے کی باتوں اور نیک سیرت سے بہت متاثر ہوئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس چرواہے کے مالک کے پاس پہنچے اور اس نیک چرواہے کو خرید کر آزاد کر دیا اور ساری بکریاں بھی خرید کر اس چرواہے کو ہبہ کر دیں۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر 69:

دھوکے باز دُلہن

حضرت سیدنا ابو صالح رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید کو یہ نصیحت آموز خط لکھا:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم ط

اَمَّا بَعد: اے امیرالمؤمنین (علیہ رحمۃ اللہ المبین)! جان لیجئے کہ یہ دنیا دھوکے باز اور بے وفا ہے، یہ دائمی اقامت گاہ نہیں، حضرت سیدنا آدم علٰی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ والسلام کو یہاں دنیا میں آزمائش کے لئے بھیجا گیا، تحقیق ایسے امور جن پر ثواب دیا جاتا ہے ان کا حساب لیا جائے گا اور جن پر عقاب ہے ان پر سزا ہوگی، خواہ ان پر ثواب وعذاب کا حق دار ہونے کا کسی کو علم ہو یا نہ ہو بہر حال حساب ضروری ہے، ہر دور میں دنیا کو پچھاڑنا ضروری ہے، اور اس کو پچھاڑنا عام پچھاڑنے کی مانند نہیں بلکہ جو اسے شکست دیتا ہے یہ اس کی تعظیم کرتی ہے، اور جو اس کی تعظیم کرتا ہے یہ اسے ذلیل وخوار کردیتی ہے۔ ہر دور میں یہ ڈائن (یعنی دنیا) کسی نہ کسی کو تباہ وبرباد ضرور کرتی ہے، یہ میٹھے زہر کی مانند ہے کہ لوگ اسے فائدہ مند شئے سمجھ کر کھالیتے ہیں حالانکہ وہ ہلاکت خیز ہوتی ہے۔ دنیا میں زادِ راہ یہ ہے کہ دنیوی آسائشوں کو ترک کردیا جائے، دنیا میں تنگدستی غناء ہے، جو یہاں فقروفاقہ کا شکار رہے درحقیقت وہی غنی ہے۔

اے امیرالمومنین (علیہ رحمۃ اللہ المبین)! دنیا میں اس مریض کی طرح رہو جو اپنے مرض کے علاج کی خاطر دواؤں کی سختی برداشت کرتا ہے تاکہ اس کا زخم اور مرض مزید نہ بڑھے، اس تھوڑی تکلیف کو برداشت کرلو جس کی وجہ سے بڑی تکلیف سے بچا جاسکے۔

بے شک عظمت اور فضیلت کے لائق وہ لوگ ہیں جو ہمیشہ حق بات کہتے ہیں، انکساری وتواضع سے چلتے ہیں، ان کا رزق حلال وطیب ہوتا ہے، ہمیشہ حرام چیزوں سے اپنی نگاہوں کو محفوظ رکھتے ہیں، وہ خشکی میں ایسے خوفزدہ رہتے ہیں جیسے سمندری مسافر، اور خوشحالی میں ایسے دعائیں کرتے ہیں جیسے مصائب وآلام میں دعا کی جاتی ہے۔ اگر موت کا وقت متعین نہ ہوتا تو اللہ عزوجل سے ملاقات کے شوق، ثواب کی امید اور عذاب کے خوف سے ان کی روحیں ان کے اجسام میں لمحہ بھر بھی نہ ٹھہرتیں، خالقِ لَم یَزَل کی عظمت اور ہیبت ان کے دلوں میں راسخ ہے اور مخلوق ان کی نظروں میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ (یعنی وہ فقط رضائے الٰہی عزوجل کے طلب گار ہوتے ہیں)

اے امیرالمومنین (علیہ رحمۃ اللہ المبین)! جان لیجئے! ''غور وفکر کرنا، اعمالِ صالحہ اور بھلائی کی طرف لے جاتا ہے، گناہوں پر

ندامت اعمالِ قبیحہ کو چھوڑنے کی طرف لے جانے والی ہے، فانی اشیاء اگرچہ کثیر ہوں باقی رہنے والی اشیاء کی مانند نہیں، اگرچہ لوگ فانی اشیاء کے زیادہ طالب ہیں۔اس تکلیف کا برداشت کرلینا جس کے بعد طویل ودائمی راحت ہو، اس راحت کے حصول سے بہتر ہے جس کے بعد طویل غم والم، تکالیف اور ندامت وذلت کا سامنا کرنا پڑے۔

اس بے وفا، شکست خوردہ اور ظالم دنیا سے آخرت کی زندگی کئی درجے بہتر ہے۔ یہ دھوکے باز، لوگوں کے سامنے مزیّن ہوکر آتی ہے اور خوب دھوکا دے کر تباہ وبرباد کر ڈالتی ہے، لوگ اس کی جھوٹی امیدوں کی وجہ سے ہلاکت میں پڑ جاتے ہیں، یہ اس **دھوکے باز دلہن** کی طرح ہے جو کسی کو نکاح کا پیغام دے، پھر آراستہ وپیراستہ ہوکر سامنے آجائے، لوگ اس پر فریفتہ ہو رہے ہوں، اس کا بناوٹی حسن وجمال آنکھوں کو خیرہ کرنے لگے، دل اس کی طرف مائل ہو جائیں، اس کی ظاہری خوبصورتی دل ودماغ پر چھا جائے، پھر جب اس کا شوہر اس کے قریب جائے تو وہ اسے ظالمانہ انداز میں قتل کر ڈالے۔

اے امیر المؤمنین (علیہ رحمۃ اللہ المبین)! گزرے ہوئے زمانے سے کوئی عبرت حاصل نہیں کرتا اور نہ ہی موجودہ صورتحال سے لوگ عبرت حاصل کرتے ہیں، اور نہ ہی موجودہ لوگ گزرے ہوؤں سے عبرت حاصل کرتے ہیں ہر شخص اپنی ہی دنیا میں مگن ہے عقلمند لوگ بھی تجربہ کے باوجود اپنے تجربوں سے فائدہ نہیں اٹھاتے، اور سمجھ دار لوگ بھی عبرت آموز واقعات سے درسِ عبرت حاصل نہیں کرتے۔

اب تو صورتحال یہ ہے کہ ہر شخص اس ظالم دنیا کا شیدائی ہے، اس کی محبت میں غرق ہو چکا ہے، اور یہ محبت عشق کے درجے تک جا پہنچی ہے، اس کا عاشق اس کو چھوڑ کر کسی اور شئے کی طرف راغب ہوتا ہی نہیں، دنیا اور اس کا چاہنے والا دونوں ہی ایک دوسرے کے طلبگار ہیں۔ دنیا کا شیدائی یہ سمجھتا ہے کہ میں حصولِ دنیا کے بعد کامیاب ہوگیا ہوں حالانکہ وہ ہلاکت کے عمیق گڑھوں میں گر چکا ہوتا ہے وہ دھوکا کھا کر اس کی محبت میں اس طرح گرفتار ہو جاتا ہے کہ حساب وکتاب اور اپنے مقصدِ حیات کو بھول جاتا ہے، اپنی نیکیوں کو ضائع کر بیٹھتا ہے، پھر وہ اس بے وفا دنیا کے عشق میں اس قدر پاگل ہو جاتا ہے کہ اس کے قدم پھسل جاتے ہیں۔ جب اسے ہوش آتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ میں نے تو اپنی تمام زندگی غفلت میں گزار دی، میں تو تباہ وبرباد ہوگیا مجھے تو بہت بڑا دھوکا دیا گیا، ہائے! میں نے جھوٹی امیدوں پر آسرا کیوں کیا؟ اب اس شخص کی پریشانی وغم قابلِ دید ہوتا ہے، پھر حالتِ نزع میں سختیاں بڑھ جاتیں ہیں وہ پریشانیوں اور غموں کے سمندر میں غرق ہورہا ہوتا ہے، وہی شخص جو اپنے تئیں کامیابی حاصل کر چکا تھا اب اسے معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت مَیں دھوکے باز دنیا سے بُری طرح شکست کھا چکا ہوں، پھر وہ عاشقِ ناشاد ونامراد اس دنیا سے اسی حالت میں رخصت ہو جاتا ہے، اور بے وفا دنیا اس کا ساتھ چھوڑ کر کسی اور کو دھوکا دینے چلی جاتی ہے، اب یہ شخص دشوار گزار

سفر کی طرف بغیر ہم سفر اور بغیر زادِراہ کے روانہ ہوتا ہے۔

اے امیر المؤمنین (علیہ رحمۃ اللہ المبین)! اس دنیا اور اس کی فریب کاریوں سے بچئے، اس دنیا کی مثال اس سانپ کی طرح ہے جسے ہاتھ لگائیں تو نرم و نازک معلوم ہوتا ہے لیکن اس کا زہر جان لیوا ہوتا ہے، (اسی طرح یہ دنیا بھی دیکھنے میں بہت اچھی ہے لیکن حقیقت میں بہت بری ہے) اس دنیا کی جو شئے اچھی لگے اسے ترک کردیجئے، غمِ دنیا کی وجہ سے ہلکا نہ ہوں اس کے غموں کی پرواہ بھی نہ کیجئے، دنیا سے ہرگز محبت نہ کیجئے گا کیونکہ اس کا انجام بہت برا ہے۔

دنیا کا عاشق جب دنیا حاصل کرنے میں کامیاب ہوجاتا ہے تو یہ بے وفا دنیا اسے طرح طرح سے پریشان کرتی ہے، اس کی خوشیوں کو غم میں بدل دیتی ہے، جو اس کی فانی اشیاء کے ملنے پر خوش ہوتا ہے وہ بہت بڑے دھوکے میں پڑا ہے اس کا فائدہ پانے والا درحقیقت شدید نقصان میں ہے، دنیاوی آسائشوں تک پہنچنے کے لئے انسان تکالیف و مصائب کا سامنا کرتا ہے، جب اسے خوشی ملتی ہے تو یہ خوشی غم و ملال میں تبدیل ہوجاتی ہے نہ تو اس کی خوشی دائمی ہے اور نہ ہی اس کی نعمتیں، ان کا ساتھ تو پَل بھر کا ہے۔

اے امیر المؤمنین (علیہ رحمۃ اللہ المبین)! اس دنیا کو تارک الدنیا کی نظر سے دیکھئے، نہ کہ عاشقِ دنیا کی نظر سے، جو اس دارِ ناپائیدار میں آیا وہ یہاں سے ضرور رخصت ہوگا۔ نہ ہی یہاں سے جانے والا کبھی واپس آتا ہے، اور نہ ہی اسے امید ہوتی ہے کہ کوئی اس کی واپسی کا انتظار کررہا ہوگا، اس کی دھوکا دینے والی امیدوں میں ہرگز نہ پڑیئے، اس دنیا سے ہر دم بچئے، اس کی جو اشیاء بظاہر صاف و شفاف ہیں درحقیقت وہ گدلی و بیکار ہیں۔

اے امیر المؤمنین (علیہ رحمۃ اللہ المبین)! یہ دنیوی زندگی بہت کم ہے، اس کی امیدیں جھوٹی ہیں جب تک آپ دنیا میں ہیں خطرہ ہی خطرہ ہے، بہر حال اس کی نعمتیں بہت جلد ختم ہوجائیں گی اور مصیبت پیہم اترتی رہیں گی عقل مند شخص ہمیشہ اس کے دھوکوں سے محفوظ رہتا ہے، اللہ عزوجل نے دنیا سے بچنے کی خوب تاکید فرمائی۔

اللہ ربّ العزت کی بارگاہ میں دنیا کی وقعت کچھ بھی نہیں اس کا وزن اس کی بارگاہ میں ایک چھوٹی سی کنکری کی طرح بھی نہیں، جو لوگ اللہ عزوجل کو چاہنے والے ہیں اور اسی کی محبت کے طلبگار ہیں، وہ لوگ دنیا سے بہت نفرت کرتے ہیں۔

اے امیر المؤمنین (علیہ رحمۃ اللہ المبین)! سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار، باذنِ پروردگار دوعالم کے مالک و مختار، شہنشاہِ اَبرار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا اور اس کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئیں تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے لینے سے انکار فرما دیا، حالانکہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ان کی طلب سے منع نہ فرمایا گیا تھا اور اگر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ان چیزوں کو قبول بھی فرما لیتے تب بھی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے مرتبہ میں کوئی کمی واقع نہ ہوتی اور جس مقام و مرتبہ کا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے

وعدہ کیا گیا ہے وہ ضرور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ملتا،لیکن ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم جانتے تھے کہ اللہ عزوجل کو یہ دنیا ناپسند ہے لہٰذا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے بھی اس کو قبول نہ فرمایا، جب اللہ عزوجل کے ہاں اس کی کوئی وقعت نہیں تو حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے بھی اس کو کوئی وقعت نہ دی ، اگر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اسے قبول فرما لیتے تو لوگوں کے لئے دلیل بن جاتی کہ شاید آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس سے محبت کرتے ہیں،لیکن آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے قبول نہ فرمایا، کیونکہ یہ کیسے ہوسکتا ہے ایک شے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ناپسند ہو اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اسے قبول فرمالیں۔

اے امیر المؤمنین (علیہ رحمۃ اللہ المبین)! موت سے پہلے جتنی نیکیاں ہوسکتی ہیں کر لیجئے ورنہ بوقت نزع فائدہ نہ ہوگا، اللہ عزوجل ان نصیحت آموز باتوں سے ہمیں اور آپ کو خوب نفع عطا فرمائے، اللہ عزوجل آپ کو اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ والسّلام

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم }

حکایت نمبر70:

جرأت مند مبلغ اور ظالم حکمران

حضرت سیدنا مالک بن فضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں:'' سابقہ اُمتوں میں '' عُقَیب '' نامی ایک بزرگ لوگوں سے الگ تھلگ ایک پہاڑی پر اللہ عزوجل کی عبادت کیا کرتے تھے۔ایک مرتبہ انہیں خبر ملی کہ قریبی شہر میں ایک ظالم وجابر بادشاہ ہے جو لوگوں پر بہت ظلم کرتا ہے۔اور بلا وجہ ان کے ہاتھ پاؤں اور ناک، کان وغیرہ کاٹ ڈالتا ہے۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ اطلاع ملی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اندر اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف وَنَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَر (یعنی نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے) کا عظیم جذبہ شدت سے ابھرا اور اپنے آپ سے کہنے لگے:'' مجھ پر یہ لازم ہے کہ میں اس ظالم کو اللہ عزوجل سے ڈرنے کی تلقین کروں اور اسے عذابِ الٰہی عزوجل سے ڈراؤں۔'' چنانچہ آپ اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف وَنَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَر کے عظیم جذبہ کے تحت پہاڑ سے اترے اور اس ظالم حکمران کے پاس پہنچ کر اس سے بڑے ہی جرأت مندانہ انداز میں فرمایا:'' تو اللہ عزوجل سے ڈر۔'' وہ بدبخت وظالم بادشاہ آگ بگولا ہوگیا اور بڑے متکبرانہ انداز میں گستاخانہ جملے بکتے ہوئے اس بزرگ سے کہنے لگا:'' اے کتے ! تیرے جیسا حقیر شخص مجھے اللہ عزوجل سے ڈرنے کا حکم دے رہا ہے، میں تجھے اس گستاخی کی ضرور سزا دوں گا اور تجھے ایسی سزا دوں گا کہ آج تک دنیا میں ایسی سزا کسی کو نہیں دی گئی ہوگی۔''

پھر اس ظالم نے حکم دیا کہ اس کے قدموں سے اس کی کھال اتارنا شروع کرو اور سر تک اس کی کھال اتار لو تاکہ یہ درد

ناک عذاب میں مبتلا ہواوراس کی روح تڑپ تڑپ کرتن سے جدا ہو۔حکم پاتے ہی جلاد آگے بڑھے۔اس عظیم مبلغ کو پکڑ کرزمین پرلٹایااوراس کے قدموں سے کھال اتارنا شروع کردی۔وہ صبروشکر کا پیکر بنے رہے،زبان سے اُف تک نہ کہا۔لیکن جب ان کی کھال پیٹ تک اُتارلی گئی تو درد کی شدت سے ان کے منہ سے دردبھری آہ نکلی۔انہیں فوراً حکم الٰہی عزوجل پہنچا:''اے عقیب! صبر سے کام لو،ہم تجھے غم وحزن کے گھر سے نکال کرراحت وآرام کے گھر (یعنی جنت) میں داخل کریں گے اوراس تنگ وتاریک دنیا سے نکال کروسیع وعریض جنت میں داخل کریں گے۔''حکم الٰہی عزوجل پاکروہ عظیم مبلغ خاموش ہوگئے اوراس دردناک تکلیف کو صبر سے برداشت کرتے رہے۔

جب ظالموں نے ان کی کھال چہرے تک اتارلی تو شدتِ درد سے دوبارہ ان کے منہ سے بے اختیار دردبھری آہ نکلی۔انہیں پھرحکم الٰہی عزوجل پہنچا:''اے عقیب! تیری اس مصیبت پر دنیااورآسمان کی مخلوق رورہی ہے،تمہاری اس تکلیف نے فرشتوں کی توجہ تمہاری طرف کرادی ہے۔اگرتونے تیسری مرتبہ بھی ایسی ہی پُردردآہ بھری تو میں اس ظالم قوم پر دردناک عذاب بھیجوں گا۔اورانہیں شدید عذاب کامزاچکھاؤں گا۔

یہ حکم الٰہی عزوجل پاکروہ خاموش ہوگئے۔اورپھر بالکل بھی منہ سے آواز نہ نکالی،اس خوف سے کہ کہیں میری آہ وزاری سے اللہ عزوجل میری اس قوم کوعذاب میں مبتلا نہ کردے،میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے کوئی عذاب میں مبتلا ہو،بالآخراس مرد مجاہد کی تمام کھال اتارلی گئی لیکن اس نے دوبارہ سسکی تک نہ لی اوراپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کردی۔

(آفرین،اے عظیم بہادرمبلغ! آفرین؛ تیرے جذبہ تبلیغ اورامت سے خیرخواہی کے جذبہ پرلاکھوں سلام۔تونے نیکی کی دعوت کی خاطرکتنی شدید تکالیف برداشت کیں،اورظالم وجابرحاکم کاظلم وجبرتجھے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے عظیم مقصد سے نہ روک سکا۔اورتونے اس کے سامنے حق بات کہہ کر جہاداکبرکیا پھرامت کی خیرخواہی کی خاطرشدید تکلیف کے باوجوداف تک نہ کہااورجان دے دی۔اے مردمجاہد! تیری ان پاکیزہ خصلتوں پر ہماری ہزاروں جانیں قربان ہوں،اللہ عزوجل تجھے ہماری طرف سے اچھی جزاءعطافرمائے،اورتیرے صدقے ہمیں بھی نیکی کی دعوت عام کرنے کی توفیق عطافرمائے۔خیرخواہی امت کا عظیم جذبہ ہمیں بھی عطافرمائے،اورہروقت سنّتوں کی تبلیغ کی سعادت عطافرمائے۔)

شہا ! ایسا جذبہ پاؤں کہ میں خوب سیکھ جاؤں (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم)
تیری سنتیں سکھانا مدنی مدینے والے (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم)

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر 71:

''یومِ عقبہ'' کی تیاری

حضرت سیدنا شبیب بن شیبہ الخطیب علیہ رحمۃ اللہ اللطیف فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ ہم مکۂ مکرمہ (زَادَهَا اللّٰهُ تَعَالٰی شَرَفاً وَتَعْظِيْماً) کے صحرائی راستوں میں سفر پر تھے۔ایک جگہ ہم نے قیام کیا، دستر خوان لگایا اور کھانا کھانے لگے۔گرمی کی شدت سے زمین تانبے کی طرح دہک رہی تھی، گرم گرم ہوائیں جسم کو جُھلسا رہی تھیں۔ہم نے ابھی کھانا شروع ہی کیا تھا کہ ایک اعرابی اپنی حبشی لونڈی کے ساتھ ہمارے پاس آیا۔

ہم نے اس سے کہا: ''آیئے! ہمارے ساتھ کھانا کھایئے۔''تو وہ کہنے لگا: ''میں روزہ سے ہوں۔'' ہم اُس کے اِس جواب سے بہت متعجب ہوئے (اور ایسی شدید گرمی میں نفلی روزہ رکھنا واقعی تعجب خیز بات تھی) پھر وہ اعرابی ہم سے کہنے لگا: ''کیا تم میں کوئی قرآن پاک کا قاری اور کاتب ہے کہ میں اس سے کوئی چیز لکھوانا چاہتا ہوں کیا تم میں سے کوئی میری اس حاجت کو پورا کرسکتا ہے؟''

جب ہم کھانے وغیرہ سے فراغت پا چکے، تو ہم نے اس سے پوچھا: ''اب بتایئے آپ ہم سے کیا چاہتے ہیں؟ (حتی الامکان ہم آپ کی مدد کریں گے) وہ اعرابی کہنے لگا: ''اے میرے بھائی! بے شک یہ دنیا پہلے سے موجود تھی لیکن میں اس میں نہ تھا (پھر میں پیدا ہوا) اب یہ دنیا ایک مقررہ مدت تک باقی رہے گی لیکن میں اسے عنقریب چھوڑ جاؤں گا۔''

؎ دِلا غافل نہ ہو یکدم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے
بغیچے چھوڑ کر خالی زمین اندر سمانا ہے

اے میرے بھائی! میں چاہتا ہوں کہ اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر ''یوم عقبہ'' کے لئے اپنی اس لونڈی کو آزاد کردوں، کیا تم جانتے ہو کہ ''یوم عقبہ'' کیا ہے؟'' قرآن کریم میں اللہ عزوجل کا ارشادِ پاک ہے:

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۝ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا الْعَقَبَةُ ۝ فَكُّ رَقَبَةٍ ۝ (پ۳۰، البلد:۱۱ تا ۱۳)

ترجمۂ کنزالایمان: پھر بے تامل گھاٹی میں نہ کودا۔اور تو نے کیا جانا وہ گھاٹی کیا ہے۔کسی بندے کی گردن چھڑانا۔

لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ اس لونڈی کو اللہ عزوجل کی رضا اور یوم عقبہ کے لئے آزاد کردوں۔اب میں تم سے جو لکھواؤں وہ مجھے لکھ دو اور میرے الفاظ کے علاوہ ایک لفظ بھی زائد نہ لکھنا۔پھر اس نے لکھوانا شروع کیا، اس کے الفاظ کا مفہوم یہ تھا: ''یہ میری لونڈی ہے، اور میں نے اسے اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر، یوم عقبہ کے لئے آزاد کیا۔'' اتنا لکھوانے کے بعد وہ اعرابی اس لونڈی کو آزاد کر کے ایک سمت روانہ ہوگیا۔

حضرت سیدنا شبیب علیہ رحمۃ اللہ اللطیف فرماتے ہیں: ''میں پھر بصرہ واپس آ گیا اور جب بغداد میں میری ملاقات حضرت

سیدنا مہدی علیہ رحمۃ اللہ الہادی سے ہوئی تو میں نے انہیں اس اعرابی اور لونڈی والا واقعہ بتایا۔تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمانے لگے: ''اس اعرابی نے اسی طرح اپنے **سو غلام اور لونڈیاں** آزاد کی ہیں۔اور وہ جب بھی کوئی لونڈی یا غلام آزاد کرتا ہے تو اسی طرح ایک مضمون لکھوا کر اپنے پاس رکھ لیتا ہے اور لونڈی یا غلام کو آزاد کر دیتا ہے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم }

حکایت نمبر72:

شرابی کی ہدایت کا سبب

حضرت سیدنا یوسف بن حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے ساتھ ایک تالاب کے کنارے موجود تھا۔اچانک ہماری نظر ایک بہت بڑے بچھو پر پڑی جو تالاب کے کنارے بیٹھا ہوا تھا، اتنی دیر میں ایک بڑا سا مینڈک تالاب سے نکلا اور وہ اس بچھو کے قریب کنارے پر آ گیا۔بچھو اس مینڈک پر سوار ہوا اور مینڈک اسے لے کر تیرتا ہوا تالاب کے دوسرے کنارے کی طرف بڑھنے لگا۔یہ منظر دیکھ کر حضرت سیدنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ سے فرمایا: ''چلو! ہم بھی تالاب کے دوسرے کنارے چلتے ہیں اس طرف ضرور کوئی عجیب وغریب واقعہ پیش آنے والا ہے۔

چنانچہ ہم بھی تالاب کے دوسرے کنارے پہنچے، کنارے پر پہنچ کر مینڈک نے بچھو کو اتار دیا، بچھو تیزی سے ایک سمت چلنے لگا۔ہم بھی اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے، کچھ دور جا کر ہم نے ایک عجیب وغریب خوفناک منظر دیکھا۔ایک نوجوان نشے کی حالت میں بیہوش پڑا ہے، اچانک ایک اژدھا ایک جانب سے اس نوجوان کی جانب بڑھا اور اس کے سینے پر چڑھ گیا۔جیسے ہی اس نے نوجوان کو ڈسنا چاہا بچھو نے اس پر حملہ کیا اور اس کو ایسا زہریلا ڈنک مارا کہ وہ اژدہا تڑپنے لگا اور نوجوان کے جسم سے دور ہٹ گیا، پھر تڑپ تڑپ کر مر گیا، جب سانپ مر گیا تو بچھو واپس تالاب کی طرف گیا۔وہاں مینڈک پہلے ہی موجود تھا۔اس پر سوار ہو کر بچھو دوبارہ دوسرے کنارے کی طرف چلا گیا۔

؎ فانوس بن کر جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

پھر ہم اس نوجوان کے پاس آئے، وہ ابھی تک نشے کی حالت میں بے ہوش پڑا تھا۔حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ

رحمۃ اللہ القوی نے اس شخص کو ہلایا تو اس نے آنکھیں کھول دیں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے نوجوان! دیکھ تیرے پاک پروردگار عزوجل نے کس طرح تیری جان بچائی ہے، یہ جو مردہ سانپ تم دیکھ رہے ہو، یہ تجھے ہلاک کرنے آیا تھا لیکن اللہ عزوجل نے تیری حفاظت اس طرح کی کہ تالاب کے دوسرے کنارے سے ایک بچھو نے آ کر اس اژدھے کو مار ڈالا اور اس طرح تو اژدھے کے حملے سے محفوظ رہا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس نوجوان کو سارا واقعہ بتایا اور یہ اشعار پڑھنے لگے:

یَا غَافِلًا وَ الْجَلِیْلُ یَحْرُسُهٗ مِنْ ... کُلِّ سُوْءٍ یَدُوْرُ فِی الظُّلَمِ

کَیْفَ تَنَامُ الْعُیُوْنُ عَنْ مَلِکٍ ... یَاْتِیْکَ مِنْهُ فَوَائِدُ النِّعَمِ

ترجمہ: اے غافل! (اُٹھ) رب جلیل (اپنے بندے کی) ہر اس برائی سے حفاظت کرتا ہے جو اندھیروں میں گھومتی ہے، پھر تیری آنکھیں اس مالکِ حقیقی سے غافل ہو کر کیوں سو گئیں جس کی طرف سے تجھے نعمتوں کے فائدے پہنچتے ہیں۔

نوجوان نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان با اثر سے جب یہ حکمت بھرے اشعار سنے، تو وہ خوابِ غفلت سے جاگ گیا، اور اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں تائب ہو گیا، اور کہنے لگا: ''اے میرے پاک پروردگار عزوجل! جب تو اپنے نافرمان بندوں کے ساتھ ایسا رحمت بھرا برتاؤ کرتا ہے، تو اپنے اطاعت گزار بندوں پر تیری رحمت کی برسات کس قدر ہوتی ہوگی۔

اس کے بعد وہ نوجوان ایک جانب جانے لگا تو میں نے اس سے پوچھا: ''اے نوجوان! کہاں کا ارادہ ہے؟'' اس نے کہا: ''اب میں جنگلوں میں اپنے رب عزوجل کی عبادت کروں گا، اور خدا عزوجل کی قسم! میں آئندہ کبھی بھی دنیا کی رنگینیوں کی طرف التفات نہ کروں گا اور شہر کی طرف کبھی بھی قدم نہ بڑھاؤں گا۔'' اتنا کہنے کے بعد وہ نوجوان جنگل کی طرف روانہ ہو گیا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر 73:

ویران پہاڑیاں

حضرت سیدنا محمد بن ابو عبداللہ خزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''شام کے رہنے والے ایک شخص نے مجھے بتایا کہ ''ایک مرتبہ میں ویران پہاڑیوں میں پہنچا، وہ ایسی جگہ تھی کہ لوگ ایسی جگہوں کی طرف کم ہی آتے ہیں، وہاں میں نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا جس کی بھنویں بھی سفید ہو چکی تھیں وہ گردن جھکائے بیٹھا تھا اور اس طرح صدائیں بلند کر رہا تھا'' اگر تو نے

دنیوی زندگی میں میری محنت ومشقت کو طویل کر دیا ، اور اُخروی زندگی میں بدبختی وشقاوت کو طویل کر دیا تو اے کریم پروردگار عزوجل پھر تو میں بالکل بیکار ہو گیا تیری رحمت سے دور ہو گیا، وہ شامی شخص کہتا ہے کہ، میں اس بوڑھے شخص کے پاس گیا، اسے سلام کیا تو اس نے اپنا سر اوپر اٹھایا، اس کا سارا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا اور آنسوؤں نے زمین کو تر کر دیا تھا پھر وہ میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: ''کیا دنیا تمہارے لئے وسیع وعریض نہیں، کیا وہاں کے لوگ تم سے مانوس نہیں؟ جب میں نے اس کا یہ عقلمندانہ کلام سنا تو میں بہت متأثر ہوا اور کہا: ''اللہ عزوجل تم پر رحم فرمائے تم نے لوگوں سے دوری اختیار کر لی ہے اور تم اس ویران جگہ آ گئے ہو، تم نے ایسا کیوں کیا؟

یہ سن کر اس نے کہا: ''اے نوجوان! جس راستہ کو تم قربِ الٰہی عزوجل کے حصول کے لئے بہتر سمجھتے ہو، وہی راستہ اختیار کرو، اس کے علاوہ تمہارے لئے کوئی اور راستہ نہیں۔''

میں نے پوچھا: ''تم کہاں سے کھاتے ہو؟'' کہا: مجھے کھانے کی کم ہی حاجت پڑتی ہے، بہر حال جب مجھے بہت زیادہ بھوک محسوس ہوتی ہے تو درختوں کے پتے اور گھاس وغیرہ کھا کر گزارہ کر لیتا ہوں۔ میں نے کہا: ''اے بزرگ! اگر چاہو تو میں تمہیں اس ویران جگہ سے نکال کر سرسبز وشاداب جگہ لے چلتا ہوں؟'' یہ سن کر اس نے روتے ہوئے کہا: ''بہاریں اور سرسبز وشاداب علاقوں میں اس وقت رہنا بہتر ہے جب وہاں اللہ عزوجل کی فرمانبرداری کی جائے، اب میں بوڑھا ہو چکا ہوں اور مرنے کے قریب ہوں، نہ اب مجھے لوگوں کے پاس جانے کی حاجت ہے اور نہ ہی سرسبز وشاداب علاقوں میں جانے کی تمنا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 74: زرد چہرے والا موچی

حضرت سیدنا خلد بن ایوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''بنی اسرائیل کے ایک عابد نے پہاڑ کی چوٹی پر ساٹھ سال تک اللہ عزوجل کی عبادت کی۔ ایک رات اس نے خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے: ''فلاں موچی تجھ سے زیادہ عبادت گزار ہے اور اس کا مرتبہ تجھ سے زیادہ ہے۔''

جب وہ عابد نیند سے بیدار ہوا تو خواب کے بارے میں سوچا، پھر خود ہی کہنے لگا: ''یہ تو محض خواب ہے، اس کا کیا اعتبار۔'' لہٰذا اس نے خواب کی طرف توجہ نہ دی، کچھ عرصہ بعد اسے پھر اسی طرح خواب میں کہا گیا کہ فلاں موچی تجھ سے افضل

ہے۔مگراب کی باربھی اس نے خواب کی طرف کوئی توجہ نہ دی، تیسری مرتبہ پھراسے خواب میں اسی طرح کہا گیا۔ بار بار خواب میں جب اسے موچی کی فضیلت کے بارے میں بتایا گیا تو وہ پہاڑ سے اترا اوراس موچی کے پاس پہنچا۔موچی نے جب اسے دیکھا تو اپنا کام چھوڑ کر تعظیماً کھڑا ہوگیا اور بڑی عقیدت سے اس عابد کی دست بوسی کرنے لگا، پھرعرض گزار ہوا: ''حضور! آپ کو کس چیز نے عبادت خانے سے نکلنے پر مجبور کیا ہے؟''

وہ عابد کہنے لگا: ''میں تیری وجہ سے یہاں آیا ہوں، مجھے بتایا گیا ہے کہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں تیرا رتبہ مجھ سے زیادہ ہے؟'' اس وجہ سے میں تیری زیارت کرنے آیا ہوں، مجھے بتا کہ وہ کونسا عمل ہے جس کی وجہ سے تجھے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اعلیٰ مقام حاصل ہے؟ وہ موچی خاموش رہا، گویا وہ اپنے عمل کے بارے میں بتانے سے ہچکچاہٹ محسوس کررہا تھا۔ پھر کہنے لگا: ''میرا اورتو کوئی خاص عمل نہیں، ہاں! اتنا ضرور ہے کہ میں سارا دن رزق حلال کمانے میں مشغول رہتا ہوں اور حرام مال سے بچتا ہوں پھراللہ تعالیٰ مجھے سارے دن میں جتنا رزق عطا فرماتا ہے میں اس میں سے آدھا اس کی راہ میں صدقہ کردیتا ہوں اور آدھا اپنے اہل وعیال پرخرچ کرتا ہوں۔ دوسرا عمل یہ ہے کہ میں کثرت سے روزے رکھتا ہوں، اس کے علاوہ کوئی اور چیز میرے اندر ایسی نہیں جو باعث فضیلت ہو۔''

یہ سن کر عابد اس نیک موچی کے پاس سے چلا گیا اور دوبارہ عبادت میں مشغول ہوگیا۔ کچھ عرصہ بعد پھراسے خواب میں کہا گیا: ''اس موچی سے پوچھو کہ کس چیز کے خوف نے تمہارا چہرہ زرد کردیا ہے؟ چنانچہ وہ عابد دوبارہ موچی کے پاس آیا، اوراس سے پوچھا: ''تمہارا چہرہ زرد کیوں ہے؟ آخر تمہیں کس چیز کا خوف دامن گیر ہے؟'' موچی نے جواب دیا: ''جب بھی میں کسی شخص کو دیکھتا ہوں تو مجھے یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ شخص مجھ سے اچھا ہے، یہ جنتی ہے اور میں جہنم کے لائق ہوں، میں اپنے آپ کو سب سے حقیر جانتا ہوں اور اپنے آپ کو سب سے زیادہ گناہگار تصور کرتا ہوں اور مجھے ہر وقت جہنم کا خوف کھائے جارہا ہے۔ بس یہی وجہ ہے کہ میرا چہرہ زرد ہوگیا ہے۔'' وہ عابد واپس اپنے عبادت خانے میں چلا گیا۔

حضرت سیدنا خلد بن ایوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''اس موچی کو اس عبادت گزار شخص پر اسی لئے فضیلت دی گئی کہ وہ دوسروں کے مقابلے میں اپنے آپ کو حقیر سمجھتا تھا اور اپنے علاوہ سب کو جنتی سمجھتا تھا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

حکایت نمبر75: **حضرت سیدتنا رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا کے شب و روز**

حضرت سیدنا عیسیٰ بن مرحوم عطار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں: ''ایک نیک سیرت لونڈی حضرت سیدتنا رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی خدمت میں رہا کرتی تھی۔ اس لونڈی نے مجھے حضرت سیدتنا رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی عبادت وریاضت کے بارے میں بتایا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا ساری ساری رات نماز میں مشغول رہتیں۔ جب صبح صادق ہوتی تو تھوڑی دیر کے لئے اپنے مصلّے پر لیٹ جاتیں، اور جب ہلکا ہلکا اجالا ہونے لگتا تو فوراً اٹھ کھڑی ہوتیں اور اپنے نفس کو مخاطب کر کے کہتیں: ''اے نفس! تو اس ناپائیدار دنیا میں کب تک سوتا رہے گا؟ یہ دنیا تو تنگی کا گھر ہے، پھر اس میں اتنی نیند کیوں؟ آج کچھ دیر جاگ لے کچھ نیک اعمال کرلے، پھر قبر میں خوب میٹھی نیند سوجانا، وہاں تجھے قیامت تک کوئی نہیں جگائے گا عمل یہاں کرلے آرام وہاں کرنا۔''

جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سائے تلے
حشر تک سوتا رہے گا خاک کے سائے تلے

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا اٹھ بیٹھتیں اور دوبارہ عبادت میں مشغول ہوجاتیں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے پوری زندگی اسی طرح عبادت وریاضت میں گزاری۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی وفات کا وقت قریب آیا تو مجھے بلا کر فرمانے لگیں: ''میری موت کی وجہ سے مجھے اذیت نہ دینا یعنی میرے مرنے کے بعد چیخ وپکار نہ کرنا، اور اسی اُون کے جُبّے میں میری تکفین کرنا۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا اسی جبہ کو پہن کر ساری ساری رات اللہ عزوجل کی عبادت میں مشغول رہتیں، لوگ نیند کے مزے لے رہے ہوتے لیکن یہ اللہ عزوجل کی بندی لذتِ عبادت سے لطف اندوز ہو رہی ہوتی۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی وفات کے بعد ہم نے آپ کو اسی جُبّہ میں کفن دیا جس کی آپ نے وصیت فرمائی تھی، اور وہ چادر بھی کفن میں شامل کردی جسے اوڑھ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا عبادت کیا کرتی تھیں۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی وفات کے تقریباً ایک سال بعد میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کو خواب میں دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا جنت کے اعلیٰ درجوں میں ہیں اور آپ نے سبز ریشم کا بہترین لباس زیبِ بدن کیا ہوا ہے، اور سبز ریشم کا دوپٹہ اوڑھا ہوا ہے، خدا عزوجل کی قسم! میں نے کبھی ایسا خوبصورت لباس نہیں دیکھا جیسا آپ نے پہنا ہوا تھا۔

میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا سے پوچھا: ''اے رابعہ! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے اس جبے اور چادر کا کیا ہوا جس میں ہم نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کو کفن دیا تھا؟'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے فرمایا: ''اللہ عزوجل کی قسم! وہ لباس مجھ سے لے لیا گیا، اور اس کی جگہ یہ بہترین لباس مجھے عطا کیا گیا ہے جسے تم دیکھ رہی ہو، اور میرے اس جبے اور چادر کو لپیٹ کر اس پر مہر لگادی گئی اور اسے مقام

عِلّیّین میں رکھ دیا گیا ہے تا کہ قیامت کے دن اس کے بدلے مجھے ثواب عطا کیا جائے۔'' میں نے پوچھا: ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کو اپنے دنیا میں کئے ہوئے اعمال کے بدلے میں اور کیا کیا نعمتیں عطا کی گئیں؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا فرمانے لگیں: ''اللہ عزوجل نے اپنے نیک بندوں کے لئے جو نعمتیں تیار کر رکھی ہیں، وہ بیان سے باہر ہیں۔ تم نے تو ابھی ان نعمتوں کی ایک جھلک ہی دیکھی ہے، اس کے علاوہ نہ جانے کیا کیا نعمتیں اس نے اپنے اولیاء کے لئے تیار کر رکھی ہیں۔''

پھر میں نے پوچھا: ''عبیدہ بنت ابو کلاب علیہا رحمۃ اللہ الوھاب کے ساتھ آخرت میں کیا معاملہ پیش آیا؟'' فرمانے لگیں: ''اللہ عزوجل کی قسم! وہ ہم سے سبقت لے گئیں اور ہم سے اعلیٰ مرتبوں میں انہیں رکھا گیا ہے۔'' میں نے پوچھا: ''کس وجہ سے انہیں آپ پر فضیلت دی گئی؟ حالانکہ لوگوں کی نظروں میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کا مرتبہ ان سے زیادہ تھا۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے فرمایا: ''وہ ہر حال میں اللہ عزوجل کا شکر ادا کرتی تھیں، اور دنیاوی فکروں سے پریشان نہ ہوتی تھیں۔'' پھر میں نے پوچھا: ''ابو مالک ضیغم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا گیا؟'' فرمانے لگیں: ''اللہ عزوجل نے انہیں بہت بڑا انعام عطا فرمایا ہے، وہ جب چاہتے ہیں اپنے پروردگار عزوجل کی زیارت کر لیتے ہیں، ان کا اللہ عزوجل کی بارگاہ میں بہت مرتبہ و مقام ہے۔

میں نے پوچھا: ''حضرت سیدنا بشر بن منصور علیہ رحمۃ الغفور کے ساتھ کیا ہوا؟'' فرمانے لگیں: ''ان کا مرتبہ تو قابلِ رشک ہے، انہیں تو ایسی ایسی نعمتوں سے نوازا گیا ہے جن کے بارے میں انہوں نے کبھی سوچا بھی نہ ہوگا۔''

پھر میں نے عرض کی: ''مجھے کسی ایسے عمل کے متعلق بتا دیجئے جس کے ذریعے مجھے اللہ عزوجل کا قرب اور اس کی رضا نصیب ہو جائے۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے فرمایا: ''کثرت سے ذکر اللہ عزوجل کرو، ہر وقت اپنے اوپر ذکر اللہ عزوجل کو لازم کر لو۔ اگر ایسا کرو گی تو کچھ بعید نہیں کہ تمہاری قبر میں تمہیں ایسی نعمتوں سے نوازا جائے کہ تم قابلِ رشک ہو جاؤ۔''

میں بے کار باتوں سے بچ کر ہمیشہ
کروں تیری حمد و ثنا یا الٰہی عزوجل

(اے ہمارے پاک پروردگار عزوجل! ہمیں بھی ان بزرگ ہستیوں کے صدقے ایسی زبان عطا فرما جو ہر وقت تیرے ذکر میں مشغول رہے۔ ایسا جسم عطا فرما جو دین کی راہ میں آنے والی مصیبتوں پر صبر کرے اور ایسا دل عطا فرما جو ہر وقت تیرا شکر ادا کرتا رہے۔)

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر76: **حضرت سیدنا ابو مسلم خولانی قدِّس سرہ الربانی کی کرامت**

حضرت سیدنا عطاء رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ زمانے کے مشہور تابعی بزرگ حضرت سیدنا ابو مسلم خولانی قدّس سرّہ الرّبّانی کی زوجہ محترمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا: ''ہمارے پاس آٹا بالکل ختم ہو گیا ہے، اور کھانے کے لئے کچھ بھی نہیں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''کیا تیرے پاس کچھ رقم وغیرہ ہے جس سے آٹا خریدا جا سکے؟'' تو اس نے عرض کی: ''میرے پاس ایک درہم ہے جو اُون بیچ کر حاصل ہوا ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''لاؤ وہ درہم مجھے دو، میں آٹا خرید لاتا ہوں۔''

چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک درہم اور تھیلا لے کر بازار کی طرف گئے۔ جب دکان سے آٹا خریدنا چاہا تو اچانک ایک فقیر آ گیا اور اس نے کہا: ''اے ابو مسلم خولانی! یہ درہم مجھ پر صدقہ کر دو۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے پلٹے اور دوسری دکان پر پہنچے، جیسے ہی آپ نے آٹا خریدنا چاہا دوبارہ وہی فقیر آ گیا اور کہنے لگا: ''اے ابو مسلم خولانی! میں بہت مجبور ہوں، یہ درہم مجھ پر صدقہ کر دو۔'' اسی طرح وہ فقیر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیچھے لگا رہا بالآخر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ درہم فقیر کو دے دیا۔ اب سوچنے لگے کہ گھر والوں کو کیا جواب دوں گا، وہ تو خالی تھیلا دیکھ کر پریشان ہو جائیں گے۔

چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک بڑھئی کی دکان پر گئے اور وہاں سے تھیلے میں لکڑی کا برادہ اور مٹی بھری اور گھر کی طرف چل دیئے۔ گھر پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا جیسے ہی دروازہ کھلا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ تھیلا گھر والوں کے حوالے کیا، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گھر میں داخل ہوئے بغیر ہی واپس پلٹ گئے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پریشان تھے کہ جب تھیلا کھولا جائے گا تو اس میں سے مٹی اور برادہ نکلے گا اور گھر والے آٹا نہ ملنے کی وجہ سے بہت پریشان ہوں گے، اسی خوف و پریشانی کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سارا دن گھر نہ گئے۔

جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زوجۂ محترمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے تھیلا کھولا تو وہ نہایت ہی عمدہ آٹے سے بھرا ہوا تھا۔ چنانچہ انہوں نے جلدی جلدی کھانا تیار کیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتظار کرنے لگیں۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رات گئے چپکے سے گھر میں داخل ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زوجۂ محترمہ فوراً آپ کے لئے بہترین قسم کی روٹیاں لے کر آئی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روٹیاں دیکھ کر حیران ہوئے، اور پوچھا: ''یہ روٹیاں کہاں سے آئیں؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زوجۂ محترمہ نے کہا: ''یہ اسی آٹے کی روٹیاں ہیں جسے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لے کر آئے تھے۔'' یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رونے لگے، اور اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا کہ اس نے لاج رکھ لی اور مٹی کو عمدہ آٹے میں تبدیل کر دیا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر 77:

بارگاہِ الٰہی عزوجل میں درد بھری مناجات

حضرت سیدنا احمد بن سہل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں، اللہ عزوجل کے ایک عظیم ولی حضرت سیدنا ابوفروہ سائح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ بعض ویران پہاڑیوں میں گھوم رہا تھا کہ ایک پہاڑ کے پیچھے سے مجھے کسی کی آواز سنائی دی، میں نے کہا: یہاں ضرور کوئی خاص بات ہے، لہٰذا میں اسی سمت چل دیا جدھر سے آواز آرہی تھی۔ جب وہاں پہنچا تو ایک شخص اللہ عزوجل کی بارگاہ میں یہ التجا کر رہا تھا: ''اے وہ پاک ذات جس نے اپنے پاک ذکر سے مجھے اُنسیّت بخشی اور مخلوق کی محبت میرے دل سے نکال دی! اے ارحم الراحمین! مجھے تیری یاد میں آنسو بہانا بہت محبوب ہے، اے میرے مولیٰ عزوجل! مجھے اپنی ایسی معرفت عطا فرما کہ مجھے تیرا قرب نصیب ہو جائے، اے اپنے مُحبّین پر احسان کرنے والے! مجھے بھی اپنے نیک بندوں میں شامل فرمالے۔''

پھر میں نے ایک زوردار چیخ سنی، لیکن آس پاس کوئی بھی موجود نہ تھا، میں اسی سمت چلتا رہا جہاں سے آواز آرہی تھی۔ جب وہاں پہنچا تو دیکھا کہ ایک بوڑھا شخص بے ہوش پڑا ہے اور اس کا جسم کپکپا رہا ہے، کافی دیر وہ اسی حالت میں رہا، میں بھی وہیں کھڑا رہا۔ پھر جب اسے افاقہ ہوا تو مجھ سے پوچھا: ''اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، آپ کون ہیں؟'' میں نے کہا: ''میں بنی آدم کا ایک فرد ہوں۔'' پھر اس نے کہا: ''جاؤ! مجھ سے دور ہو جاؤ، میں انسانوں سے دور رہنے ہی میں عافیت سمجھتا ہوں۔'' اتنا کہنے کے بعد وہ بزرگ اُٹھ کھڑے ہوئے اور روتے ہوئے ایک جانب چل دیئے۔ میں نے ان سے عرض کی: ''اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، مجھے راستہ تو بتاتے جائیں۔'' تو انہوں نے آسمان کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: **''اصل منزل وہاں ہے، اصل منزل وہاں ہے۔''**

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر 78:

نافرمان پاؤں کی سزا

حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: ''بنی اسرائیل میں ایک عبادت گزار شخص تھا۔ جو دن رات اللہ عزوجل کی عبادت میں مشغول رہتا، اسی طرح عبادت کرتے ہوئے اسے کافی عرصہ گزر گیا، ایک مرتبہ وہ چھت پر چڑھا تو اچانک اس کی نظر باہر کھڑی ہوئی ایک حسین وجمیل عورت پر پڑی تو اس کا دل عورت کی طرف مائل ہو گیا، وہ نیچے اترا اور اس نے ارادہ کیا کہ اس عورت کی طرف جاؤں، جیسے ہی اس نے گناہ کے ارادے سے اپنا ایک قدم دروازے سے

باہر نکالا فوراً اس کی عبادت اس کے کام آ گئی، اللہ عزوجل نے اس کی سابقہ عبادت کے سبب اسے اس گناہ سے محفوظ رکھا، چنانچہ وہ عابد اپنے اس فعل پر بہت نادم ہوا اور کہنے لگا: ''یہ میں کیا کرنے جا رہا ہوں (یعنی میرا دل گناہ کی طرف کیوں مائل ہوگیا) چنانچہ وہ وہیں رک گیا اور کہنے لگا: ''جس قدم نے اللہ عزوجل کی نافرمانی کے لئے سبقت کی میں اسے واپس اس عبادت گاہ میں نہ لاؤں گا، اے نافرمان پاؤں! تجھ پر افسوس ہے کہ تو اللہ عزوجل کی نافرمانی کے لئے باہر نکلا، اب تو سزا کا مستحق ہے، خدا عزوجل کی قسم! میں تجھے کبھی بھی واپس عبادت گاہ میں نہ لاؤں گا۔

چنانچہ عابد نے اپنے اس پاؤں کو باہر ہی رہنے دیا۔ مسلسل سردی، گرمی، بارش اور دھوپ وغیرہ سے اس کا پاؤں گل سڑ کر جسم سے علیٰحدہ ہوگیا تو اس عابد نے کہا: ''جو پاؤں اللہ عزوجل کی نافرمانی کے لئے بڑھے اس کی یہی سزا ہے، اے اللہ عزوجل! تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے اس پاؤں سے نجات دی جو تیری نافرمانی کے لئے بڑھا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر79:

جنت کی ابدی نعمتیں

حضرت سیدنا سری بن یحییٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا سیدوالان بن عیسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے زمانے کے مشہور اولیاء کرام میں سے تھے، وہ بہت عبادت گزار شخص تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا: ''ایک مرتبہ میں رات کے پچھلے پہر تہجد کے لئے مسجد میں گیا، اللہ عزوجل نے جتنی توفیق دی اتنی دیر میں نے نماز پڑھی اور ذکر کیا، پھر مجھ پر نیند کا غلبہ ہوگیا، میں نے خواب دیکھا کہ ایک قافلہ مسجد میں آیا ہے، اہل قافلہ کے چہرے نہایت حسین وجمیل اور نورانی ہیں، میں نے جان لیا کہ یہ انسان نہیں بلکہ کوئی اور مخلوق ہے۔ ان کے ہاتھوں میں تھال ہیں، جن میں عمدہ آٹے کی برف کی طرح سفید روٹیاں ہیں، ہر روٹی پر انگوروں کی طرح چھوٹے چھوٹے قیمتی موتی ہیں۔ اہل قافلہ میری طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے: ''یہ روٹیاں کھالو۔'' میں نے کہا: ''میرا تو روزہ ہے۔'' تو وہ کہنے لگے: ''یہ مسجد جس کا گھر ہے اس نے حکم دیا ہے کہ تم یہ کھانا کھالو۔'' میں نے کھانا شروع کر دیا کہ جب میرا مالک حقیقی عزوجل مجھے حکم دے رہا ہے تو پھر میں کیوں نہ کھاؤں۔ کھانے کے بعد میں نے وہ موتی اٹھانا چاہے تو مجھے کہا گیا: ''انہیں چھوڑ دو، ہم تمہارے لئے ان کے بدلے ایسے درخت لگائیں گے جن کے پھل ان موتیوں سے بہتر ہوں گے۔''

میں نے کہا: ''وہ درخت کہاں لگائے جائیں گے؟'' کہا گیا: ''ایسے گھر میں جو کبھی برباد نہ ہوگا، اور وہاں ہمیشہ پھل اگتے رہیں گے، کبھی ختم نہ ہوں گے اور نہ ہی خراب ہوں گے، وہ ایسا ملک ہے جو کبھی منقطع نہ ہوگا، وہاں ایسے کپڑے ہوں گے جو کبھی پرانے نہ ہوں گے، اس گھر (یعنی جنت) میں خوشی ہی خوشی ہے، میٹھے پانی کے چشمے ہیں، وہاں سکون وآرام ہے اور ایسی پاکباز

بیویاں ہیں جو فرمانبردار، ہمیشہ خوش رہنے والیاں اور دل کو بھانے والی ہیں، وہ نہ تو کبھی ناراض ہوں گی اور نہ ہی ناراض کریں گی۔لہٰذا دنیا میں جتنا ہو سکے تم نیک اعمال کی کثرت کرو۔ یہ دنیا تو نیند کی مانند ہے کہ آنکھ کھلتے ہی رخصت ہو جائے گی ،لہٰذا اس میں جتنا ہو سکے عمل کرو اور جلدی سے جنت کی طرف آجاؤ جہاں دائمی نعمتیں ہیں۔

پھر میری آنکھ کھل گئی لیکن ابھی تک میرے ذہن میں وہ خواب سمایا ہوا تھا اور میں جلدی جلدی اس گھر (یعنی جنت) میں پہنچنا چاہتا تھا جس کا مجھ سے وعدہ کیا گیا۔

حضرت سیدنا سید سری بن یحیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:''اس کے بعد حضرت سیدنا والان بن عیسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تقریباً پندرہ دن زندہ رہے پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہو گیا۔ جس رات انتقال ہوا میں نے اسی رات اُن کو خواب میں دیکھا، مجھ سے فرمانے لگے:''کیا تم ان درختوں کے پھلوں کو دیکھ کر متعجب ہو رہے ہو کہ ان میں کیسے کیسے پھل لگے ہوئے ہیں؟'' میں نے پوچھا:''تمہارے لئے جو درخت جنت میں لگائے گئے ہیں ان میں کس طرح کے پھل ہیں؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:''وہ تو ایسے پھل ہیں کہ جن کی تعریف بیان نہیں کی جا سکتی۔''

خدا عزوجل کی قسم! جب کوئی اللہ عزوجل کا مہمان بنتا ہے تو وہ پاک پروردگار عزوجل اس کو ایسی ایسی نعمتیں عطا فرماتا ہے جن کے اوصاف بیان نہیں ہو سکتے ،اس کے کرم کی کوئی انتہا نہیں، وہ اپنے بندوں پر بے انتہا کرم فرماتا ہے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(اللہ عزوجل ہم گناہ گاروں پر بھی اپنا خصوصی کرم فرمائے ،اور ہمیں بھی اپنے مدنی حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے)

چُھپ چُھپ کے جہاں سے کہ انہیں دیکھ سکوں میں
جنّت میں مجھے ایسی جگہ میرے خدا دے (عزوجل)

حکایت نمبر 80: سب سے بڑا عبادت گزار

حضرت سیدنا محمد بن معاویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، ہمیں ہمارے شیخ نے بتایا:''ایک مرتبہ حضرت سیدنا یونس علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام کی آپس میں ملاقات ہوئی، حضرت سیدنا یونس علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے

حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام سے فرمایا: ''مجھے کسی ایسے شخص کے پاس لے چلو جو زمین میں سب سے بڑا عبادت گزار ہو۔'' چنانچہ حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام آپ علیہ السلام کو ایک ایسے شخص کے پاس لے گئے جو جذام کا مریض تھا اور اس بیماری کی وجہ سے اس کے ہاتھ پاؤں گل سڑ کر جسم سے جدا ہو گئے تھے، اور وہ صابر وشاکر شخص کہہ رہا تھا: ''اے میرے پاک پروردگار عزوجل! جب تک تو نے چاہا ان اعضاء سے مجھے فائدہ بخشا اور جب تو نے چاہا لے لیا، تیرا شکر ہے کہ تو نے میری امید صرف اپنی ذات میں باقی رکھی، اے میرے پروردگار عزوجل! میرا مطلوب تو بس تُو ہی تُو ہے (یعنی میں تیری رضا پر راضی ہوں)

اس شخص کو دیکھ کر حضرت سیدنا یونس علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام سے فرمایا: ''اے جبریل علیہ السلام! میں نے تو تجھے ایسے شخص کے بارے میں کہا تھا جو بہت زیادہ نماز پڑھنے والا ہو اور خوب روزے رکھنے والا ہو۔'' یہ سن کر جبریل امین علیہ السلام نے کہا: ''ان مصیبتوں کے نازل ہونے سے پہلے یہ خوب روزے رکھتا اور خوب نمازیں پڑھتا تھا اور اب مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس کی آنکھیں بھی لے لوں۔'' یہ کہہ حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام نے اس شخص کی آنکھوں کی طرف اشارہ کیا تو اس کی دونوں آنکھیں باہر امنڈ آئیں۔

عابد پھر وہی الفاظ دہرانے لگا: ''اے میرے مالک حقیقی عزوجل جب تک تو نے چاہا مجھے ان آنکھوں سے فائدہ بخشا اور جب چاہا لے لیا اور اپنی ذات میں میری محبت کو باقی رکھا (اے مولیٰ تیرا شکر ہے) میرا مطلوب تو بس تو ہی تو ہے۔

یہ حالت دیکھ کر حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام نے اس عظیم صابر وشاکر شخص سے کہا: ''آؤ، ہم سب مل کر دعا کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل تجھے تیری آنکھیں، اور ہاتھ پاؤں لوٹا دے اور تجھے اس بیماری سے شفاء عطا فرمائے تاکہ تم پہلے کی طرح عبادت کرو اور روزے رکھو۔'' وہ شخص کہنے لگا: ''میں اس بات کو پسند نہیں کرتا۔''

حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام نے فرمایا: ''آخر کیوں تم اس بات کو پسند نہیں کرتے؟'' وہ عابد بولا: اگر میرے رب عزوجل کی رضا اسی میں ہے کہ میں بیمار رہوں تو پھر مجھے تندرستی وصحت نہیں چاہئے، میں تو اپنے رب عزوجل کی رضا پر راضی ہوں، وہ مجھے جس حال میں رکھے میں اسی میں راضی ہوں۔''

؎ جے سوہنا میرے دکھ وچ راضی میں سکھ نوں چُلّھے پاواں

اس عابد کی یہ گفتگو سن کر حضرت سیدنا یونس علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''اے جبریل علیہ السلام! واقعی میں نے آج تک اس سے بڑھ کر کوئی عبادت گزار شخص نہیں دیکھا۔

حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام نے کہا: ''یہ ایسا عظیم راستہ ہے کہ رضائے الٰہی عزوجل کے حصول کے لئے اس سے افضل

کوئی اور راستہ نہیں۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر81: **چھوٹی مصیبت نے بڑی مصیبت سے بچالیا**

حضرت سیدنا سعید بن مُسَیَّب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ حضرت سیدنا لقمان حکیم علیہ رحمۃ اللہ الرحیم نے اپنے بیٹے کو (نصیحت کرتے ہوئے) فرمایا: ''اے میرے پیارے بیٹے! جب بھی تجھے کوئی مصیبت پہنچے تو تُو اسے اپنے حق میں بہتر جان اور یہ بات دِل میں بٹھالے کہ میرے لئے اسی میں بھلائی ہے اگرچہ بظاہر وہ مصیبت ہی نظر آرہی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ تیرے حق میں بہتر ہوگی۔''

یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیٹا کہنے لگا: ''جو کچھ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا میں نے اس کو سن لیا اور اس کا مطلب بھی سمجھ لیا لیکن یہ بات میرے بس میں نہیں کہ میں ہر مصیبت کو اپنے لئے بہتر سمجھوں، میرا یقین ابھی اتنا پختہ نہیں ہوا۔''

جب حضرت سیدنا لقمان حکیم علیہ رحمۃ اللہ الرحیم نے اپنے بیٹے کی یہ بات سنی تو فرمایا: ''اے میرے بیٹے! اللہ عزوجل نے دنیا میں وقتاً فوقتاً انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام مبعوث فرمائے، ہمارے زمانے میں بھی اللہ عزوجل نے نبی علیہ السلام کو مبعوث فرمایا ہے آؤ، ہم اس نبی علیہ السلام کی صحبتِ بابرکت سے فیضیاب ہونے چلتے ہیں، ان کی باتیں سن کر تیرے یقین کو تقویت حاصل ہوگی۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیٹا اللہ عزوجل کے نبی علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لئے تیار ہوگیا۔

چنانچہ ان دونوں نے اپنا سامانِ سفر تیار کیا، اور خچروں پر سوار ہوکر اپنی منزل کی طرف روانہ ہوگئے۔کئی دن، رات انہوں نے سفر جاری رکھا، راستے میں ایک ویران جنگل آیا وہ اپنے سامان سمیت جنگل میں داخل ہوگئے، اللہ تعالیٰ نے ان کو جتنی ہمت دی اتنا انہوں نے جنگل میں سفر کیا، پھر دوپہر ہوگئی، گرمی اپنے زور پر تھی، گرم ہوائیں چل رہی تھیں، دریں اثناء ان کا پانی اور کھانا وغیرہ بھی ختم ہوگیا، خچر بھی تھک چکے تھے، پیاس کی شدت سے وہ بھی ہانپنے لگے، یہ دیکھ کر حضرت لقمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کا بیٹا خچروں سے نیچے اتر آئے اور پیدل ہی چلنے لگے۔ چلتے چلتے حضرت سیدنا لقمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بہت دور ایک سایہ اور دھواں سا نظر آیا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے گمان کیا کہ وہاں شاید کوئی آبادی ہے، اور یہ کسی درخت وغیرہ کا سایہ ہے، چنانچہ آپ

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی طرف چلنے لگے۔ راستے میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بیٹے کو ٹھوکر لگی اور اس کے پاؤں میں ایک ہڈی اس طرح گھسی کہ وہ پاؤں کے تلوے سے پار ہو کر ظاہر قدم تک نکل آئی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیٹا درد کی شدت سے بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے اپنے سینے سے چمٹا لیا، پھر اپنے دانتوں سے ہڈّی نکالنے لگے۔ کافی مشقت کے بعد بالآخر وہ ہڈی نکل گئی۔

بیٹے کی یہ حالت دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفقت پدرانہ کی وجہ سے رونے لگے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے عمامے سے کچھ کپڑا پھاڑا اور اسے زخم پر باندھ دیا۔ حضرت لقمان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی آنکھوں سے بہنے والے آنسو جب اُن کے بیٹے کے چہرے پر گرے تو اسے ہوش آگیا، جب اس نے دیکھا کہ میرے والد رو رہے ہیں تو کہنے لگا: ''اے ابا جان! آپ تو مجھ سے فرما رہے تھے کہ ہر مصیبت میں بھلائی ہے۔ لیکن اب میری اس مصیبت کو دیکھ کر آپ رونے کیوں لگے؟'' اور یہ مصیبت میرے حق میں بہتر کس طرح ہو سکتی ہے؟ حالانکہ ہماری کھانے پینے کی تمام اشیاء ختم ہو چکی ہیں، اور ہم یہاں اس ویران جنگل میں تنہا رہ گئے ہیں، اگر آپ مجھے یہیں چھوڑ کر چلے جائیں گے تو آپ کو میری اس مصیبت کی وجہ سے بہت رنج وغم لاحق رہے گا، اور اگر آپ یہیں میرے ساتھ رہیں گے تو ہم دونوں یہاں اس ویرانے میں بھوکے پیاسے مرجائیں گے، اب آپ خود ہی بتائیں کہ اس مصیبت میں میرے لئے کیا بہتری ہے؟''

بیٹے کی یہ باتیں سن کر حضرت سیدنا لقمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے میرے بیٹے! میرا رونا اس وجہ سے تھا کہ میں ایک باپ ہوں اور ہر باپ کا اپنی اولاد کے دکھ درد کی وجہ سے غمگین ہو جانا ایک فطری عمل ہے، باقی رہی یہ بات کہ اس مصیبت میں تمہارے لئے کیا بھلائی ہے؟ تو ہو سکتا ہے اس چھوٹی مصیبت میں تجھے مبتلا کر کے تجھ سے کوئی بہت بڑی مصیبت دور کر دی گئی ہو، اور یہ مصیبت اس مصیبت کے مقابلے میں چھوٹی ہو جو تجھ سے دور کر دی گئی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیٹا خاموش ہو گیا۔

پھر حضرت سیدنا لقمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سامنے نظر کی تو اب وہاں نہ تو دھواں تھا اور نہ ہی سایہ وغیرہ، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دل میں کہنے لگے: ''میں نے ابھی تو اس طرف دھواں اور سایہ دیکھا تھا لیکن اب وہ کہاں غائب ہو گیا، ہو سکتا ہے کہ ہمارے پروردگار عزوجل نے ہماری مدد کے لئے کسی کو بھیجا ہو، ابھی آپ اسی سوچ بچار میں تھے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دور ایک شخص نظر آیا جو سفید لباس زیب تن کئے، سفید عمامہ سر پر سجائے، چتکبرے گھوڑے پر سوار آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف بڑی تیزی سے بڑھا چلا آرہا ہے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس سوار کو اپنی طرف آتا دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ آپ کے بالکل قریب ہو گیا، پھر وہ سوار اچانک نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

پھر ایک آواز سنائی دی: ''کیا تم ہی لقمان ہو؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''جی ہاں! میں ہی لقمان ہوں۔'' پھر آواز آئی: ''کیا تم حکیم ہو؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''مجھے ہی لقمان حکیم کہا جاتا ہے۔'' پھر آواز آئی: ''تمہارے اس ناسمجھ بیٹے نے تم سے کیا کہا ہے؟'' حضرت سیدنا لقمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے اللہ عزوجل کے بندے! تو کون ہے؟ ہمیں صرف تیری آواز سنائی دے رہی ہے اور تو خود نظر نہیں آرہا۔'' پھر آواز آئی: ''میں جبرائیل (علیہ السلام) ہوں اور مجھے صرف انبیاء کرام علیہم السلام اور مقرّب فرشتے ہی دیکھ سکتے ہیں، اس وجہ سے میں تجھے نظر نہیں آرہا، سنو! میرے رب عزوجل نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فلاں شہر اور اس کے آس پاس کے لوگوں کو زمین میں دھنسا دوں۔ مجھے خبر دی گئی کہ تم دونوں بھی اس شہر ہی کی طرف آرہے ہو تو میں نے اپنے پاک پروردگار عزوجل سے دعا کی کہ وہ تمہیں اس شہر میں جانے سے روکے۔ لہٰذا اس نے تمہیں اس آزمائش میں ڈال دیا اور تیرے بیٹے کے پاؤں میں ہڈی چبھ گئی، اس طرح تم اس چھوٹی مصیبت کی وجہ سے ایک بہت بڑی مصیبت (یعنی زمین میں دھنسنے) سے بچ گئے ہو۔''

پھر حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے اپنا ہاتھ اس زخمی لڑکے کے پاؤں پر پھیرا تو اس کا زخم فوراً ٹھیک ہوگیا۔ پھر آپ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ اس برتن پر پھیرا جس میں پانی بالکل ختم ہو چکا تھا تو ہاتھ پھیرتے ہی وہ برتن پانی سے بھر گیا اور جب کھانے والے برتن پر ہاتھ پھیرا تو وہ بھی کھانے سے بھر گیا۔ پھر حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے حضرت سیدنا لقمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، آپ کے بیٹے اور آپ کی سواریوں کو سامان سمیت اٹھایا اور کچھ ہی دیر میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے بیٹے اور سارے سامان سمیت اپنے گھر میں موجود تھے حالانکہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا گھر اس جنگل سے کافی دن کی مسافت پر تھا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(اے ہمارے پاک پروردگار عزوجل! ہم سے ہماری تمام مصیبتیں دور فرمادے، ہم پر آنے والی بلاؤں کو شہیدِ کربلا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدقے ردّ فرمادے۔ ہمیں اپنے فضل وکرم سے مصائب پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرما اور بے صبری سے بچا)

ے یاالٰہی عزوجل ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو　　جب پڑے مشکل ، شہ مشکل کشا کا ساتھ ہو

اور..........اے اللہ عزوجل!

مشکلیں حل کر شہ مشکل کشا کے واسطے　　کر بلائیں رد شہید کربلا کے واسطے

حکایت نمبر82:

چاند جیسا نورانی چہرہ

حضرت سیدنا یوسف بن حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ایک مرتبہ میں لبنان کی پہاڑیوں میں رات کے وقت سفر پر تھا، چلتے چلتے مجھے ایک درخت نظر آیا جس کے قریب ایک خیمہ نما جھونپڑی تھی۔ یکا یک اس جھونپڑی سے ایک حسین وجمیل نوجوان نے اپنا چاند جیسا نورانی چہرہ باہر نکالا اور کہنے لگا: ''اے میرے پروردگار عزوجل! میرا دل ہر حال میں (چاہے خوشی ہو یا غمی) اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ تیری ہی ذات ایسی ہے جو تمام صفاتِ کمالیہ سے متّصف ہے (یعنی تمام فضیلتیں اور عظمتیں تیرے ہی لئے ہیں) میرا دل اس بات کی گواہی کیوں نہ دے، حالانکہ میرے دل میں تیرے سوا اور کسی کی محبت سمائی ہی نہیں، میں تو بس تجھ ہی سے محبت کرتا ہوں، افسوس! صد ہزار افسوس! ان لوگوں پر جنہوں نے تجھ سے محبت نہ کی، اور کوتاہی کرتے رہے۔''

پھر اس نوجوان نے اپنا نورانی چہرہ جھونپڑی میں داخل کرلیا۔ میں اس کی باتیں سن کر بڑا حیران ہوا، اور مجھے اس کی باتیں بھول گئیں، میں وہیں حیران و پریشان کھڑا رہا یہاں تک کہ فجر کا وقت ہوگیا، اس نوجوان نے پھر اپنا نور بار چہرہ جھونپڑی سے باہر نکالا، اور چاند کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا: ''اے میرے معبودِ حقیقی عزوجل! تیرے ہی نور سے زمین وآسمان روشن ہیں، تیرا ہی نور اندھیروں کو ختم کرتا ہے اور اسی سے ہر جگہ اُجالا ہوتا ہے، اے میرے پاک پروردگار عزوجل! تیرا جلوہ ہماری آنکھوں سے حجاب میں ہے، اور تیری معرفت اہلِ معرفت کو حاصل ہوتی ہے، اے میرے رحیم وکریم مالک عزوجل! میں اس رنج وغم کی حالت میں صرف تجھ ہی سے التجاء کرتا ہوں کہ تو مجھ پر کرم کی ایسی نظر فرما جیسی اپنے فرمانبردار بندوں پر ڈالتا ہے۔

حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''جب میں نے نوجوان کی یہ باتیں سنیں، تو مجھ سے نہ رہا گیا اور میں اس کے پاس گیا اسے سلام کیا، اس نے جواب دیا، میں نے کہا: ''اے نوجوان! اللہ عزوجل تجھ پر رحم فرمائے، میں تجھ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔'' نوجوان نے کہا: ''نہیں، تو مجھ سے سوال نہ کر۔'' میں نے کہا: ''تو مجھے سوال کرنے سے کیوں منع کر رہا ہے؟'' اس نے کہا: ''اس لئے کہ ابھی تک میرے دل سے تیرا رعب نہیں نکلا، میں ابھی تک تجھ سے خوفزدہ ہوں۔'' میں نے کہا: ''اے نیک سیرت نوجوان! میں نے ایسی کونسی حرکت کی جس نے تجھے خوفزدہ کردیا ہے؟'' وہ نوجوان کہنے لگا: ''تم کام (یعنی عبادت) کے دنوں میں بے کار پھر رہے ہو، اور آخرت کی تیاری کے لئے کچھ بھی عمل نہیں کر رہے، اے ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی تم نے صرف اچھے گمان پر تکیہ کیا ہوا ہے۔''

حضرت سیدنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں اس نوجوان کی یہ باتیں سن کر بے ہوش ہوگیا اور زمین پر

گر پڑا، میں کافی دیر بے ہوش رہا، پھر سورج کی تیز دھوپ کی وجہ سے مجھے ہوش آیا، میں نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا تو بڑا حیران ہوا کہ اب میرے سامنے نہ تو کوئی درخت ہے نہ جھونپڑی اور نہ ہی وہ نوجوان۔ یہ سب چیزیں نہ جانے کہاں غائب ہوگئیں، میں کافی دیر اسی طرح حیران وپریشان وہاں کھڑا رہا، اس نوجوان کی باتیں اب تک میرے دل ودماغ میں گھوم رہی ہیں، پھر میں اپنے سفر پر روانہ ہوگیا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

(اے ہمارے پاک پروردگار عزوجل! ہمیں بھی ہر وقت اپنے جلووں میں گم رہنے کی توفیق عطا فرما، فکر دنیا سے بچا کر فکر آخرت نصیب فرما، اور اپنی محبت کا ایسا جام پلا کہ ہم ہر وقت تیرے جلووں میں ایسے گم ہوجائیں کہ ہمیں اپنا بھی ہوش نہ رہے)

؎ محبت میں اپنی گما یا الٰہی عزوجل!
نہ پاؤں میں اپنا پتا یا الٰہی عزوجل!

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر83:

مال کا وبال

حضرت سیدنا جریر علیہ رحمۃ اللہ القدیر حضرت سیدنا لیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کرتے ہیں: ''ایک مرتبہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سفر پر روانہ ہوئے، راستے میں ایک شخص ملا، اس نے عرض کی: ''حضور! مجھے بھی اپنی بابرکت صحبت میں رہنے کی اجازت عطا فرمادیں، میں بھی آپ علیہ السلام کے ساتھ سفر کرنا چاہتا ہوں۔'' آپ علیہ السلام نے اسے اپنی ہمراہی کی اجازت عطا فرمادی اور دونوں ایک ساتھ سفر کرنے لگے۔ راستے میں ایک پتھر کے قریب آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''آؤ ہم یہاں کھانا کھالیتے ہیں۔'' چنانچہ دونوں کھانا کھانے لگے، آپ علیہ السلام کے پاس تین روٹیاں تھیں، ایک ایک روٹی دونوں نے کھالی، اور تیسری روٹی بچ رہی۔ آپ علیہ السلام روٹی کو وہیں چھوڑ کر نہر پر گئے اور پانی پیا، پھر جب واپس آئے تو دیکھا کہ روٹی غائب ہے، آپ علیہ السلام نے اس شخص سے پوچھا: ''تیسری روٹی کہاں گئی؟ اس نے کہا: مجھے معلوم نہیں، پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''آؤ ہم اپنے سفر پر چلتے ہیں۔'' وہ شخص اٹھا اور آپ علیہ السلام کے ساتھ چلنے لگا، راستے میں ایک ہرنی اپنے دو خوبصورت بچوں کے ساتھ کھڑی تھی، آپ علیہ السلام نے ہرنی کے ایک بچے کو اپنی طرف بلایا تو وہ آپ علیہ السلام کا حکم پاتے ہی فوراً حاضر خدمت ہوگیا،

آپ علیہ السلام نے اسے ذبح کیا، اسے بھونا اور دونوں نے اس کا گوشت کھایا، پھر آپ علیہ السلام نے اس کی ہڈیاں ایک جگہ جمع کیں اور فرمایا: ''اللہ عزوجل کے حکم سے کھڑا ہو جا، یکایک وہ ہڈیاں دوبارہ ہرنی کا بچہ بن گئیں اور وہ بچہ اپنی ماں کی طرف روانہ ہو گیا، آپ علیہ السلام نے اس شخص سے فرمایا: ''اے شخص! تجھے اس ذات کی قسم! جس نے تجھے میرے ہاتھوں یہ معجزہ دکھایا، تو سچ سچ بتا کہ وہ روٹی کس نے لی تھی؟ وہ شخص بولا: ''مجھے معلوم نہیں کہ روٹی کس نے لی تھی؟'' آپ علیہ السلام اس شخص کو لے کر دوبارہ سفر پر روانہ ہوئے، راستے میں ایک دریا آیا آپ علیہ السلام نے اس شخص کا ہاتھ پکڑا اور اسے لے کر پانی پر چلتے ہوئے دریا پار کر لیا، پھر آپ علیہ السلام نے اس سے فرمایا: ''تجھے اس پاک پروردگار عزوجل کی قسم! جس نے تجھے میرے ہاتھوں یہ معجزہ دکھایا سچ سچ بتا کہ تیسری روٹی کس نے لی تھی؟'' اس نے پھر وہی جواب دیا کہ مجھے معلوم نہیں۔ آپ علیہ السلام اس شخص کو لے کر آگے بڑھے، راستے میں ایک ویران صحراء آ گیا۔ آپ علیہ السلام نے اس سے فرمایا: ''بیٹھ جاؤ، پھر آپ علیہ السلام نے کچھ ریت جمع کی اور فرمایا: ''اے ریت! اللہ عزوجل کے حکم سے سونا بن جا تو وہ ریت فوراً سونے میں تبدیل ہو گئی۔ آپ علیہ السلام نے اس کے تین حصے کئے اور فرمایا: ''ایک حصہ میرا دوسرا تیرا اور تیسرا حصہ اس کے لئے ہے جس نے وہ روٹی لی تھی، یہ سن کر وہ شخص بولا: ''وہ روٹی میں نے ہی چھپائی تھی۔''

حضرت سیدنا عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس شخص سے فرمایا: ''یہ تینوں حصے تم ہی لے لو۔'' اتنا کہنے کے بعد آپ علیہ السلام اس شخص کو وہیں چھوڑ کر آگے روانہ ہو گئے۔ وہ اتنا زیادہ سونا ملنے پر بہت خوش ہوا، اور اس نے وہ سارا سونا اٹھا لیا اتنے میں وہاں دو اور شخص پہنچے جب انہوں نے دیکھا کہ اس ویرانے میں اکیلا شخص ہے اور اس کے پاس بہت سا سونا ہے تو انہوں نے ارادہ کیا کہ ہم اس شخص کو قتل کر دیتے ہیں اور اس سے سونا چھین لیتے ہیں جب وہ اسے قتل کرنے کے لئے آگے بڑھے تو اس شخص نے کہا: ''تم مجھے قتل نہ کرو بلکہ ہم اس سونے کو باہم تقسیم کر لیتے ہیں، اس پر وہ دونوں شخص قتل سے باز رہے اور اس بات پر راضی ہو گئے کہ ہم یہ سونا برابر برابر تقسیم کر لیتے ہیں، پھر اس شخص نے کہا: ''ایسا کرتے ہیں کہ ہم میں سے ایک شخص جا کر قریبی بازار سے کھانا خرید لائے کھانا کھانے کے بعد ہم یہ سونا باہم تقسیم کر لیں گے۔ چنانچہ ان میں سے ایک شخص بازار گیا جب اس نے کھانا خریدا تو اس کے دل میں یہ شیطانی خیال آیا کہ میں اس کھانے میں زہر ملا دیتا ہوں جیسے ہی وہ دونوں اسے کھائیں گے تو مر جائیں گے اور سارا سونا میں لے لوں گا، چنانچہ اس نے کھانے میں زہر ملا دیا اور اپنے ساتھیوں کی طرف چل دیا، وہاں ان دونوں کی نیّتوں میں بھی سونا دیکھ کر فتور آ گیا اور انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ جیسے ہی ہمارا تیسرا ساتھی کھانا لے کر آئے گا ہم اسے قتل کر دیں گے اور سونا ہم دونوں آپس میں بانٹ لیں گے، چنانچہ جیسے ہی وہ کھانا لے کر ان کے پاس پہنچا ان دونوں نے اسے قتل کر دیا اور بڑے مزے سے زہر ملا کھانا کھانے لگے، کچھ ہی دیر بعد زہر نے اپنا اثر دکھایا اور وہ دونوں بھی وہیں ڈھیر ہو گئے اور سونا ویسے ہی

وہاں پڑا رہا۔

کچھ عرصہ بعد حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام دوبارہ وہیں سے گزرے تو دیکھا کہ سونا وہیں موجود ہے اور وہاں تین لاشیں پڑی ہیں۔ آپ علیہ السلام نے یہ دیکھ کر لوگوں سے فرمایا: ''یہ دنیا ایک دھوکا ہے لہٰذا اس سے بچو (یعنی جو اس کے لالچ میں پھنسا وہ ہلاک ہوگیا)

(اے ہمارے پاک پروردگار عزوجل! ہمیں دنیا کے لالچ سے بچا کر اپنے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا سچا عشق عطا فرما اور مال کے وبال سے بچا)

؎ نہ مجھ کو آزما دنیا کا مال وزر عطا کر کے
عطا کر اپنا غم اور چشمِ گریاں یا رسول اللہ ﷺ!

آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم

حکایت نمبر 84: راہِ علم کی مشقتوں میں صبر پر انعام

حضرت سیدنا ابو الحسن فقیہہ صفار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں: ''ہم مشہور محدث حضرت سیدنا حسن بن سفیان النسوی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی خدمت بابرکت میں رہا کرتے تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمیت کا ڈنکا ملک بھر میں بج رہا تھا، لوگ تحصیلِ علم کے لئے دور دراز سے سفر کر کے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے احادیث سن کر لکھ لیتے، الغرض آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے دور کے مشہور و معروف محدث اور فقیہہ تھے اور آپ کے کاشانۂ اطہر پر طُلَبا کا ہجوم لگا رہتا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان علم دین کے متوالوں کو احادیث مبارکہ لکھواتے اور انہیں فقہ کے مسائل سے آگاہ کرتے۔

ایک مرتبہ جب ہم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلس علم میں حاضر ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حدیث لکھوانے کی بجائے لوگوں سے فرمایا: ''پہلے آج تم لوگ توجہ سے میری بات سنو اس کے بعد تمہیں حدیث لکھواؤں گا، تمام لوگ بڑی توجہ سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بات سننے لگے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے دین کا علم سیکھنے کے لئے دور دراز سے سفر کی صعوبتیں اور تکالیف جھیل کر آنے والو! بے شک میں جانتا ہوں کہ تم خوب ناز و نعم میں پلے ہو اور اہلِ فضیلت میں سے ہو، تم نے دین کی خاطر

اپنے اہل وعیال اور وطنوں کو چھوڑا (یہ یقیناً تمہاری قربانی ہے) لیکن خبر دار! تمہارے دل میں ہرگز یہ خیال نہ آئے کہ تم نے جو سفر کی مشقتیں اور تکالیف برداشت کی ہیں اور حصولِ علم دین کے لئے اپنے اہل وعیال سے دوری اختیار کی ہے اور بہت سی خواہشوں کو قربان کیا مگر ان تمام مشکلات پر صبر کر کے تم نے علم دین سیکھنے کا حق ادا نہیں کیا کیونکہ تمہاری تکلیفیں دین کی راہ میں بہت کم ہیں۔ آؤ میں تمہیں اپنے زمانہ طالب علمی کی کچھ تکالیف سناتا ہوں تاکہ تمہیں بھی تکالیف پر صبر کرنے کی ہمت ورغبت ملے۔

سنو! جب مجھے علم دین سیکھنے کا شوق ہوا تو اس وقت میں عالمِ شباب میں تھا، میری شدید خواہش تھی کہ میں حدیث وفقہ کا علم حاصل کروں۔ چنانچہ ہم چند دوست حصولِ علم دین کے لئے مصر کی طرف روانہ ہوئے اور ہم نے ایسے اساتذہ اور محدثین کی تلاش شروع کر دی جو اپنے دور کے سب سے زیادہ ماہر حدیث اور سب سے بڑے فقیہہ اور حافظ الحدیث ہوں، بڑی تلاش کے بعد ہم اس زمانے کے سب سے بڑے محدث کے پاس پہنچے وہ ہمیں روزانہ بہت کم تعداد میں احادیث اِملاء کرواتے (یعنی لکھواتے) وقت گزرتا رہا یہاں تک کہ مدت طویل ہوگئی اور ہمارا ساتھ لایا ہوا نان ونفقہ بھی ختم ہونے لگا۔ جب سب کھانا وغیرہ ختم ہوگیا تو ہم نے اپنے زائد کپڑے اور چادریں وغیرہ فروخت کیں اور کچھ کھانا وغیرہ خریدا پھر جب وہ بھی ختم ہوگیا تو فاقوں کی نوبت آگئی۔ ہم سب دوست ایک مسجد میں رہا کرتے تھے، کوئی ہماری مشقتوں اور تکالیف سے واقف نہ تھا اور نہ ہی ہم نے کبھی اپنی تنگدستی اور غربت کی کسی سے شکایت کی، ہم صبر وشکر سے علمِ دین حاصل کرتے رہے، اب ہمارے پاس کھانے کو کچھ بھی نہ رہا بالآخر ہم نے تین دن اور تین راتیں بھوک کی حالت میں گزار دیں۔ ہماری کمزوری اتنی بڑھ گئی کہ ہم حرکت بھی نہ کرسکتے تھے۔ چوتھے دن بھوک کی وجہ سے ہماری حالت بہت خراب تھی، ہم نے سوچا کہ اب ہم ایسی حالت کو پہنچ چکے ہیں کہ ہمیں سوال کرنا جائز ہے کیوں نہ ہم لوگوں سے اپنی حاجت بیان کریں تاکہ ہمیں کچھ کھانے کو مل جائے لیکن ہماری خودداری اور عزت نفس نے ہمیں اس پر آمادہ نہ ہونے دیا کہ ہم لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں اور اپنی پریشانی ان پر ظاہر کریں، ہم میں سے ہر شخص اس بات سے انکار کرنے لگا کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائے لیکن حالت ایسی تھی کہ ہم سب قریب المرگ تھے اور مجبور ہوگئے تھے۔ چنانچہ یہ طے پایا کہ ہم قرعہ ڈالتے ہیں جس کا نام آگیا وہی سب کے لئے لوگوں سے کھانا طلب کرے گا تاکہ ہم اپنی بھوک ختم کرسکیں جب سب کے نام لکھ کر قرعہ ڈالا گیا تو قرعہ میرے نام نکلا، چنانچہ میں بادلِ نخواستہ لوگوں سے اپنی حاجت بیان کرنے کے لئے تیار ہوگیا لیکن میری غیرت اس بات کی اجازت نہ دے رہی تھی پس میں عزت نفس کی وجہ سے لوگوں کے پاس مانگنے کے لئے نہ جاسکا اور میں نے مسجد کے ایک کونے میں جا کر نماز پڑھنا شروع کر دی اور بہت طویل دو رکعت نماز پڑھی پھر اللہ عزوجل سے اس کے پاکیزہ اور بابرکت ناموں کے وسیلے سے دعا کی کہ وہ ہم سے اس پریشانی اور تکلیف کو دور کردے اور ہمیں

اپنے علاوہ کسی کا محتاج نہ بنائے۔ ابھی میں دعا سے فارغ بھی نہ ہوا تھا کہ مسجد میں ایک حسین وجمیل نوجوان داخل ہوا۔ اس نے نہایت عمدہ کپڑے پہنے تھے، اس کے ساتھ ایک خادم تھا جس کے ہاتھ میں رومال تھا۔ اس نوجوان نے مسجد میں داخل ہوتے ہی پوچھا: ''تم میں سے حسن بن سفیان (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کون ہے؟ یہ سن کر میں نے سجدے سے سر اٹھایا اور کہا: ''میرا نام حسن بن سفیان ہے، تمہیں مجھ سے کیا کام ہے؟'' وہ نوجوان بولا: ''ہمارے شہر کے حاکم ''طولون'' نے تمہیں سلام بھیجا ہے اور وہ اس بات پر معذرت خواہ ہے کہ تم ایسی سخت تکلیف میں ہو اور اسے معلوم ہی نہیں کہ تمہاری حالت فاقوں تک پہنچ چکی ہے، ہمارا حاکم اپنی اس کوتاہی پر آپ لوگوں سے معافی کا طلبگار ہے، اس نے آپ کے لئے یہ کھانا بھجوایا ہے، کل وہ خود آپ لوگوں کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرت کرے گا، برائے کرم! آپ یہ کھانا قبول فرمالیں، پھر اس نوجوان نے کھانا اور کچھ تھیلیاں ہمارے سامنے رکھیں جن میں ہم سب احباب کے لئے ایک ایک سو دینار تھے، ہم سب یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئے۔

میں نے اس نوجوان سے کہا: ''یہ سب کیا قصہ ہے اور تمہارے حاکم کو ہمارے بارے میں کس نے خبر دی ہے؟'' تو وہ نوجوان کہنے لگا: ''میں اپنے حاکم کا خادم خاص ہوں۔ آج صبح جب میں اس کی محفل میں گیا تو اس کے پاس اور بھی بہت سے خدام اور درباری موجود تھے، کچھ دیر بعد ہمارے حاکم ''طولون'' نے کہا: ''میں کچھ دیر خلوت چاہتا ہوں لہٰذا تم سب یہاں سے چلے جاؤ چنانچہ ہم سب اسے تنہا چھوڑ کر اپنے اپنے گھروں کی طرف پلٹ گئے، میں گھر پہنچا اور ابھی میں بیٹھا بھی نہ تھا کہ امیر طولون کا قاصد میرے پاس آیا، اس نے آتے ہی کہا: ''تمہیں امیر طولون بلا رہے ہیں، جتنا جلدی ہو سکے ان کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ۔'' میں بہت حیران ہوا کہ ابھی تو وہاں سے آیا ہوں پھر ایسی کیا بات ہوگئی کہ مجھے طلب کیا گیا ہے بہر حال میں جلدی سے حاضر دربار ہوا جب میں اس کے کمرے میں پہنچا تو دیکھا کہ وہ اکیلا ہی کمرے میں موجود ہے۔ اس نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے پہلو پر رکھا ہوا ہے اور شدید تکلیف کی حالت میں ہے۔ امیر طولون کے پہلو میں شدید درد ہو رہا تھا جیسے ہی میں ان کے پاس پہنچا تو مجھ سے کہنے لگے: ''کیا تم حسن بن سفیان اور ان کے رفیق طلباء کو جانتے ہو؟'' میں نے عرض کی: ''نہیں۔''

تو کہنے لگے: ''فلاں محلّہ کی فلاں مسجد میں جاؤ، یہ کھانا اور رقم بھی لے جاؤ اور بصد احترام ان لوگوں کی بارگاہ میں پیش کرنا، وہ دین کے طالب علم تین دن اور تین راتوں سے بھوکے ہیں، اور میری طرف سے ان سے معذرت کرنا کہ میں ان کی حالت سے ناواقف رہا حالانکہ وہ میرے شہر میں تھے میں اپنی اس حرکت پر بہت شرمندہ ہوں، کل میں خود ان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر معافی مانگوں گا۔'' اس نوجوان نے ہمیں بتایا کہ جب میں نے امیر طولون سے یہ باتیں سنیں تو میں نے عرض کی: ''حضور! آخر کیا واقعہ پیش آیا ہے اور آپ کو یہ کمر کی تکلیف یکدم کیسے ہوگئی حالانکہ ابھی تھوڑی دیر پہلے آپ بالکل ٹھیک ٹھاک تھے؟''

امیر طولون نے مجھے بتایا کہ ''جب تم لوگ یہاں سے چلے گئے تو میں آرام کے لئے اپنے بستر پر لیٹا، ابھی میری آنکھیں بند ہی ہوئی تھیں کہ میں نے خواب میں ایک شہسوار کو دیکھا جو ہوا میں اس طرح اڑتا آرہا تھا جیسے کوئی شہسوار زمین پر چلتا ہے، اس کے ہاتھ میں ایک نیزہ تھا۔ مجھے اس کی یہ حالت دیکھ کر بڑا تعجب ہوا، وہ اڑتا ہوا میرے دروازے پر آیا پھر گھوڑے سے اترا اور نیزے کی نوک میرے پہلو میں رکھ دی اور کہنے لگا: ''فوراً اُٹھو اور حسن بن سفیان اور ان کے رفقاء کو تلاش کرو، جلدی اُٹھو، جلدی کرو، وہ دین کے طلباء راہِ خدا عزوجل کے مسافر تین دن سے بھوکے ہیں اور فلاں مسجد میں قیام فرما ہیں۔''

میں نے اس پراسرار شہسوار سے پوچھا: ''آپ کون ہیں؟'' اس نے کہا: ''میں جنت کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہوں، اور تمہیں ان دین کے طلباء کی حالت سے خبردار کرنے آیا ہوں، فوراً ان کی خدمت کا انتظام کرو۔'' اتنا کہنے کے بعد وہ سوار میری نظروں سے اوجھل ہو گیا اور میری آنکھ کھل گئی بس اس وقت سے میرے پہلو میں شدید درد ہو رہا ہے۔ تم جلدی کرو اور یہ سارا مال اور کھانا وغیرہ لے کر ان دین کے طلباء کی خدمت میں پیش کر دو تاکہ مجھ سے یہ تکلیف دور ہو جائے۔

حضرت سیدنا حسن بن سفیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''اس نوجوان سے یہ باتیں سن کر ہم سب بڑے حیران ہوئے اور اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور اس رحیم و کریم مالک کی عطا پر سربسجود ہو گئے۔

پھر ہم سب دوستوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ابھی رات ہی کو ہمیں اس جگہ سے کوچ کر جانا چاہئے ورنہ ہمارا واقعہ لوگوں میں مشہور ہو جائے گا اور حاکم شہر ہماری حالت سے واقف ہو کر ہمارا ادب و احترام کرے گا، اس طرح لوگوں میں ہماری نیک نامی ہو جائے گی، ہوسکتا ہے پھر ہم ریاکاری اور تکبر کی آفت میں مبتلا ہو جائیں۔ ہمیں لوگوں سے عزت افزائی نہیں چاہئے، ہمیں تو اپنے رب عزوجل کی خوشنودی چاہئے۔ ہم اپنا عمل صرف اپنے مالک حقیقی کے لئے ہی کرنا چاہتے ہیں، لوگوں کے لئے ہم عمل کرتے ہی نہیں اور نہ ہی ہمیں یہ بات پسند ہے کہ ہمارے اعمال سے لوگ واقف ہوں۔ چنانچہ ہم سب دوستوں نے راتوں رات وہاں سے سفر کیا، اس علاقے کو خیرباد کہا، اور ہم مختلف علاقوں میں چلے گئے۔ **علمِ دین کی راہ میں ایسی مشقتوں اور تکالیف پر صبر وشکر کرنے کی وجہ سے ہم میں سے ہر ایک اپنے دور کا بہترین محدث اور ماہر فقیہ بنا اور علم دین کی برکت سے ہمیں بارگاہ خداوندی عزوجل میں اعلیٰ مقام عطا کیا گیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ حَمْدًا کَثِیْرًا۔**

پھر جب صبح امیر طولون اس محلے میں آیا اور اسے معلوم ہوا کہ ہم یہاں سے جا چکے ہیں تو اس نے اس تمام محلے کو خرید ا اور وہاں ایک بہت بڑا **جامعہ** بنوا کر اسے ایسے طُلَبا کے لئے وقف کر دیا جو وہاں دین کا علم سیکھیں، پھر اس نے تمام طُلَبا کی خوراک اور دیگر ضروریات اپنے ذمہ لے لیں اور سب کی کفالت خود ہی کرنے لگا تاکہ آئندہ کسی طالب علم کو کبھی ایسی پریشانی نہ ہو جیسی

ہمیں ہوئی تھی ،ہمیں جو سعادتیں ملیں وہ سب علم دین کی برکت اور ہمارے یقین کامل کا نتیجہ تھیں۔ ہمیں اپنے رب کریم پر مکمل بھروسہ ہے وہ اپنے بندوں کو بے یارو مددگار نہیں چھوڑتا، وہ ہم سب کا والی و مالک ہے۔''

(اللہ عزوجل تمام طُلَبا کو خود داری اور یقین کامل کی دولت نصیب فرمائے اور ان کی خدمت کرنے والوں کو دارین کی سعادتیں عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

حکایت نمبر85:

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے پند و نصائح

حضرت سیدنا عمر بن سلیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے حواریوں کے پاس اس حالت میں تشریف لے گئے کہ آپ علیہ السلام کے جسم انور پر اُون کا جبہ تھا اور ایک عام سی شلوار پہنی ہوئی تھی، ننگے پاؤں تھے اور سر پر بھی کوئی کپڑا وغیرہ نہیں تھا، آنکھوں سے آنسو رواں تھے، بھوک کی وجہ سے آپ علیہ السلام کا رنگ متغیر ہو گیا تھا اور پیاس کی شدت سے ہونٹ بالکل خشک ہو چکے تھے۔

آپ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو سلام کیا، اور فرمایا: ''اے بنی اسرائیل! اگر میں چاہوں تو اللہ عزوجل کے حکم سے دنیا تمام تر نعمتوں کے ساتھ میرے قدموں میں آجائے لیکن میں اس بات کو پسند نہیں کرتا۔اے بنی اسرائیل! تم دنیا کو ہمیشہ حقیر جانو، اسے کوئی وقعت نہ دو یہ خود تمہارے لئے نرم ہو جائے گی، تم دنیا کی مذمت کرو تمہارے لئے آخرت مزین ہو جائے گی، ایسا ہرگز نہ کرنا کہ تم آخرت کو پسِ پشت ڈال دو اور دنیا کی تعظیم وتوقیر کرو، بے شک دنیا کوئی قابل احترام شئے نہیں کہ اس کی تعظیم کی جائے۔ دنیا تو تمہیں ہر روز کسی نہ کسی نئی آفت یا نقصان کی طرف بلاتی ہے لہٰذا اس کے دھوکے سے بچو۔''

پھر فرمایا: ''اے لوگو! کیا تم جانتے ہو کہ میرا گھر کہاں ہے؟'' لوگوں نے کہا: ''اے اللہ عزوجل کے نبی علیہ السلام! آپ کا گھر کہاں ہے؟'' آپ علیہ لسلام نے فرمایا: ''مساجد میری قیام گاہ ہیں، میری خوشبو اور عطریات پانی ہے، میرا بھوکا رہنا ہی میری شکم سیری ہے، میرے پاؤں میری سواری ہیں، رات کو چمکتا ہوا چاند میرا چراغ ہے، سخت سردیوں کی راتوں میں نماز پڑھنا میرا محبوب ترین عمل ہے، میرا کھانا خشک پتے وغیرہ ہیں، زمین کی گھاس اور نباتات میرے لئے پھلوں کی مانند ہیں، انہی سے جانوروں کو خوراک ملتی ہے، وہی سبزی اور نباتات میں کھالیتا ہوں، میرا لباس اُون ہے، اللہ عزوجل سے ڈرنا میرا اشعار ہے، اور مساکین وفقراء میرے محبوب ترین رفقاء ہیں۔

میں صبح اس حالت میں کرتا ہوں کہ میرے پاس دنیاوی اشیاء میں سے کوئی شے نہیں ہوتی اور ایسی ہی حالت میں شام کرتا ہوں کہ میرے پاس کوئی دنیاوی شے نہیں ہوتی لیکن پھر بھی میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ فلاں شخص اتنا مال دار ہے۔ میں اپنی اس حالت میں اپنے آپ کو بہت خوش قسمت اور بہت زیادہ غنی سمجھتا ہوں (یعنی میں اس حال میں بھی اپنے رب عزوجل کی رضا پر راضی ہوں)۔''

آپ علیہ السلام کے بارے میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ علیہ السلام دنیا سے بہت زیادہ بے رغبت تھے، کبھی بھی دنیوی نعمتوں کو خاطر میں نہ لاتے، آپ علیہ السلام نے ایک ہی اُون کے جبہ میں اپنی زندگی کے دس سال گزار دیئے، جب وہ جبہ کہیں سے پھٹ جاتا تو اسے رسّی سے باندھ لیتے یا پیوند لگا لیتے، آپ علیہ السلام نے چار سال تک اپنے مبارک بالوں میں تیل نہ لگایا، پھر چار سال بعد چربی کی چکنائی بالوں میں لگائی اور چربی کو تیل کی جگہ استعمال فرمایا۔

آپ علیہ السلام نے اللہ عزوجل پر بھروسہ کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے بنی اسرائیل! مساجد کو لازم پکڑ لو، اور انہی میں پڑے رہو، تمہارے اصلی گھر تو تمہاری قبریں ہیں، دنیا میں تو تم ایک مہمان کی حیثیت سے ہو، عنقریب یہاں سے اپنے اصلی گھر (یعنی قبر) کی طرف چلے جاؤ گے۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ پرندے آسمان کی طرف پرواز کرتے ہیں، نہ تو وہ کھیتی اگاتے ہیں، نہ ہی فصل کاٹتے ہیں لیکن پھر بھی تمام جہانوں کا پروردگار عزوجل انہیں رزق عطا فرماتا ہے۔ اے لوگو! جَو کی روٹی کھا کر بسر اوقات کرو، اور زمین کے نباتات اور سبزی وغیرہ کھا کر پیٹ بھر لیا کرو۔ اگر تم اتنی ہی دنیا پر قناعت کر لو تب بھی تم اللہ عزوجل کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کر سکتے اور اگر تم کثیر نعمتوں کے طلبگار بنو گے اور ان سے فائدہ اٹھاؤ گے تو پھر کس طرح ان نعمتوں کا شکر ادا کرو گے۔''

ایک مرتبہ آپ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا: ''اگر تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں اپنا دوست اور رفیق رکھوں تو تم دنیا داروں سے بالکل کنارہ کشی اختیار کر لو، مالداروں سے بالکل جدا رہو، اگر تم نے ایسا نہ کیا تو پھر میں تمہیں اپنے ساتھ نہ رکھوں گا اور تمہارا رفیق بھی نہ بنوں گا۔ بے شک تمہیں اپنے مقصد میں کامیابی اسی وقت ہوگی جب تم اپنی خواہشات کو ترک کر دو گے، تم اس وقت تک اپنی پسندیدہ چیز کو حاصل نہیں کر سکتے جب تک تم ناپسندیدہ چیزوں پر صبر نہ کرو، اور خبردار! بدنگاہی سے ہمیشہ بچتے رہنا کیونکہ بدنگاہی کی وجہ سے دل میں شہوت ابھرتی ہے۔

خوشخبری ہے اس عظیم شخص کے لئے جس کی نظر اپنے دل پر ہوتی ہے، وہ سوچ سمجھ کر نظر اٹھاتا ہے اور اپنے دل کو نظر کے تابع نہیں کرتا بلکہ نظر کو دل کے تابع رکھتا ہے۔ افسوس ہے اس شخص پر جو دنیا کے لئے اتنی مشقتیں برداشت کرتا ہے حالانکہ یہ بے وفا دنیا اسے چھوڑ کر چلی جائے گی اور موت اسے دنیا سے جدا کر دے گی، کتنا بے وقوف ہے وہ شخص جو دنیا کی فکر میں سرگرداں ہے

اور دنیا اسے دھوکا دیتی جارہی ہے وہ دنیا پر اعتماد کرتا ہے اور دنیا اسے دھوکا دیتی ہے اور اس سے بے وفائی کرتی ہے۔

افسوس ہے ان لوگوں پر جو دنیا کے دھوکے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ عنقریب انہیں وہ چیز (یعنی موت) پہنچنے والی ہے جسے وہ ناپسند کرتے ہیں اور جس دن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے وہ دن (یعنی قیامت کا دن) ان سے بہت قریب ہے۔ جس چیز کو وہ پسند کرتے ہیں اور جو محبوب اشیاء ان کے پاس ہیں عنقریب وہ ان تمام چیزوں کو چھوڑ کر اس دارِفانی سے رخصت ہو جائیں گے۔

اے لوگو! تم فضول گوئی سے بچتے رہو، کبھی بھی ذکر اللہ عزوجل کے علاوہ اپنی زبان سے کوئی لفظ نہ نکالو، ورنہ تمہارے دل سخت ہو جائیں گے، بے شک دل نرم ہوتے ہیں لیکن فضول گوئی انہیں سخت کر دیتی ہے۔

اور جس شخص کا دل سخت ہو جائے وہ اللہ عزوجل کی رحمت سے محروم ہو جاتا ہے (یعنی اگر تم اللہ عزوجل کی رحمت کے امیدوار ہو تو اپنے دلوں کو سختی سے بچاؤ)

(اے ہمارے پاک پروردگار عزوجل! ہمیں قساوتِ قلبی کی بیماری سے بچا، اور ہمارے دلوں کو اپنی یاد سے معمور رکھ، فضول گوئی سے ہماری حفاظت فرما اور ہر وقت اپنا ذکر کرنے والی زبان عطا فرما)

میں بے کار باتوں سے بچ کر ہمیشہ
کروں تیری حمد و ثنا یا الٰہی عزوجل!

حکایت نمبر 86: شاید اِسی میں بھلائی ہو!

حضرت سیدنا اعمش بن مسروق علیہ رحمۃ اللہ القدوس سے روایت ہے: ''ایک نیک شخص کسی جنگل میں رہا کرتا تھا اس مردِ صالح کے پاس ایک مرغ، ایک گدھا اور ایک کتا تھا، مرغ صبح سویرے اسے نماز کے لئے جگاتا، گدھے پر وہ پانی اور دیگر سامان لاد کر لاتا اور کتا اس کے مال و متاع اور دیگر چیزوں کی رکھوالی کرتا۔

ایک دن ایسا ہوا کہ اس کے مرغ کو ایک لومڑی کھا گئی جب اس نیک شخص کو معلوم ہوا تو اس نے کہا: میرے لئے اس میں بہتری ہوگی (یعنی وہ اپنے رب عزوجل کی رضا پر راضی رہا اور صبر کا دامن نہ چھوڑا) لیکن گھر والے اس سے بہت پریشان ہوئے کہ ہمارا نقصان ہو گیا۔ چند دن کے بعد ایک بھیڑیا آیا اور اس نے ان کے گدھے کو چیر پھاڑ ڈالا جب گھر والوں کو اس کی اطلاع ملی تو وہ بہت غمگین ہوئے اور آہ و زاری کرنے لگے کہ ہمارا بہت بڑا نقصان ہو گیا۔

لیکن اس نیک شخص نے کوئی بے صبری والے جملے زبان سے نہ نکالے بلکہ کہا کہ اس گدھے کے مرجانے ہی میں ہماری عافیت ہوگی، پھر کچھ عرصہ کے بعد کُتّے کو بھی بیماری نے آلیا اور وہ بھی مرگیا، لیکن اس صابر وشاکر شخص نے پھر بھی بے صبری اور ناشکری کا مظاہرہ نہ کیا بلکہ وہی الفاظ دہرائے کہ ہمارے لئے اس کے ہلاک ہوجانے میں ہی عافیت ہوگی۔

وقت گزرتا رہا کچھ دنوں کے بعد دشمنوں نے رات کو اس جنگل کی آبادی پر حملہ کیا اور ان تمام لوگوں کو پکڑ کرلے گئے جو اس جنگل میں رہتے تھے ان سب کی قید کا سبب یہ بنا کہ ان کے پاس جانور وغیرہ موجود تھے جن کی آواز سن کر دشمن متوجہ ہوگیا اور دشمنوں نے جانوروں کی آواز سے ان کی رہائش کی جگہ معلوم کرلی پھر ان سب کو ان کے مال واَسباب سمیت قید کرکے لے گئے۔

لیکن وہ نیک شخص اور اس کا ساز وسامان سب بالکل محفوظ رہا کیونکہ اس کے پاس کوئی جانور ہی نہ تھا جس کی آواز سن کر دشمن اس کے گھر کی طرف آتے۔ اب اس نیک مرد کا یقین اس بات پر مزید پختہ ہوگیا کہ اللہ عزوجل کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہوتی ہے۔'' {اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

(میٹھے اسلامی بھائیو! اس مردِ کامل کا اس بات پر پختہ یقین تھا کہ اللہ عزوجل جب بھی ہمیں کسی مصیبت میں مبتلا کرتا ہے اس میں ہمارا ہی فائدہ اور ہماری ہی بھلائی پیشِ نظر ہوتی ہے اگرچہ بظاہر نظر نہ بھی آئے)

حکایت نمبر 87:

جستجو بڑھتی گئی

حضرت سیدنا محمد بن عبید زاہد علیہ رحمۃ اللہ الواحد فرماتے ہیں: ''میرے پاس ایک لونڈی تھی جسے میں نے بیچ دیا، بعد میں خیال آیا کہ اس لونڈی کو نہیں بیچنا چاہیئے تھا وہ میرے پاس ہی رہتی تو بہتر تھا، اسے دوبارہ حاصل کرنے کی مجھے بہت زیادہ جستجو ہوئی لہٰذا میں لونڈی کے نئے مالک کے پاس پہنچا اور اس سے کہا: ''تم یہ لونڈی مجھے واپس دے دو اور ادا کردہ قیمت کے علاوہ بیس دینار مزید لے لو، وہ اس بات پر راضی نہ ہوا چنانچہ میں وہاں سے واپس آگیا، لیکن اس لونڈی کو واپس لینے کی خواہش مزید بڑھنے لگی میں نے اپنے آپ کو بہت سمجھایا مگر بے سود، ساری رات اسی پریشانی میں جاگتے ہوئے گزار دی، لیکن مسئلہ پھر بھی حل نہ ہوا، اس لونڈی کا نیا مالک لونڈی کو لے کر مدائن چلا گیا، اسے یہ خوف تھا کہ کہیں میں اس سے دشمنی نہ کرلوں اور زبردستی اس سے لونڈی نہ چھین لوں، جب مجھے یہ اطلاع ملی تو میں مزید بے قرار ہوگیا، بالآخر میں نے اسی لونڈی کا نام اپنے صحن کی دیوار پر لکھ

دیا، جب بھی کوئی مسافر آتا اور وہ اس نام کو دیکھ کر اس کے متعلق سوال کرتا تو میں آسمان کی طرف اپنی ہتھلیاں اٹھاتا اور کہتا: ''اے میرے سردار! میرا یہ معاملہ ہے۔ دو دن اسی طرح گزر گئے تیسری صبح کسی نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا میں نے پوچھا: ''کون ہے؟'' کہا: ''میں تمہاری سابقہ لونڈی کا مالک ہوں میں نے ہی تم سے یہ لونڈی خریدی تھی، اب میں بخوشی یہ لونڈی تمہیں دیتا ہوں، یہ لو اپنی لونڈی سنبھالو! اللہ عزوجل اس میں برکت عطا فرمائے، میں نہ تو تم سے اس کی قیمت لوں گا اور نہ ہی اس پر کسی قسم کا نفع، میں یہ لونڈی تمہیں تحفہ میں پیش کرتا ہوں۔'' میں نے کہا: ''آخر تم یہ سب کچھ کیوں کر رہے ہو؟'' اس نے کہا: ''کل رات مجھے خواب میں کسی کہنے والے نے کہا: ''یہ لونڈی محمد بن علی ابن عبید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو واپس کر دو۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر 88:

قصاب کی توبہ

حضرت سیدنا بکر بن عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''بنی اسرائیل کا ایک قصاب اپنے پڑوسی کی لونڈی پر عاشق ہوگیا۔ اتفاق سے ایک دن لونڈی کو اس کے مالک نے دوسرے گاؤں کسی کام سے بھیجا، قصاب کو موقع مل گیا اور وہ بھی اس لونڈی کے پیچھے ہولیا، جب لونڈی جنگل سے گزری تو اچانک قصاب نے سامنے آکر اسے پکڑ لیا اور اسے گناہ پر آمادہ کرنے لگا۔ جب اس لونڈی نے دیکھا کہ اس قصاب کی نیت خراب ہے تو اس نے کہا:

''اے نوجوان تو اس گناہ میں نہ پڑ! حقیقت یہ ہے کہ جتنا تُو مجھ سے محبت کرتا ہے اس سے کہیں زیادہ میں تیری محبت میں گرفتار ہوں لیکن مجھے اپنے مالک حقیقی عزوجل کا خوف اس گناہ کے اِرتکاب سے روک رہا ہے۔''

اس نیک سیرت اور خوفِ خدا عزوجل رکھنے والی لونڈی کی زبان سے نکلے ہوئے یہ الفاظ تاثیر کا تیر بن کر اس قصاب کے دل میں پیوست ہو گئے اور اس نے کہا: ''جب تُو اللہ عزوجل سے اِس قدر ڈر رہی ہے تو مَیں اپنے پاک پروردگار عزوجل سے کیوں نہ ڈروں، مَیں بھی تو اسی مالک عزوجل کا بندہ ہوں، جا! تو بے خوف ہو کر چلی جا۔'' اتنا کہنے کے بعد اس قصاب نے اپنے گناہوں سے سچی توبہ کی اور واپس پلٹ گیا۔

راستے میں اسے شدید پیاس محسوس ہوئی لیکن اس ویران جنگل میں کہیں پانی کا دور دور تک کوئی نام ونشان نہ تھا قریب

تھا کہ گرمی اور پیاس کی شدت سے اس کا دم نکل جاتا، اتنے میں اسے اس زمانے کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک قاصد ملا، جب اس نے قصاب کی یہ حالت دیکھی تو پوچھا: ''تجھے کیا پریشانی ہے؟'' کہا: ''مجھے سخت پیاس لگی ہے۔'' یہ سن کر قاصد نے کہا: ''آؤ! ہم دونوں مل کر دعا کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل ہم پر اپنی رحمت کے بادل بھیجے اور ہمیں سیراب کرے یہاں تک کہ ہم اپنی بستی میں داخل ہوجائیں۔'' قصاب نے جب یہ سنا تو کہنے لگا: ''میرے پاس تو کوئی ایسا نیک عمل نہیں جس کا وسیلہ دے کر دعا کروں، آپ نیک شخص ہیں آپ ہی دعا فرمائیں۔''

اس قاصد نے کہا: مَیں دعا کرتا ہوں، تم آمین کہنا، پھر قاصد نے دعا کرنا شروع کی اور وہ قصاب آمین کہتا رہا، تھوڑی ہی دیر میں بادل کے ایک ٹکڑے نے ان دونوں کو ڈھانپ لیا اور وہ بادل کا ٹکڑا ان پر سایہ فگن ہو کر ان کے ساتھ ساتھ چلتا رہا۔

جب وہ دونوں بستی میں پہنچے تو قصاب اپنے گھر کی جانب روانہ ہوا اور وہ قاصد اپنی منزل کی طرف جانے لگا، بادل بھی قصاب کے ساتھ ساتھ رہا جب اس قاصد نے یہ ماجرہ دیکھا تو قصاب کو بلایا اور کہنے لگا: ''تم نے تو کہا تھا کہ میرے پاس کوئی نیکی نہیں، اور تم نے دعا کرنے سے اِنکار کر دیا تھا، پھر میں نے دعا کی اور تم آمین کہتے رہے، لیکن اب حال یہ ہے کہ بادل تمہارے ساتھ ہولیا ہے اور تمہارے سر پر سایہ فگن ہے، سچ سچ بتاؤ! تم نے ایسی کون سی عظیم نیکی کی ہے جس کی وجہ سے تم پر یہ خاص کرم ہوا؟'' یہ سن کر قصاب نے اپنا سارا واقعہ سنایا۔ اس پر اس قاصد نے کہا: ''اللہ عزوجل کی بارگاہ میں گناہوں سے توبہ کرنے والوں کا جو مقام ومرتبہ ہے وہ دوسرے لوگوں کا نہیں۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

(اے ہمارے پاک پروَردگار عزوجل! ہمیں بھی اپنے گناہوں سے سچی توبہ کی توفیق عطا فرما اور ہمیں اپنا خوف عطا فرما، اپنے خوف سے رونے والی آنکھیں عطا فرما، گناہوں کے مرض سے نجات عطا فرما کر بیمارِ مدینہ بنادے، دنیا کے غموں سے بچا کر غمِ آخرت نصیب فرما، ہر وقت تیرے خوف اور تیرے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے غم میں رونے والی آنکھیں عطا فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

؎ ترے خوف سے تیرے ڈر سے ہمیشہ	میں تھر تھر رہوں کانپتا یا الٰہی عزوجل!
بہتی رہے ہر وقت جو سرکار کے غم میں	روتی ہوئی وہ آنکھ مجھے میرے خدا عزوجل دے
کب گناہوں سے کنارہ میں کروں گا یارب عزوجل!	نیک کب اے میرے اللہ بنوں گا یا رب عزوجل

حکایت نمبر89:
شہوت پرست بادشاہ اورلالچی عورت پرقہرالٰہی عزوجل

حضرت سیدنا میسرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:''بنی اسرائیل میں ایک بہت عبادت گزار لکڑ ہارا تھا، اس کی بیوی بنی اسرائیل کی عورتوں میں سب سے زیادہ حسین وجمیل تھی، دونوں میاں بیوی ہنسی خوشی زندگی گزار رہے تھے، جب اس ملک کے بادشاہ کو لکڑ ہارے کی بیوی کے حسن وجمال کی خبر ملی تو اس کے دل میں شیطانی خیال آیا اور اس نے تہیہ کرلیا کہ میں کسی طرح اس عورت کو ضرور حاصل کروں گا، چنانچہ اس ظالم وشہوت پرست بادشاہ نے ایک بڑھیا کو اس لکڑ ہارے کی بیوی کے پاس بھیجا تا کہ وہ اسے ورغلائے اور لالچ دے کر اس بات پر آمادہ کرے کہ وہ لکڑ ہارے کو چھوڑ کر شاہی محل میں ملکہ بن کر زندگی گزارے۔

چنانچہ وہ مکار بڑھیا لکڑ ہارے کی بیوی کے پاس گئی اور اس سے کہا:''تُو کتنی عجیب عورت ہے کہ اتنے حسن وجمال کے باوجود ایسے شخص کے ساتھ زندگی گزار رہی ہے جو نہایت ہی مفلس اور غریب ہے جو تجھے آسائش وآرام فراہم نہیں کرسکتا، اگر تُو چاہے تو بادشاہ کی ملکہ بن سکتی ہے۔ بادشاہ نے پیغام بھیجا ہے کہ اگر تُو لکڑ ہارے کو چھوڑ دے گی تو مَیں تجھے اس جھونپڑی سے نکال کر اپنے محل کی زینت بناؤں گا، تجھے ہیرے جواہرات سے آراستہ وپیراستہ کردوں گا، تیرے لئے ریشم اور عمدہ کپڑوں کا لباس ہوگا، ہر وقت تیری خدمت کے لئے کنیزیں اور خُدّام ہاتھ باندھے کھڑے ہوں گے اور تجھے اعلیٰ درجے کے بستر اور تمام سہولتیں مل جائیں گی بس تُو اس غریب لکڑ ہارے کو چھوڑ کر میرے پاس چلی آ۔'' جب اس عورت نے یہ باتیں سنیں تو لالچ میں آگئی اور اس کی نظروں میں بلند وبالا محلات اور اس کی آسائشیں گھومنے لگیں۔ چنانچہ اس نے لکڑ ہارے سے بے رُخی اِختیار کرلی اور ہر وقت اس سے ناراض رہنے لگی، جب اس نیک شخص نے محسوس کیا کہ یہ مجھ سے بے رخی اختیار کر رہی ہے تو اس نے پوچھا:''اے اللہ عزوجل کی بندی! تم نے یہ رویہ کیوں اختیار کرلیا ہے؟'' یہ سن کر اس لالچی عورت نے مزید سخت رویہ اختیار کرلیا، بالآخر لکڑ ہارے نے مجبوراً اس حسین وجمیل بے وفا لالچی عورت کو طلاق دے دی، وہ خوشی خوشی بادشاہ کے پاس پہنچی۔

بادشاہ اسے دیکھ کر پھولا نہ سمایا، اس نے فوراً اس سے شادی کرلی، بڑی دھوم دھام سے جشن منایا گیا پھر جب بادشاہ اپنی نئی دلہن کے پاس حجرۂ عروسی میں پہنچا اور پردہ ہٹایا تو یکدم بادشاہ بھی اندھا ہوگیا اور وہ عورت بھی اندھی ہوگئی، نہ تو وہ عورت اس بادشاہ کو دیکھ سکی نہ ہی بادشاہ اس لالچی وبے وفا عورت کے حسن وجمال کا جلوہ دیکھ سکا۔ پھر بادشاہ نے اپنی دلہن کی طرف ہاتھ بڑھایا تا کہ اسے چھو سکے لیکن اس کا ہاتھ خشک ہوگیا پھر اس عورت نے بادشاہ کو چھونا چاہا تو اس کے ہاتھ بھی خشک ہوگئے، جب انہوں نے ایک دوسرے سے بات کرنا چاہی تو دونوں ہی بہرے اور گونگے ہوگئے اور ان کی شہوت بالکل ختم ہوگئی، اب وہ دونوں بہت پریشان ہوئے صبح جب خُدّام حاضرِ خدمت ہوئے، تو دیکھا کہ بادشاہ اور اس کی نئی ملکہ دونوں ہی گونگے، بہرے اور

اندھے ہو چکے ہیں اوران کے ہاتھ بھی بالکل بے کار ہو چکے ہیں۔

جب یہ خبر اس دور کے نبی علیہ السلام کو پہنچی تو انہوں نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ان دونوں کے بارے میں عرض کی تو بارگاہِ خداوندی عزوجل سے ارشاد ہوا: ''مَیں ہرگز ان دونوں کو معاف نہیں کروں گا، کیا انہوں نے یہ گمان کرلیا کہ جو حرکت انہوں نے لکڑہارے کے ساتھ کی میں اس سے بے خبر ہوں۔''

(اے ہمارے اللہ عزوجل! ہمیں اپنے عذاب سے محفوظ رکھ اور ہمیں دنیا اور عورت کے فتنے سے محفوظ رکھ، ہماری خطاؤں کو اپنے فضل وکرم سے معاف فرما، دنیا کی محبت سے بچا کر اپنے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے عشق حقیقی کی دولت سے مالا مال فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

؎ دل عشقِ محمد میں تڑپتا رہے ہر دم سینے کو مدینہ میرے اللہ عزوجل بنادے (آمین)

حکایت نمبر 90:

شیطان کا جال

حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ حضرت سیدنا موسیٰ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام محفل میں تشریف فرما تھے کہ ابلیس ملعون آپ علیہ السلام کے پاس آیا، اس نے اپنے سر پر مختلف رنگوں والی بڑی سی ٹوپی پہن رکھی تھی، ابلیس آپ (علیہ السلام) کے قریب آیا اور رنگین ٹوپی اُتار کر آپ علیہ السلام کے سامنے رکھ دی، پھر کہنے لگا: اے موسیٰ (علیہ السلام)! آپ پر سلامتی ہو۔

حضرت سیدنا موسیٰ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے پوچھا: ''تُو کون ہے؟'' اس نے کہا: ''میں ابلیس ہوں۔'' آپ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ سن کر فرمایا: ''تُو ابلیس ہے، اللہ تعالیٰ تجھے سلامتی نہ دے بلکہ برباد کرے، تُو میرے پاس کیوں آیا ہے؟'' اس لعین نے جواب دیا: ''اللہ عزوجل کی بارگاہ میں آپ (علیہ السلام) کا مقام بہت بلند وبرتر ہے، آپ (علیہ السلام) اللہ عزوجل کے برگزِیدہ پیغمبر ہیں، مَیں اسی لئے آپ کی بارگاہ میں سلام عرض کرنے آیا ہوں۔

آپ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا: ''یہ مختلف رنگوں والی ٹوپی کیا ہے اور تُو نے یہ کیوں پہن رکھی ہے؟'' ابلیس نے جواب دیا: ''یہ میرا جال ہے، میں اس کے ذریعے لوگوں کے دِلوں کو شکار کرتا ہوں، انہیں اپنے جال میں پھنساتا ہوں اور ان پر

حاوی ہوجاتا ہوں۔''

یہ سن کرآپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے استفسار فرمایا: ''کس سبب سے تُو نیک لوگوں پر حاوی ہو جاتا ہے؟'' شیطان نے کہا: ''جب انسان (اپنے اعمال پر) مغرور ہو جائے، اپنی نیکیوں کو بہت زیادہ شمار کرنے لگے اور گناہوں کو بھول جائے تو میں اس پر غالب آجاتا ہوں اور اسے مضبوطی سے جکڑ لیتا ہوں۔''

اے موسیٰ (علیہ السلام)! مَیں آپ کو تین باتوں سے خبر دار کرتا ہوں،

(۱)......کبھی بھی کسی ایسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ رہنا جو اَجنبیہ (یعنی غیر محرم) ہو کیونکہ جب انسان کسی غیر محرم عورت کے ساتھ ہوتا ہے تو ان دونوں کے درمیان تیسرا مَیں ہوتا ہوں اور انہیں گناہ میں مبتلا کر دیتا ہوں۔

(۲)...... جب کبھی اللہ عزوجل سے کوئی وعدہ کرو تو اسے ضرور پورا کرو، اور اسے پورا کرنے میں جلدی کرو کیونکہ جب بھی کوئی شخص اللہ عزوجل سے وعدہ کرتا ہے تو مَیں اور میرے ساتھی اس کو وعدہ پورا کرنے سے روکتے ہیں۔

(۳)...... جب بھی کسی پر صدقہ کرنے کا ارادہ کرو تو فوراً اس پر عمل کرو کیونکہ جب بھی کوئی شخص ایسا نیک ارادہ کرتا ہے تو مَیں اور میرے ساتھی اسے وَرغلاتے ہیں اور اسے اس نیک عمل سے روکتے ہیں۔ اتنا کہنے کے بعد شیطان مردود آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس سے رخصت ہو گیا وہ یہ کہتا جا رہا تھا: ''ہائے افسوس! موسیٰ (علیہ السلام) میرے تینوں وَاروں سے واقف ہو گئے، ان کے ذریعے ہی تو میں لوگوں کو بہکاتا ہوں، اب موسیٰ (علیہ السلام) تو لوگوں کو ان باتوں سے آگاہ کر دیں گے۔''

(اللہ عزوجل ہمیں شیطان کے حملوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

حکایت نمبر91: عورت کا فتنہ

حضرت عبد المُنعِم بن ادریس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''بنی اسرائیل میں ایک عبادت گزار شخص تھا جو اپنے زمانے کا سب سے بڑا عبادت گزار شمار کیا جاتا تھا، وہ بستی سے الگ تھلگ ایک مکان میں اللہ عزوجل کی عبادت کیا کرتا، اسی بستی میں تین بھائی اپنی ایک جوان کنواری بہن کے ساتھ رہا کرتے تھے، اچانک ان کے ملک پر دشمن حملہ آور ہو گیا، ان تینوں بہادر نوجوانوں نے جہاد پر جانے کا عزمِ مُصمَّم کر لیا، لیکن انہیں اس بات کی

فکرلاحق ہوئی کہ ہم اپنی جوان بہن کس کے سپرد کر کے جائیں انہوں نے بہت غور وفکر کیا لیکن کوئی ایسا قابل اِعتماد شخص نظر نہ آیا جس کے پاس وہ اپنی جوان کنواری بہن کو چھوڑ کر جاتے، پھر انہیں اس عابد کا خیال آیا اور وہ سب اس بات پر راضی ہو گئے کہ یہ عابد قابل اِعتماد ہے، ہم اپنی بہن کو اس کی نگرانی میں چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔

چنانچہ وہ تینوں اس عابد کے پاس آئے اور اسے صورت حال سے آگاہ کیا۔ عابد نے صاف انکار کرتے ہوئے کہا: ''میں یہ ذمہ داری ہرگز قبول نہیں کروں گا، لیکن وہ تینوں بھائی اس کی منت سماجت کرتے رہے بالآخر وہ عابد اس بات پر راضی ہو گیا کہ مَیں تمہاری بہن کو اپنے ساتھ نہیں رکھوں گا بلکہ میرے مکان کے سامنے جو خالی مکان ہے تم اپنی بہن کو اس میں چھوڑ جاؤ، وہ تینوں بھائی اس پر راضی ہو گئے اور اپنی بہن کو اس عابد کے مکان کے سامنے والے مکان میں چھوڑ کر جہاد پر روانہ ہو گئے۔

وہ عابد روزانہ اپنے عبادت خانے سے نیچے اُترتا اور دروازے پر کھانا رکھ دیتا پھر اپنے عبادت خانے کا دروازہ بند کر کے اُوپر اپنے عبادت خانے میں چلا جاتا پھر لڑکی کو آواز دیتا کہ کھانا لے جاؤ، لڑکی وہاں سے کھانا لے کر چلی جاتی۔

اس طرح کافی عرصہ تک عابد اور اس لڑکی کا آمنا سامنا نہ ہوا۔ وقت گزرتا رہا، ایک مرتبہ شیطان مردود نے اس عابد کے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ وہ بے چاری اکیلی لڑکی ہے، روزانہ یہاں کھانا لینے آتی ہے، اگر کسی دن اس پر کسی مرد کی نظر پڑ گئی اور وہ اس کے عشق میں گرفتار ہو گیا تو یہ کتنی بری بات ہے، کم از کم اتنا تو کر کہ دن کے وقت تو اس لڑکی کے دروازے پر کھانا رکھ آیا کر، تا کہ اسے باہر نہ نکلنا پڑے، اس طرح تجھے زیادہ اَجر بھی ملے گا اور وہ لڑکی غیر مردوں کے شر سے بھی محفوظ رہے گی، اس عابد کے دل میں یہ وسوسہ گھر کر گیا اور وہ شیطان کے جال میں پھنس گیا۔

چنانچہ وہ روزانہ دن میں لڑکی کے مکان پر جاتا اور کھانا دے کر واپس آجاتا لیکن اس سے گفتگو نہ کرتا پھر کچھ عرصہ بعد شیطان نے اسے ترغیب دلائی کہ تیرے لئے نیکی کمانے کا کتنا عظیم موقع ہے کہ تُو کھانا اس کے گھر میں پہنچا دیا کر، تا کہ اس لڑکی کو پریشانی نہ ہو، اس طرح تجھے اس کی خدمت کا ثواب زیادہ ملے گا، چنانچہ اس عابد نے اب گھر میں جا کر کھانا دینا شروع کر دیا کچھ عرصہ اسی طرح معاملہ چلتا رہا، شیطان نے اسے پھر مشورہ دیا کہ دیکھ وہ لڑکی کتنے دنوں سے اکیلی اس مکان میں رہ رہی ہے، اسے تنہائی میں وحشت ہوتی ہوگی، اگر تُو اس سے کچھ دیر بات کر لے اور اس کے پاس تھوڑی بہت دیر بیٹھ جائے تو اس کی وحشت ختم ہو جائے گی اور اس طرح تجھے بہت اَجر وثواب ملے گا۔ عابد پھر شیطان لعین کے چکر میں پھنس گیا اور اس نے اب لڑکی کے پاس بیٹھنا اور اس سے بات چیت کرنا شروع کر دی، پہلے پہل تو اس طرح ہوا کہ وہ عابد اپنے عبادت خانے سے بات کرتا اور لڑکی اپنے مکان سے، پھر وہ دونوں دروازوں پر آ کر گفتگو کرنے لگے، پھر شیطان کے اُکسانے پر وہ عابد اس لڑکی کے مکان

میں جا کر اس کے پاس بیٹھتا اور باتیں کرتا، بالآخر شیطان نے اب اسے ورغلانا شروع کر دیا کہ دیکھ یہ لڑکی کتنی خوبصورت ہے! کیسی حسین وجمیل ہے! جب اس نے جوان لڑکی کی جوانی پر نظر ڈالی تو اس کے دل میں گناہ کا اِرادہ ہوا۔ ایک دن اس نے لڑکی سے بہت زیادہ قربت اِختیار کی اور اس کی ران پر ہاتھ رکھا پھر اس سے بوس وکنار کیا، بالآخر اس بدبخت عابد نے شیطان کے بہکاوے میں آکر اس لڑکی سے زنا کیا جس کے نتیجے میں لڑکی حاملہ ہوگئی اور اس حمل سے ایک بچہ پیدا ہوا۔

پھر شیطان مردود نے اس عابد کے پاس آکر کہا: ''دیکھ! تیری حرکت کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا ہے، تیرا کیا خیال ہے کہ جب اس لڑکی کے بھائی آئیں گے اور وہ اپنی بہن کو اس حالت میں دیکھیں گے تو تجھے کتنی رسوائی ہوگی اور وہ تیرے ساتھ کیا معاملہ کریں گے؟ تیری بہتری اسی میں ہے کہ تُو اس بچے کو مار ڈال تا کہ انہیں اس واقعہ کی خبر ہی نہ ہو اور تُو رسوائی سے بچ جائے۔''

چنانچہ اس بدبخت نے بچے کو ذبح کر ڈالا اور ایک جگہ دفن کر دیا، اب وہ مطمئن ہوگیا کہ لڑکی اپنی رسوائی کے خوف سے اپنے بھائیوں کو اس واقعے کی خبر نہ دے گی لیکن شیطان ملعون دوبارہ اس عابد کے پاس آیا اور کہا: اے جاہل انسان! کیا تُو نے یہ گمان کر لیا ہے کہ یہ لڑکی اپنے بھائیوں کو کچھ نہیں بتائے گی، یہ تیری بھول ہے، یہ ضرور تیری حرکتوں کے بارے میں اپنے بھائیوں کو آگاہ کرے گی اور تجھے ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا، تیری بہتری اسی میں ہے کہ تُو اس لڑکی کو بھی قتل کر کے دفن کر دے تا کہ معاملہ ہی ختم ہو جائے۔ عابد نے شیطان کے مشورہ پر عمل کیا اور لڑکی کو قتل کر کے اسے بھی بچے کے ساتھ ہی دفن کر دیا اور عابد دوبارہ مصروفِ عِبادت ہوگیا۔

وقت گزرتا رہا جب اس لڑکی کے بھائی جہاد سے واپس آئے تو انہوں نے اس مکان میں اپنی بہن کو نہ پا کر عابد سے پوچھا تو اس نے بڑے مغموم انداز میں روتے ہوئے جواب دیا: ''تمہارے جانے کے بعد تمہاری بہن کا انتقال ہوگیا اور یہ اس کی قبر ہے، وہ بہت نیک لڑکی تھی، اتنا کہنے کے بعد وہ عابد رونے لگا اور اس کے بھائی بھی قبر کے پاس رونے لگے۔ کافی دن وہ اسی مکان میں اپنی بہن کی قبر کے پاس رہے پھر اپنے گھروں کو لوٹ گئے اور انہیں اس عابد کی باتوں پر یقین آگیا۔

ایک رات جب وہ تینوں بھائی اپنے اپنے بستروں پر آرام کے لئے لیٹے اور ان کی آنکھ لگ گئی تو شیطان ان تینوں کے خواب میں آیا اور سب سے بڑے بھائی سے سوال کیا: ''تمہاری بہن کہاں ہے؟'' اس نے کہا: ''وہ تو مر چکی ہے اور فلاں جگہ اس کی قبر ہے۔'' شیطان نے کہا: ''اس عابد نے تم سے جھوٹ بولا ہے، اس نے تمہاری بہن کے ساتھ زنا کیا اور اس سے بچہ پیدا ہوا، پھر اس نے رسوائی کے خوف سے تمہاری بہن اور اس بچے کو مار ڈالا اور ان دونوں کو ایک ساتھ دفن کر دیا، اگر تمہیں یقین نہیں آئے تو تم وہ جگہ کھود کر دیکھ لو۔'' اس طرح اس نے تینوں بھائیوں کو خواب میں آکر ان کی بہن کے متعلق بتایا، جب صبح سب کی

آنکھ کھلی تو سب حیران ہوکر ایک دوسرے سے کہنے لگے: ''رات تو ہم نے عجیب وغریب خواب دیکھا ہے۔'' پھر سب نے اپنا اپنا خواب بیان کیا، بڑا بھائی کہنے لگا: ''یہ محض ایک جھوٹا خواب ہے، اس کی کوئی حقیقت نہیں، لہٰذا اسے ذہن سے نکال دو۔'' چھوٹے بھائی نے کہا: ''میں اس کی ضرور تحقیق کروں گا اور ضرور اس جگہ کو کھود کر دیکھوں گا۔''

چنانچہ وہ تینوں بھائی اسی مکان میں پہنچے اور جب اس جگہ کو کھودا جس کی شیطان نے نشاندہی کی تھی تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہاں ان کی بہن اور ایک بچہ ذبح شدہ حالت میں موجود ہیں۔ چنانچہ وہ اس بدبخت عابد کے پاس پہنچے اور اس سے پوچھا: ''سچ سچ بتا تُو نے ہماری بہن کے ساتھ کیا کیا ہے؟'' عابد نے جب ان کا غصہ دیکھا تو اپنے گناہ کا اعتراف کرلیا اور سب کچھ بتادیا۔ چنانچہ وہ تینوں بھائی اسے پکڑ کر بادشاہ کے دربار میں لے گئے، بادشاہ نے ساری بات سن کر اسے پھانسی کا حکم دے دیا۔

جب اس بدبخت عابد کو پھانسی دی جانے لگی تو شیطان مردود اپنا آخری وار کرنے پھر اس کے پاس آیا اور اسے کہا: ''میں ہی تیرا وہ ساتھی ہوں جس کے مشوروں پر عمل کر کے تو عورت کے فتنے میں مبتلا ہوا، پھر تُو نے اسے اور اس کے بچے کو قتل کردیا، ہاں! اگر آج تُو میری بات مان لے گا تو میں تجھے پھانسی سے رہائی دلوا دوں گا۔'' عابد نے کہا: ''اب تو مجھ سے کیا چاہتا ہے؟'' شیطان لعین بولا: ''**تو اللہ عزوجل کی وحدانیت کا اِنکار کردے** اور کافر ہوجا، اگر تُو ایسا کرے گا تو میں تجھے آزاد کروادوں گا۔'' یہ سن کر کچھ دیر تو عابد سوچتا رہا لیکن پھر دنیاوی عذاب سے بچنے کی خاطر اُس نے اپنی زبان سے کفریہ کلمات بکے اور اللہ عزوجل کی وحدانیت کا منکر ہوگیا (والعیاذ باللہ تعالیٰ)۔ جب شیطان ملعون نے اس بدبخت عابد کا ایمان بھی برباد کروادیا تو اُسے حالتِ کفر میں پھانسی دے دی گئی اور وہ فوراً اپنے ساتھیوں سمیت وہاں سے غائب ہوگیا۔''

شیطان کی شیطانیت کے بارے میں قرآن کریم بیان فرماتا ہے:

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ○ (پ۲۸، الحشر:۱۶)

ترجمۂ کنزالایمان: شیطان کی کہاوت جب اس نے آدمی سے کہا کفر کر پھر جب اس نے کفر کرلیا بولا میں تجھ سے الگ ہوں میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہان کا رب۔

(تفسیر القرطبی، سورۃ الحشر، تحت الآیۃ:۱۶، الجزء الثامن عشر، جلد۹، ص ۳۰ تا۳۲)

(اے ہمارے پروردگار عزوجل! عورت کے فتنوں اور شیطان کی مکاریوں سے ہماری حفاظت فرما، ہمیں دنیوی اور اُخروی ذلت ورسوائی اور عذاب سے محفوظ فرما، ہماری عصمتوں اور ہمارے ایمان کی حفاظت فرما، اے اللہ عزوجل! ہم تیری ہی عطا سے مسلمان ہیں، تجھے تیرے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا واسطہ! ہمارا خاتمہ بالخیر فرما)

مسلماں ہے عطار تیری عطا سے ہو اِیمان پر خاتمہ یا الٰہی عزوجل

آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم

حکایت نمبر 92: ساداتسے محبت پر دُگنا انعام

حضرت سیدنا ابو عبداللہ واقدی قاضی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ عید کے موقع پر ہمارے پاس خرچ وغیرہ کے لئے کچھ بھی رقم نہ تھی، بڑی تنگدستی کے دن تھے، ان دنوں یحییٰ بن خالد برمکی حاکم تھا، عید روز بروز قریب آرہی تھی، ہمارے پاس کچھ بھی نہ تھا، چنانچہ میری ایک خادمہ میرے پاس آئی اور کہنے لگی: ''عید بالکل قریب ہے اور گھر میں کچھ بھی خرچہ وغیرہ نہیں، آپ کوئی ترکیب کیجئے تاکہ گھر والے عید کی خوشیوں میں شریک ہوسکیں۔

خادمہ کی یہ بات سن کر مَیں اپنے ایک تاجر دوست کے پاس گیا اور اس کے سامنے اپنی حالتِ زار بیان کی۔ انہوں نے فوراً مجھے ایک مہر بند تھیلی دی، جس میں بارہ سو درہم تھے، میں انہیں لے کر گھر آیا اور وہ تھیلی گھر والوں کے حوالے کر دی، گھر والوں کو کچھ ڈھارس ہوئی کہ اب عید اچھی گزر جائے گی، ابھی ہم نے اس تھیلی کو کھولا بھی نہ تھا کہ میرا ایک دوست میرے پاس آیا جس کا تعلق سادات کے گھرانے سے تھا، اس نے آکر بتایا: ''ان دنوں ہمارے حالات بہت خراب ہیں اور عید بھی قریب آگئی ہے، گھر میں خرچہ وغیرہ بالکل نہیں، اگر ہو سکے تو مجھے کچھ رقم قرض دے دو۔'' اپنے اس دوست کی بات سن کر میں اپنی زوجہ کے پاس گیا اور اسے صورتحال سے آگاہ کیا، وہ کہنے لگی: ''اب آپ کا کیا ارادہ ہے؟'' میں نے کہا: ''ہم اس طرح کرتے ہیں کہ آدھی رقم اس سید زادے کو قرض دے دیتے ہیں اور آدھی ہم خرچ میں لے آئیں گے، اس طرح دونوں کا گزارہ ہو جائے گا۔''

یہ سن کر میری زوجہ نے عشقِ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم میں ڈوبا ہوا جملہ کہا جس نے میرے دل میں بہت اثر کیا، وہ کہنے لگی: ''جب تیرے جیسا ایک عام شخص اپنے دوست کے پاس اپنی حاجت مندی کا سوال لے کر گیا تو اس نے تجھے بارہ سو درہم کی تھیلی عطا کی، اور اب جبکہ تیرے پاس دو عالم کے مختار، سید الابرار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی اولاد میں سے ایک شہزادہ اپنی حاجت لے کر آیا ہے تو تُو اسے آدھی رقم دینا چاہتا ہے کیا تیرا عشق اس بات کو گوارا کرتا ہے؟ یہ ساری رقم اس سید زادے کے قدموں پر نچھاور کر دے، اپنی زوجہ سے یہ محبت بھرا کلام سن کر میں نے وہ ساری رقم اٹھائی اور بخوشی اپنے دوست کو دے دی، وہ دعائیں دیتا ہوا چلا گیا۔''

میرا وہ سیدزادہ دوست جیسے ہی اپنے گھر پہنچا تو اس کے پاس میرا وہی تاجر دوست آیا اور اس سے کہا: ''میں ان دنوں بہت تنگ دستی کا شکار ہوں، مجھے کچھ رقم اُدھار دے دو۔'' یہ سن کر اُس سیدزادے نے وہ رقم کی تھیلی میرے اس تاجر دوست کو دے دی جو میں اسی (تاجر) سے لے کر آیا تھا، جب میرے اس تاجر دوست نے وہ رقم کی تھیلی دیکھی تو فوراً پہچان گیا اور میرے پاس آکر پوچھنے لگا: ''جو رقم تم مجھ سے لے کر آئے ہو، وہ کہاں ہے؟'' میں نے اسے تمام واقعہ بتایا تو وہ کہنے لگا: ''اِتّفاق سے وہی سیدزادہ میرا بھی دوست ہے، میرے پاس صرف یہی بارہ سو درہم تھے جو میں نے آپ کو دے دیئے، آپ نے اس سیدزادے کو دیئے اور اس نے وہ مجھے دے دیئے اس طرح ہم میں سے ہر ایک نے اپنے آپ پر دوسرے کو ترجیح دی اور دوسرے کی خوشی کی خاطر اپنی خوشی قربان کردی۔''

ہمارے اس واقعے کی خبر کسی طرح حاکمِ وقت یحییٰ بن خالد برمکی کو پہنچ گئی، اس نے فوراً اپنا قاصد بھیجا جس نے میرے پاس آکر یحییٰ بن خالد برمکی کا پیغام دیا: ''مَیں اپنی کچھ مصروفیات کی بناء پر آپ کی طرف سے غافل رہا اور مجھے آپ کے حالات کے بارے میں پتہ نہ چل سکا، اب میں غلام کے ہاتھ دس ہزار دینار بھیج رہا ہوں، ان میں سے دو ہزار آپ کے لئے، دو ہزار آپ کے تاجر دوست کے لئے اور دو ہزار اس سیدزادے کے لئے باقی چار ہزار دینار تمہاری عظیم و سعادت مند بیوی کے لئے کیونکہ وہ تم سب سے زیادہ غنی، افضل اور عشقِ رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کی پیکر ہے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم}

(اے ہمارے پروردگار عزوجل! ہمیں بھی ان پاکیزہ اور نیک سیرت لوگوں کے صدقے اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ خوب خیر خواہی کرنے کا جذبہ عطا فرما اور مل جل کر دین کا کام کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم)

حکایت نمبر93: سفید محل

حضرت سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے دس افراد پر مشتمل ایک قافلہ یمن کی جانب روانہ فرمایا۔ مَیں بھی اس قافلے میں شریک تھا، قافلہ جانبِ منزل رواں دواں تھا، دورانِ سفر ہمارا قافلہ ایک ایسی بستی کے قریب سے گزرا جسے دیکھ کر ہمیں بہت زیادہ حیرت ہوئی۔ اس بستی میں بہترین قسم کی عمارتیں تھیں، ہمارے رفقاء نے کہا: ''کیا ہی اچھا ہو اگر ہم اس بستی میں داخل ہو جائیں اور یہاں کے حالات معلوم کریں۔''

چنانچہ ہمارا قافلہ اس خوبصورت بستی میں داخل ہوا، اس کی خوبصورتی دیکھ کر ہماری حیرانگی اِنتہاء کو پہنچ چکی تھی، ایسا لگ

رہا تھا جیسے اس کی تمام عمارتوں کو سونے چاندی سے ڈھانپ دیا گیا ہو، اس کی عمارتیں ایسی تھیں جیسی ہم نے کبھی نہ دیکھی تھیں، اس بستی میں ایک **سفید محل** تھا جس کی سفیدی خالص برف جیسی تھی اور اس کا صحن بھی اسی طرح سفید تھا، وہاں پر بہترین لباس میں ملبوس چند کنواری خوبصورت نوجوان لڑکیاں موجود تھیں، ان کے درمیان میں ایک نہایت ہی حسین وجمیل دوشیزہ تھی جس کا حُسن ان سب لڑکیوں پر غالب تھا، دوسری لڑکیاں اس کے گرد گھوم رہی تھیں اور وہ دف بجاتے ہوئے یہ شعر گنگنا رہی تھی:

مَعْشَرَ الْحُسَّادِ مُوْتُوْا كَمَدًا   كَذَا تَكُوْنُ مَا بَقِيْنَا أَبَدًا

غُيِّبَ عَنَّا مَنْ نَعَانَا حَسَدًا   وَكَانَ وَحْدَهُ اِلتَقٰى الْأَنْكَدَا

ترجمہ: اے حسد کرنے والو! تم شدت غم سے مر جاؤ، ہم تو اسی طرح عیش وعشرت سے زندگی گزاریں گی، جو ہم سے حسد کرتے ہوئے ہمیں موت کی خبر دیتا ہے وہ خود ہی غمگین اور محروم ہو کر پھینک دیا جاتا ہے (یعنی مر جاتا ہے)۔

وہ دوشیزہ اِنہی اَشعار کی تکرار کر رہی تھی، وہاں اس بستی میں ایک بہترین حوض بنا ہوا تھا، جس میں صاف شفاف پانی تھا، قریب ہی ایک چھوٹی سی بہترین چراگاہ تھی جس میں بہترین قسم کے جانور چر رہے تھے، عمدہ نسل کے گھوڑے، اُونٹ، گائے اور گھوڑے کے چھوٹے چھوٹے بچے وہاں موجود تھے، قریب ہی ایک گول محل بنا ہوا تھا۔ ہم اس جگہ کا حسن وجمال اور زیب وزینت دیکھ کر محوِ حیرت تھے۔ ہمارے بعض رفقاء نے کہا: ''ہم کچھ دیر یہاں قیام کر لیتے ہیں تا کہ یہاں کے مناظر سے لُطف اندوز ہو سکیں اور ہمیں اس خوبصورت بستی میں کچھ دیر آرام میسر آ جائے۔ چنانچہ ہم نے وہیں اپنے کجاوے اُتارے (اور سامان کو ترتیب دینے لگے) اتنے میں محل کی جانب سے کچھ لوگ آئے، ان کے پاس چٹائیاں تھیں، انہوں نے آتے ہی وہ چٹائیاں بچھا دیں پھر ان پر انواع واقسام کے کھانے چُن دیئے، پھر ہمیں کھانے کی دعوت دی۔ ہم نے کھانا کھایا، اس کے بعد کچھ دیر آرام کیا اور وہاں کے نظاروں سے لُطف اَندوز ہوتے رہے پھر ہم نے وہاں سے کوچ کرنے کا ارادہ کیا اور اپنے کجاوے کسنے لگے۔

ہمیں جاتا دیکھ کر محل کی جانب سے چند لوگ آئے اور کہا: ''ہمارا سردار تمہیں سلام کہتا ہے اور اس نے پیغام بھجوایا ہے کہ مَیں معذرت خواہ ہوں کہ آپ سے ملاقات نہ کر سکا اور کَمَا حَقُّهٗ آپ کی خدمت نہ کر سکا، ان دنوں ہمارے ہاں ایک جشن کی تیاری ہو رہی ہے جس کی مصروفیت اتنی زیادہ ہے کہ میں آپ لوگوں سے ملاقات نہیں کر سکتا، برائے کرم! میری اس تقصیر کو معاف فرمانا، آپ لوگ ہمارے مہمان ہیں، آپ جب تک چاہیں ہمارے ہاں قیام فرمائیں۔''

بادشاہ کا یہ پیغام سن کر ہم نے ان لوگوں سے کہا: ''اب ہم یہاں مزید نہیں ٹھہر سکتے، ہماری منزل ابھی بہت دور ہے، ہم اب جانا چاہتے ہیں، اللہ عزوجل تمہیں اس مہمان نوازی کی اچھی جزاء اور برکتیں عطا فرمائے۔''

جب ہم جانے لگے تو ان خادموں نے ہمیں بہت سا کھانا اور کافی ساز وسامان دیا اور اتنا زادِ راہ دیا کہ وہ ہمارے تمام

سفر کے لئے کافی تھا۔ پھر ہم وہاں سے رخصت ہو کر اپنی منزل کی طرف چل دیئے، جب ہماری واپسی ہوئی تو ہم اس راستے کو چھوڑ کر دوسرے راستے سے مدینہ منوّرہ پہنچے۔ کافی عرصہ گزر گیا اور جب حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے تو ان کے ایک وفد کے ساتھ مَیں دوبارہ سوئے یمن روانہ ہوا، میں نے اپنے رفقاء کو اس بستی کے متعلق بتایا کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں ہم نے ایک عظیم الشان بستی دیکھی تھی، پھر میں نے ان کو وہ سارا واقعہ بتایا۔ یہ سن کر ان کا تَجَسُّس بڑھا اور ان میں سے ایک شخص نے کہا: ''کیا ہی بہتر ہو اگر ہم بھی اس بستی کو دیکھ لیں۔''

چنانچہ ہم اسی بستی کی طرف چل دیئے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو میں اس جگہ کو دیکھ کر بہت حیران ہوا کیونکہ اب تو وہاں کا نقشہ ہی بدل چکا تھا، اب وہاں عظیم الشان محل تھا نہ ہی اس کا بہترین سفید فرش بلکہ وہاں ویرانی چھائی ہوئی تھی اور ریت کے ڈھیر لگے ہوئے تھے، عمارتیں کھنڈرات میں تبدیل ہو چکی تھیں، چراگاہ میں جانوروں کا نام ونشان تک نہ تھا، بڑی بڑی خودرو گھاس نے ساری چراگاہ کو وحشت ناک بنا دیا تھا، تالاب میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہ تھا۔

الغرض! چند سال قبل جہاں ہر قسم کی زیب وزینت تھی اب وہاں ویرانی چھائی ہوئی تھی، اب وہاں نہ تو خُدّام تھے نہ ہی لونڈیاں۔ ہم سب اس منظر کو دیکھ کر محوِ حیرت تھے کہ ان تباہ وبرباد عمارتوں میں ہمیں ایک شخص نظر آیا۔ میں نے اپنے ایک رفیق کو یہ کہتے ہوئے بھیجا کہ ''ہم اس شخص سے دُور ہی رہتے ہیں، تم جاؤ اور وہاں کے حالات معلوم کر کے آؤ اور دیکھو! یہ شخص کون ہے؟'' میرا دوست وہاں گیا اور کچھ ہی دیر بعد وہ خوف زدہ سا ہماری جانب پلٹا۔ میں نے پوچھا: ''تم نے وہاں کیا دیکھا ہے کہ اتنے پریشان ہو رہے ہو؟'' وہ کہنے لگا: ''جب میں اس شخص کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ وہ ایک بوڑھی اور اندھی عورت ہے، جب اس نے میری آہٹ محسوس کی تو کہنے لگی: تجھے اس کی قسم جس نے تجھے صحیح وسالم بھیجا ہے، میری آنکھوں کا نور تو ضائع ہو چکا تم جو بھی ہو میرے پاس آؤ (یہ سن کر میں وہاں سے واپس آگیا ہوں)۔''

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: پھر مَیں بوسیدہ اور ٹوٹی پھوٹی سیڑھیاں چڑھتا ہوا اس ویران عمارت میں پہنچا جہاں وہ بڑھیا موجود تھی۔ اس بڑھیا نے کہا: ''تم مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو؟'' میں نے کہا: ''تُو کون ہے اور یہاں اس ویرانے میں تیرے ساتھ کون کون رہتا ہے؟'' یہ سن کر بڑھیا بولی: میرا نام ''عمیرہ'' ہے اور مَیں اس بستی کے سردار **ذوَیل** کی بیٹی ہوں، میرا باپ ایسا سخی اور فیاض تھا کہ راہ گیروں کو بلا بلا کر مہمان نوازی کرتا اور لوگ ہماری اس بستی میں قیام کیا کرتے تھے اور یہاں چند سال پہلے مہمانوں کی خوب ضیافتیں ہوا کرتی تھیں، پھر اس بڑھیا نے یہ شعر پڑھا:

وَمِنْ مَعْشَرٍ صَارُوْا رَمِيْمًا   اَبُوْهُمْ كَرِيْمٌ اَبُو الْجِحَافِ بِالْخَيْرِ ذُوَيْلُ

ترجمہ: اور وہ لشکر بوسیدہ وخراب بے یارو مدد گار ہو گئے جن کا باپ ذوَیل ایسا کریم تھا جو خیر کی طرف بہت رغبت کرتا تھا۔

میں نے اس بڑھیا سے کہا: ''تمہارے باپ اور تمہاری باقی قوم کا کیا ہوا؟'' کہنے لگی: ''انہیں موت نے آلیا، وہ اس دارِفانی سے رخصت ہوگئے، زمانے نے انہیں فنا کردیا، ان کے بعد مَیں اس پرندے کے بچے کی طرح ہوگئی ہوں جو کمزور گھونسلے میں اکیلا بیٹھا ہو۔'' میں نے اس سے کہا: ''کیا تمہیں یاد ہے کہ چند سال پہلے ایک مرتبہ ہم یہاں سے گزرے تھے، اس وقت یہ جگہ آباد تھی اور یہاں جشن کی تیاریاں ہورہی تھیں، اس محل کے صحن میں چند لڑکیاں ایک حسین وجمیل دوشیزہ کے گرد جمع تھیں اور وہ دوشیزہ دف بجاتے ہوئے یہ شعر گنگنا رہی تھی:

مَعْشَرَ الْحُسَّادِ مُوْتُوْا كَمَدًا

ترجمہ: اے حاسدو! تم شدتِ غم سے مرجاؤ۔

یہ سن کر بوڑھی عورت نے روتے ہوئے کہا: ''اللہ عزوجل کی قسم! مجھے وہ دن اچھی طرح یاد ہے، ان لڑکیوں میں میری بہن بھی تھی اور دف بجا کر شعر گنگنانے والی دوشیزہ مَیں ہی تھی۔

یہ سن کر میں نے کہا: ''اگر تم پسند کرو تو ہم تجھے اپنے ساتھ اپنے وطن لے جائیں اور تم ہمارے اہل خانہ کے ساتھ رہو؟ میری یہ بات سن کر اس نے کہا: ''یہ بات مجھ پر بہت گراں ہے کہ میں اپنی اس جگہ کو چھوڑ دوں، مَیں اسی جگہ رہنا پسند کروں گی یہاں تک کہ مجھے بھی اپنے باپ اور قوم کی طرح موت آجائے اور میں بھی اس دنیائے ناپائیدار سے رخصت ہو جاؤں۔''

پھر میں نے پوچھا: ''تمہارے کھانے پینے کا بندوبست کس طرح ہوتا ہے؟'' اس نے کہا: ''یہاں سے قافلے گزرتے ہیں اور میرے لئے کھانا وغیرہ پھینک جاتے ہیں، مَیں اسے کھا کر گزارا کرلیتی ہوں اور یہاں ایک گھڑا موجود ہے جو پانی سے بھرا رہتا ہے، مَیں نہیں جانتی کہ اسے کون بھرتا ہے، بس اسی میں سے میں پانی پی لیتی ہوں، اس طرح میری زندگی کے دن گزر رہے ہیں۔''

پھر اس نے مجھ سے پوچھا: ''اے مسافر! کیا تمہارے قافلے میں کوئی عورت ہے؟ میں نے کہا: ''نہیں۔'' پھر پوچھا: ''کیا تمہارے پاس کوئی سفید چادر ہے؟'' میں نے کہا: ''ہاں، چادر تو ہے۔'' پھر میں نے اسے دو چادریں لا کر دیں جو بالکل نئی تھیں۔ چادریں لے کر وہ ایک طرف چلی گئی، کچھ دیر بعد انہیں پہن کر واپس آئی اور کہنے لگی: ''میں نے آج رات خواب میں دیکھا کہ مَیں دُلہن بنی ہوئی ہوں اور ایک گھر سے دوسرے گھر کی جانب جارہی ہوں، یہ خواب دیکھ کر مجھے گمان ہو رہا ہے کہ میں آج مرجاؤں گی، کاش! کوئی عورت ہوتی جو میرے غسل وغیرہ کا اِنتظام کردیتی۔'' ابھی وہ بوڑھی عورت مجھ سے یہ باتیں کرہی رہی تھی کہ یکدم زمین پر گری اور اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی۔ ہم نے اسے تیمّم کرایا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی پھر اسے وہیں دفن کردیا۔

جب میں حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور انہیں یہ واقعہ بتایا تو وہ رونے لگے اور فرمایا: ''اگر میں تمہاری جگہ وہاں ہوتا تو ضرور ایک کریم وفیاض باپ کی اس بیکس وبے بس بیٹی کو اپنے ساتھ لے آتا لیکن مقدّر کی بات

ہے،اس کے نصیب میں یہی لکھا تھا۔'' {اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

(اللہ عزوجل ہر مسلمان کی مغفرت فرمائے اور ہمیں غیروں کی محتاجی سے بچا کر صرف اپنا محتاج رکھے، چار روزہ اس نیرنگئ دُنیا کے دھوکے سے محفوظ رکھے اور موت سے پہلے موت کی تیاری کی توفیق عطا فرمائے، ہمیں اپنے انجام کو ہر وقت پیش نظر رکھتے ہوئے آخرت کی تیاری کی توفیق عطا فرمائے، دنیوی نعمتوں پر غرور وتکبر کرنے سے ہمیں محفوظ رکھے، صرف اور صرف اپنی رضا کی خاطر تمام نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور صبر وقناعت کی دولت عطا فرمائے اور ہمیں مفلسی سے بچائے۔آمین)

نہ محتاج کر تو جہاں میں کسی کا مجھے مفلسی سے بچا یا الٰہی عزوجل !

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حکایت نمبر94:

چند نصیحتیں

حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن حفص الجمحی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ ایک قافلہ سفر پر روانہ ہوا اور اہلِ قافلہ راستہ بھول گئے، انہیں بڑی پریشانی ہوئی بالآخر ایک طرف انہیں آبادی کے آثار نظر آئے اور وہ اسی سمت چل دیئے۔بستی سے دور ایک راہب اپنی عبادت گاہ میں مشغولِ عبادت تھا۔سارے قافلے والے وہاں پہنچے اور راہب کو آواز دی۔راہب نے آواز سن کر نیچے جھانکا تو قافلے والوں نے کہا: ''ہم راستہ بھول گئے ہیں، برائے کرم! صحیح راستے کی طرف ہماری رہنمائی کرو۔'' یہ سن کر اس راہب نے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور کہا: ''تمہاری (اصلی) منزل اس طرف ہے۔'' راہب کی یہ بات سن کر قافلے والے جان گئے کہ راہب ہمیں یہ سمجھانا چاہتا ہے کہ اصلی منزل تو آخرت کی منزل ہے۔

پھر قافلے والوں میں سے بعض نے کہا: ''ہم اس راہب سے کچھ نصیحت آموز باتیں سن لیں تو بہتر ہوگا۔'' چنانچہ وہ راہب سے کہنے لگے: ''ہم تجھ سے کچھ سوالات کرنا چاہتے ہیں، کیا تم جواب دینا پسند کرو گے؟'' یہ سن کر وہ بولا: ''جو پوچھنا ہے جلدی پوچھو لیکن سوالات میں کثرت نہ کرنا کیونکہ جو دن گزر گیا وہ کبھی لوٹ کر نہیں آئے گا اور جو عمر گزر گئی وہ کبھی پلٹ کر نہیں آئے گی پس جو آخرت میں کامیابی کا طالب ہو اسے چاہئے کہ جلد از جلد اپنی آخرت کے لئے زادِ راہ تیار کرلے۔'' قافلے والے اس راہب سے یہ حکمت بھری باتیں سن کر بہت حیران ہوئے اور اس سے پوچھا: ''کل بروز قیامت مخلوق اپنے خالقِ حقیقی عزوجل کے سامنے کس حالت میں ہوگی؟'' اس نے جواب دیا: ''اپنی اپنی نیتوں کے مطابق وہ بارگاہ خداوندی عزوجل میں حاضر ہوں گے، پھر

انہوں نے پوچھا: ''نجات کا بہترین راستہ کیا ہے؟''

راہب نے جواب دیا: ''تمہارے نیک اعمال جو تم آگے بھیجتے ہو وہ تمہاری نجات کا باعث بنیں گے۔'' اہلِ قافلہ نے کہا: ''اے راہب! ہمیں مزید نصیحت کرو۔'' اس نے کہا: ''اپنے لئے اتنا ہی زادِراہ لو جتنا تمہارا سفر ہے اور دنیاوی سفر کے لئے صرف اتنا ہی توشہ کافی ہے جتنا ایک جانور کے لئے ہوتا ہے۔'' اس کے بعد راہب نے اہل قافلہ کو راستہ بتایا اور اپنی عبادت گاہ میں داخل ہو گیا۔''

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 95:

اخلاص فروش مسلمان

حضرت سیدنا مبارک بن فُضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں: ''کسی علاقے میں ایک بہت بڑا درخت تھا، لوگ اس کی پوجا کیا کرتے تھے اور اس طرح اس علاقے میں کفر وشرک کی وبا بہت تیزی سے پھیل رہی تھی۔ ایک مسلمان شخص کا وہاں سے گزر ہوا تو اسے یہ دیکھ کر بہت غُصّہ آیا کہ یہاں غیر اللہ کی عبادت کی جارہی ہے۔ چنانچہ وہ جذبہ توحید سے معمور بڑی غضبناک حالت میں کلہاڑا لے کر اس درخت کو کاٹنے چلا، اس کے ایمان نے یہ گوارا نہ کیا کہ اللہ عزوجل کے سوا کسی اور کی عبادت کی جائے۔ اسی جذبہ کے تحت وہ درخت کاٹنے جارہا تھا کہ شیطان مردود اس کے سامنے اِنسانی شکل میں آیا اور کہنے لگا: ''تُو اتنی غضبناک حالت میں کہاں جارہا ہے؟'' اس مسلمان نے جواب دیا: ''میں اس درخت کو کاٹنے جارہا ہوں جس کی لوگ عبادت کرتے ہیں۔'' یہ سُن کر شیطان مردود نے کہا: ''جب تُو اس درخت کی عبادت نہیں کرتا تو دوسروں کا اس درخت کی عبادت کرنا تجھے کیا نقصان دیتا ہے؟ تُو اپنے اس ارادے سے باز رہ اور واپس چلا جا۔'' اس مسلمان نے کہا: ''میں ہرگز واپس نہیں جاؤں گا۔'' معاملہ بڑھا اور شیطان نے کہا: ''میں تجھے وہ درخت نہیں کاٹنے دوں گا۔''

چنانچہ دونوں میں کُشتی ہوگئی اور اس مسلمان نے شیطان کو پچھاڑ دیا، پھر شیطان نے اسے لالچ دیتے ہوئے کہا: ''اگر تُو اس درخت کو کاٹ بھی دے گا تو تجھے اس سے کیا فائدہ حاصل ہوگا۔ میرا مشورہ ہے کہ تو اس درخت کو نہ کاٹ، اگر تُو ایسا کرے گا تو روزانہ تجھے اپنے تکیے کے نیچے سے دو دینار ملا کریں گے۔'' وہ شخص کہنے لگا: ''کون میرے لئے دو دینار رکھا کرے گا۔'' شیطان نے کہا: ''میں تجھ سے وعدہ کرتا ہوں کہ روزانہ تجھے اپنے تکیے کے نیچے سے دو دینار ملا کریں گے۔'' وہ شخص شیطان کی اِن لالچ بھری باتوں میں آگیا اور دو دینار کی لالچ میں اس نے درخت کاٹنے کا ارادہ ترک کیا اور واپس گھر لوٹ آیا۔ پھر جب صبح

بیدار ہوا تو اس نے دیکھا کہ تکیے کے نیچے دو دینار موجود تھے۔

پھر دوسری صبح جب اس نے تکیہ اٹھایا تو وہاں دینار موجود نہ تھے، اسے بڑا غُصّہ آیا اور کلہاڑا اٹھا کر پھر درخت کاٹنے چلا۔ شیطان پھر انسان کی شکل میں اس کے پاس آیا اور کہا: ''کہاں کا ارادہ ہے؟'' وہ کہنے لگا: ''مَیں اس درخت کو کاٹنے جا رہا ہوں جس کی لوگ عبادت کرتے ہیں، میں یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ لوگ غیر خدا کی عبادت کریں، لہٰذا میں اس درخت کو کاٹ کر ہی دم لوں گا۔'' شیطان نے کہا: ''تُو جھوٹ بول رہا ہے، اب تُو کبھی بھی اس درخت کو نہیں کاٹ سکتا۔'' چنانچہ شیطان اور اس شخص کے درمیان پھر سے کُشتی شروع ہوگئی۔ اِس مرتبہ شیطان نے اس شخص کو بری طرح پچھاڑ دیا اور اس کا گلا دبانے لگا قریب تھا کہ اس شخص کی موت واقع ہو جاتی۔ اس نے شیطان سے پوچھا: ''یہ تو بتا کہ تُو ہے کون؟'' شیطان نے کہا: ''میں ابلیس ہوں اور جب تُو پہلی مرتبہ درخت کاٹنے چلا تھا تو اس وقت بھی میں نے ہی تجھے روکا تھا لیکن اس وقت تُو نے مجھے گرا دیا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت تیرا غصہ اللہ عزوجل کے لئے تھا لیکن اس مرتبہ میں تجھ پر غالب آ گیا ہوں کیونکہ اب تیرا غُصّہ اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں بلکہ دیناروں کے نہ ملنے کی وجہ سے ہے۔ لہٰذا اب تو کبھی بھی میرا مقابلہ نہیں کرسکتا۔''

(اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں ہر عمل میں اخلاص عطا فرما اور ریا کاری کی مذموم بیماری سے ہماری حفاظت فرما کر ہمیں ہر عمل صرف اپنی رضا کی خاطر کرنے کی توفیق عطا فرما اور ہمیں اپنے مخلص بندوں میں شامل فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

کر اِخلاص ایسا عطا یا الٰہی عزوجل ؎ میرا ہر عمل بس ترے واسطے ہو

حکایت نمبر96: حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کی کرامت

حضرت سیدنا ابراہیم بن بشار علیہ رحمۃ اللہ الغفّار فرماتے ہیں: ''میں حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم کی صحبت بابرکت میں چھ سال اور کچھ ماہ رہا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر خاموش رہتے اور ہم سے کبھی بھی کوئی بات نہ پوچھتے بلکہ ہم ہی ان سے کلام کرتے۔ ہمیں ایسا محسوس ہوتا جیسے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے منہ میں کوئی چیز ڈال کر کلام کرنے سے روک دیا گیا ہو۔ میں جب بھی آپ کو دیکھتا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حالت ایسی ہوتی جیسی اس ماں کی ہوتی ہے جس کا بچہ گم ہو گیا ہو اور مجھے دنیا میں

سب سے زیادہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی غمگین نظر آتے اور ایسا لگتا جیسے آپ پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہوں اور آپ کے کلیجے کو غموں نے چھلنی کر دیا ہو، آپ کے پاخانہ اور پیشاب میں خون کی آمیزش ہوتی۔ ہمیں اس کی وجہ یہی نظر آتی کہ شدتِ غم کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ حالت ہوگئی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمیں وصیت کرتے ہوئے فرماتے: ''لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کرلو، جسے تم نہیں جانتے اسے جاننے کی کوشش نہ کرو اور جسے جانتے ہو اس سے بھی دور رہنے میں ہی عافیت ہے۔''

اسی طرح کی نصیحتیں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ حضرت سیدنا ابراہیم بن بشار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ میں، حضرت سیدنا ابو یوسف الغسولی اور حضرت ابو عبداللہ سنجاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جہاد کے لئے روانہ ہوئے، چنانچہ ہم چاروں ساحل سمندر پر پہنچے اور کشتی میں سوار ہوگئے۔ جب کشتی چلنے لگی تو اس میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا: ''سب مسافر ایک ایک دینار کرایہ ادا کریں، چنانچہ سب نے کرایہ دینا شروع کیا۔ ہماری حالت یہ تھی کہ ہمارے لباس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی شئے نہ تھی۔ جب وہ شخص ہمارے پاس آیا تو حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کھڑے ہوئے اور کشتی سے اُتر کر ساحل پر چلے گئے، تھوڑی ہی دیر کے بعد آپ واپس آئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس چار ایسے دینار تھے جن کی چمک سے آنکھیں چندھیا رہی تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان دیناروں سے کرایہ ادا کیا۔

کشتی کے لنگر اٹھا دیئے گئے اور سفر شروع ہوگیا، ہماری کشتی کے ساتھ دوسرے ممالک **اسکندریہ، عسقلان، تِنِّیس اور دَقیاط** وغیرہ کی کشتیاں بھی سفر کر رہی تھیں۔ اس طرح تقریباً سولہ یا سترہ کشتیوں نے ایک ساتھ سفر شروع کیا، قافلے جانبِ منزل رواں دواں تھے کہ ایک رات اچانک تیز ہوائیں چلنا شروع ہوگئیں، ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا چھا گیا، سمندر میں بھونچال سا آ گیا، طوفان کا سلسلہ شروع ہوگیا، موجوں میں اِضطراب بڑھتا ہی جا رہا تھا، ہمیں اپنی ہلاکت کا یقین ہو چکا تھا، سب لوگوں نے ہاتھ اُٹھائے اور گڑگڑا کر دعائیں مانگنے لگے۔

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی چادر اوڑھے اطمینان وسکون سے ایک جانب سو رہے تھے۔ ایک شخص نے جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس طرح سوتے دیکھا تو آپ کے قریب آ کر کہنے لگا: ''اے اللہ عزوجل کے بندے! سمندر میں طوفان آیا ہوا ہے، ہم سب موت کے منہ میں پہنچ چکے ہیں پھر بھی آپ اطمینان سے سو رہے ہیں۔ آپ بھی ہمارے ساتھ مل کر دعا کریں کہ اللہ عزوجل ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرمائے۔

یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا۔ ہم نے نہ تو آپ کے ہونٹ ہلتے دیکھے اور نہ ہی آپ کے منہ

سے کوئی کلام سُنا، یکا یک ایک غیبی آواز گونجی، کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا: ''اے آنے والی شدید ہواؤ! اور اے مضطرب موجو! تم ٹھہر جاؤ! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے اوپر ابراہیم بن ادہم (علیہ رحمۃ اللہ الاکرم) موجود ہے۔ یہ آواز گونج رہی تھی لیکن معلوم نہیں کہ یہ آواز کہاں سے آرہی تھی۔ نہ تو سمندر میں کوئی شخص نظر آرہا تھا نہ ہی آسمان کی طرف کوئی ایسا شخص تھا جو یہ صدا بلند کررہا ہو، پھر اس آواز کے گونجتے ہی ہوائیں بالکل بند ہوگئیں، اندھیرا چھٹ گیا اور سمندر میں سکون آگیا، ایک بار پھر ساری کشتیاں ایک ساتھ سفر کرنے لگیں۔

پھر سب کشتیوں کے مالکوں نے آپس میں ملاقات کی، ان میں سے کسی نے کہا: ''کیا تم نے سمندری طوفان کے وقت غیبی آواز سُنی تھی؟'' سب نے بیک زبان کہا: ''ہاں! ہم نے آواز سُنی تھی۔'' پھر سب نے مشورہ کیا کہ جب ہم ساحل پر پہنچیں گے تو ہر شخص کو اس کے رفقاء کے ساتھ کردیں گے تاکہ ہمیں معلوم ہوجائے کہ وہ غیبی آواز کس شخص کے متعلق تھی پھر ہم اس عظیم شخص سے دعا کروائیں گے جس کی برکت سے ہم ہلاکت سے بچ گئے۔''

جب کشتیاں ساحل سمندر پر پہنچیں تو سب لوگوں نے مطلوبہ قلعے کی طرف پیش قدمی کی۔ جب قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہ قلعہ تو بہت مضبوط ہے اور اس کے دروازے لوہے کے ہیں، بظاہر اس کو فتح کرنا بہت دشوار تھا، سب شش و پنج میں تھے۔ بالآخر حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے لوگو! جس طرح میں کہوں تم بھی اسی طرح کہنا، پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ کلمات کہے: '' لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔'' لوگوں نے بھی یہ پاکیزہ کلمات کہے، یکا یک قلعے کی دیوار سے ایک بہت بڑا پتھر گر پڑا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوبارہ فرمایا: ''جس طرح میں کہوں تم بھی ایسے ہی کہنا۔'' چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پھر یہی کلمات فرمائے: '' لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔'' لوگوں نے بھی یہ کلمات دہرائے پھر ایک بہت بڑا پتھر قلعے کی دیوار سے گر گیا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تیسری بار بھی یہی کلمات دہرائے اور لوگوں نے بھی کہے تو دیوار سے پھر ایک پتھر گر گیا اور دیوار میں اتنا شگاف ہوگیا کہ باآسانی اس سے گزرا جاسکے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے لوگو! جاؤ اللہ عزوجل کا نام لے کر قلعے میں داخل ہوجاؤ، اللہ عزوجل برکت عطا فرمائے گا لیکن میں تمہیں ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں: ''تم کسی پر ظلم مت کرنا اور حد سے تجاوز نہ کرنا، میری اس بات کو اچھی طرح یاد رکھنا۔'' لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نصیحتیں سننے کے بعد قلعے میں داخل ہوگئے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہاں سے ہمیں بغیر جہاد کئے اتنا مالِ غنیمت حاصل ہوا کہ ہماری کشتیاں بوجھ سے بھر گئیں۔

پھر ہم واپس ہوئے اور تمام کشتیاں دوبارہ ایک ساتھ چلنے لگیں جب اللہ عزوجل نے ہمیں خیریت سے اپنی منزل تک پہنچا دیا، تو حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے رفقاء کے ساتھ بندرگاہ کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ نے مالِ غنیمت کی تقسیم پر کوئی اعتراض نہ کیا حالانکہ ان لوگوں نے ہمیں مالِ غنیمت میں سے ایک دینار بھی نہ دیا تھا۔ ہم نے باقی مسافروں میں سے ایک سے پوچھا: ''تمہیں کتنا کتنا حصّہ مالِ غنیمت ملا؟'' اس نے کہا: ''ہم میں سے ہر ایک کو تقریباً ایک سو بیس سونے کی اشرفیاں ملیں۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** سبحان اللہ عزوجل! قربان جائیں بزرگوں کی شانِ بے نیازی پر کہ جن کی برکت سے فتح ہوئی ان کو ایک درہم بھی نہ ملا لیکن پھر بھی مطالبہ نہ کیا، وہ دنیاوی دولت کے خواہاں نہ تھے بلکہ انہیں تو صرف اللہ عزوجل کی رضا مطلوب تھی، اللہ عزوجل ہمیں بھی ان بزرگوں کے صدقے اخلاص کی دولت سے مالا مال فرمائے اور دنیاوی مال کے وبال سے بچائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 97:

ایک ناشپاتی سے چار دن کی بھوک جاتی رہی

حضرت سیدنا سعید بن عثمان علیہ رحمۃ اللہ المنّان فرماتے ہیں: ''ایک دن ہم حضرت سیدنا محمد بن منصور علیہ رحمۃ اللہ الغفور کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ کی بارگاہ میں اس وقت زاہدوں اور محدثین کی کثیر تعداد موجود تھی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمانے لگے: ''ایک دن میں نے روزہ رکھا اور ارادہ کیا کہ اس وقت تک کوئی شے نہیں کھاؤں گا جب تک مجھے معلوم نہ ہو جائے کہ یہ بالکل حلال ذریعے سے حاصل کی گئی ہے اور اس میں کسی قسم کا شبہ نہیں۔

اس طرح میرا ایک دن گزر گیا لیکن ایسی کوئی شے نہ ملی پھر دوسرا دن گزر گیا لیکن میں نے کوئی چیز نہ کھائی یہاں تک کہ تین دن گزر گئے لیکن میں نے کوئی چیز نہ کھائی صرف چند گھونٹ پانی پی کر گزارہ کیا۔ چوتھے دن میں نے کہا کہ آج میں اس عظیم ہستی کے ہاں کھانا کھاؤں گا جس کے رزق کو اللہ عزوجل نے حلال وطیب رکھا ہے اور اس میں کسی قسم کا شبہ نہیں۔'' چنانچہ میں حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی بارگاہ میں حاضری کے لئے روانہ ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد میں تھے، میں نے سلام کیا اور آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ مغرب کی نماز کے بعد سب نمازی چلے گئے۔ ہم دونوں کے علاوہ صرف ایک اور شخص مسجد میں باقی رہا تو حضرت سیدنا معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اے طوسی۔'' میں نے کہا: ''حضور میں حاضر ہوں۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے طوسی! تُو اپنے بھائی کے پاس اس لئے آیا ہے کہ وہ تیرے ساتھ عیش وعشرت کی زندگی گزارے۔'' میں نے دل میں کہا: میں نے تو چار دنوں سے کچھ بھی نہیں کھایا اور بھوک سے میری حالت خراب ہو رہی ہے، میرے پاس رات کے کھانے کو کچھ بھی نہیں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کچھ دیر خاموش رہے، پھر فرمایا: ''میرے قریب آؤ۔'' میں بڑی مشکل سے اُٹھا کمزوری کی وجہ سے اٹھنا مشکل ہو رہا تھا بہرحال میں قریب چلا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے میرا سیدھا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنی اُلٹی آستین میں داخل کیا تو مجھے وہاں ناشپاتی جیسا ایک پھل ملا جو کچھ سخت تھا اور ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے اسے دانتوں سے چبایا گیا ہو۔

میں نے وہ پھل کھایا تو اس میں مجھے بہترین قسم کا ذائقہ محسوس ہوا۔ وہ پھل اتنا لذیذ تھا کہ اس کا ذائقہ بیان سے باہر ہے۔ اسے کھاتے ہی میری بھوک ختم ہوگئی اور پانی کی بھی حاجت نہ رہی، یہ دیکھ کر مسجد میں بیٹھے ہوئے اس اَجنبی شخص نے کہا: کیا تم ہی ابو جعفر ہو؟ میں نے کہا: ''جی ہاں! میں ہی ابو جعفر ہوں اور میں نے آج تک کبھی بھی ایسا لذیذ اور خوش ذائقہ پھل نہیں کھایا جیسا آج کھایا ہے۔'' پھر حضرت سیدنا محمد بن منصور علیہ رحمۃ اللہ الغفور ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''جب تک میں دنیا میں زندہ رہوں تم میرے اس واقعے کی ہرگز تشہیر نہ کرنا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 98:

گدڑی میں لعل

حضرت سیدنا احمد بن بکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''ایک مرتبہ سفر کرتے ہوئے میں ایک ویران جنگل میں پہنچا۔ کچھ دور بانس کی بنی ہوئی ایک جھونپڑی نظر آئی۔ میں اسی طرف چل دیا۔ وہاں میں نے ایک بوڑھا شخص دیکھا جو کوڑھ کے مرض میں مبتلا تھا اور کیڑے اس کے جسم کو کھا رہے تھے۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر مجھے اس پر بہت ترس آیا، میں نے کہا: ''اے بزرگ! اگر آپ چاہیں تو میں اللہ عزوجل سے دعا کروں کہ وہ آپ کو صحت عطا فرما دے؟'' میری یہ بات سن کر جب اس بزرگ نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو معلوم ہوا کہ وہ نابینا ہے۔ پھر اس نے کہا: ''اے یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! اگر تجھے اپنی دعا کی قبولیت پر اتنا ہی ناز ہے تو اپنے لئے دعا کیوں نہیں کرتا کہ اللہ عزوجل تیرے دل سے اناروں کی محبت نکال دے؟'' اس بزرگ کی یہ بات سن کر میں بہت حیران ہوا۔ میں نے اللہ عزوجل سے عہد کیا تھا کہ نفسانی خواہش کی خاطر کبھی بھی کوئی چیز نہ کھاؤں گا بلکہ جس چیز کی نفس تمنا کرے گا اسے ترک کر دوں گا لیکن مجھے انار بہت پسند تھے، انہیں ترک کرنے پر

میں قادر نہ ہوسکا۔ اس بزرگ نے میری اس حالت کو جان لیا اور کہا: ''پہلے اپنے لئے دعا کرو، میں اس بیماری کی حالت میں بھی اپنے رب عزوجل سے راضی ہوں۔'' پھر اس بزرگ نے مجھ سے کہا: ''جاؤ! اور کبھی بھی اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے ٹکر نہ لینا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر99:

ملاوٹ کرنے کی سزا

حضرت عبدالحمید بن محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں حضرت سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آیا اور عرض کی: ''حضور! ہم بہت سے لوگ حج کرنے آئے ہیں۔ صفاو مروہ کی سعی کے دوران ہمارے ایک دوست کا انتقال ہوگیا۔ غسل و تکفین وغیرہ کے بعد اسے قبرستان لے جایا گیا۔ جب اس کے لئے قبر کھودی تو ہم یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ایک بہت بڑا **اژدھا قبر** میں موجود ہے۔ ہم نے اسے چھوڑ کر دوسری قبر کھودی۔ وہاں بھی وہی اژدہا موجود تھا۔ پھر تیسری قبر کھودی تو اس میں بھی وہی خوفناک سانپ کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔ ہمیں بڑی پریشانی لاحق ہوئی۔ اب ہم اس میّت کو وہیں چھوڑ کر آپ کی بارگاہ میں مسئلہ دریافت کرنے آئے ہیں کہ اس خوفناک صورت حال میں کیا کریں؟''

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: ''وہ اژدہا اس کا بُرا عمل ہے جو وہ دنیا میں کیا کرتا تھا۔ تم جاؤ اور ان تین قبروں میں سے کسی ایک میں اسے دفن کردو، اللہ عزوجل کی قسم! اگر تم اس شخص کے لئے ساری زمین بھی کھود ڈالو تب بھی وہاں اس اژدہے کو ضرور پاؤ گے۔''

وہ شخص واپس چلا گیا اور اس فوت شدہ شخص کو ان کھودی ہوئی قبروں میں سے ایک قبر میں دفن کردیا گیا اور اژدہا بدستور اس قبر میں موجود تھا۔ پھر جب ہمارا قافلہ حج کے بعد اپنے علاقے میں پہنچا تو لوگوں نے اس شخص کی زوجہ سے پوچھا: ''تمہارا شوہر ایسا کون سا گناہ کرتا تھا جس کی وجہ سے اس کو ایسی دردناک سزا ملی؟'' اس عورت نے افسوس کرتے ہوئے کہا: ''میرا شوہر غلّے کا تاجر تھا اور وہ غلّے میں ملاوٹ کیا کرتا تھا۔ روزانہ گھر والوں کی ضرورت کے مطابق گندم نکال لیتا اور اتنی مقدار میں جَو کا بھوسا گندم میں ملا دیتا، یہ اس کا روز کا معمول تھا۔ بس اس (ملاوٹ کے) گناہ کی اس کو سزا دی گئی ہے۔''

(اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں عذاب قبر سے محفوظ رکھنا، ہماری قبر میں سانپ اور بچھو نہ آئیں بلکہ ہمارے

پیارے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی تشریف آوری ہو اور اُن کے نورانی جسم سے ہماری قبر منور ہو جائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

جب فرشتے قبر میں جلوہ دکھائیں آپ کا ہو زباں پر پیارے آقا الصلوٰۃ والسلام

یاالٰہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات ان کے پیارے منہ کی صبح جانفزا کا ساتھ ہو

حکایت نمبر 100:

اندھے، گنجے اور کوڑھی کا امتحان

نبیِّ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بنی اسرائیل میں تین شخص تھے۔ ایک برص (کوڑھ) کا مریض، دوسرا گنجا، تیسرا اندھا۔ اللہ عزوجل نے ان کی آزمائش کے لئے ایک فرشتہ (بشری صورت میں) ان کے پاس بھیجا۔ پہلے وہ برص کے مریض کے پاس آیا اور اس سے پوچھا: ''تجھے سب سے زیادہ کون سی چیز محبوب ہے؟'' اس نے کہا: ''مجھے اچھا رنگ اور اچھی جِلد پسند ہے اور میری خواہش ہے کہ جس بیماری کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں وہ مجھ سے دور ہو جائے۔'' فرشتے نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا تو اس کی وہ بیماری جاتی رہی، اس کا رنگ بھی اچھا ہو گیا اور جِلد بھی اچھی ہو گئی۔'' فرشتے نے پھر اس سے پوچھا: ''تجھے کون سا مال زیادہ پسند ہے؟'' اس نے کہا: ''مجھے اونٹنی پسند ہے۔'' اسی وقت اسے دس ماہ کی حاملہ اونٹنی دے دی گئی، اور فرشتے نے دعا دی: ''اللہ تعالیٰ تجھے اس میں برکت دے۔''

پھر وہ فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا: ''تجھے کون سی شے سب سے زیادہ محبوب ہے؟'' اس نے کہا: ''مجھے خوبصورت بال زیادہ پسند ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ جس چیز کی وجہ سے لوگ مجھ سے گِھن کھاتے ہیں وہ دور ہو جائے۔'' فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کی وہ شے جاتی رہی جس سے لوگ گِھن کھاتے تھے اور اس کے سر پر بہترین بال آ گئے۔'' فرشتے نے پوچھا: ''تجھے کون سا مال زیادہ پسند ہے؟'' اس نے کہا: ''مجھے گائے بہت پسند ہے۔'' چنانچہ اسے ایک گابھن گائے دے دی گئی۔ فرشتے نے اس کے لئے دعا کی: ''اللہ تعالیٰ تیرے لئے اس میں برکت دے۔''

پھر فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور اس سے کہا: ''تجھے سب سے زیادہ کون سی چیز محبوب ہے؟'' اس نے کہا: ''مجھے یہ پسند ہے کہ اللہ عزوجل میری بینائی مجھے واپس کر دے تاکہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔'' فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔'' پھر اس سے پوچھا: ''تجھے کون سا مال زیادہ محبوب ہے؟'' اس نے کہا: ''بکریاں۔'' چنانچہ اسے ایک گابھن بکری دے دی گئی۔

اب اونٹنی، گائے اور بکری نے بچے دینا شروع کئے۔ کچھ ہی عرصے میں ان کے جانور اِتنے بڑھے کہ ایک کے اونٹوں، دوسرے کی گائیوں اور تیسرے کی بکریوں سے ایک پوری وادی بھرگئی۔ پھرفرشتہ اس برص کے مریض کے پاس اس کی پہلی صورت یعنی برص کی حالت میں آیا اور اس سے کہا: ''میں ایک غریب ومسکین شخص ہوں، میرے پاس زادِراہ ختم ہوگیا ہے اور واپس جانے کی کوئی صورت نظرنہیں آتی مگراللہ عزوجل کی رحمت سے اُمید ہے اور مَیں تیری مدد کا طلب گار ہوں۔ جس ذات نے تجھے خوبصورت رنگ، اچھی جِلد اور مال عطا کیا میں تجھے اس کا واسطہ دیتا ہوں کہ آج مجھے ایک اُونٹ دے دے تاکہ میں اپنی منزل تک پہنچ سکوں۔'' یہ سن کراس نے انکار کرتے ہوئے کہا: ''میرے حقوق بہت زیادہ ہیں۔'' تو فرشتے نے کہا: ''مجھے ایسا لگتا ہے کہ میں تجھے جانتا ہوں، کیا تُو وہی نہیں جس کو کوڑھ کی بیماری لاحق تھی اور لوگ تجھ سے نفرت کیا کرتے تھے اور تو فقیر ومحتاج تھا، پھر اللہ عزوجل نے تجھے مال عطا کیا۔'' اس نے کہا: ''مجھے تو یہ سارا مال وراثت میں ملا ہے اور نسل در نسل یہ مال مجھ تک پہنچا ہے۔'' فرشتے نے کہا: ''اگر تُو اپنی اس بات میں جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے ایسا ہی کردے جیسا تُو پہلے تھا۔''

پھر وہ فرشتہ گنجے کے پاس اس کی پہلی صورت میں آیا اور اس سے بھی وہی بات کہی جو برص والے سے کہی تھی۔ اس نے بھی برص والے کی طرح جواب دیا۔ فرشتے نے کہا: ''اگر تو اپنی بات میں جھوٹا ہے تو اللہ عزوجل تجھے تیری سابقہ حالت پر لوٹا دے۔'' پھر فرشتہ اندھے کے پاس اُس کی پہلی حالت میں آیا اور کہا: ''میں ایک مسکین مسافر ہوں اور میرا زادِراہ ختم ہو چکا ہے۔ آج کے دن میں اپنی منزل تک نہیں پہنچ سکتا مگر اللہ عزوجل کی ذات سے اُمید ہے اور اس کے بعد مجھے تیرا آسرا ہے۔ میں اسی ذات کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں جس نے تجھے آنکھیں عطا فرمائیں کہ مجھے ایک بکری دے دے تاکہ میں اپنی منزل تک پہنچ سکوں۔'' تو وہ کہنے لگا: ''میں تو پہلے اندھا تھا پھر اللہ عزوجل نے مجھے آنکھیں عطا فرمائیں تو جتنا چاہے اس مال میں سے لے لے اور جتنا چاہے چھوڑ دے۔'' خدا عزوجل کی قسم! تُو جتنا مال اللہ عزوجل کی خاطر لینا چاہے لے لے، مَیں تجھے مشقت میں نہ ڈالوں گا (یعنی منع نہ کروں گا)۔'' یہ سن کر فرشتے نے کہا: ''تیرا مال تجھے مبارک ہو، یہ سارا مال تُو اپنے پاس ہی رکھ۔ تم تینوں شخصوں کا امتحان لیا گیا تھا، تیرے لئے اللہ عزوجل کی رضا ہے اور تیرے دونوں دوستوں (یعنی کوڑھی اور گنجے) کے لئے اللہ عزوجل کی ناراضگی ہے۔''

(اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں مال کے وبال اور اپنی ناراضگی سے بچا کر اپنی دائمی رضا عطا فرما، اور ہم سے ایسا راضی ہوجا کہ پھر کبھی ناراض نہ ہو)

؎ عفو کر اور سدا کے لئے راضی ہو جا   گر کرم کردے تو جنّت میں رہوں گا یارب!

حکایت نمبر101: **ایک عابد کی سخاوت اور یقین کامل**

حضرت سیدنا احمد بن ناصح المصیصی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک غریب شخص بہت عبادت گزار اور کثیر العیال تھا۔ گھر کا خرچ وغیرہ اس طرح چلتا کہ گھر والے اُون کی رسیاں بناتے اور وہ انہیں فروخت کر کے کھانے پینے کا سامان خرید لاتا، جتنا مل جاتا اسی کو کھا کر اللہ عزوجل کا شکر ادا کرتے۔''

حسبِ معمول ایک مرتبہ وہ نیک شخص اُون کی رسیّاں بیچنے بازار گیا۔ جب رسیّاں بِک گئیں تو وہ گھر والوں کے لئے کھانے کا سامان خریدنے لگا۔ اتنے میں اس کا ایک دوست اس کے پاس آیا اور کہا: ''میں سخت حاجت مند ہوں، مجھے کچھ رقم دے دو۔'' اس رحم دل عبادت گزار شخص نے وہ ساری رقم اس غریب حاجت مند سائل کو دے دی اور خود خالی ہاتھ گھر لوٹ آیا۔

جب گھر والوں نے پوچھا: ''کھانا کہاں ہے؟'' تو اس نے جواب دیا: ''مجھ سے ایک حاجت مند نے سوال کیا وہ ہم سے زیادہ حاجت مند تھا لہٰذا میں نے ساری رقم اس کو دے دی۔'' گھر والوں نے کہا: ''اب ہم کیا کھائیں گے؟ ہمارے پاس تو گھر میں کچھ بھی نہیں۔'' اس نیک شخص نے گھر میں نظر دوڑائی تو اسے ایک ٹوٹا ہوا پیالہ اور گھڑا نظر آیا۔ اس نے وہ دونوں چیزیں لیں اور بازار کی طرف چل دیا اس اُمید پر کہ شاید انہیں کوئی خرید لے اور میں کچھ کھانے کا سامان لے آؤں۔

چنانچہ وہ بازار پہنچا لیکن کسی نے بھی اس سے وہ ٹوٹا ہوا پیالہ اور گھڑا نہ خریدا۔ اتنے میں ایک شخص گزرا جس کے پاس ایک خراب پھولی ہوئی مچھلی تھی، مچھلی والے نے کہا: ''تُو میرا خراب مال اپنے خراب مال کے بدلے خرید لے یعنی یہ ٹوٹا ہوا پیالہ اور گھڑا مجھے دے دے اور مجھ سے یہ پھولی ہوئی خراب مچھلی لے لے۔'' اس عابد شخص نے یہ سودا منظور کر لیا اور خراب مچھلی لے کر گھر پلٹ آیا اور گھر والوں کے حوالے کر دی۔

جب انہوں نے اس مچھلی کو دیکھا تو کہنے لگے: ''ہم اس بے کار مچھلی کا کیا کریں؟'' اس عابد شخص نے کہا: ''تم اسے بھون لو ہم اسے ہی کھالیں گے، اللہ عزوجل کی ذات سے اُمید ہے کہ وہ مجھے رزق ضرور عطا کرے گا۔'' چنانچہ گھر والوں نے مچھلی کو کاٹنا شروع کر دیا، جب اس کا پیٹ چاک کیا تو اس کے اندر سے ایک نہایت **قیمتی موتی** نکلا، گھر والوں نے اس عابد کو خبر دی۔ اس نے کہا: ''دیکھو! اس موتی میں سوراخ ہے یا نہیں۔ اگر سوراخ ہے تو یہ کسی کا استعمالی موتی ہوگا اور ہمارے پاس یہ امانت ہے۔ اگر اس میں سوراخ نہیں تو پھر یہ رزق ہے جسے اللہ ربّ العزت عزوجل نے ہمارے لئے بھیجا ہے۔'' جب اس موتی کو دیکھا گیا تو اس میں سوراخ وغیرہ نہیں تھا، وہ کسی کا استعمالی موتی نہیں تھا۔ ان سب نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا۔

پھر جب صبح ہوئی تو وہ عابد شخص اس موتی کو لے کر جوہری کے پاس گیا اور اس سے پوچھا: ''اس موتی کی کتنی قیمت

ہوگی؟'' جب جوہری نے وہ موتی دیکھا تو اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور وہ حیران ہو کر کہنے لگا: ''تیرے پاس یہ موتی کہاں سے آیا ہے؟'' اس نیک آدمی نے جواب دیا: ''ہمیں اللہ ربّ العزت عزوجل نے یہ رزق عطا فرمایا ہے۔'' جوہری نے کہا: ''یہ تو بہت قیمتی موتی ہے اور میں تو اس کی صرف تیس ہزار (درہم) قیمت ادا کرسکتا ہوں، حقیقت یہ ہے کہ اس کی مالیت اس سے کہیں زیادہ ہے۔ تم ایسا کرو کہ فلاں جوہری کے پاس چلے جاؤ وہ تمہیں اس کی پوری قیمت دے سکے گا۔''

چنانچہ وہ نیک شخص اس موتی کو لے کر دوسرے جوہری کے پاس پہنچا۔ جب اس نے قیمتی موتی دیکھا تو وہ بھی اسے دیکھ کر حیران رہ گیا اور پوچھا: ''یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا؟'' اس عابد نے وہی جواب دیا کہ یہ ہمیں اللہ عزوجل کی طرف سے رزق عطا کیا گیا ہے۔'' جوہری نے کہا: ''اس کی قیمت کم از کم ستر ہزار (درہم) ہے، مجھے تو اس شخص پر افسوس ہو رہا ہے جس نے تمہیں اتنا قیمتی موتی دیا ہے بہرحال ستر ہزار درہم لے لو اور یہ موتی مجھے دے دو۔

میں تمہارے ساتھ دو مزدور بھیجتا ہوں، وہ ساری رقم اٹھا کر تمہارے گھر تک چھوڑ آئیں گے۔ چنانچہ اس جوہری نے دو مزدوروں کو درہم دے کر اس نیک شخص کے ساتھ روانہ کر دیا۔ جب وہ عابد اپنے گھر پہنچا تو اس کے پاس ایک سائل آیا اور اس نے کہا: ''مجھے اس مال میں سے کچھ مال دے دو جو تمہیں اللہ عزوجل نے عطا کیا ہے۔''

تو اس نیک شخص نے کہا: ''ہم بھی کل تک تمہاری طرح محتاج اور غریب تھے۔ یہ لو تم اس میں سے آدھا مال لے جاؤ۔ پھر اس نے مال تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر اس سائل نے کہا: ''اللہ عزوجل تمہیں برکتیں عطا فرمائے، میں تو اللہ عزوجل کا ایک فرشتہ ہوں، مجھے تمہاری آزمائش کے لئے بھیجا گیا تھا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** یہ حقیقت ہے کہ جو شخص کسی کی مدد کرتا ہے اللہ عزوجل اس کی مدد کرتا ہے۔ دوسروں کا خیر خواہ کبھی نامراد نہیں ہوتا، جو کسی پر رحم کرتا ہے اللہ عزوجل اس پر رحم کرتا ہے، اور صدقہ کرنے سے مال میں کمی نہیں آتی بلکہ برکت ہوتی ہے اور جو لوگ مال کی محبت دل میں نہیں بٹھاتے وہی لوگ سخاوت جیسی نعمت سے حصہ پاتے ہیں۔ جو شخص اللہ عزوجل سے اُمید واثق رکھے اللہ عزوجل اس کو کبھی رُسوا نہیں فرماتا۔) اس **حکایت** میں ایک نیک شخص کی سخاوت اور یقین کامل کی عظیم مثال موجود ہے کہ اس نے ایک سائل کو آدھا مال دینا منظور کر لیا اور دوسرا یہ کہ خود اپنے لئے کھانے کی شدید حاجت کے باوجود اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر اپنا حصہ اپنے دوسرے حاجت مند بھائی کو دے دیا، پھر اللہ عزوجل نے بھی اسے ایسا نوازا اور ایسی جگہ سے رزق عطا کیا جہاں سے اس کا وہم وگمان بھی نہ تھا۔ اللہ عزوجل ہمیں ہر وقت اپنی رحمتِ کاملہ کا سایہ عطا فرمائے رکھے اور سخاوت

وایثار اور یقینِ کامل کی عظیم نعمتیں عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم۔ مذکورہ حکایت کی طرح کا ایک واقعہ کتب حدیث میں موجود ہے۔ چنانچہ حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے بیان فرمایا کہ، ''بنی اسرائیل میں تین شخص تھے۔ ایک برص (کوڑھ) کا مریض، دوسرا گنجا، تیسرا اندھا۔ اللہ عزوجل نے ان کی آزمائش کے لئے ایک فرشتہ (بشری صورت میں) ان کے پاس بھیجا۔ پہلے وہ برص کے مریض کے پاس آیا اور اس سے پوچھا: ''تجھے سب سے زیادہ کون سی چیز محبوب ہے؟'' اس نے کہا: ''مجھے اچھا رنگ اور اچھی جلد پسند ہے اور میری خواہش ہے کہ جس بیماری کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں وہ مجھ سے دور ہو جائے۔'' فرشتے نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا تو اس کی وہ بیماری جاتی رہی، اس کا رنگ بھی اچھا ہو گیا اور جِلد بھی اچھی ہو گئی۔'' فرشتے نے پھر اس سے پوچھا: ''تجھے کون سا مال زیادہ پسند ہے؟'' اس نے کہا: ''مجھے اونٹنی پسند ہے۔'' اسی وقت اسے دس ماہ کی حاملہ اونٹنی دے دی گئی، اور فرشتے نے دعا دی: ''اللہ تعالیٰ تجھے اس میں برکت دے۔''

پھر وہ فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا: ''تجھے کون سی شے سب سے زیادہ محبوب ہے؟'' اس نے کہا: ''مجھے خوبصورت بال زیادہ پسند ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ جس چیز کی وجہ سے لوگ مجھ سے گھن کھاتے ہیں وہ دور ہو جائے۔'' فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کی وہ شے جاتی رہی جس سے لوگ گھن کھاتے تھے اور اس کے سر پر بہترین بال آ گئے۔'' فرشتے نے پوچھا: ''تجھے کون سا مال زیادہ پسند ہے؟'' اس نے کہا: ''مجھے گائے بہت پسند ہے۔'' چنانچہ اسے ایک گابھن گائے دے دی گئی۔ فرشتے نے اس کے لئے دعا کی: ''اللہ تعالیٰ تیرے لئے اس میں برکت دے۔''

پھر فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور اس سے کہا: ''تجھے سب سے زیادہ کون سی چیز محبوب ہے؟'' اس نے کہا: ''مجھے یہ پسند ہے کہ اللہ عزوجل میری بینائی مجھے واپس کر دے تاکہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔'' فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔'' پھر اس سے پوچھا: ''تجھے کون سا مال زیادہ محبوب ہے؟'' اس نے کہا: ''مجھے بکریاں (بہت زیادہ محبوب ہیں)۔'' چنانچہ اسے ایک گابھن بکری دے دی گئی۔

اب اونٹنی، گائے اور بکری نے بچے دینا شروع کئے۔ کچھ ہی عرصے میں ان کے جانور اتنے بڑھے کہ ایک کے اونٹوں، دوسرے کی گائیوں اور تیسرے کی بکریوں سے ایک پوری وادی بھر گئی۔ پھر فرشتہ اس برص کے مریض کے پاس اس کی پہلی صورت یعنی برص کی حالت میں آیا اور اس سے کہا: ''میں ایک غریب و مسکین شخص ہوں، میرے پاس زادِ راہ ختم ہو گیا ہے اور واپس جانے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی مگر اللہ عزوجل کی رحمت سے اُمید ہے اور مَیں تیری مدد کا طلب گار ہوں۔ جس ذات نے تجھے خوبصورت رنگ، اچھی جلد اور مال عطا کیا میں تجھے اس کا واسطہ دیتا ہوں کہ آج مجھے ایک اُونٹ دے دے تاکہ میں اپنی منزل تک پہنچ

سکوں۔'' یہ سن کراس نے انکار کرتے ہوئے کہا: ''میرے حقوق بہت زیادہ ہیں۔'' تو فرشتے نے کہا: ''مجھے ایسا لگتا ہے کہ میں تجھے جانتا ہوں، کیا تُو وہی نہیں جس کو کوڑھ کی بیماری لاحق تھی اور لوگ تجھ سے نفرت کیا کرتے تھے اور تو فقیر ومحتاج تھا، پھر اللہ عزوجل نے تجھے مال عطا کیا۔'' اس نے کہا: ''مجھے تو یہ سارا مال وراثت میں ملا ہے اور نسل در نسل یہ مال مجھ تک پہنچا ہے۔'' فرشتے نے کہا: ''اگر تُو اپنی اس بات میں جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے ایسا ہی کر دے جیسا تُو پہلے تھا۔''

پھر وہ فرشتہ گنجے کے پاس اس کی پہلی صورت میں آیا اور اس سے بھی وہی بات کہی جو برص والے سے کہی تھی۔ اس نے بھی برص والے کی طرح جواب دیا۔ فرشتے نے کہا: ''اگر تُو اپنی بات میں جھوٹا ہے تو اللہ عزوجل تجھے تیری سابقہ حالت پر لوٹا دے۔'' پھر فرشتہ اندھے کے پاس اُس کی پہلی حالت میں آیا اور کہا: ''میں ایک مسکین مسافر ہوں اور میرا زادِ راہ ختم ہو چکا ہے۔ آج کے دن میں اپنی منزل تک نہیں پہنچ سکتا مگر اللہ عزوجل کی ذات سے اُمید ہے اور اس کے بعد مجھے تیرا آسرا ہے۔ میں اسی ذات کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں جس نے تجھے آنکھیں عطا فرمائیں کہ مجھے ایک بکری دے دے تاکہ میں اپنی منزل تک پہنچ سکوں۔'' تو وہ کہنے لگا: ''میں تو پہلے اندھا تھا پھر اللہ عزوجل نے مجھے آنکھیں عطا فرمائیں تو جتنا چاہے اس مال میں سے لے لے اور جتنا چاہے چھوڑ دے۔'' خدا عزوجل کی قسم! تُو جتنا مال اللہ عزوجل کی خاطر لینا چاہے لے لے، مَیں تجھے مشقت میں نہ ڈالوں گا (یعنی منع نہ کروں گا)۔'' یہ سن کر فرشتے نے کہا: ''تیرا مال تجھے مبارک ہو، یہ سارا مال تُو اپنے پاس ہی رکھ۔ تم تینوں شخصوں کا امتحان لیا گیا تھا، تیرے لئے اللہ عزوجل کی رضا ہے اور تیرے دونوں دوستوں (یعنی کوڑھی اور گنجے) کے لئے اللہ عزوجل کی ناراضگی ہے۔''

(بخاری شریف، کتاب احادیث الانبیاء، باب حدیث ابرص واعمیٰ واقرع......الخ، الحدیث: ٣٤٦٤، ص ٢٨٢،٢٨٣)

اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں مال کے وبال اور اپنی ناراضگی سے بچا کر اپنی دائمی رضا عطا فرما، اور ہم سے ایسا راضی ہو جا کہ پھر کبھی ناراض نہ ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

؎ عفو کر اور سدا کے لئے راضی ہو جا گر کرم کر دے تو جنّت میں رہوں گا یا رب!

حکایت نمبر 102:

نوجوانوں کو کیسا ہونا چاہئے

حضرت سیدنا سعید حربی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرمایا کرتے تھے: ''کچھ نوجوان ایسے ہیں کہ اپنی نوجوانی اور کم عمری کے باوجود

اُدھیر عمر کے دکھائی دیتے ہیں، ان کی نظریں کبھی بھی حرام چیز کی طرف نہیں اٹھتیں، ان کے کان ہمیشہ حرام اور لہو ولعب کی باتیں سننے سے محفوظ رہتے ہیں، ان کے قدم حرام و باطل اشیاء کی طرف نہیں اٹھتے بلکہ بہت زیادہ بوجھل ہو جاتے ہیں، ان کے پیٹ میں کبھی بھی حرام اشیاء داخل نہیں ہوتیں۔ ایسے لوگ اللہ عزوجل کو محبوب ہیں۔

آدھی رات کو وہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں اور رکوع وسجود کرتے ہیں تو اللہ رب العزت عزوجل ان پر رحمت بھری نظر فرماتا ہے، ان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ قرآن پاک پڑھتے وقت ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ جب کبھی وہ ایسی آیت کی تلاوت کرتے ہیں جس میں جنت کا تذکرہ ہوتا ہے تو اس جنت کی محبت میں رونے لگتے ہیں اور جب ایسی آیت تلاوت کرتے ہیں جس میں جہنم کا تذکرہ ہو تو جہنم کے خوف سے چیخنے لگتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے جیسے وہ جہنم کی چنگھاڑ کو سن رہے ہیں اور آخرت بالکل ان کی نظروں کے سامنے ہے۔

یہ پاکیزہ نوجوان اتنی کثرت سے نماز پڑھتے ہیں کہ زمین ان کی پیشانیوں اور گھٹنوں کو کھا گئی ہے (یعنی کثرتِ سجود کی وجہ سے ان کی نورانی پیشانیوں اور گھٹنوں پر داغ پڑ گئے ہیں اور گوشت خشک ہو چکا ہے)

شب بھر قیام کرنے اور دن بھر روزہ رکھنے کی وجہ سے ان کے رنگ متغیر ہو گئے ہیں، یہ لوگ موت کی تیاری میں مشغول ہیں اور ان کی یہ تیاری کتنی عظیم ہے اور ان کی کوششیں کتنی عمدہ ہیں، ساری ساری رات رو کر گزار دیتے ہیں اور اپنی آنکھوں سے نیند کو دور رکھتے ہیں، ان کا دن اس حالت میں گزرتا ہے کہ یہ روزہ رکھتے ہیں اور آخرت کی فکر میں غمگین رہتے ہیں، انہیں ہر وقت غمِ آخرت لاحق رہتا ہے۔ جب کبھی ان کے سامنے دنیا کا تذکرہ ہوتا ہے تو ان کی دنیا سے بے رغبتی میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے کیونکہ یہ دنیا کی حقیقت کو جانتے ہیں کہ یہ دنیا فانی ہے۔ پھر جب کبھی ان کے سامنے آخرت کا تذکرہ ہوتا ہے تو آخرت کی طرف انہیں مزید رغبت پیدا ہوتی ہے کیونکہ یہ جانتے ہیں کہ آخرت کی نعمتیں ہمیشہ رہنے والی ہیں۔ دنیا ان کی نظروں میں بہت حقیر ہے اور یہ اس سے شدید نفرت کرتے ہیں۔

ان کے نزدیک دُنیوی زندگی مصیبت ہے کیونکہ اس میں فتنے ہی فتنے ہیں اور راہِ خدا عزوجل میں شہید ہونا انہیں بہت زیادہ محبوب ہے کیونکہ انہیں اللہ عزوجل کی ذات سے اُمید ہے کہ شہادت کے بعد راحت و آرام اور عیش وعشرت کی زندگی ہے۔ یہ کبھی بھی نہیں ہنستے، یہ اپنے لئے نیک اعمال کا ذخیرہ اکٹھا کر رہے ہیں کیونکہ انہیں آخرت کی ہولناکیوں کا اندازہ ہے۔

جہاد کا اعلان سن کر یہ فوراً اپنی سواریوں پر بیٹھتے ہیں، اور میدان کارزار کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں گویا پہلے ہی سے انہوں نے اپنے آپ کو جہاد کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ پھر جب صف بندی ہوتی ہے اور لشکر آپس میں ملتے ہیں اور یہ دیکھتے ہیں کہ دشمنوں کی طرف سے نیزہ بازی شروع ہو گئی ہے، تیر برسنے لگے ہیں، تلواریں آپس میں ٹکرانے لگی ہیں، ہر طرف موت کی

گرج سنائی دے رہی ہے اور لاشیں گر رہی ہیں تو یہ لوگ موت کی گرجتی ہوئی آواز سے نہیں ڈرتے بلکہ میدانِ کارزار میں بے دھڑک مردانہ وار کود پڑتے ہیں اور انہیں موت سے بالکل ڈر نہیں لگتا بلکہ انہیں تو اللہ عزوجل کے عذاب کا خوف دامن گیر رہتا ہے۔

یہ بے خوف وخطر دشمن پر جھپٹ پڑتے ہیں اور لڑتے لڑتے ان میں سے بعض کے سرتن سے جدا ہو جاتے ہیں اور ان کے گھوڑے لشکروں میں گم ہو جاتے ہیں ان کی لاشوں کو گھوڑوں کے سُموں سے روندھ دیا جاتا ہے پھر جب جنگ ختم ہو جاتی ہے اور لشکر واپس چلے جاتے ہیں تو ان میں سے جن کی لاشیں میدانِ جنگ میں باقی رہ جاتی ہیں ان پر درندے اور آسمانی پرندے ٹوٹ پڑتے ہیں اور انہیں کھا جاتے ہیں یہ عظیم لوگ بالآخر اپنی منزل مقصود تک پہنچ جاتے ہیں۔

یہ لوگ خوش بخت اور کامیاب ہیں کیونکہ انہوں نے عظیم سعادت حاصل کرلی ہے اور جیسے ہی ان کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتا ہے فوراً ان کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں اور ان کے جسم قبر میں پھٹنے اور گل سڑنے سے محفوظ ہیں پھر جب بروزِ قیامت یہ اپنی قبروں سے نکلیں گے تو بہت زیادہ مسرور ہوں گے اور اپنی تلواروں کو لہراتے ہوئے میدان حشر کی طرف جائیں گے اور یہ اس حال میں وہاں پہنچیں گے کہ عذاب سے نجات پا چکے ہوں گے۔ انہیں حساب وکتاب کے سخت مرحلے سے بھی نہیں گزرنا پڑے گا اور بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

وہ جنت کتنی عظیم ہے جہاں ان عظیم لوگوں کی مہمان نوازی ہوگی اور وہ نعمتیں کیسی دائمی اور عظیم ہیں جن کی طرف انہوں نے سبقت کی۔

اب جنت میں ان پر نہ تو کوئی مصیبت نازل ہوگی، نہ ہی انہیں آفات وبلیّات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یہ جنت میں اَمن وسکون کے ساتھ رہیں گے پھر ان کا نکاح حورعین سے کیا جائے گا (جو جنت کی سب سے حسین حوریں ہیں)، ان کی خدمت کے لئے ہر وقت خُدام حاضر ہوں گے جو ان کے بلانے سے پہلے ہی ان کے پاس پہنچ جائیں گے، وہاں کی نعمتیں ایسی دائمی نعمتیں ہیں کہ جو شخص ان کی معرفت حاصل کرلے وہ ہر وقت ان کی طلب میں لگا رہے۔

اے لوگو! اگر تم موت کو ہر وقت پیش نظر رکھو گے اور اپنی اَصلی منزل (جنت) کو یاد رکھو گے تو پھر کبھی بھی تمہیں نیک اعمال میں سستی نہ ہوگی اور نہ ہی تم دنیا کے دھوکے میں پڑو گے۔"

کچھ نیکیاں کما لے جلد آخرت بنا لے ۔۔۔ کوئی نہیں بھروسہ اے بھائی زندگی کا

(اے میرے اللہ عزوجل! ہمیں بھی ان عظیم نوجوانوں جیسی صفات سے متصف فرما اور ان کے جذبۂ عبادت وریاضت میں سے ہمیں بھی کچھ حصہ عطا فرما، جس طرح ان کی نظروں میں دنیا کی کوئی حیثیت نہیں اسی طرح ہمیں بھی دنیا سے بے رغبتی عطا

فرما اور ہر وقت ہمیں اپنی یاد اور اپنے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے جلووں میں گم رکھ۔

اے اللہ عزوجل! ہمیں ایسا جذبہ عطا فرما دے کہ ہم ہر وقت اپنا مال اپنی جان اور اپنی تمام چیزیں تیرے نام پر قربان کرنے کے لئے تیار رہیں، ہمیں شہادت کی دولت عطا فرما اور کثرت عبادت کی توفیق دے۔ ہمارے تمام اعضاء کو گناہوں سے محفوظ رکھ اور ہمیں جنت الفردوس میں ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پڑوس میں جگہ عطا فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

جنت میں آقا کا پڑوسی بن جائے عطّارؔ، الٰہی (عزوجل) — بہرِ رضا اور قطبِ مدینہ یا اللہ میری جھولی بھر دے (عزوجل)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر103: ماں کو قتل کرنے والے کا عبرتناک انجام

حضرت سیدنا جعفر بن سلیمان علیہ رحمۃ المنّان فرماتے ہیں، حضرت سیدنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفّار نے فرمایا: ''ایک مرتبہ حج کے موسم میں، مَیں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ حاجیوں اور عمرہ کرنے والوں کی اتنی کثرت تھی کہ انہیں دیکھ کر تعجب ہوتا تھا۔ میرے دل میں یہ خواہش اُبھری کہ کاش! کسی طرح مجھے معلوم ہو جائے کہ ان لوگوں میں سے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں کون مقبول ہے تاکہ میں اس کو مبارکباد دوں اور جس کے بارے میں معلوم ہو جائے کہ یہ مردود ہے اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس کا حج قبول نہیں تو اس کو نیکی کی دعوت دوں اور اس کے لئے دعا کروں۔''

جب رات کو میں سویا تو خواب میں کسی کہنے والے نے کہا: ''اے مالک بن دینار! تو حاجیوں اور عمرہ کرنے والوں کے بارے میں فکر مند ہے؟ تو سن! اس مرتبہ اللہ عزوجل نے ہر چھوٹے بڑے، مرد و عورت، سفید و سیاہ رنگت والے، عربی و عجمی الغرض ہر حج اور عمرہ کرنے والے کو بخش دیا ہے لیکن ایک شخص کی مغفرت نہیں کی گئی، اللہ عزوجل کا اس شخص پر بہت زیادہ غضب ہے اور اللہ عزوجل اس سے ناراض ہے۔ اس کا حج قبول نہیں کیا گیا بلکہ اس کے منہ پر مار دیا گیا ہے۔''

حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''اس خواب کے بعد میری جو حالت ہوئی اسے اللہ عزوجل ہی بہتر جانتا ہے۔'' میں نے یہ گمان کر لیا کہ وہ مغضوب شخص شاید مَیں ہی ہوں اور اللہ عزوجل مجھ سے ناراض ہے۔ میں بہت پریشان رہا۔ سارا دن اسی غم اور فکر میں گزر گیا پھر دوسری رات تھوڑی دیر کے لئے میری آنکھ لگی تو پھر مجھے اسی طرح کا خواب نظر آیا اور

ایسی ہی غیبی آواز سنائی دی، پھر کہا گیا: ''اے مالک بن دینار! تُو وہ نہیں جس کا ذکر کیا جا رہا ہے بلکہ وہ تو خراسان کا ایک شخص ہے جو بلخ شہر میں رہتا ہے، اس کا نام **محمد بن ہرون بلخی** ہے۔ اللہ عزوجل اس سے شدید ناراض ہے، اس کا حج مردود ہے اور اس کے منہ پر مار دیا گیا ہے۔''

حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں صبح خراسان سے آئے ہوئے حاجیوں کے قافلے میں گیا انہیں سلام کیا اور ان سے پوچھا: ''کیا تم میں بلخ شہر کے حجاج موجود ہیں؟'' انہوں نے کہا: ''ہاں! ہم میں بلخ کے کئی حاجی موجود ہیں۔'' میں نے پھر پوچھا: ''کیا تم میں کوئی محمد بن ہرون بلخی ہے؟'' انہوں نے کہا: ''مرحبا! اس نیک شخص کو کون نہیں جانتا، اس سے بڑھ کر عابد و زاہد پورے خراسان میں کوئی نہیں۔''

(حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ) مجھے ان لوگوں کی زبانی اس کی تعریف سن کر بڑا تعجب ہوا کیونکہ خواب میں معاملہ اس کے برعکس تھا۔ بہرحال میں نے ان سے پوچھا: ''اس وقت وہ کہاں ہوگا؟'' لوگوں نے کہا: ''وہ چالیس سال سے مسلسل روزے رکھ رہا ہے اور ساری ساری رات عبادت میں گزار دیتا ہے، اگر تم اسے تلاش کرنا چاہتے ہو تو مکہ مکرمہ کے کسی ٹوٹے پھوٹے مکان میں تلاش کرو وہ ایسی ہی جگہوں میں قیام کرتا ہے۔''

ان لوگوں سے یہ معلومات حاصل کرنے کے بعد میں مکہ شریف کے ویران علاقے کی طرف گیا اور اس ابن ہرون کو ڈھونڈنے لگا۔ بالآخر ایک دیوار کے پیچھے میں نے ایک شخص کو دیکھا۔ میں نے جان لیا کہ یہی ابن ہرون ہے۔ اس کی حالت یہ تھی کہ اس کا سیدھا ہاتھ کٹا ہوا تھا اور اس ہاتھ کی ہڈی میں سوراخ کر کے زنجیر ڈال دی گئی تھی۔

ابن ہرون نے اپنے کٹے ہوئے ہاتھ کو زنجیر کی مدد سے گردن سے لٹکایا ہوا تھا۔ اسی طرح اس نے اپنے قدموں میں بھی بیڑیاں ڈال رکھی تھیں اور وہ مشغولِ عبادت تھا۔ جب اس نے میرے قدموں کی آہٹ سنی تو وہ میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: ''اے اللہ عزوجل کے بندے! تُو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے؟'' میں نے کہا: ''میرا نام مالک بن دینار (علیہ رحمۃ اللہ الغفار) ہے اور مَیں بصرہ کا رہنے والا ہوں۔'' وہ کہنے لگا: ''اچھا! تم وہی مالک بن دینار (علیہ رحمۃ اللہ الغفار) ہو جن کی علمیت اور زُہد و تقوی کے ڈنکے پورے عراق میں بج رہے ہیں۔'' میں نے کہا: ''عالم تو اللہ عزوجل کی ذات ہے اور زاہد و عابد حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید ہیں، وہ اگر چاہیں تو خوب عیش و عشرت سے زندگی گزار سکتے ہیں لیکن بادشاہت کے باوجود انہوں نے زُہد و تقوی اختیار کیا اور دنیا سے بے رغبتی ان کے اندر بدرجۂ اَتم پائی جاتی ہے، ہمیں تو دنیاوی نعمتیں میسر ہی نہیں اس لئے ان سے دور ہیں۔''

اُس نے مجھ سے کہا: ''اے مالک بن دینار (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! تم میرے پاس کس لئے آئے ہو؟ اگر تم نے میرے

بارے میں کوئی خواب دیکھا ہے تو بیان کرو۔'' میں نے کہا:'' مجھے تمہارے سامنے وہ خواب بیان کرتے ہوئے شرم محسوس ہو رہی ہے۔'' تو وہ کہنے لگا:'' اے مالک بن دینار (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! تم نے جو خواب دیکھا ہے وہ بیان کرو اور مجھ سے شرم نہ کرو۔''

(حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ) بالآخر مَیں نے اسے اپنا خواب سنایا۔ خواب سن کر وہ کافی دیر تک روتا رہا، پھر کہنے لگا:'' اے مالک بن دینار (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! مسلسل چالیس سال سے میرے بارے میں حج کے موقع پر اسی طرح کا خواب کسی نیک وزاہد بندے کو دکھایا جاتا ہے اور اسے بتایا جاتا ہے کہ میں جہنمی ہوں۔'' حضرت سیدنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں کہ یہ باتیں سن کر میں نے اس سے پوچھا:'' کیا تیرے اور اللہ عزوجل کے درمیان کوئی بہت بڑا گناہ حائل ہے؟'' اس نے کہا:'' ہاں! میرا گناہ زمین وآسماں اور عرش وکرسی سے بھی بڑا ہے۔'' میں نے کہا:'' مجھے تم اپنا وہ گناہ بتاؤ تاکہ میں لوگوں کو اس کے اِرتکاب سے بچاؤں اور انہیں اس گناہ سے ڈراؤں جس کی سزا تم بھگت رہے ہو۔''

تو وہ کہنے لگا:'' اے مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! مَیں شراب کا عادی تھا اور ہر وقت شراب کے نشے میں مدہوش رہتا۔ ایک مرتبہ میں اپنے ایک شرابی دوست کے پاس گیا۔ میں نے وہاں خوب شراب پی پھر جب مجھ پر نشہ طاری ہونے لگا اور میری عقل پر پردہ پڑ گیا تو میں نشے کی حالت میں گرتا پڑتا اپنے گھر پہنچا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ میری زوجہ نے دروازہ کھولا۔ میں گھر میں داخل ہوا تو میری والدہ تنور میں آگ جلا کر لکڑیاں ڈال رہی تھی اور اس میں خوب آگ بھڑک رہی تھی۔''

جب میری والدہ نے مجھے نشے کی حالت میں دیکھا تو میری طرف آئی۔ مَیں لڑکھڑا کر گرنے لگا تو اس نے مجھے تھام لیا اور کہنے لگی:'' آج شعبان المعظم کی آخری تاریخ ہے اور رمضان المبارک کی پہلی رات شروع ہونے والی ہے، لوگ صبح روزہ رکھیں گے اور تیری صبح اس حالت میں ہوگی کہ تُو شراب کے نشے میں ہوگا، کیا تجھے اللہ عزوجل سے حیا نہیں آتی؟'' یہ سن کر مجھے غصہ آ گیا اور میں نے ایک گھونسا اپنی والدہ کے سینے پر مارا اور اسے اُٹھا کر جلتے ہوئے تنور میں ڈال دیا، مَیں اس وقت نشے میں تھا اور میرے ہوش وحواس بحال نہ تھے، جب میری زوجہ نے یہ دردناک منظر دیکھا تو اس نے مجھے دھکیل کر ایک کوٹھڑی میں بند کر دیا اور باہر سے کنڈی لگا دی تاکہ پڑوسی میری آواز نہ سن سکیں اور انہیں معاملے کی خبر نہ ہو۔''

میں اسی طرح نشے کی حالت میں پڑا رہا جب رات کافی گزر گئی تو مجھے ہوش آیا اب میرا نشہ دور ہو چکا تھا۔ میں دروازے کی طرف بڑھا تو دروازہ بند تھا۔ میں نے اپنی زوجہ کو آواز دی کہ دروازہ کھولو۔ اس نے بڑے سخت لہجے میں جواب دیا: '' میں دروازہ نہیں کھولوں گی۔'' میں نے کہا:'' آخر تم مجھ سے اِتنی ناراض کیوں ہو؟ آخر مَیں نے ایسی کون سی خطا کی ہے؟'' اس نے کہا:'' تُو نے اتنی بڑی خطا کی ہے کہ تُو اس لائق ہی نہیں کہ تجھ پر رحم کیا جائے۔'' میں نے کہا:'' آخر بات کیا ہے؟ مجھے بھی تو

معلوم ہو کہ میں نے کیا بُری حرکت کی ہے؟'' میری زوجہ نے کہا:'' تُو نے اپنی ماں کو قتل کر دیا ہے اور اسے جلتے ہوئے تنور میں ڈال دیا ہے اور اب وہ جل کر کوئلہ بن چکی ہے۔''

جب میں نے یہ بات سنی تو مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے دروازہ اُکھاڑ پھینکا اور تنور کی طرف لپکا، جب تنور میں دیکھا تو میری والدہ جل کر کوئلہ ہو چکی تھی۔ میں یہ حالت دیکھ کر بہت افسردہ ہوا اور اُلٹے قدموں ٹوٹے ہوئے دروازے کی طرف بڑھا اپنا ہاتھ چوکھٹ پر رکھا اور اس ہاتھ کو کاٹ ڈالا جس سے میں نے اپنی ماں کو گھونسا مارا تھا، پھر میں نے لوہا گرم کر کے اس ہاتھ کی ہڈی میں سوراخ کیا اور اس میں زنجیر ڈال کر گلے میں لٹکا لیا پھر اپنے دونوں پاؤں میں بھی بیڑی ڈال لی۔ اس وقت میری ملکیت میں آٹھ ہزار دینار تھے وہ سب کے سب میں نے غروبِ آفتاب سے قبل صدقہ کر دیئے۔ 26 لونڈیاں اور 23 غلام آزاد کئے اور اپنی تمام جائیداد اللہ عزوجل کے نام پر وقف کر دی۔

اب مسلسل چالیس سال سے میری یہ حالت ہے کہ دن میں روزہ رکھتا ہوں اور ساری ساری رات اپنے پروردگار عزوجل کی عبادت کرتا ہوں اور چالیس دن کے بعد کھانا کھاتا ہوں۔ صرف افطاری کے وقت تھوڑا سا پانی اور کوئی معمولی سی چیز کھا لیتا ہوں۔ میں ہر سال حج کرنے آتا ہوں اور ہر سال کسی عالم وزاہد کو میرے متعلق ایسا ہی خواب دکھایا جاتا ہے جیسا آپ کو دکھایا گیا ہے، یہ ہے میری ساری داستانِ عبرت نشان۔''

حضرت سیدنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں:'' یہ سن کر میں نے اس کے چہرے کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا اور کہا:'' اے منحوس انسان! قریب ہے کہ جو آگ تجھ پر نازل ہونے والی ہے وہ ساری زمین کو جلا ڈالے۔ پھر میں وہاں سے ایک طرف ہو گیا اور ایک جگہ چھپ گیا تاکہ وہ مجھے نہ دیکھ سکے۔ جب اس نے محسوس کیا کہ میں جا چکا ہوں تو اس نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف اٹھایا اور اللہ عزوجل سے اس طرح مناجات کرنے لگا:

'' اے غموں اور مصیبتوں کو دور کرنے والے! اے مجبور اور پریشان حال لوگوں کی دعائیں قبول کرنے والے! اے میری اُمیدوں کی لاج رکھنے والے! اے گہرے سمندروں کو پیدا کرنے والے! اے میرے پاک پروردگار عزوجل! اے وہ ذات جس کے دستِ قدرت میں تمام بھلائیاں ہیں! میں تیری رضا چاہتا ہوں اور تیری ناراضگی سے پناہ مانگتا ہوں، تُو اپنے عفو وکرم کے صدقے مجھے عذاب سے محفوظ رکھ اور مجھے اپنی ناراضگی سے بچا۔ اے میرے پاک پروردگار عزوجل! مَیں کما حقہ تیری تعریف نہیں کر سکتا، تُو ایسا ہی ہے جیسا تُو نے اپنی تعریف خود بیان فرمائی، اے میرے رحیم وکریم پروردگار عزوجل! تُو میری اُمیدوں کی لاج رکھ لے، بے شک میں تجھ سے تیری رحمت کا طالب ہوں۔ (مجھے یقین ہے) کہ تُو میری دعا کو رد نہیں کرے گا۔ میں صرف تجھ ہی سے دعا

کرتا ہوں ۔اے اللہ عزوجل! موت سے پہلے مجھے اپنی رضا کا مژدہ سنا دے اور مجھے اپنے عفو وکرم کی ایک جھلک دکھا دے۔''

حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی یہ رِقّت انگیز مناجات سن کرمَیں اپنی منزل کی طرف لوٹ آیا۔ پھر جب رات کو نیند آئی تو دل کی آنکھیں کھل گئیں ۔ مجھے خواب میں پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زیارت ہوئی ۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے مالک بن دینار! تُو لوگوں کو اللہ کی رحمت اور اس کے عفو وکرم سے مایوس مت کر۔'' بے شک اللہ عزوجل **محمد بن ہرون** کے افعال سے باخبر ہے اور اللہ عزوجل نے اس کی دعا قبول فرما کر اس کی لغزشوں اور خطاؤں کو معاف فرما دیا ہے تُو صبح اس کے پاس جانا اور اس سے کہنا: ''بے شک اللہ عزوجل بروز قیامت میدانِ محشر میں تمام اولین وآخرین کو جمع فرمائے گا۔ اگر کسی سینگ والے جانور نے بغیر سینگ والے جانور کو مارا ہوگا تو اس کو بدلہ دلوائے گا اور ذرے ذرے کا حساب لے گا۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے: مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! مَیں ذرے ذرے کا حساب لوں گا اور اگر کسی نے ذرہ بھر بھی ظلم کیا ہوگا تو مظلوم کو ظالم سے اس کا حق دلواؤں گا۔ اے ابن ہرون! کل بروزِ قیامت اللہ عزوجل تجھے اور تیری ماں کو اکٹھا کرے گا اور تیرے بارے میں فیصلہ ہوگا۔ فرشتے تجھے مضبوط زنجیروں میں جکڑ کر جہنم کی طرف دھکیل دیں گے پھر تُو دنیوی تین دن اور تین رات کے برابر جہنم کی آگ کا مزہ چکھے گا کیونکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''میں نے اپنے اُوپر یہ بات لازم کرلی ہے کہ میرا جو بندہ بھی ناحق کسی جان کو قتل کرے گا یا شراب پئے گا تو میں اسے جہنم کی آگ کا مزہ ضرور چکھاؤں گا اگرچہ وہ کیسا ہی برگزیدہ کیوں نہ ہو۔'' اے ابن ہرون! پھر اللہ عزوجل تیری ماں کے دل میں تیرے لئے رحم ڈالے گا اور اس کے دل میں یہ بات ڈال دے گا کہ وہ اللہ عزوجل سے سوال کرے کہ: ''اے اللہ عزوجل! تُو میرے بیٹے کو بخش دے۔'' پھر اللہ عزوجل تجھے، تیری والدہ کے حوالے کردے گا، تیری والدہ تیرا ہاتھ پکڑ کر تجھے جنت میں لے جائے گی۔''

حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''جب صبح ہوئی تو میں فوراً ابن ہرون کے پاس گیا اور اسے بشارت دی کہ آج رات خواب میں مجھے پیارے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھے تیرے بارے میں اس طرح بتایا ہے پھر میں نے اسے اپنا پورا خواب سنایا۔ خدا عزوجل کی قسم! میرا خواب سن کر وہ جھوم اُٹھا اور اس کی روح اس طرح آسانی سے اس کے تن سے جدا ہوئی جیسا کہ پتھر کو جب پانی میں ڈالا جائے تو وہ آسانی سے نیچے کی جانب چلا جاتا ہے۔ پھر اس کی تجہیز وتکفین کا انتظام کیا گیا اور میں نے اس کے جنازہ میں شرکت کی۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** اللہ عزوجل اس پر رحم فرمائے اور ہم سب کو اپنی رحمت کاملہ کا سایہ عطا فرمائے، ہمیں لمحہ بھر کے لئے بھی جہنم کی آگ میں نہ ڈالے، ہمارے کمزور جسم جہنم کی آگ کو برداشت نہیں کر سکتے، ہم سے تو دنیاوی آگ کی چنگاری بھی برداشت نہیں ہوتی جہنم کی وہ سخت آگ کس طرح براداشت ہوگی، اللہ عزوجل ہمیں حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صدقے نارِ جہنم سے محفوظ رکھے اور ہماری خطاؤں کو معاف فرمائے، ہمیں دین و دنیا کی بھلائیاں عطا فرمائے اور اپنی دائمی رضا سے مالا مال فرمائے، سرکار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ساری اُمت کی مغفرت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

حکایت نمبر 104: تقوی ہو تو ایسا

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم فرماتے ہیں: ''میں نے بعض مشائخ سے پوچھا کہ میں رزق حلال کس طرح اور کہاں سے حاصل کروں۔'' میرے اس سوال پر مشائخ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اگر تُو رزق حلال کا طالب ہے تو ملک شام چلا جا، وہاں تجھے رزق حلال کمانے کے وسائل میسر آجائیں گے۔'' میں نے ملک شام کی طرف کوچ کیا اور اس کے ایک شہر ''مصیصہ'' میں پہنچ گیا۔ وہاں میں کافی دن رہا اور لوگوں سے پوچھتا رہا کہ میں کون سا کام کروں جس کے ذریعے مجھے رزقِ حلال حاصل ہو اور اس میں کسی قسم کا شبہ نہ ہو لیکن میری صحیح طرح کوئی رہنمائی نہ کر سکا۔

بالآخر میں نے اپنا مسئلہ وہاں کے مشائخ کی خدمت میں پیش کیا تو انہوں نے فرمایا: ''اگر تُو رزق حلال کا طالب ہے تو ''طرسوس'' نامی شہر میں چلا جا۔ وہاں اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! تجھے کسب حلال کے ذریعے رزق حلال میسر آجائے گا۔ چنانچہ مَیں طرسوس شہر پہنچا اور وہاں اپنے مقصد کی خاطر اِدھر اُدھر گھومتا رہا۔ ایک دن میں ساحلِ سمندر پر گیا تا کہ وہاں کوئی کام تلاش کروں جس کے ذریعے رزقِ حلال حاصل ہو سکے۔ میں ساحلِ سمندر پر تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا: ''مجھے اپنے انگوروں کے باغ کی دیکھ بھال کے لئے ایک باغبان کی ضرورت ہے کیا تم اُجرت پر میرے باغ کی نگہبانی کے لئے تیار ہو؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں! میں تیار ہوں۔''

چنانچہ میں اس شخص کے ساتھ چلا گیا اور خوب محنت ولگن سے اپنا کام کرتا رہا۔ مجھے اس باغ میں کام کرتے ہوئے جب کافی دن گزر گئے تو ایک دن باغ کا مالک اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ باغ میں آیا اور مجھے بلا کر کہا: ''ہمارے لئے بہترین قسم کے میٹھے انگور

توڑ کر لاؤ۔'' یہ سن کر میں نے اپنی ٹوکری اُٹھائی اور ایک بیل سے کافی انگور لاکر اس باغ کے مالک کے سامنے رکھ دیئے۔ جب اس نے انگور کا دانہ کھایا تو وہ کھٹا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا: ''اے باغبان! تجھ پر افسوس ہے، کیا تجھے حیا نہیں آتی کہ تُو اتنے دنوں سے اس باغ میں کام کر رہا ہے اور ابھی تک تجھے کھٹے اور میٹھے انگوروں کی پہچان نہ ہو سکی حالانکہ تُو یہاں سے انگور وغیرہ خوب کھاتا ہوگا۔''

میں نے کہا: ''اللہ عزوجل کی قسم! میں نے آج تک اس باغ سے انگور کا ایک دانہ بھی نہیں کھایا، پھر مجھے کھٹے اور میٹھے انگوروں کی پہچان کس طرح حاصل ہو سکتی ہے، مجھے تو صرف اس باغ کی دیکھ بھال کے لئے خادم رکھا گیا تھا، لہٰذا میں دیکھ بھال تو کرتا رہا لیکن اس باغ میں سے انگور کا ایک دانہ بھی نہ کھایا۔''

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ جواب سن کر باغ کا مالک اپنے دوستوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: ''تمہاری کیا رائے ہے؟ کیا اس سے بھی زیادہ کوئی عجیب بات ہو سکتی ہے کہ ایک شخص اتنے عرصہ تک باغ میں رہے اور پھر اِتنی ایمانداری سے رہے کہ وہاں سے ایک دانہ بھی نہ کھائے؟ یہ شخص تو ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرح متقی اور پرہیز گار معلوم ہوتا ہے (اس باغ والے کو معلوم نہ تھا کہ یہی حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں) حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''پھر میں اپنے کام میں لگ گیا اور باغ کا مالک وہاں سے رخصت ہو گیا۔''

دوسرے دن میں نے دیکھا کہ آج پھر باغ کا مالک بہت سارے لوگوں کے ساتھ باغ کی طرف آ رہا ہے۔ مَیں سمجھ گیا کہ میرے اس واقعہ کی خبر اس نے لوگوں کو دی ہوگی اس لئے لوگ مجھے ملنے آ رہے ہیں۔ چنانچہ میں چھپ کر باغ سے نکل گیا، وہ لوگ باغ میں داخل ہوئے، ان کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ وہ مجھے باغ میں تلاش کرتے رہے لیکن میں انہیں نہ ملا، مَیں وہاں ہوتا تو انہیں ملتا میں تو وہاں سے باہر آ گیا تھا۔ وہ لوگ کافی دیر تک مجھے ڈھونڈتے رہے بالآخر تھک ہار کر واپس چلے گئے اور میں نے کسی سے بھی ملاقات نہ کی۔ {اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** سبحان اللہ عزوجل! تقوی ہو تو ایسا کہ اتنا عرصہ باغ میں رہنے کے باوجود بھی وہاں سے کوئی چیز نہ کھائی حالانکہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اگر وہاں سے انگور کھاتے تو مالک کو کوئی اعتراض نہ ہوتا لیکن یہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کمال درجہ احتیاط تھی۔ اللہ عزوجل ان کے صدقے ہمیں بھی تقوی و پرہیز گاری کی دولت سے مالا مال فرمائے اور رزقِ حرام سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

رہوں مست و بے خود میں تیری ولا میں ... پلا جام ایسا پلا یاالٰہی

حکایت نمبر105:

تیس سال تک روٹی نہ کھائی

حضرت سیدنا عبداللہ دینوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میرے پاس ایک فقیر آیا۔ اسے دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ یہ کسی سخت مصیبت سے دوچار اور کسی سخت تکلیف میں مبتلا ہے۔ اس کی حالت دیکھ کر میرے دل میں رحم آ گیا اور میں نے سوچا کہ اسے کوئی چیز دوں اور اس کی مدد کروں۔ میں نے ارادہ کیا کہ اپنی جوتیاں اسے دے دوں جیسے ہی میں نے یہ ارادہ کیا فوراً نفس نے مجھے روک دیا اور کہا: ''اگر تُو اپنی جوتیاں اسے دے دے گا تو تُو ننگے پاؤں رہ جائے گا اور اس طرح تُو اپنے پاؤں وغیرہ کو نجاست سے کس طرح بچائے گا؟''

پھر مَیں نے ارادہ کیا کہ اسے اپنا مشکیزہ دے دوں نفس نے پھر مجھے روک دیا اور کہا: ''اگر مشکیزہ اسے دے دے گا تو تُو وضو وغیرہ کیسے کرے گا؟'' پھر میں نے ارادہ کیا کہ میں اپنا رومال اسے صدقہ کر دیتا ہوں، نفس بدکار نے پھر مجھے منع کیا اور کہا: ''اگر تُو رومال اسے دے دے گا تو پھر تُو خود ننگے سر رہ جائے گا اور تجھے اس طرح پریشانی ہوگی۔''

مَیں ابھی اسی کشمکش میں تھا کہ فقیر یکا یک اپنی لاٹھی لے کر اُٹھا پھر میری طرف متوجہ ہو کر بولا: ''اے نفسِ بدکار کی بات ماننے والے! تُو اپنا رومال اپنے پاس ہی رکھ، میں جا رہا ہوں اور میں نے اپنے رب عزوجل سے یہ عہد کر رکھا ہے کہ میں اس وقت تک ایک لقمہ بھی نہیں کھاؤں گا جب تک مجھے مخلوق سے مانگے بغیر خود بخود رزق نہ مل جائے۔'' اتنا کہنے کے بعد وہ فقیر وہاں سے چلا گیا۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے 30 سال سے روٹی نہیں کھائی تھی۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم }

(میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس حکایت میں مخلوق سے سوال نہ کرنے کے بارے میں کتنا زبردست درس موجود ہے۔ واقعی اللہ عزوجل پر کامل بھروسہ رکھتے ہوئے غیر اللہ سے بے نیاز ہو جانا کامل ہستیوں کا ہی حصہ تھا۔ اے اللہ عزوجل! ہمیں بھی ایسا توکل عطا فرما اور اپنی راہ میں خوب خرچ کرنے کی توفیق عطا فرما، شیطانی وسوسوں اور نفس کی چالوں سے ہماری حفاظت فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

حکایت نمبر106: **خداترس عورت کوڈوبا ہوا بچہ کیسے ملا؟**

حضرت سیدنا عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک ملک کا بادشاہ بہت ظالم اور کنجوس تھا۔اس نے اپنے ملک میں یہ اعلان کر دیا کہ''کوئی بھی شخص کسی فقیر یا مسکین پر کوئی چیز صدقہ نہ کرے،کوئی کسی غریب کی مدد نہ کرے۔اگر کسی نے ایسا کیا تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دوں گا۔''

یہ خبر سن کر لوگوں میں سنسنی مچ گئی،اب ہر کوئی صدقہ دینے سے ڈرنے لگا۔ایک دن ایک فقیر مجبور ہو کر ایک عورت کے پاس آیا اور اس سے کہا:''اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر مجھے کوئی چیز کھانے کے لئے دو۔''تو وہ عورت بولی:''ہمارے ملک کے بادشاہ نے اعلان کیا ہے کہ جو کوئی کسی کو صدقہ دے گا اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا،اب میں تمہیں کس طرح کوئی چیز دوں؟''فقیر نے کہا:''تم مجھے اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر کوئی کھانے کی چیز دے دو۔''عورت کو اس فقیر پر بہت ترس آیا اور اس نے بادشاہ کی ناراضگی اور سزا کی پرواہ کئے بغیر اللہ عزوجل کی رضا کے لئے اس فقیر کو دو روٹیاں دے دیں۔فقیر روٹیاں لے کر دعائیں دیتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ فلاں عورت نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی ہے تو اس نے عورت کی طرف اپنے سپاہی بھیجے اور عورت کے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے گئے۔کچھ عرصہ بعد بادشاہ نے اپنی والدہ سے کہا:''مجھے کسی ایسی عورت کے بارے میں بتاؤ جو سب سے زیادہ حسین وجمیل ہو تا کہ میں اس سے شادی کروں۔''تو اس کی والدہ نے اسے بتایا:''ہمارے ملک میں ایک ایسی خوبصورت اور بے مثال حسن وجمال کی پیکر عورت رہتی ہے کہ میں نے آج تک اس جیسی حسین وجمیل عورت نہیں دیکھی لیکن اس میں ایک بہت بڑا عیب ہے،بادشاہ نے پوچھا:''اس میں کیا عیب ہے؟''اس کی والدہ نے جواب دیا:''اس کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہیں۔''

بادشاہ نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ فلاں عورت کو میرے پاس حاضر کیا جائے۔چند سپاہی گئے اور اسی عورت کو بادشاہ کے پاس لے آئے جس کے ہاتھ فقیر کو روٹیاں دینے کی وجہ سے کاٹ دیئے گئے تھے۔جب بادشاہ نے اس عورت کو دیکھا تو اس کے حسن وجمال نے بادشاہ کو حیرت میں ڈال دیا۔بادشاہ نے اس سے کہا:''کیا تم مجھ سے شادی کرنا چاہتی ہو؟''عورت نے کہا:''مجھے کوئی اعتراض نہیں اگر تم مجھ سے شادی کرنا چاہو تو مجھے منظور ہے۔''چنانچہ ان دونوں کی شادی بڑی دھوم دھام سے ہوئی،جشن منایا گیا اور اس طرح وہ ہنسی خوشی زندگی گزارنے لگے۔

بادشاہ کی دوسری بیویوں کو اس عورت سے حسد ہو گیا اور وہ دن رات حسد کی آگ میں جلنے لگیں،ان کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ بادشاہ اب ہمیں اتنی وقعت نہیں دیتا جتنی اس غریب ونادار نئی دلہن کو دیتا ہے۔

چنانچہ وہ ہر وقت اسی فکر میں رہتیں کہ کسی طرح اس نئی دلہن کو بادشاہ کی نظروں سے گرا دیا جائے لیکن وہ اپنے اس مذموم اِرادے میں کامیاب نہ ہوسکیں۔ پھر اچانک بادشاہ کسی محاذ پر روانہ ہو گیا اور وہاں اسے کافی دن دشمنوں سے لڑنا پڑا۔ بادشاہ کی بیویوں کو یہ بہت اچھا موقع مل گیا۔ انہوں نے بادشاہ کو خط لکھا کہ تمہارے پیچھے سے تمہاری نئی دلہن نے تمہاری عزت کو داغ دار کر دیا ہے اور وہ بدکارہ ہوگئی ہے اور اس بدکاری کے نتیجہ میں اس کے ہاں بچہ بھی پیدا ہوا ہے۔ جب بادشاہ کو یہ خط ملا تو وہ آگ بگولا ہو گیا۔ اس نے فوراً اپنے قاصد کو یہ پیغام دے کر اپنی والدہ کے پاس بھیجا کہ اس بدکارہ عورت کو اس کے بچے سمیت میرے ملک سے نکال دو، اس کے گلے میں کپڑا باندھ کر بچہ اس میں ڈال دو اور انہیں کسی جنگل میں چھوڑ دو۔

جب اس کی والدہ کو یہ پیغام ملا تو اس نے ایسا ہی کیا اور اس کے گلے میں کپڑا ڈال کر بچہ اس میں ڈال دیا پھر اسے ملک سے دور ایک جنگل میں چھوڑ دیا گیا۔ اب وہ بیچاری تنہا جنگل میں رہ گئی لیکن اسے اپنے رب عزوجل سے کسی قسم کا کوئی شکوہ نہ تھا، وہ تو اس کی رضا پر راضی تھی۔ وہ بیچاری اسی طرح جنگل میں گھومتی رہی، پیاس کی شدت نے اسے پریشان کر رکھا تھا بالآخر اسے دور ایک نہر نظر آئی وہ نہر پر گئی اور جیسے ہی پانی پینے کے لئے جھکی تو اس کا بچہ گہرے پانی میں جا گرا اور ڈوبنے لگا۔

جب عورت نے اپنے بچے کو ڈوبتا دیکھا تو وہ رونے لگی۔ اتنے میں اس کے پاس دو خوبصورت نوجوان آئے اور اس سے پوچھا: ''تم کیوں رو رہی ہو؟'' اس نے کہا: ''میں پانی پینے کے لئے جھکی تو میرا بیٹا اس نہر میں گر کر ڈوب گیا، میں اسی کے غم میں رو رہی ہوں۔'' ان خوبصورت نوجوانوں نے پوچھا: ''کیا تُو چاہتی ہے کہ ہم تیرے بچے کو نکال لائیں؟'' عورت نے بیتاب ہو کر کہا: ''ہاں! میں چاہتی ہوں کہ اللہ عزوجل مجھے میرا بچہ واپس لوٹا دے۔''

ان نوجوانوں نے دعا کی اور اس کا بچہ نکال کر اسے دے دیا۔ پھر انہوں نے پوچھا: ''اے رحم دل عورت! کیا تُو چاہتی ہے کہ تیرے ہاتھ تجھے واپس کر دیئے جائیں اور تُو ٹھیک ہو جائے؟'' اس نے کہا: ''ہاں! میں چاہتی ہوں۔'' چنانچہ ان دونوں نوجوانوں نے دعا کی اور اس کے دونوں ہاتھ بالکل ٹھیک ہو گئے۔ عورت نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور حیران کُن نظروں سے ان نوجوانوں کو دیکھنے لگی جن کی برکت سے اسے ڈوبا ہوا بچہ بھی مل گیا اور اس کے ہاتھ بھی اسے لوٹا دیئے گئے۔ پھر ان نوجوانوں نے پوچھا: ''اے عظیم عورت! کیا تُو جانتی ہے کہ ہم کون ہیں؟'' عورت نے کہا: ''میں آپ کو نہیں پہچانتی۔'' عورت کا یہ جواب سن کر انہوں نے کہا: ''ہم تیری وہی دو روٹیاں ہیں جو تُو نے ایک مجبور سائل کو دی تھیں۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** سبحان اللہ عزوجل! اس حکایت میں ہمارے لئے کیسی کیسی نصیحتیں ہیں کہ اللہ عزوجل کی رضا کی

خاطر جو نیک عمل کیا جاتا ہے وہ کبھی رائیگاں نہیں جاتا، آخرت میں تو اس کا اَجر ملتا ہی ہے لیکن دنیا میں بھی اس کے ثمرات ظاہر ہوتے ہیں، جس طرح اس عظیم عورت کے ساتھ ہوا کہ دنیا ہی میں اس کو نیکی کا بدلہ مل گیا۔ لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کہ اپنا ہر عمل اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر کریں۔ جو عمل اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر کیا جاتا ہے وہ کبھی رائیگاں نہیں جاتا۔ اللہ عزوجل اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے، وہ اپنی رحمت سے کسی کو مایوس نہیں کرتا۔ اس حکایت سے یہ بھی درس ملا کہ جو کسی کے ساتھ بھلا کرتا ہے اس کے ساتھ بھی بھلا ہوتا ہے، اس کی بھرپور مدد کی جاتی ہے اور اسے مایوس نہیں کیا جاتا۔ اللہ عزوجل ہمیں بھی اپنے مسلمان بھائیوں پر خوب شفقت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 107:

دریائے نیل کے نام ایک خط

حضرت سیدنا قیس بن الحجاج علیہا رحمۃ اللہ الوھاب سے مروی ہے: ''جب مصر فتح ہوا تو وہاں کے کچھ لوگ حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس عجمی مہینوں میں سے کسی مہینے کی تاریخ کو آئے (اس وقت حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصر کے گورنر تھے)، ان لوگوں نے عرض کی: ''اے ہمارے محترم امیر! ہمارے اس دریائے نیل کی ایک پُرانی رسم ہے جب تک وہ رسم ادا نہ کی جائے اس وقت تک یہ جاری نہیں ہوتا۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''وہ کون سی رسم ہے جس کے ادا کئے بغیر یہ دریا جاری نہیں ہوتا؟'' لوگوں نے عرض کی: ''اس ماہ کی بارہ تاریخ ہم کسی نوجوان خوبصورت لڑکی کے والدین کے پاس جاتے ہیں اور انہیں اس بات پر راضی کرتے ہیں کہ وہ اپنی خوبصورت دوشیزہ کو دریائے نیل میں ڈالنے کے لئے ہمارے حوالے کر دیں تاکہ یہ دریا جاری ہو اور ہم سب سیراب ہو سکیں پھر ہم اس نوجوان خوبصورت لڑکی کو عمدہ کپڑے پہنا کر زیورات سے آراستہ کرتے ہیں پھر اسے دریائے نیل میں ڈال دیتے ہیں۔ اس طرح ہر سال ہم اپنی ایک جوان لڑکی کی قربانی دیتے ہیں تب دریائے نیل جاری ہوتا ہے۔'' ان لوگوں کی یہ عجیب وغریب بات سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اِسلام میں ایسی کوئی بے ہودہ رسم جائز نہیں، بے شک اِسلام نے ایسی تمام باطل رسمیں مٹا دی ہیں، تم اس مرتبہ اس رسم پر ہرگز عمل نہ کرنا۔''

لوگ آپ کی بات سن کر واپس چلے گئے اور انہوں نے اس مرتبہ کسی بھی لڑکی کو دریا میں نہ پھینکا، دریائے نیل خشک رہا اور اس مرتبہ اس میں بالکل بھی پانی نہ آیا۔ لوگ بہت پریشان ہوئے اور انہوں نے اِرادہ کر لیا کہ ہم یہ ملک چھوڑ کر کسی اور جگہ چلے جاتے ہیں۔

جب حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کی یہ حالت دیکھی تو انہوں نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب خط لکھا اور انہیں ساری صورتحال سے آگاہ کیا، جب حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط ملا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً لکھوا کر بھیجا: ''تم نے بالکل سچ کہا کہ اِسلام بے ہودہ پُرانی رسموں کو مٹا دیتا ہے۔ مَیں تمہاری طرف مکتوب میں ایک رقعہ بھیج رہا ہوں جب تمہارے پاس میرا یہ مکتوب اور رقعہ پہنچے تو تم اس رقعے کو دریائے نیل میں ڈال دینا۔'' جب حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مبارک مکتوب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملا تو اس میں ایک چھوٹا سا رقعہ بھی تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ رقعہ لیا اور اسے پڑھنا شروع کیا۔ اس مبارک رقعے میں درج الفاظ کا مفہوم یہ ہے:

اللہ عزوجل کے بندے امیر المؤمنین (حضرت سیدنا) عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی جانب سے مصر کے دریا ''نیل'' کی طرف!

اما بعد! اے دریائے نیل! اگر تُو اپنی مرضی سے جاری ہوتا ہے تو جاری مت ہو (ہمیں تیری کوئی حاجت نہیں) اور اگر تجھے اللہ عزوجل واحد وقہار جاری فرماتا ہے تو ہم اس سے سوال کرتے ہیں کہ وہ تجھے جاری فرمادے۔''

حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ رقعہ پڑھا اور دریائے نیل میں ڈال دیا جس وقت یہ رقعہ دریا میں ڈالا گیا اس وقت دریا بالکل خشک تھا اور لوگوں نے اس ملک کو چھوڑنے کا ارادہ کرلیا تھا لیکن جب لوگ صبح دریائے نیل پر پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک ہی رات میں اللہ عزوجل نے (امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رقعہ کی برکت سے) دریا میں سولہ گز پانی جاری فرمادیا اور اللہ عزوجل نے وہ رسمِ باطل مٹادی اور آج تک یہ رسم ختم ہے۔ (دریائے نیل اس کے بعد آج تک خشک نہیں ہوا)

چاہیں تو اشاروں سے اپنے کایا ہی پلٹ دیں دنیا کی
یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** سبحان اللہ عزوجل! اِسلام کتنا عظیم ہے کہ اس نے آکر مظلوموں کو ظلم سے نجات دلوائی، بے سہاروں کو سہارا دیا اور دینِ اسلام ایسے عظیم اَحکام کا مجموعہ ہے کہ جن میں لوگوں کی دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے۔ اس حکایت سے معلوم ہوا کہ جو کوئی اللہ عزوجل کا ہوجاتا ہے ہر چیز اس کے تابع کردی جاتی ہے جو اپنے گلے میں نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی غلامی کا پٹہ ڈال لیتا ہے وہ درحقیقت جہاں کا سردار بن جاتا ہے:۔

مدینے کے گدا دیکھے ہیں دنیا کے امام اکثر
بدل دیتے ہیں تقدیریں محمد ﷺ کے غلام اکثر

ایسے عظیم لوگ اسباب پر نہیں بلکہ خالقِ اسباب پر نظر رکھتے ہیں۔ ان کا اللہ عزوجل پر توکل بہت کامل ہوتا ہے۔ جب غلاموں کا یہ

حال ہے تو سردارِ مکۂ مکرمہ، سلطانِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طاقت اور اختیارات کا کیا عالم ہوگا۔ اللہ عزوجل ہمیں حضور نبیٔ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی سچی غلامی عطا فرمائے اور ان کے جلووں میں شہادت کی موت عطا فرمائے۔
آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

حکایت نمبر108:

ٹوکریوں والا نوجوان

حضرت سیدنا ابوعبداللہ بلخی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''بنی اسرائیل میں ایک نہایت ہی پاکباز حسین وجمیل نوجوان تھا جس کے حسن کی مثال نہ تھی، وہ ٹوکریاں بنا کر بیچا کرتا۔ اسی طرح اس کی گزر بسر ہو رہی تھی۔ ایک روز وہ ٹوکریاں بیچتا ہوا شاہی محل کے قریب سے گزرا۔ ایک خادمہ کی اس نوجوان پر نظر پڑی تو وہ فوراً شہزادی کے پاس گئی اور اسے بتایا کہ باہر ایک نوجوان ٹوکریاں بیچ رہا ہے، وہ اتنا خوبصورت ہے کہ میں نے آج تک ایسا خوبصورت نوجوان نہیں دیکھا۔ یہ سن کر شہزادی نے کہا: ''اسے میرے پاس بلالاؤ۔'' خادمہ باہر گئی اور نوجوان سے کہا: ''اندر آجاؤ۔''

(نوجوان سمجھا شاید انہیں ٹوکریاں چاہئیں) پس وہ اس کے ساتھ محل میں داخل ہوگیا۔ وہ اسے ایک کمرے میں لے گئی جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا اس خادمہ نے دروازہ بند کر دیا، پھر اسے دوسرے کمرے میں لے گئی اور اسی طرح اس کا دروازہ بھی بند کر دیا۔ جب وہ تیسرے کمرے میں پہنچا تو اس کے سامنے ایک خوبصورت نوجوان شہزادی موجود تھی، اس نے اپنا نقاب اُٹھایا ہوا تھا اور سینہ بھی عریاں تھا۔ جب نوجوان نے شہزادی کو اس حالت میں دیکھا تو کہنے لگا: ''جو چیز تم نے خریدنی ہے جلدی سے خرید لو۔'' شہزادی کہنے لگی: ''میں نے تجھے کوئی چیز خریدنے کے لئے نہیں بلایا بلکہ مَیں تو تجھ سے قُرب چاہتی ہوں اور اپنی خواہش کی تسکین چاہتی ہوں، آؤ اور میری شہوت کو تسکین دو۔'' اس پاکباز نوجوان نے کہا: ''اے شہزادی! تُو اللہ عزوجل سے ڈر۔'' اس نیک نوجوان نے شہزادی کو بہت سمجھایا لیکن وہ نہ مانی اور بار بار بُرائی کا مطالبہ کرتی رہی۔ پھر اس نوجوان سے کہنے لگی: ''اگر تُو نے میری بات نہ مانی تو بادشاہ کو شکایت کردوں گی کہ یہ نوجوان برائی کے ارادے سے محل میں گھس آیا ہے پھر تجھے بہت سخت سزا دی جائے گی، تیری بہتری اسی میں ہے کہ تُو میری بات مان لے اور میری خواہش پوری کر دے۔'' نوجوان نے پھر انکار کیا اور اسے نصیحت کرنے لگا بالآخر جب وہ باز نہ آئی تو اس عظیم نوجوان نے کہا: ''میں وضو کرنا چاہتا ہوں، میرے لئے وضو کا انتظام کردو۔'' یہ

سن کرشہزادی بولی: ''کیا تُو مجھے دھوکا دینا چاہتا ہے۔ پھراس نے خادمہ سے کہا: ''اس کے لئے محل کی چھت پر وضو کا برتن لے جاؤ تاکہ یہ فرار نہ ہوسکے۔''

چنانچہ اس نوجوان کو چھت پر لے جایا گیا۔ محل کی چھت سطحِ زمین سے تقریباً 40 گز اونچی تھی جس سے چھلانگ لگانا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ جب نوجوان چھت پر پہنچ گیا تو اس نے اپنے پاک پروردگار عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی: ''اے اللہ عزوجل! مجھے تیری نافرمانی پر مجبور کیا جا رہا ہے اور مَیں اس برائی سے بچنا چاہتا ہوں، مجھے یہ تو منظور ہے کہ اپنے آپ کو اس بلند و بالا چھت سے نیچے گرا دوں لیکن یہ پسند نہیں کہ میں تیری نافرمانی کروں۔''

چنانچہ اس نے بِسۡمِ اللّٰہِ شریف پڑھ کر چھت سے چھلانگ لگا دی۔ اللہ عزوجل نے ایک فرشتے کو بھیجا جس نے اس نوجوان کو بازو سے پکڑا اور زمین پر بڑے سکون سے اُتار دیا اور اسے کسی قسم کی تکلیف نہ ہوئی نوجوان نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی: ''اے میرے پاک پروردگار عزوجل! اگر تُو چاہے تو مجھے ان ٹوکریوں کی تجارت کے بغیر بھی رزق عطا فرما سکتا ہے۔ اے میرے پروردگار عزوجل! مجھے اس تجارت سے بے نیاز کر دے۔'' جب اس نے یہ دعا کی تو اللہ ربُّ العزَّت نے اس کی طرف ایک بوری بھیجی جو سونے سے بھری ہوئی تھی۔ اس نے بوری سے سونا بھرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ اس کی چادر بھر گئی۔ پھر اس عظیم نوجوان نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی: ''اے اللہ عزوجل! اگر یہ اسی رزق کا حصہ ہے جو مجھے دنیا میں ملنا تھا تو اس میں برکت عطا فرما اور اگر یہ اس اَجر کا حصہ ہے جو مجھے آخرت میں ملنا ہے اور اس کی وجہ سے میرے آخرت کے اَجر میں کمی ہو گی تو مجھے یہ دولت نہیں چاہئے۔''

جب اس نوجوان نے یہ کہا تو اسے ایک آواز سنائی دی: ''یہ جو سونا تجھے عطا کیا گیا ہے یہ اس اَجر کا پچیسواں حصہ ہے جو تجھے اس گناہ سے صبر کرنے پر ملا ہے۔'' تو اس عظیم نوجوان نے کہا: ''اے میرے پروردگار عزوجل! مجھے ایسے مال کی حاجت نہیں جو میرے آخرت کے خزانے میں کمی کا باعث بنے۔'' جب نوجوان نے یہ بات کہی تو وہ سارا سونا غائب ہو گیا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر109: **حضرت سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی کا تبرک**

حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن یعقوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہمارے پاس ایک نیک بزرگ تشریف لائے جن کا نام ابوعبداللہ تھا۔انہوں نے مجھے بتایا کہ ایک مرتبہ میں تہجد کے وقت **مسجد الحرام** میں گیا اور بیر زم زم کے قریب بیٹھ گیا۔ اتنے میں ایک بزرگ آئے انہوں نے اپنے چہرے پر رومال ڈالا ہوا تھا۔ وہ کنوئیں کے قریب آئے اور اس سے پانی نکال کر پینے لگے۔ جب وہ پی چکے تو تھوڑا سا پانی برتن میں بچ گیا۔ میں نے ان سے لے کر وہ پانی پیا تو وہ بہت عمدہ اور لذیذ تھا اور اس میں باداموں کا ستّو ملا ہوا تھا۔ میں نے ایسا خوش ذائقہ اور لذیذ پانی کبھی نہیں پیا تھا۔ جب میں نے اس بزرگ کی طرف دیکھا تو وہ وہاں موجود نہ تھے۔

دوسری رات پھر تہجد کے وقت میں بیر زم زم کے پاس بیٹھ گیا۔ وہی بزرگ پھر کنوئیں کے پاس آئے پانی نکالا اور پینے لگے کچھ پانی بچ گیا۔ جب میں نے بزرگ کا بچا ہوا پانی پیا تو وہ سادہ پانی نہ تھا بلکہ اس میں خالص شہد ملا ہوا تھا اور ایسا لذیذ وعمدہ تھا جیسا میں نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں پیا تھا۔ پانی پینے کے بعد جب میں نے اس بزرگ کی طرف دیکھا تو وہ وہاں سے جا چکے تھے۔

میں بہت حیران ہوا کہ یہ عظیم الشان بزرگ کون ہیں؟ تیسری رات پھر میں تہجد کے وقت کنوئیں کے پاس بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد وہ بزرگ بھی تشریف لے آئے، کنوئیں سے ڈول بھر کر پانی نکالا اور نوش فرمانے لگے۔ آج پھر کچھ پانی بچ گیا میں نے ان کا بچا ہوا پانی پیا۔ آج اس کا ذائقہ ایسا تھا جیسے اس میں خالص دودھ ملا دیا گیا ہو۔ ایسا عمدہ ولذیذ پانی میں نے کبھی نہ پیا تھا۔ پانی پینے کے فوراً بعد میں نے اس بزرگ کا دامن تھام لیا اور عرض گزار ہوا: ''اے عظیم بزرگ! آپ کو اسی ذات کریم کا واسطہ جس نے آپ کو یہ کرامت عطا کی ہے، مجھے بتائیں کہ آپ کون ہیں اور آپ کا نام کیا ہے؟'' تو وہ بزرگ فرمانے لگے: ''اگر تم مجھ سے وعدہ کرو کہ جب تک میں اس دنیا میں زندہ ہوں تب تک میرے اس راز کو چھپائے رکھو گے اور لوگوں پر ظاہر نہ کرو گے تو میں تمہیں اپنا نام بتاتا ہوں، کیا تم مجھ سے وعدہ کرتے ہو؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں۔'' وہ بزرگ فرمانے لگے: ''میں **سفیان بن سعید ثوری** ہوں۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر110: **حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ الولی کی چند نصیحتیں**

حضرت سیدنا ابوعبیدہ التاجی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں، ایک مرتبہ ہم حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیمار تھے اوراسی بیماری کی حالت میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہوگیا۔ ہم لوگوں نے خدمت عالیہ میں حاضر ہوکر سلام عرض کیا۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا اور بڑی خوشی سے فرمانے لگے: ''مرحبا! خوش آمدید! اللہ عزوجل تمہیں درازیٔ عمر بالخیر عطا فرمائے اور ہم سب کو جنت میں اعلیٰ مرتبہ عطا فرمائے۔''

پھر ارشاد فرمایا: مَیں تمہیں چند نصیحت آموز باتیں بتاتا ہوں، انہیں توجہ سے سننا ایسا نہ ہو کہ ایک کان سے سنو اور دوسرے کان سے نکال دو۔ سنو! جس نے حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی صبح وشام زیارت کی اس نے عمل کی راہ کو اختیار کیا اور کبھی بھی اپنے وقت کو ضائع نہ کیا، ہر آن اپنے عمل میں اضافے کی کوشش کی۔ جب بھی اسے کسی بات کا علم ہوا اس نے فوراً اس علم پر عمل کیا پھر تم لوگ اعمالِ صالحہ کی طرف سعی کیوں نہیں کرتے۔ ربِّ کعبہ کی قسم! تمہارے اعمال تمہارے ساتھ ہیں۔

اللہ عزوجل اس شخص پر رحم فرمائے جس نے اپنی زندگی آخرت کے لئے وقف کردی۔ اپنا مقصد صرف آخرت کی تیاری ہی کو رکھا، سوکھی روٹی کھا کر ہی گزارہ کرلیا، پھٹے پُرانے کپڑے پہن کر اور زمین کو بچھونا بنا کر گزر بسر کی اور اپنے رب عزوجل کی خوب عبادت کی، اپنی خطاؤں پر شرمندگی کے آنسو بہائے، آخرت کے خوف سے ہر وقت لرزاں وترساں رہا اور اپنی ساری زندگی اسی حال میں گزار دی یہاں تک کہ اس فانی دنیا میں اس کی مدت ختم ہوگئی اور وہ عبادت وریاضت کرتے ہوئے اس دارِفانی کو چھوڑ کر راحت وسکون کی جگہ (یعنی جنت) کی طرف پہنچ گیا۔ وہ شخص بہت ہی خوش قسمت ہے جس نے اپنی زندگی اس طرح عبادت وریاضت میں گزار دی۔

اے بیوقوف انسان! اگر تجھے کوئی دنیاوی نعمت نہ ملے اور تو اس پر واویلا کرنا شروع کردے کہ مجھے یہ نعمت کیوں نہیں ملی تو یہ تیری بے وقوفی ہے۔ اللہ عزوجل جسے چاہے جو عطا کرے اور جس سے چاہے اپنی نعمتوں کو روک لے اور اگر تجھے کوئی دنیاوی نعمت نہ ملی تو اس کے نہ ملنے میں ہی تیری بھلائی ہوگی۔ پھر بھی اگر تُو اپنے رب عزوجل کی تقسیم پر راضی نہیں ہوگا تو بروزِ قیامت اس پاک پروردگار عزوجل سے تیری ملاقات اس حال میں ہوگی کہ تیرے سارے اعمال اکارت ہوچکے ہوں گے۔

اللہ عزوجل اس مردِ صالح پر رحمت فرمائے جس نے حلال رزق کمایا اور پھر بخوشی راہِ خدا عزوجل میں اپنا مال خرچ کر کے اپنی آخرت کے لئے جمع کرلیا تاکہ وہاں محتاج نہ ہو اور اپنے مال کو ایسی جگہ استعمال کیا جہاں خرچ کرنے کا اللہ عزوجل نے حکم فرمایا

ہے اور فضول کاموں میں اپنے مال کو استعمال نہ کیا۔

بے شک تمہارے اسلاف دنیا سے بقدرِ ضرورت مال استعمال میں لاتے۔ باقی تمام مال اپنے رب عزوجل کی راہ میں خرچ کر دیتے اور انہوں نے اپنے مال و جان کا جنت کے بدلے اللہ عزوجل سے سودا کر لیا تھا۔

اے لوگو! بے شک اللہ عزوجل نے دنیا کو آزمائش کے لئے اور آخرت کو جزا کے لئے بنایا ہے اور انسان کو ایمان کی دولت صرف اللہ عزوجل کی عطا ہی سے نصیب ہوتی ہے۔ اللہ عزوجل جسے چاہتا ہے ایمان کی عظیم دولت سے مالا مال فرما دیتا ہے۔ بے شک اللہ عزوجل کی رضا حاصل کرنے کا ایک ہی راستہ ہے جس کی بنیاد ہدایت ہے۔ جو اس راستے پر سیدھا چلتا جائے گا اس کا ٹھکانہ جنت ہے اور شیطان کے کئی راستے ہیں جن کی اِبتدا ہی گمراہی سے ہوتی ہے اور جو ان راستوں میں سے کسی بھی راستے پر چلے گا وہ سیدھا جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جا گرے گا۔

خدا عزوجل کی قسم! اِیمان صرف زبانی کلامی دعووں کا نام نہیں کہ انسان دعوے کرتا پھرے کہ میں ایمان والا ہوں بلکہ ایمان تو دل کی تصدیق کا نام ہے جس کا اِقرار زبان سے ہوتا ہے۔ جب دل میں پختہ یقین ہوتا ہے تو یہ یقین کی پختگی ایمان کہلاتی ہے اور اَعمالِ صالحہ اس ایمان کی تصدیق کرتے ہیں، لہٰذا اے ایمان والو! نیک اعمال کے لئے خوب سعی کرو۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر111: بہترین زادِ راہ کیا ہے؟

حضرت سیدنا علی بن محمد مدائنی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے، ایک مرتبہ شیرِ خدا حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم ایک جگہ کھڑے ہوئے اور روتے ہوئے یوں نصیحت فرمائی: ''اے لوگو! یہ دنیا اس کے لئے حقائق اور سچائیوں کا گھر ہے جو اس کی حقیقت کو پہچان لے، یہ اس کے لئے دارِ عافیت ہے جو اسے اچھی طرح سمجھ جائے، جو یہاں سمجھداری سے تجارت کرتا ہے اسے نفع ملتا ہے، اس دنیا میں اللہ عزوجل کی مساجد ہیں، دنیا میں ہی انبیاء کرام علیہم السلام پر وحی نازل ہوئی، اللہ عزوجل کے ملائکہ دنیا میں بھی اس کی عبادت کرتے ہیں، یہ دنیا اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے مزین ہے۔ اس دنیا میں رہ کر خوب نیک عمل کرو اور عافیت حاصل کرو۔ جو شخص دنیا کی خواہ مخواہ مذمت کرتا ہے وہ اذیت میں مبتلا رہتا ہے، وہ اپنے نفس اور اہل دنیا کی تعریف کرتا رہتا ہے دنیا اپنی

تمام تر مصیبتوں کے ساتھ بلاؤں کی صورت اختیار کر کے اس کے پاس آجاتی ہے، اور یہی دنیا اپنی خوشیوں اور آرائشوں کے ساتھ مزین ہے، پس اس دنیا سے خوف زدہ بھی رہنا چاہئے، اس سے بچنا بھی چاہئے اور (بقدرِ ضرورت) اس کی طرف رغبت کرنی چاہئے۔

کچھ لوگ دنیا کی مذمت کرتے ہیں اور کچھ لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں اور دنیا تو عبرت اور نصیحت کی جگہ ہے، جو چاہے اس سے عبرت ونصیحت حاصل کرے۔

اے دنیا کی دھوکے بازیوں کی وجہ سے دنیا کو ملامت کرنے والے! کیا دنیا نے تجھے زبردستی ذلت میں ڈالا ہے؟ اس نے کب تجھے تیری منزل مقصود سے دور کیا؟ کیا اس نے تیرے آباؤ اجداد کو مصیبت میں گرفتار نہ کیا؟ اے انسان! تو خود اپنے ہی ہاتھوں بیماری میں مبتلا ہے اگر تو چاہے تو مرضِ دنیا کا علاج خود ہی کر سکتا ہے، تجھے اطبّاء کے پاس جانے کی حاجت نہیں، آج جو کرنا ہے کرلے، دنیا میں غرق ہونے سے بچ، بقدرِ کفایت اس سے نفع حاصل کرلے، کل تجھے تیری تدابیر کام نہ آئیں گی۔ آج جو کرنا ہے کرلے، یہ دنیا نئے نئے رنگوں والی اور پچھاڑنے والی ہے۔

حضرت سیدنا علی بن محمد مدائنی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں، اس نصیحت آموز تقریر کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبرستان والوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اے اہل قبور! تمہارے مرنے کے بعد تمہارے مال تقسیم ہوگئے، تمہاری عورتوں نے شادی کرلی، اے اہل قبور! تمہارے مرنے کے بعد تمہارے مال تقسیم ہوگئے، عورتوں نے نئے نکاح کرلئے، یہ تو تمہارے بعد ہماری خبر ہے، اب تم بتاؤ کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟'' پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اے لوگو! اگر انہیں کلام کرنے کی اجازت ہوتی تو اس طرح کہتے: ''بے شک بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر 112:

ایک عالم ربانی کی للّٰہیت

حضرت سیدنا مقاتل بن صالح خراسانی قدس سرہ الربانی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت سیدنا حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دولت خانہ پر حاضر ہوا۔ آپ کے گھر میں صرف ایک چٹائی تھی جس پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف فرما تھے اور آپ کے سامنے قرآن پاک رکھا ہوا تھا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تلاوت فرما رہے تھے۔ اس کے علاوہ گھر میں ایک تھیلا رکھا ہوا تھا جس میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتابیں رکھی ہوئی تھیں۔ ایک برتن تھا جس سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وضو وغیرہ کیا کرتے تھے، ان اشیاء کے

علاوہ گھر میں اور کوئی چیز نہ تھی۔

میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ایک بچے کو بھیجا: ''دیکھو! دروازے پر کون آیا ہے؟'' بچہ باہر گیا اور کچھ دیر بعد آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: ''کون ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''خلیفہ کا قاصد آنا چاہتا ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''جاؤ اور اس سے کہو کہ صرف تم اکیلے اندر آجاؤ اور کسی کو ساتھ نہ لانا۔'' بچے نے قاصد کو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا پیغام دیا۔ چنانچہ قاصد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آیا اور ایک خط آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں پیش کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ خط لیا اور اسے کھولا تو اس میں یہ الفاظ لکھے تھے:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

محمد بن سلمان کی جانب سے حماد بن سلمہ کی طرف،

امابعد!

اے حماد بن سلمہ! اللہ عزوجل آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی صبح خیریت سے کرے جیسے وہ اپنے اولیاء اور اطاعت کرنے والوں کی صبح کرتا ہے۔ حضور! مجھے ایک مسئلہ درپیش ہے جس کے متعلق آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے گفتگو کرنی ہے۔

والسّلام

یہ خط پڑھ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیٹے سے فرمایا: ''جاؤ قلم دوات لے کر آؤ۔'' پھر مجھے فرمایا کہ اس خط کے پیچھے یہ عبارت لکھو۔

امّابعد!

(اے خلیفہ محمد بن سلمان!) اللہ عزوجل تیری صبح خیر سے کرے جس طرح اپنے فرمانبرداروں اور نیک بندوں کی صبح کرتا ہے۔ بے شک میں نے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی صحبت پائی ہے اور ان کی یہ عادت رہی ہے کہ وہ کسی دنیادار کے پاس مسئلہ بتانے کے لئے نہیں جاتے۔ لہٰذا اگر تجھے کوئی مسئلہ درپیش ہے تو تُو میرے پاس آجا۔ پھر مجھ سے سوال کر مَیں تجھے جواب دوں گا۔ جب تُو میرے پاس آئے تو اکیلے ہی آنا اور گھوڑے وغیرہ پر سوار ہو کر نہ آنا، نہ ہی اپنے ساتھ سپاہی وغیرہ لانا۔ مَیں نہ تو تجھے نصیحت کرنے والا ہوں اور نہ ہی اپنے آپ کو۔ **والسلام**

خلیفۂ وقت محمد بن سلمان کا قاصد خط لے کر وہاں سے چلا گیا۔ میں آپ کے پاس ہی بیٹھا رہا۔ کچھ دیر بعد پھر دروازے پر دستک ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''جاؤ دیکھو! دروازے پر کون ہے؟'' بچہ فوراً گیا اور واپس آکر جواب دیا:

''خلیفہ محمد بن سلمان آیا ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اس سے جا کر کہو کہ اکیلا اندر آجائے۔''

چنانچہ خلیفہ محمد بن سلمان اکیلا ہی اندر داخل ہوا اور آکر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سلام کیا۔ پھر آپ کے سامنے دوزانو بیٹھ گیا اور کہنے لگا: ''حضور! ایک بات بتائیں جیسے ہی میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا مجھ پر رعب و دبدبہ طاری ہو گیا اور میں خوف کی سی کیفیت محسوس کر رہا ہوں، اس میں کیا راز ہے؟''

یہ سن کر حضرت سیدنا حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میں نے حضرت سیدنا ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سنا ہے، وہ فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ رسول کریم رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ''بے شک جب عالم اپنے علم کے ذریعے اللہ عزوجل کی رضا چاہتا ہے تو ہر چیز اس سے ڈرتی ہے اور جو علم کے ذریعے دنیا کی دولت چاہتا ہے وہ (عالم) ہر چیز سے ڈرتا ہے۔''

(فردوس الأخبار للديلمی، باب العين، فضل العالم، الحديث ٤٠٤٠، ج٢،ص٨٣تا٨٤)

پھر محمد بن سلمان عرض کرنے لگا: ''حضور! میں آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے یہ مسئلہ دریافت کرنے آیا تھا کہ اگر کسی شخص کے دو بیٹے ہوں اور ایک اسے زیادہ محبوب ہو اور وہ ارادہ کرے کہ اپنی زندگی میں ہی اپنے مال کا تیسرا حصہ اسے دے دے تو کیا اس کے لئے ایسا کرنا جائز ہے؟'' تو حضرت سیدنا حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''ہرگز ایسا نہ کرنا۔'' میں نے حضرت سیدنا ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ حدیثِ پاک سنی ہے، حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ ہدایت نشان ہے: ''اللہ عزوجل جب اپنے بندے کے ساتھ یہ ارادہ کرتا ہے کہ اس کے مال کی وجہ سے اسے عذاب نہ دے تو اس کی موت کے وقت اسے جائز وصیت کی توفیق عطا فرما دیتا ہے۔''

(كنز العمال، كتاب الوصية/قسم الأفعال، محظورات الوصية، الحديث٤٦١٢٣، ج١٦،ص٢٦٦)

حضرت سیدنا حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبانی یہ حدیث مبارکہ سننے کے بعد محمد بن سلمان کہنے لگا: ''حضور! اگر آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی کوئی حاجت ہو تو ارشاد فرمائیں؟''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اگر تمہارے پاس کوئی ایسی چیز ہے جس میں دین کا کچھ نقصان نہیں تو وہ لے آؤ۔'' محمد بن سلمان نے کہا: ''حضور! میں آپ کی بارگاہ میں چالیس ہزار درہم پیش کرتا ہوں، آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) انہیں بطورِ نذرانہ قبول فرمالیں۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اس دولت کو ان مظلوموں کی طرف لوٹا دے جن سے یہ ظلماً وصول کی گئی ہے۔'' محمد بن سلمان نے کہا: ''اللہ عزوجل کی قسم! جو رقم میں آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں یہ مجھے ورثے میں ملی ہے، میں نے اسے ظلماً حاصل نہیں کیا۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''مجھے اس دولت کی کوئی حاجت نہیں، اسے فوراً مجھ سے دور کر لے، اللہ عزوجل بروزِ قیامت تجھ سے وزن کو دور کرے۔'' محمد بن سلمان نے پھر کہا: ''حضور! اور کوئی حاجت ہو تو ارشاد فرمائیں؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اگر کوئی ایسی چیز ہے جس میں دین کا نقصان نہیں تو وہ لے آ۔'' محمد بن سلمان نے کہا: ''اگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ رقم اپنے پاس نہیں رکھنا چاہتے تو اپنے دستِ مبارک سے فقراء میں تقسیم کر دیں۔'' حضرت سیدنا حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرمانے لگے: ''اگر مَیں یہ رقم لوگوں میں تقسیم کروں اور خوب عدل وانصاف سے کام لوں لیکن پھر بھی اگر کسی حق دار کو اس کا حق نہ ملا اور اس نے بدگمانی کرتے ہوئے یہ کہہ دیا کہ میں نے عدل وانصاف سے کام نہیں لیا تو ایسا شخص گناہ گار ہوگا۔ لہٰذا بہتری اسی میں ہے کہ تو یہ مال و دولت مجھ سے دور لے جا، اللہ عزوجل بروزِ قیامت تیرے وزن کو ہلکا فرمائے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر113:

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا

حضرت سیدنا شقیق بن ابراہیم بلخی علیہما رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں حج کے ارادے سے سفر پر روانہ ہوا۔ مقامِ قادسیہ میں ہمارا قافلہ ٹھہرا۔ وہاں اور بھی بہت سے عازمینِ حرمینِ شریفین موجود تھے، بہت سہانا منظر تھا، بہت سے حجاجِ کرام وہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ میں انہیں دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہا تھا کہ یہ خوش قسمت لوگ سفر و ہجر کی صعوبتیں برداشت کر کے اپنے رب عزوجل کی رضا کی خاطر حج کرنے جا رہے ہیں۔ میں نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی: ''اے میرے پروردگار عزوجل! یہ تیرے بندوں کا لشکر ہے، انہیں ناکام نہ لوٹا بلکہ حج قبول فرماتے ہوئے کامیابی کی دولت سے ہمکنار فرما۔''

دعا کے بعد میری نظر ایک نوجوان پر پڑی جس کے گندمی رنگ میں ایسی نورانیت تھی کہ نظریں اس کے چہرے سے ہٹتی ہی نہ تھیں۔ اس نے اُون کا لباس زیبِ تن کیا ہوا تھا اور سر پر عمامہ سجایا ہوا تھا۔ وہ لوگوں سے الگ تھلگ ایک جگہ بیٹھا ہوا تھا۔ میرے دل میں شیطانی وسوسہ آیا کہ یہ اپنے آپ کو صوفی ظاہر کرنا چاہتا ہے تاکہ لوگ اس کی تعظیم کریں اور اسے اپنے قافلے کے ساتھ حج کے لئے لے جائیں۔ یہ خیال آتے ہی میں نے دل میں کہا: ''اللہ عزوجل کی قسم! میں ضرور اس کی نگرانی کروں گا اور اسے ملامت کروں گا کہ اس طرح کا بناوٹی انداز درست نہیں۔'' چنانچہ میں اس نوجوان کے قریب گیا جیسے ہی میں اس کے قریب پہنچا،

اس نے میری طرف دیکھا اور میرا نام لے کر کہا: ''اے شقیق (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! اور یہ آیتِ مبارکہ تلاوت کرنے لگا:

اِجۡتَنِبُوۡا کَثِیۡرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡمٌ (پ۲۶، الحجرات:۱۲)

ترجمۂ کنز الایمان: بہت گمانوں سے بچو بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے۔

اتنا کہنے کے بعد وہ پُراسرار نوجوان مجھے وہیں چھوڑ کر رخصت ہو گیا، میں نے اپنے دل میں کہا: ''یہ تو بہت حیران کن بات ہے کہ اس نوجوان نے میرے دل کی بات جان لی اور مجھے میرا نام لے کر پکارا حالانکہ میری کبھی بھی اس سے ملاقات نہیں ہوئی۔ یہ ضرور اللہ عزوجل کا مقبول بندہ ہے میں نے خواہ مخواہ اس کے بارے میں بدگمانی کی، میں ضرور اس نوجوان سے ملاقات کروں گا اور معذرت کروں گا۔'' چنانچہ میں اس نوجوان کے پیچھے ہولیا لیکن کافی تگ و دو کے بعد بھی میں اسے نہ ڈھونڈ سکا۔

پھر ہمارے قافلے نے مقام ''**واقصہ**'' میں قیام کیا وہاں میں نے اس نوجوان کو حالتِ نماز میں پایا۔ اس کا سارا وجود کانپ رہا تھا اور آنکھوں سے سیلِ اشک رواں تھے۔ میں نے اسے پہچان لیا اور اس کے قریب گیا تاکہ اس سے معذرت کروں، وہ نوجوان نماز میں مشغول تھا۔ میں اس کے قریب ہی بیٹھ گیا نماز سے فراغت کے بعد وہ میری جانب متوجہ ہوا اور کہنے لگا: ''اے شقیق! یہ آیت پڑھو:

وَاِنِّیۡ لَغَفَّارٌ لِّمَنۡ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهۡتَدٰی ۝ (پ۱۶، طٰہٰ:۸۲)

ترجمۂ کنز الایمان: اور بے شک میں بہت بخشنے والا ہوں اسے جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھا کام کیا پھر ہدایت پر رہا۔

اِتنا کہنے کے بعد وہ نوجوان پھر وہاں سے رخصت ہو گیا۔ میں نے کہا: ''یہ نوجوان ضرور اَبدالوں میں سے ہے۔'' دو مرتبہ اس نے میرے دل کی باتوں کو جان لیا اور مجھے میرے نام کے ساتھ مخاطب کیا۔ میں اس نوجوان سے بہت زیادہ متاثر ہو چکا تھا۔

پھر جب ہمارے قافلے نے مقام ''**زبالہ**'' میں پڑاؤ کیا تو وہی نوجوان مجھے ایک کنوئیں کے پاس نظر آیا۔ اس کے ہاتھ میں چمڑے کا ایک تھیلا تھا اور وہ کنوئیں سے پانی نکالنا چاہتا تھا۔ اچانک اس کے ہاتھ سے وہ تھیلا چھوٹ کر کنوئیں میں گر گیا، اس نوجوان نے آسمان کی جانب نظر اٹھائی اور عرض کی: ''اے میرے پروردگار عزوجل! ''جب مجھے پیاس ستاتی ہے تو تُو ہی میری پیاس بجھاتا ہے، جب مجھے بھوک لگتی ہے تو تُو ہی مجھے کھانا عطا فرماتا ہے، میری اُمید گاہ بس تُو ہی تُو ہے، اے میرے پروردگار عزوجل! میرے پاس اس تھیلے کے سوا اور کوئی شے نہیں، مجھے میرا تھیلا واپس لوٹا دے۔''

حضرت سیدنا شقیق بلخی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''اللہ عزوجل کی قسم! ابھی اس نوجوان کے یہ کلمات ختم ہی ہوئے تھے کہ کنوئیں کا پانی اُوپر آنا شروع ہو گیا۔ اس نوجوان نے اپنا ہاتھ بڑھایا، آسانی سے تھیلا نکالا اور اسے پانی سے بھر لیا کنوئیں کا پانی واپس نیچے چلا گیا۔ نوجوان نے وضو کیا اور نماز پڑھنے لگا۔ نماز سے فراغت کے بعد وہ ایک ریت کے ٹیلے کی طرف گیا۔ میں بھی

چپکے سے اس کے پیچھے ہولیا۔ وہاں جا کر اس نے ریت اٹھائی اور اس تھیلے میں ڈالنے لگا پھر تھیلے کو ہلایا اور اس میں موجود ریت ملے ہوئے پانی کو پینے لگا۔ میں اس کے قریب گیا اور سلام عرض کیا۔ اس نے جواب دیا۔

پھر میں نے کہا: ''اے نیک سیرت نوجوان! جو رزق اللہ عزوجل نے تجھے عطا کیا ہے اس میں سے کچھ مجھے بھی عطا کر۔''

یہ سن کر اس نوجوان نے کہا: ''اللہ عزوجل اپنے بندوں پر ہر وقت فضل و کرم فرماتا رہتا ہے، کوئی آن ایسی نہیں گزرتی جس میں وہ پاک پروردگار عزوجل اپنے بندوں پر نعمتیں نازل نہ فرماتا ہو، اے شفیق! اپنے رب عزوجل سے ہمیشہ اچھا گمان رکھنا چاہئے۔'' اِتنا کہنے کے بعد اس نوجوان نے وہ چمڑے کا تھیلا میری طرف بڑھایا جیسے ہی میں نے اس میں سے پیا تو وہ شکر اور خالص ستو ملا ہوا بہترین پانی تھا۔ ایسا خوش ذائقہ پانی میں نے آج تک نہ پیا تھا، میں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔

میں حیران تھا کہ ابھی میرے سامنے اس تھیلے میں ریت ڈالی گئی ہے لیکن اس نوجوان کی برکت سے وہ ریت ستو اور شکر میں بدل گئی ہے، وہ پانی پینے کے بعد کئی دن تک مجھے پانی اور کھانے کی طلب نہ ہوئی۔

پھر ہمارا قافلہ مکہ مکرمہ پہنچا وہاں میں نے اسی نوجوان کو ایک کونے میں آدھی رات کو نماز کی حالت میں دیکھا۔ وہ بڑے خشوع و خضوع سے نماز پڑھ رہا تھا، آنکھوں سے سیلِ اَشک رواں تھا۔ اس نے اسی طرح نماز کی حالت میں ساری رات گزار دی پھر جب فجر کا وقت ہوا تو وہ اپنے مصلّے پر ہی بیٹھ گیا اور اللہ عزوجل کی حمد و ثنا کرنے لگا، فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد اس نے طواف کیا اور ایک جانب چل دیا میں بھی اس کے پیچھے ہولیا۔ اس مرتبہ میری نظروں کے سامنے ایک حیران کُن منظر تھا، اس نوجوان کے اِرد گرد کئی خُدام ہاتھ باندھے کھڑے تھے اور لوگ جوق در جوق اس کی دست بوسی اور سلام کے لئے حاضر ہو رہے تھے۔ میں یہ حالت دیکھ کر حیران و پریشان کھڑا تھا۔

پھر میں نے ایک شخص سے پوچھا: ''یہ عظیم نوجوان کون ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''یہ حضرت سیدنا موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی رضوان اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔'' میں نے کہا: ''اتنی کرامات کا ظاہر ہونا اس سیدزادے کی شان کے لائق ہے، یہی وہ ہستیاں ہیں جنہیں اللہ عزوجل اتنی کرامات سے نوازتا ہے۔'' {اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

؎ تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا تُو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

حکایت نمبر114:

یقین کامل

حضرت سیدنا ابو عبداللہ احمد بن عاصم انطا کی علیہ رحمۃ اللہ الکافی فرماتے ہیں، ایک شخص نے حضرت سیدنا امام محمد بن سیرین علیہ رحمۃ اللہ المُبین کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی: ''میں نے لوگوں سے پوچھا کہ بصرہ میں سب سے زیادہ متقی و پرہیز گار شخص کون ہے؟ تو انہوں نے آپ کی طرف میری رہنمائی کی کہ آپ پورے بصرہ میں سب سے زیادہ متقی و پرہیز گار ہیں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''تم میرے ساتھ چلو میں تمہیں بصرہ کے سب سے بہتر اور بڑے عبادت گزار سے ملواتا ہوں۔'' یہ کہہ کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روٹی کا ایک ٹکڑا اپنی جیب میں ڈالا اور اس شخص کو لے کر ایک جانب چل دیئے۔

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بصرہ شہر کے ایک گاؤں میں گئے وہاں ایک شخص کے پاس پہنچے، جس کے دو ننھے بچے تھے، وہ بھوک کی وجہ سے رو رہے تھے اور اپنے والد سے کہہ رہے تھے کہ ہمیں کوئی چیز کھانے کو دو لیکن اس شخص کے پاس اس وقت کوئی بھی شئے نہیں تھی۔

اس شخص نے بچوں کو سمجھاتے ہوئے کہا: ''میرے بچو! میں تمہارا خالق نہیں ہوں، تمہارا خالق تو اللہ عزوجل ہے، اس نے ہی تمہیں پیدا کیا، تمہیں قوتِ گویائی اور قوتِ بصارت عطا فرمائی، وہی تمام جہانوں کو رزق دینے والا ہے، جس کریم ذات نے تمہیں پیدا کیا ہے وہ تمہیں رزق بھی ضرور دے گا۔ اس کی ذات پر کامل یقین رکھو، وہ عنقریب تمہیں تمہارے حصہ کا رزق عطا فرمائے گا۔''

علامہ ابن سیرین علیہ رحمۃ اللہ المُبین نے اپنے رفیق سے فرمایا: ''اس عظیم مرد کا توکُّل دیکھو اور اس کی ایمان افروز باتیں سنو، اس کو اپنے پروردگار عزوجل پر کتنا یقین ہے۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے دوست کے ساتھ اس شخص کے پاس پہنچے اور فرمایا: ''ہم یہ روٹی لے کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آئے ہیں، آپ اسے قبول فرما لیں۔'' یہ سن کر اس شخص نے کہا: ''آپ صحیح وقت پر پہنچے ہیں۔''

اسی دوران حضرت سیدنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار بھی تشریف لے آئے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آتے ہی اس شخص سے فرمایا: ''میں یہ دو درہم آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے پاس لے کر آیا ہوں، انہیں قبول فرما لیجئے۔'' وہ شخص کہنے لگا: ''ان درہموں کی اب کوئی ضرورت نہیں، الحمد للہ عزوجل! ہمارے پاس آج کا رزق پہنچ چکا ہے، وہ ہمیں آج کے لئے کافی ہے۔'' حضرت سیدنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار نے ارشاد فرمایا: ''آپ یہ دو درہم اپنے پاس رکھیں تا کہ کل آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ان سے کھانے کی کوئی چیز خرید سکیں۔''

یہ سن کر وہ شخص کہنے لگا: ''کیا تم مجھے اس بات سے خوفزدہ کررہے ہو کہ کل ہمیں رزق کہاں سے ملے گا؟ حالانکہ تم دیکھ چکے ہو کہ اللہ عزوجل نے مجھے میرا آج کا رزق آج ہی عطا فرما دیا ہے اور اسی طرح وہ پاک پروردگار عزوجل ہمیں روزانہ ہمارا رزق عطا فرماتا ہے، میرا اس کی ذات پر پختہ یقین ہے۔آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اپنے درہم واپس لے جائیں، کل ہمارا پروردگار عزوجل ہمیں ہمارے حصے کا رزق ضرور عطا فرمائے گا، وہ ہمارا خالق عزوجل ہے وہ ہمیں ہرگز بے یار و مددگار نہ چھوڑے گا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر115:

دیوار سے کھجوریں نکل پڑیں

حضرت سیدنا یوسف بن حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے: ''ایک دفعہ حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی محفل میں جلوہ گر تھے۔ آس پاس معتقدین ومحبّین کا ہجوم تھا۔اس بابرکت محفل میں اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا ذکرِ خیر ہو رہا تھا۔ حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی لوگوں سے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی کرامات سن رہے تھے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کا ذکرِ خیر ہونے لگا۔لوگوں نے کہا: آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اللہ ربُّ العزّت نے بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بہت سی کرامات کا صدور ہوا۔ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے چند رفقاء کے ساتھ کسی پہاڑ پر بیٹھے تھے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک رفیق نے کہا: ''فلاں بزرگ کی بڑی شان ہے، وہ اپنے چراغ میں تیل کی بجائے پانی ڈالتے ہیں اور ان کا چراغ پانی سے جلتا ہے اور ساری ساری رات جلتا رہتا ہے۔''

یہ سن کر حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم نے فرمایا: ''اگر اللہ عزوجل کا مخلص وصادق بندہ کسی پہاڑ کو حکم دے کہ وہ اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیتا ہے۔'' اِتنا کہنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پہاڑ کو ٹھوکر ماری تو یکایک پہاڑ حرکت میں آگیا، یہ دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رفقاء خوف زدہ ہوگئے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوبارہ پہاڑ کو ٹھوکر ماری اور فرمایا: ''اے پہاڑ! ساکن ہوجا، میں نے تو اپنے ساتھیوں کو سمجھانے اور مثال بیان کرنے کے لئے تجھے ٹھوکر ماری تھی، اب ساکن ہوجا۔'' چنانچہ پہاڑ فوراً ساکن ہوگیا۔

جب لوگوں نے حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی بارگاہ عالیہ میں حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ

الاعظم کی یہ کرامت بیان کی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اگر اللہ عزوجل کا بندہ یقینِ کامل کے ساتھ دیوار سے کہے کہ ہمیں کھجوریں کِھلا تو اللہ عزوجل اس پر قادر ہے کہ وہ اپنے بندے کو دیوار سے تازہ کھجوریں کھلا دے۔'' یہ کہنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیوار پر اپنا دستِ کرامت مارا تو دیوار سے تازہ وعمدہ کھجوریں گرنا شروع ہوگئیں۔لوگوں نے آج پہلی مرتبہ ایسی کھجوریں کھائیں جو درخت سے نہیں بلکہ ایک ولی اللہ کی کرامت سے دیوار سے حاصل ہوئیں۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی مغموم ہوگئے ، اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئے: ''اے میرے پاک پروردگار عزوجل! میں اس بات سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ تُو مجھ پر ناراض ہو، مجھے اپنی ناراضگی سے ہمیشہ محفوظ رکھنا، کبھی بھی مجھ سے ناراض نہ ہونا۔''

؎ عفو کر اور سدا کے لئے راضی ہوجا   یہ کرم کردے تو جنت میں رہوں گا یارب عزوجل

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم }

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر116:

خشک زبانیں

حضرت سیدنا محمد بن حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت سیدنا ابو معاویہ اسود علیہ رحمۃ اللہ الاحد کو مقام ''طرطوس'' میں آدھی رات کے وقت دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زاروقطار رو رہے تھے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان مبارک پر یہ نصیحت آموز کلمات جاری تھے:

خبردار! جس شخص نے دنیا ہی کو اپنا مقصدِ عظیم بنالیا اور ہر وقت اسی کی تگ ودو میں لگا رہا تو کل بروزِ قیامت اسے بہت زیادہ غم وپریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا اور جو شخص آخرت میں پیش آنے والے معاملات کو یاد رکھتا ہے اور بروزِ قیامت پیش آنے والی سختیوں اور اور گھبراہٹوں کو ہر دم پیشِ نظر رکھتا ہے تو اس کا دل دنیا سے اُچاٹ ہوجاتا ہے اور جو شخص اللہ عزوجل کے عذاب کی وعیدوں سے ڈرتا ہے وہ بھی دنیاوی خواہشات کو چھوڑ دیتا ہے۔

اے مسکین! اگر تُو چاہتا ہے کہ تجھے راحت وسکون اور عظیم نعمتیں ملیں تو رات کو کم سویا کر اور شب بیداری کو اپنا معمول بنا لے، جب تجھے کوئی نصیحت کرے، نیکی کی دعوت دے اور برائی سے منع کرے تو اس کی دعوت قبول کر۔ تو اپنے پیچھے والوں کے رزق کی فکر میں غمگین نہ ہو کیونکہ تو ان کے رزق کا مکلّف نہیں بنایا گیا۔

تو اپنے آپ کو اس عظیم دن کے لئے تیار رکھ جب تیرا سامنا خالقِ کائنات عزوجل سے ہوگا تو اس کی بارگاہ میں حاضر ہوگا پھر تجھ سے سوال وجواب ہوں گے۔ اس سخت دن کی تیاری میں ہر وقت مشغول رہ، نیک اعمال کی کثرت کر اور اپنے آخرت کے خزانے کو اعمالِ صالحہ کی دولت سے جلد از جلد بھرنے کی کوشش کر، فضول مشاغل کو ترک کر دے اور موت سے پہلے موت کی تیاری کر لے ورنہ بعد میں بہت پچھتا وا ہوگا۔ جس وقت تیری روح نکل رہی ہوگی اور گلے تک پہنچ جائے گی تو تیری تمام محبوب اَشیاء جن کی تُو خواہش کیا کرتا تھا، سب کی سب دنیا ہی میں رہ جائیں گی اور اس وقت تیری حسرت اِنتہا کو پہنچ چکی ہوگی لہٰذا اس وقت سے پہلے آخرت کی تیاری کر لے۔''

آخرت کی تیاری کا بہترین طریقہ:

(آخرت کی تیاری کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ) تُو ہر وقت یہ تصور رکھ کہ بس موت آ پہنچی ہے، روح میرے گلے میں اٹکی ہوئی ہے، بس چند سانس باقی ہیں اور میں سکرات کے عالم میں غمگین و پریشان ہوں۔ میری تمام خواہشات ملیامیٹ ہوگئیں، گھر والوں کے لئے جو تمنائیں تھیں وہ خاک میں مل گئیں۔ میرے اِردگرد میرے اہل وعیال کھڑے ہیں اور میں انہیں بڑی حسرت سے دیکھ رہا ہوں، ان میں سے کوئی بھی میرے ساتھ قبر میں جانے کو تیار نہیں۔ بس میرے اعمال میرے ساتھ ہوں گے، اگر اعمال اچھے ہوئے تو آخرت میں آسانی ہوگی اور اگر (معاذ اللہ عزوجل) اعمال برے ہوئے تو وہاں کی تکلیف برداشت نہ ہو سکے گی۔

؎ نہ بیلی ہو سکے بھائی نہ بیٹا باپ تے مائی　　　تو کیوں پھرتا ہے سودائی عمل نے کام آنا ہے

پھر حضرت سیدنا ابو معاویہ اسود علیہ رحمۃ اللہ الاحد نے فرمایا: ''تمام اُمور میں سب سے زیادہ اَجر وثواب کا باعث **صبر** ہے، مصائب پر صبر کرنا بہت عظیم اَمر ہے، لہٰذا صبر سے کام لے۔ اپنی زبان کو ہر وقت اللہ عزوجل کے ذکر سے تر رکھ۔ کبھی بھی اس کے ذکر سے غافل نہ رہ، ہر ہر سانس پر اس کی پاکی بیان کر۔''

؎ غلام اک دم نہ کر غفلت حیاتی پر نہ غُرّہ　　　خدا کی یاد کر ہر دم کہ جس نے کام آنا ہے

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوبارہ رونا شروع کر دیا۔

پھر فرمانے لگے: ''ہائے افسوس! وہ دن کیسا خوفناک ہوگا جس دن میرا رنگ متغیر ہو جائے گا، اس دن کا خوف مجھے کھائے جاتا ہے، جب زبانیں خشک ہو جائیں گی، اگر بروزِ قیامت میرا زادِ آخرت کم پڑ گیا تو میرا کیا بنے گا، اس وقت میں کہاں جاؤں گا؟ کون میری مدد کرے گا؟'' اِتنا کہنے کے بعد پھر درد بھرے انداز میں رونے لگے۔

؎ دِلا غافل نہ ہو، یکدم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے　　　بغیچے چھوڑ کر خالی زمیں اندر سمانا ہے

جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا: ''حضور! یہ نصیحت آموز اور عظیم باتیں کس کے لئے ہیں اور آپ نے کہاں سے سیکھی ہیں؟'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''یہ ہر عقل مند کے لئے مفید باتیں ہیں، جو بھی ان پر عمل کرے گا فلاح وکامرانی سے مشرف ہوگا اور یہ تمام باتیں مَیں نے ایک بہت ہی دانا شخص حضرت سیدنا علی بن فضیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سیکھی ہیں۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر117: زمین سونا بن گئی

حضرت سیدنا محمد بن داؤد علیہ رحمۃ اللہ الودود فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا ابو سلیمان مغربی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ فرماتے سنا: ''مَیں رزقِ حلال حاصل کرنے کے لئے پہاڑ سے لکڑیاں کاٹ کر لاتا اور انہیں بیچ کر اپنی ضرورت کی چیزیں خریدتا، اس طرح میرا گزر بسر ہوتا تھا۔ مَیں حد درجہ اِحتیاط کرتا کہ کہیں میرے رزقِ حلال میں شبہ والی یا ناجائز چیز شامل نہ ہوجائے۔ الغرض! میں خوب احتیاط سے کام لیتا اور شکوک وشبہات والی چیزوں کو ترک کر دیتا۔

ایک رات مجھے خواب میں بصرہ کے مشہور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی، ان میں حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی، حضرت سیدنا فرقد علیہ رحمۃ اللہ الاحد اور حضرت سیدنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار بھی شامل تھے۔

مَیں نے انہیں اپنے حالات سے آگاہ کیا اور عرض کی: ''آپ لوگ مسلمانوں کے امام ومقتدا ہیں، مجھے رزقِ حلال کے حصول کا کوئی ایسا طریقہ بتائیں کہ جس میں نہ خالق عزوجل کی نافرمانی ہو، نہ مخلوق میں سے کسی کا اِحسان ہو۔'' میری یہ بات سن کر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے مقام ''طرطوس'' سے دور ایک ایسی جگہ لے گئے جہاں حلال پرندوں کی کثرت تھی۔ ان بزرگوں نے مجھے یہاں چھوڑ دیا اور فرمایا: ''تم یہاں رہو اور اللہ عزوجل کی نعمتیں کھاؤ۔ یہی وہ طریقہ ہے جس میں نہ خالق عزوجل کی نافرمانی ہے، نہ مخلوق میں سے کسی کا احسان۔''

حضرت سیدنا ابو سلیمان مغربی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''میں تقریباً چھ ماہ اس جگہ ٹھہرا رہا، وہاں سے حلال پرندے شکار کرتا، کبھی ان کو بھون کر اور کبھی کچا ہی کھا لیتا اور پھر شام کو ایک مسافر خانہ میں جا کر قیام کرتا۔ میری اس حالت سے لوگ باخبر ہوگئے اور جب مَیں مشہور ہوگیا تو لوگ میری عزت کرنے لگے۔ مَیں نے اپنے دل میں سوچا کہ اب یہاں رہنا مناسب نہیں۔

اگر مزید یہاں رہا تو ریاکاری یا غرور وتکبر جیسے فتنوں میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے۔ چنانچہ میں نے اس مسافر خانہ میں جانا چھوڑ دیا اور تین ماہ کسی اور جگہ رہائش رکھی۔ اب اللہ عزوجل کے فضل وکرم سے میں اپنے دل کو پاک وصاف اور مطمئن پاتا اور میری حالت ایسی ہوچکی تھی کہ مجھے لوگوں کی باتوں سے بالکل اُنس بھی نہ رہا۔

ایک مرتبہ میں مقام ''**مدیف**'' کی طرف گیا اور راستے میں بیٹھ گیا۔ اچانک میری نظر ایک نوجوان پر پڑی جو''**لامیس**،، سے ''**طرطوس**'' کی جانب جارہا تھا۔ میرے پاس کچھ رقم تھی جو میں نے اس وقت سے بچا کر رکھی تھی جب میں لکڑیاں بیچا کرتا تھا۔ میں نے سوچا، مَیں تو حلال پرندوں کا گوشت کھا کر گزارہ کرلیتا ہوں، کیا ہی اچھا ہو اگر میں یہ رقم اس مسافر کو دے دوں تاکہ جب یہ طرطوس شہر میں داخل ہو تو وہاں سے کوئی چیز خرید کر کھالے۔ اس خیال کے آتے ہی میں اس نوجوان کی طرف بڑھا اور رقم کی تھیلی نکالنے کے لئے جیسے ہی میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو اس مسافر نوجوان کے ہونٹوں نے حرکت کی اور میرے آس پاس کی ساری **زمین سونا بن گئی**۔ قریب تھا کہ اس کی چمک سے میری آنکھوں کی روشنی ضائع ہوجاتی، مجھ پر یکدم ایسی وحشت طاری ہوئی کہ میں آگے بڑھ کر اسے سلام بھی نہ کرسکا اور وہ وہاں سے آگے گزر گیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد اس عظیم نوجوان سے دوبارہ میری ملاقات ہوئی، وہ طرطوس کے علاقے میں ایک بُرج کے نیچے بیٹھا تھا اور اس کے سامنے ایک برتن میں پانی رکھا ہوا تھا۔ میں اس کے پاس گیا، سلام کیا اور درخواست کی: ''حضور! مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔'' میری اس بات پر نوجوان نے اپنا پاؤں پھیلایا اور اس برتن کو الٹا دیا جس میں پانی تھا، سارا پانی بہہ گیا اور اسے زمین نے فوراً جذب کرلیا۔ پھر اس نوجوان نے کہا: ''فضول گوئی نیکیوں کو اس طرح چوس لیتی ہے جس طرح خشک زمین پانی کو چُوس لیتی ہے، پس اب تم جاؤ تمہارے لئے اتنی ہی نصیحت کافی ہے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

میں بے کار باتوں سے بچ کر ہمیشہ ۔۔۔ کروں تیری حمد وثناء یا الٰہی عزوجل!

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر118: گستاخِ صحابہ علیہم الرضوان کا عبرتناک انجام

حضرت سیدنا خلف بن تمیم علیہ رحمۃ اللہ العظیم فرماتے ہیں، مجھے حضرت سیدنا ابوالحصیب بشیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بتایا کہ میں تجارت کیا کرتا تھا اور اللہ عزوجل کے فضل وکرم سے کافی مالدار تھا۔ مجھے ہر طرح کی آسائشیں میسر تھیں اور میں اکثر ایران کے شہروں میں رہا کرتا تھا۔

ایک مرتبہ میرے ایک مزدور نے مجھے خبر دی کہ فلاں مسافر خانے میں ایک شخص مرگیا ہے، وہاں اس کا کوئی بھی وارث نہیں، اب اس کی لاش بے گور وکفن پڑی ہے۔'' جب میں نے یہ سنا تو میں مسافر خانے پہنچا، وہاں میں نے ایک شخص کو مردہ حالت میں پایا، اس کے پیٹ پر کچی اینٹیں رکھی ہوئی تھیں۔ میں نے ایک چادر اس پر ڈال دی، اس کے پاس اس کے کچھ ساتھی بھی تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا: ''یہ شخص بہت عبادت گزار اور نیک تھا لیکن آج اسے کفن بھی میسر نہیں اور ہمارے پاس اِتنی رقم بھی نہیں کہ اس کی تجہیز وتکفین کرسکیں۔'' جب میں نے یہ سنا تو اُجرت دے کر ایک شخص کو کفن لینے کے لئے اور ایک کو قبر کھودنے کے لئے بھیجا اور ہم اس کے لئے کچی اِینٹیں تیار کرنے لگے پھر میں نے پانی گرم کیا تاکہ اسے غسل دیں۔ ابھی ہم لوگ انہیں کاموں میں مشغول تھے کہ یکایک وہ مردہ اُٹھ بیٹھا، اینٹیں اس کے پیٹ سے گر گئیں پھر وہ بڑی بھیانک آواز میں چیخنے لگا: ہائے آگ، ہائے ہلاکت، ہائے بربادی! ہائے آگ، ہائے ہلاکت، ہائے بربادی! جب اس کے ساتھیوں نے یہ خوفناک منظر دیکھا تو وہ وہاں سے بھاگ گئے۔ میں اس کے قریب گیا اور اس کا بازو پکڑ کر ہلایا۔ پھر اس سے پوچھا: ''تُو کون ہے اور تیرا کیا معاملہ ہے؟''

وہ کہنے لگا: ''میں کوفہ کا رہائشی تھا اور بدقسمتی سے مجھے ایسے برے لوگوں کی صحبت ملی جو حضرات سیدنا صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما کو گالیاں دیا کرتے تھے۔ ان کی صحبتِ بد کی وجہ سے میں بھی ان کے ساتھ مل کر شیخین کریمین رضی اللہ تعالٰی عنہما کو گالیاں دیا کرتا اور ان سے نفرت کرتا تھا۔

سیدنا ابوالخصیب علیہ رحمۃ اللہ اللطیف فرماتے ہیں، میں نے اس کی یہ بات سن کر اِستغفار پڑھا اور کہا: ''اے بدبخت! پھر تو تجھے سخت سزا ملنی چاہئے اور تُو مرنے کے بعد زندہ کیسے ہوگیا؟'' تو اُس نے جواب دیا: ''میرے نیک اعمال نے مجھے کوئی فائدہ نہ دیا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی گستاخی کی وجہ سے مجھے مرنے کے بعد گھسیٹ کر جہنم کی طرف لے جایا گیا اور وہاں مجھے میرا ٹھکانا دکھایا گیا، وہاں کی آگ بہت بھڑک رہی تھی۔

پھر مجھ سے کہا گیا: ''عنقریب تجھے دوبارہ زندہ کیا جائے گا تاکہ تُو اپنے بدعقیدہ ساتھیوں کو اپنے دردناک انجام کی خبر دے اور انہیں بتائے کہ جو کوئی اللہ عزوجل کے نیک بندوں سے دشمنی رکھتا ہے اس کا آخرت میں کیسا دردناک انجام ہوتا ہے، جب تُو ان کو اپنے بارے میں بتادے گا تو پھر دوبارہ تجھے تیرے اصلی ٹھکانے (یعنی جہنم) میں ڈال دیا جائے گا۔''

یہ خبر دینے کے لئے مجھے دوبارہ زندہ کیا گیا ہے تاکہ میری اس حالت سے گستاخانِ صحابہ کرام علیہم الرضوان عبرت حاصل کریں اور اپنی گستاخیوں سے باز آجائیں ورنہ جو کوئی ان حضرات کی شان میں گستاخی کرے گا اس کا انجام بھی میری طرح ہوگا۔''

اِتنا کہنے کے بعد وہ شخص دوبارہ مردہ حالت میں ہوگیا۔ میں نے بھی اور دیگر لوگوں نے بھی اس کی یہ عبرت ناک باتیں

سنیں، اتنی ہی دیر میں مزدور کفن خرید لایا، میں نے وہ کفن لیا اور کہا: ''میں ایسے بدنصیب شخص کی ہرگز تجہیز وتکفین نہیں کروں گا جو شیخین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا گستاخ ہو، تم اپنے ساتھی کو سنبھالو میں اس کے پاس ٹھہرنا بھی گوارا نہیں کرتا۔''

اِس کے بعد میں وہاں سے واپس چلا آیا پھر مجھے بتایا گیا کہ اس کے بدعقیدہ ساتھیوں نے ہی اسے غسل وکفن دیا اور ان چند بندوں ہی نے اس کی نماز جنازہ پڑھی، ان کے علاوہ کسی نے بھی نماز جنازہ میں شرکت نہ کی، اس کے بدعقیدہ ساتھیوں کی بدبختی دیکھو کہ وہ پھر بھی لوگوں سے پوچھ رہے تھے کہ تم نے ہمارے ساتھی کی نماز جنازہ میں شرکت کیوں نہیں کی؟

حضرت سیدنا خلف بن تمیم علیہ رحمۃ اللہ العظیم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا ابوالحصیب علیہ رحمۃ اللہ اللطیف سے پوچھا: ''کیا تم اس واقعے کے وقت وہاں موجود تھے؟'' انہوں نے جواب دیا: ''جی ہاں! میں نے اپنی آنکھوں سے اس بدبخت کو دوبارہ زندہ ہوتے دیکھا اور اپنے کانوں سے اس کی باتیں سنیں۔''

یہ سن کر حضرت سیدنا خلف بن تمیم علیہ رحمۃ اللہ العظیم نے فرمایا: ''اب میں بھی اس بے ادب وگستاخ شخص کی اس بدترین حالت کی خبر لوگوں کو ضرور دوں گا۔''

(اللہ عزوجل ہمیں صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان میں گستاخی اور بے ادبی سے محفوظ رکھے اور تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سچی محبت عطا فرمائے، ان کی خوب خوب تعظیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

؎ محفوظ سدا رکھنا شہا بے ادبوں سے ــــــ اور مجھ سے بھی سرزد نہ کبھی بے ادبی ہو
صحابہ کا گدا ہوں اور اہل بیت کا خادم ــــــ یہ سب ہے آپ ہی کی تو عنایت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

حکایت نمبر 119: بدنامِ زمانہ فاحشہ نے توبہ کیسے کی؟

حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''ایک فاحشہ عورت کے بارے میں مشہور تھا کہ اسے دنیا کا تہائی حُسن دیا گیا ہے۔ اس کی بدکاری بھی اِنتہاء کو پہنچ چکی تھی، جب تک وہ سو دینار نہ لے لیتی اپنے قریب کسی کو نہ آنے دیتی۔ لوگ اس کے حُسن کی وجہ سے اِتنی بھاری رقم ادا کر کے بھی اس سے بدکاری کرتے۔

ایک مرتبہ ایک عابد کی اس عورت پر اچانک نظر پڑ گئی، اِتنی حسین وجمیل عورت کو دیکھ کر وہ عابد اس کے عشق میں مبتلا ہو گیا اور اس نے اِرادہ کیا کہ مَیں اس حسین وجمیل عورت کا قُرب ضرور حاصل کروں گا، جب اسے معلوم ہوا کہ 100 دینار

دیئے بغیر میری یہ حسرت پوری نہیں ہوسکتی تو اس نے مطلوبہ رقم حاصل کرنے کے لئے دن رات مزدوری کی۔ کافی تگ ودو کے بعد جب 100 دینار جمع ہو گئے تو وہ اس بدکار عورت کے پاس پہنچا اور کہا: ''اے حسن وجمال کی پیکر! مَیں پہلی ہی نظر میں تیرا دیوانہ ہو گیا تھا، تیرا قُرب حاصل کرنے کے لئے میں نے مزدوری کی اور اب سو دینار لے کر تیرے پاس آیا ہوں۔''

یہ سن کر اس فاحشہ عورت نے کہا: ''اندر آجاؤ۔'' جب وہ عابد کمرے میں داخل ہوا تو دیکھا کہ وہ حسین وجمیل عورت سونے کے تخت پر بیٹھی ہے۔ اس نے عابد سے کہا: ''میرے قریب آؤ اور اپنی دیرینہ خواہش پوری کر لو، مَیں حاضر ہوں، آؤ! میرے قریب آؤ۔'' وہ عابد بے تاب ہو کر اس کی طرف بڑھا اور اس کے قریب تخت پر جا بیٹھا۔ جب وہ دونوں بدکاری کے لئے بالکل تیار ہو گئے تو اس عابد کی سابقہ عبادت اس کے کام آگئی اور اسے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حاضری کا دن یاد آگیا۔ بس یہ خیال آنا تھا کہ اس کے جسم پر کپکپی طاری ہو گئی، اس کی شہوت ختم ہو گئی اور اسے اپنے اس فعلِ بد کے ارادے پر بڑی شرمندگی ہوئی۔ اس نے عورت سے کہا: ''مجھے جانے دو اور یہ سو دینار بھی تم اپنے پاس رکھو، مَیں اس گناہ سے باز آیا۔'' اس عورت نے حیران ہو کر پوچھا: ''آخر تمہیں کیا ہوا؟ تم تو کہہ رہے تھے کہ تمہارا حسن وجمال دیکھ کر میں دیوانہ ہو گیا ہوں اور میرا قُرب حاصل کرنے کے لئے تم نے بہت جتن کئے، اب جبکہ تم میرے قُرب میں ہو اور میں نے اپنے آپ کو تمہارے حوالے کر دیا ہے تو اب تم مجھ سے دور بھاگ رہے ہو، آخر کیا چیز تمہیں میرے قُرب سے مانع ہے؟''

یہ سن کر اس عابد نے کہا: ''مجھے اپنے رب عزوجل سے ڈر لگ رہا ہے اور اس کا خوف تیری طرف مائل نہیں ہونے دے رہا، مجھے اس دن کا خوف دامن گیر ہے جب میں اپنے پروردگار عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہوں گا، اگر مَیں نے یہ گناہ کر لیا تو کل بروزِ قیامت اللہ عزوجل کی ناراضگی کا سامنا کس طرح کر سکوں گا، لہٰذا اب میرا دل تجھ سے اُچاٹ ہو چکا ہے، مجھے یہاں سے جانے دو۔''

عابد کی یہ باتیں سن کر فاحشہ عورت بہت حیران ہوئی اور کہنے لگی: ''اگر تم اپنی اس گفتگو میں سچے ہو تو مَیں بھی پختہ ارادہ کرتی ہوں کہ تمہارے علاوہ کوئی اور میرا شوہر ہر گز نہیں بن سکتا، مَیں تم ہی سے شادی کروں گی۔'' عابد کہنے لگا: ''تم مجھے چھوڑ دو مجھے بہت گھبراہٹ ہو رہی ہے۔'' عورت نے کہا: ''اگر تم مجھ سے شادی کر لو تو مَیں تمہیں چھوڑ دیتی ہوں۔'' عابد نے کہا: ''جب تک میں یہاں سے چلا نہ جاؤں اس وقت تک میں شادی کے لئے تیار نہیں۔'' عورت نے کہا: ''اچھا! ابھی تم چلے جاؤ لیکن میں تمہارے پاس آؤں گی اور تم ہی سے شادی کروں گی۔'' پھر وہ عابد سر پر کپڑا ڈالے منہ چھپائے شرمندہ شرمندہ وہاں سے نکلا اور اپنے شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔

فاحشہ عورت کے دل میں اس عابد کی باتیں اَثر کر چکی تھیں ۔ چنانچہ اس نے اپنے تمام سابقہ گناہوں سے توبہ کرلی پھر اس نے اپنے شہر کو خیر باد کہا اور اس عابد کے بارے میں پوچھتی پوچھتی بالآخر اس کے گھر پہنچ گئی ۔'' لوگوں نے عابد کو بتایا کہ فلاں عورت تم سے ملاقات کرنا چاہتی ہے ۔'' عابد باہر آیا جیسے ہی اس کی نظر عورت پر پڑی تو ایک زوردار چیخ ماری اور اس کی روح عالمِ بالا کی طرف پرواز کرگئی ۔ عورت اس کی طرف بڑھی تو دیکھا کہ اس کا جسم ساکت ہو چکا تھا ۔ وہ بہت زیادہ غمزدہ ہوئی اور اس نے لوگوں سے پوچھا: ''کیا اس کا کوئی قریبی رشتہ دار ہے؟'' لوگوں نے کہا: ''ہاں، اس کا ایک بھائی ہے لیکن وہ بہت غریب ہے ۔'' یہ سن کر اس عورت نے کہا: ''مَیں تو اس نیک عابد سے شادی کرنا چاہتی تھی لیکن یہ تو دنیا سے رخصت ہو گیا، اب میں اس کی محبت میں اس کے بھائی سے شادی کروں گی ۔''

چنانچہ اس عورت اور عابد کے بھائی کی شادی ہوگئی، اللہ ربُّ العزَّت نے انہیں نیک وصالح اولاد عطا فرمائی اور ان کے ہاں سات بیٹے ہوئے جو سب کے سب اپنے زمانے کے مشہور ولی بنے ۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

(اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ''ہمیں بھی اپنا ایسا خوف عطا فرما کہ ہم ہر قسم کے گناہوں سے محفوظ رہیں، ہمارا کوئی عضو کبھی بھی تیری نافرمانی والے کاموں کی طرف سبقت نہ کرے ۔ اے اللہ عزوجل! ہمیں عبادت کی لذت وچاشنی عطا فرما، اگر بتقاضائے بشریت ہم سے گناہ سرزد ہو جائے تو اپنے فضل وکرم سے فوراً توبہ کی توفیق عطا فرما، اپنی ناراضگی سے ہماری حفاظت فرما، ہمیں گناہوں پر شرمندگی عطا فرما ۔ اے اللہ عزوجل! تُو ہی گناہ گاروں کے گناہوں کو معاف فرمانے والا ہے، اپنے محبوبوں کے صدقے ہماری تمام خطائیں معاف فرمادے اور اپنی دائمی رضا کی دولت سے ہماری جھولیاں بھر دے ۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

بخش ہماری ساری خطائیں کھول دے ہم پر اپنی عطائیں
برسا دے رحمت کی برکھا، یا اللہ (عزوجل)! میری جھولی بھر دے

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 120: معرفتِ الٰہی عزوجل رکھنے والی بوڑھی عورت

حضرت سیدنا عثمان رجائی علیہ رحمۃ اللہ الھادی فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں کسی ضروری کام کے سلسلے میں بیت المقدس سے ایک گاؤں کی طرف روانہ ہوا ۔ راستے میں ایک بوڑھی عورت ملی جس نے اُون کا جبہ پہنا ہوا تھا اور اُون ہی کی چادر اُوڑھی ہوئی

تھی ۔میں نے اسے سلام کیا اس نے جواب دیا اور پوچھا: ''بیٹا! تم کہاں سے آرہے ہو اور کہاں کا اِرادہ ہے؟'' میں نے بتایا: ''میں بیت المقدس سے آرہا ہوں اور فلاں گاؤں کسی کام کے سلسلے میں جارہا ہوں ۔'' اس بوڑھی عورت نے پھر پوچھا: ''جہاں سے تم آئے ہو اور جہاں جانے کا تمہارا ارادہ ہے ان دونوں علاقوں کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟'' میں نے کہا: ''تقریباً! 18 میل کا فاصلہ ہوگا۔'' وہ کہنے لگی: ''بیٹے! پھر تو تمہارا کام بہت ضروری ہوگا جس کے لئے تم نے اتنی مشقت برداشت کی ہے؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں! مجھے واقعی بہت ضروری کام ہے۔'' اس نے پوچھا: ''تمہارا نام کیا ہے؟'' میں نے کہا: ''عثمان۔'' وہ کہنے لگی: ''اے عثمان! تم جس گاؤں میں اپنے کام سے جارہے ہو اس کے مالک سے عرض کیوں نہیں کرتے کہ وہ تمہیں تھکائے بغیر تمہاری حاجت پوری کردے اور تمہیں سفر کی صعوبتیں برداشت نہ کرنی پڑیں۔''

مَیں اس کلام سے اس ضعیف عورت کی مُراد نہ سمجھ سکا اور کہا: ''میرے اور اس بستی کے مالک کے درمیان کوئی خاص تعلق نہیں کہ وہ میری حاجت کو اس طرح پورا کردے۔'' اس عورت نے پھر پوچھا: ''اے عثمان! وہ کون سی شے ہے جس نے تجھے اس گاؤں کے مالکِ حقیقی کی معرفت سے نابلد رکھا ہے اور تمہارا اس مالک سے تعلق منقطع ہوگیا ہے۔''

اب مَیں اس بوڑھی عورت کی مراد سمجھ گیا کہ یہ مجھے کیا سمجھانا چاہتی ہے یعنی یہ میری توجہ اس بات کی طرف دلا رہی ہے کہ خالق حقیقی عزوجل سے اپنا تعلق مضبوط کیوں نہیں رکھا اور تُو اس کی معرفت میں ابھی تک کامل کیوں نہیں ہوا؟ جب مجھے اس کی بات سمجھ آئی تو میں رونے لگا۔ اس بڑھیا نے پوچھا: ''اے عثمان! تجھے کس چیز نے رُلایا؟ کیا کوئی ایسا کام ہے کہ تُو نے وہ سرانجام دیا اور اب تُو اسے بھول گیا یا پھر کوئی ایسی بات ہے کہ پہلے تو اسے بھولا ہوا تھا اب وہ تجھے یاد آگئی ہے؟'' میں نے کہا: ''واقعی اب تک میں غفلت میں تھا اور اب خوابِ غفلت سے بیدار ہو چکا ہوں۔'' یہ سن کر اس عورت نے کہا: ''شکر ہے اس پاک پروردگار عزوجل کا جس نے تجھے غفلت سے بیدار کیا اور اپنی طرف راہ دی۔''

اے عثمان! ''کیا تم اللہ عزوجل سے محبت کرتے ہو؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں! میں اس پاک پروردگار عزوجل سے محبت کرتا ہوں۔'' اس نے پھر پوچھا: ''کیا تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو؟'' میں نے کہا: ''اللہ عزوجل کی قسم! میں اس سے بہت محبت کرتا ہوں۔''

بڑھیا نے کہا: ''اے عثمان! جس پاک ذات سے تم نے محبت کی ہے کیا تم جانتے ہو کہ اس نے تمہیں کس کس حکمت سے نوازا اور کونسی کونسی بھلائیاں عطا فرمائیں؟'' میں اس بات کا جواب نہ دے سکا اور خاموش رہا۔ اس نے کہا: ''اے عثمان! شاید تُو ان لوگوں میں سے ہے جو اپنی محبت کو پوشیدہ رکھنا چاہتے ہیں اور لوگوں پر ظاہر نہیں ہونے دیتے۔'' اس پر بھی میں اسے کوئی جواب نہ دے سکا اور میں نے رونا شروع کر دیا مجھے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ میں کیا جواب دوں۔

میری اس حالت کو دیکھ کر اس عظیم بوڑھی عورت نے کہا: ''اے عثمان! اللہ ربُّ العزَّت اپنی حکمت کے چشمے، اپنی معرفت کی دولت اور اپنی پوشیدہ محبت نالائقوں کو عطا نہیں فرماتا، وہ نالائقوں اور نااہلوں سے یہ تمام نعمتیں دور رکھتا ہے۔''

میں نے اس عظیم عورت سے عرض کی: ''آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ عزوجل مجھے اپنی سچی محبت عطا فرمائے۔''

کچھ دیر کے بعد میں نے پھر اس عورت سے دعا کے لئے عرض کی تو اس نے کہا: ''اے عثمان! وہ پاک پروردگار عزوجل تو دلوں کے بھیدوں کو بھی جانتا ہے، وہ اپنے چاہنے والوں کے دلوں سے باخبر ہے کہ کون اس سے کتنی محبت کرتا ہے اور کون اس کی محبت کا طالب ہے؟ اے عثمان! تم اپنے مطلوبہ کام کے لئے جاؤ، خدا عزوجل کی قسم! اگر مجھے اپنی معرفت کے سَلب ہوجانے کا خوف نہ ہوتا تو ایسے ایسے عجائبات ظاہر کرتی کہ تُو حیران رہ جاتا۔'' پھر اس نے ایک آہِ سرد دلِ پُر درد سے کھینچی اور کہنے لگی: ''اے عثمان! جب تک تم خود اللہ عزوجل کی محبت کے لئے نہیں تڑپو گے اس وقت تک تمہیں کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا اور تمہیں غم سے اس وقت تک تسکین حاصل نہیں ہوگی جب تک تم خود نہیں چاہو گے۔ بندہ ہمیشہ اپنی سچی طلب اور شوقِ کامل سے اپنی منزل کو پاتا ہے۔''

اِتنا کہنے کے بعد وہ عظیم عورت وہاں سے رخصت ہوگئی۔ حضرت سیدنا عثمان علیہ رحمۃ اللہ المنان فرماتے ہیں: ''جب بھی مجھے اس بوڑھی عورت کی وہ باتیں اور ملاقات یاد آتی ہے تو مَیں بے اختیار رونے لگتا ہوں اور مجھ پر غشی طاری ہوجاتی ہے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

(اے اللہ عزوجل! ہمیں اپنی دائمی محبت عطا فرما اور اپنے محبوب بندوں میں شامل فرمالے۔ اے اللہ عزوجل! تجھے تیرے ان اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا واسطہ جن کے دلوں میں تیری محبت کی شمعیں روشن ہیں اور وہ ہر وقت تیری محبت میں گم رہتے ہیں تُو ہمیں اپنی محبت وولایت کی خیرات سے مالا مال کردے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

محبت میں اپنی گُما یا الٰہی عزوجل! نہ پاؤں میں اپنا پتا یا الٰہی عزوجل!
تُو اپنی ولایت کی خیرات دے دے میرے غوث کا واسطہ یا الٰہی عزوجل!

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 121:

چار عظیم نعمتیں

حضرت سیدنا سالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے ساتھ ''لبنان'' کے پہاڑوں میں سفر پر تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مقام پر پہنچ کر مجھ سے فرمایا: ''اے سالم! جب تک میں واپس

نہ آجاؤں تم اسی جگہ ٹھہرنا۔'' اتنا کہنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک پہاڑ کی سمت گئے اور میری نظروں سے اوجھل ہوگئے۔ دو دن گزر گئے لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ واپس تشریف نہ لائے۔ مَیں اکیلا اس ویران جگہ پر یشان تھا، جب مجھے بھوک لگتی تو پتے اور سبزی کھالیتا، جب پیاس کی شدت ہوتی تو قریبی تالاب سے پانی پی لیتا۔ بالآخر تین دن بعد حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی تشریف لائے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چہرے کا رنگ متغیر تھا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت زیادہ پریشانی کے عالم میں تھے۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حالت کچھ سنبھلی تو میں نے عرض کی: ''حضور! کیا کسی درندے کی وجہ سے آپ پر خوف طاری ہے؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواباً فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے عرض کی: ''پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اتنے خوفزدہ اور پریشان کیوں ہیں؟'' فرمانے لگے: ''یہاں سے جانے کے بعد میں ایک غار کی طرف نکل گیا۔ جب میں اس میں داخل ہوا تو ایک ایسے بزرگ کو دیکھا جن کی داڑھی اور سر کے بال بالکل سفید ہوچکے تھے، جسم بہت کمزور و لاغر تھا ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے یہ بزرگ ابھی قبر سے نکل کر آرہے ہیں، وہ نہایت غمگین حالت میں اپنے پاک پروردگار عزوجل کی عبادت میں مشغول تھے اور نہایت خشوع وخضوع سے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے آگے بڑھ کر انہیں سلام کیا۔'' انہوں نے جواب دیا اور دوبارہ نماز میں مشغول ہوگئے، عصر تک نماز میں مشغول رہے پھر ایک پتھر سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور سبحان اللہ سبحان اللہ کی صدائیں بلند کرنے لگے۔ انہوں نے مجھ سے کوئی بات نہ کی بالآخر میں نے ہی ان سے عرض کی: ''اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، مجھے کچھ نصیحت فرمائیے اور میرے لئے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کیجئے۔''

اس بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے بیٹا! میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل تجھے اپنی سچی محبت اور اپنے قُربِ خاص کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ اِتنا کہنے کے بعد وہ بزرگ چپ ہوگئے۔'' میں نے عرض کی: ''حضور! کچھ اور نصیحت فرمائیے۔'' فرمایا: ''جس شخص کو اللہ عزوجل اپنے قُرب کی دولت سے نوازتا ہے اسے چار عظیم نعمتیں عطا فرماتا ہے:

(۱)......بغیر خاندانی شان وشوکت کے عزت۔

(۲)......بغیر طلب کے علم۔

(۳)......بغیر مال کے غِناء۔

(۴)......بغیر جماعت کے اُنس والفت۔

اِتنا کہنے کے بعد اس بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک دردناک چیخ ماری اور بے ہوش ہوگئے۔ میں نے گمان کیا کہ شاید یہ بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اِنتقال فرما چکے ہیں لیکن تین دن کے بعد انہیں افاقہ ہوا فوراً قریبی چشمے پر گئے۔ وضو کیا اور مجھ سے پوچھا:

''اے بیٹا! اس حالت میں میری کتنی نمازیں فوت ہوگئیں دو یا تین نمازیں۔'' میں نے عرض کی: ''حضور! آپ کی تین دن اور تین راتوں کی نمازیں فوت ہوچکی ہیں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تین دن تک بے ہوشی کی حالت میں رہے ہیں۔'' پس انہوں نے اپنی نمازیں مکمل کیں۔

پھر مجھ سے فرمایا: ''جب میں اپنے پاک پروردگار عزوجل کا ذکر کرتا ہوں تو میرا اشتیاقِ ملاقات بڑھ جاتا ہے، مجھ پر وجدانی کیفیت طاری ہوجاتی ہے، میں مخلوق سے ملاقات کو پسند نہیں کرتا کیونکہ لوگوں کی ملاقات مجھے میرے رب عزوجل کے ذکر سے غافل کردیتی ہے۔ بیٹا! اب تم یہاں سے چلے جاؤ تاکہ میں اپنے رب عزوجل کی عبادت کرسکوں، اللہ عزوجل تمہیں اپنی حفظ وامان میں رکھے۔''

جب میں نے یہ سنا تو مجھے رونا آگیا اور میں نے عرض کی: ''حضور! میں مسلسل تین دن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں حاضر رہا ہوں، مجھے مزید کچھ نصیحت فرمائیے۔''

تو وہ بزرگ فرمانے لگے: ''اے میرے بیٹے! اپنے رب عزوجل سے سچی محبت کر، اس کی محبت کے عوض کوئی چیز طلب نہ کر، اس سے بے غرض محبت کر۔ بے شک جو لوگ اللہ عزوجل سے محبت کرتے ہیں وہ لوگوں کے سردار ہیں، زاہدوں کی نشانیاں ہیں۔ ایسے لوگ اللہ عزوجل کے منتخب شدہ بندے ہیں، اللہ عزوجل نے انہیں اپنی محبت کے لئے منتخب فرمالیا ہے، یہ لوگ اللہ عزوجل کے پسندیدہ بندے ہیں۔ اتنا کہنے کے بعد اس نیک بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک چیخ ماری اور اس کی رُوح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی۔''

کچھ ہی دیر بعد میں نے دیکھا کہ مختلف سمتوں سے بہت سے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ پہاڑوں سے اُتر کر آرہے ہیں۔ انہوں نے اس بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تکفین کی، نماز جنازہ ادا کی اور اسے دفن کردیا۔

جب وہ جانے لگے تو میں نے ان سے پوچھا: ''یہ بزرگ کون تھے اور ان کا نام کیا تھا؟'' انہوں نے بتایا: ''ان کا نام **شیبان المُصاب** علیہ رحمۃ اللہ الوھاب ہے۔'' اِتنا کہنے کے بعد وہ تمام صالحین وہاں سے چلے گئے۔

حضرت سیدنا سالم علیہ رحمۃ اللہ الدائم فرماتے ہیں کہ میں نے اہلِ شام سے حضرت سیدنا شیبان المصاب علیہ رحمۃ اللہ الوہاب کے متعلق پوچھا: ''انہوں نے بتایا کہ لوگ انہیں دیوانہ سمجھتے تھے اور بچے انہیں پاگل سمجھ کر تنگ کرتے اور پتھر مارتے اسی لئے وہ یہاں سے چلے گئے اور پہاڑوں میں مشغولِ عبادت ہوگئے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں بھی اپنا قربِ خاص عطا فرما، دنیا کی محبت سے بچا کر اپنی محبت کی لازوال

دولت سے سرفراز فرما، بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ کی طرح خوب عبادت وریاضت کا ذوق وشوق عطا فرما، ہر وقت اپنے اور اپنے مدنی حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کے جلوؤں میں گم رہنے کی سعادت عطا فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم)

قتل کی دھمکی

حکایت نمبر122:

حضرت سیدنا علی بن الحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں: ''عبدالملک بن مروان نے ایک شخص کو حاکم بنا کر مدینہ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا بھیجا تاکہ وہ بیعت وغیرہ کا سلسلہ کرے اور انتظامات سنبھالے۔'' چنانچہ میں حضرت سیدنا سالم بن عبداللہ، حضرت سیدنا قاسم بن محمد اور حضرت سیدنا ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے پاس گیا اور ان سے کہا: ''آؤ ہم سب اپنے شہر کے نئے حاکم کے پاس چلتے ہیں تاکہ اس سے ملاقات کریں اور اسے اِعتماد میں لیں۔''

چنانچہ ہم اس حاکم کے پاس گئے اور اسے سلام کیا، اس نے ہمیں اپنے پاس بلایا اور کہا: ''تم میں (حضرت سیدنا) سعید بن مسیّب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کون ہے؟'' حضرت سیدنا قاسم بن محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا: ''حضرت سیدنا سعید بن میسّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُمراء سے تعلق نہیں رکھتے انہوں نے مسجد میں رہنے کو لازم کرلیا ہے، وہ ہر وقت دربارِ الٰہی عزوجل میں مشغولِ عبادت رہتے ہیں، دنیاداروں سے انہیں کوئی غرض نہیں، وہ اُمراء کے درباروں میں جانا پسند نہیں فرماتے۔''

اس حاکم نے کہا: ''تم لوگ اسے میرے پاس آنے کی ترغیب دلاؤ اور اسے میرے پاس ضرور لے کر آنا، اللہ عزوجل کی قسم! اگر وہ نہ آیا تو مَیں اسے ضرور قتل کردوں گا۔'' اس حاکم نے تین مرتبہ قسم کھا کر ان الفاظ کے ساتھ قتل کی دھمکی دی۔ حضرت سیدنا قاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس ظالم حکمران کی یہ دھمکی سن کر ہم بہت پریشان ہوئے اور واپس چلے آئے۔ مَیں سیدھا مسجد میں گیا اور حضرت سیدنا سعید بن میسّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ستون سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ میں نے انہیں ساری صورتحال سے آگاہ کیا اور عرض کی: ''حضور! میری تو رائے یہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمرہ کرنے چلے جائیں اور کچھ عرصہ مکۂ مکرمہ میں گزاریں تاکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شریر حاکم کی نظروں سے اوجھل رہیں اور معاملہ رفع دفع ہوجائے۔''

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً ارشاد فرمایا: ''مَیں اس عمل میں اپنی نیت حاضر نہیں پاتا اور میرے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل وہ ہے جو خلوص نیت سے ہو اور صرف رضائے الٰہی عزوجل کے لئے ہو۔'' میں نے کہا: ''پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرح کریں کہ چند دن کے لئے کسی دوست کے ہاں قیام فرمائیں اس طرح جب کسی شخص کی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نظر نہیں پڑے گی اور آپ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں نہیں ہوں گے تو چند دنوں میں معاملہ ختم ہو جائے گا اور حاکم یہی سمجھے گا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں چلے گئے ہیں۔''

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:''اگر مَیں ایسا کروں اور کسی کے گھر میں قیام کروں، تو جب مؤذِن حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کی صدائیں بلند کرکے مجھے دربارِ الٰہی عزوجل کی طرف بلائے گا تو میں اس کے حکم سے روگردانی کس طرح کر سکوں گا، دن رات مجھے میرے پاک پروردگار عزوجل کی جانب سے مسجد میں حاضری کا حکم ملے اور میں ایک ظالم حکمران کی وجہ سے احکم الحاکمین عزوجل کے حکم سے اعراض کروں۔ یہ بات میں کبھی بھی گوارا نہیں کر سکتا، چاہے میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے میں مسجد کو ہر گز ہر گز نہیں چھوڑوں گا۔''

یہ جرأت مندانہ جواب سن کر میں نے عرض کی:''حضور! پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرح کریں کہ کسی اور مسجد میں نماز ادا فرما لیا کریں اور اپنی مجلسِ علم کسی اور جگہ قائم کر لیا کریں۔ اس طرح بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حاکم کی نظروں سے اوجھل رہ سکتے ہیں۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ میں عرصہ دراز سے اسی مسجد میں اسی ستون کے پاس اپنے پاک پروردگار عزوجل کی عبادت کر رہا ہوں، اب کسی ظالم کے خوف سے میں اس جگہ کو چھوڑ دوں یہ مجھے ہر گز منظور نہیں، مَیں اسی مسجد میں اسی ستون کے پاس عبادتِ الٰہی عزوجل میں مشغول رہوں گا۔''

حضرت سیدنا قاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری تینوں باتوں سے اِنکار فرما دیا تو میں نے عرض کی:''اللہ عزوجل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحم فرمائے، کیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی موت سے ڈر نہیں لگتا لوگ تو موت کے نام سے بھی کانپ جاتے ہیں اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ حاکم کی شدید دھمکی کے باوجود ذرہ برابر بھی خوفزدہ نہیں ہوئے۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:''خدا عزوجل کی قسم! میں اپنے رب عزوجل کے علاوہ کسی سے بھی نہیں ڈرتا، مجھے صرف اسی پاک پروردگار عزوجل کا خوف ہے اس کے علاوہ میں مخلوق میں کسی سے نہیں ڈرتا۔''

میں نے عرض کی:''حضور! حاکم نے شدید دھمکی دی ہے، میں تو بہت پریشان ہو گیا ہوں کہیں وہ ظالم حاکم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوئی نقصان نہ پہنچا دے؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:''اے قاسم (رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ)! تم بے فکر رہو، میرا پروردگار عزوجل میری حفاظت فرمائے گا اور ان شاء اللہ عزوجل بہتری ہوگی۔ میں اپنے رب عزوجل جو کہ عرشِ عظیم کا مالک ہے، اس کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ وہ میرے معاملہ کو اس ظالم حاکم سے بُھلا دے۔''

اے قاسم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! تم بے فکر رہو، ان شاء اللہ عزوجل سب بہتر ہوگا۔ یہ سن کر میں وہاں سے چلا آیا، مجھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے بہت پریشانی کا سامنا تھا۔ میں روزانہ لوگوں سے پوچھتا کہ آج شہر میں کوئی خاص واقعہ تو پیش نہیں آیا۔

آج حضرت سیدنا سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کوئی ناخوش گوار واقعہ تو پیش نہیں آیا لیکن اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عزوجل مجھے ہر مرتبہ خیر ہی کی خبر ملتی۔ اسی طرح ایک سال امن وامان سے گزر گیا وہ حاکم ایک سال وہاں رہا لیکن وہ حضرت سیدنا سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بال بھی بیکا نہ کر سکا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا بارگاہِ خداوندی عزوجل میں مقبول ہوئی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر اس حاکم کو بُھلا دیا گیا۔ ایک سال بعد وہ حاکم معزول کر دیا گیا اور اسے کسی اور جگہ کا حاکم بنا دیا گیا ایک دن اس حاکم نے اپنے غلام سے کہا: ''تیرا ناس ہو! مَیں نے علی بن حسین، قاسم بن محمد اور سالم بن عبداللہ کے سامنے تین مرتبہ قسم کھائی تھی کہ میں سعید بن مسیّب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو قتل کروں گا لیکن جب تک میں مدینہ منورہ میں رہا مجھے سعید بن مسیّب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا خیال تک نہ آیا، نہ جانے مجھے کیا ہو گیا تھا۔ اب میں تو ان حضرات کے سامنے رُسوا ہو کر رہ گیا کہ میں اپنی قسم کو پورا نہ کر سکا۔''

اس غلام نے کہا: ''اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں کچھ عرض کروں؟'' حاکم نے کہا: ''تمہیں اجازت ہے جو کہنا چاہو بے دھڑک کہو۔'' غلام نے کہا: ''حضور! اللہ عزوجل نے آپ سے حضرت سیدنا سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر کو بھلا دیا اور آپ کو ان کے قتل کے گناہ میں ملوث نہ ہونے دیا۔ یہ تو آپ کے حق میں اللہ عزوجل نے بہت بہتر فیصلہ فرمایا ہے، ورنہ (قتلِ ناحق کا) جو اِرادہ آپ نے کیا تھا اس میں سراسر آپ کا نقصان تھا۔ اللہ عزوجل کا فیصلہ آپ کے حق میں یقیناً بہتر ہے۔'' غلام کی یہ بات سن کر حاکم نے کہا: ''اے غلام! جاؤ تم اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر آزاد ہو۔''

خبیث جن

حکایت نمبر 123:

حضرت ابو اسحاق محمد بن رشید معتصم باللہ سے مروی ہے: ''بحری جہاز سمندر کے سینے کو چیرتا قدرت الٰہی عزوجل کا مظاہرہ کرتا ہوا جانبِ منزل جھومتا چلا جا رہا تھا۔ اس جہاز میں ایک شخص کے پاس دس ہزار سونے کی اشرفیاں تھیں۔ بحری جہاز کے مسافر اپنی منزل کی طرف گامزن تھے۔ اچانک کسی کہنے والے نے کہا: ''میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر کوئی شخص اسے کیسی ہی بڑی مصیبت میں پڑھے اللہ عزوجل اس مصیبت کو اس پاکیزہ کلمہ کی برکت سے دور فرما دے گا، کیا کوئی شخص مجھ سے یہ کلمہ سیکھنا چاہتا ہے؟ جو شخص سونے کی دس ہزار اشرفیاں خرچ کرے گا میں اسے یہ پاکیزہ کلمہ سکھاؤں گا۔ جس کے پاس دس ہزار سونے کی اشرفیاں تھیں اس نے سن کر کہا: مَیں یہ عمل آپ سے سیکھنا چاہتا ہوں۔ کہنے والے نے کہا: ''اپنی ساری رقم سمندر میں ڈال دو۔''

اس مردِ صالح نے ساری رقم سمندر میں ڈال دی، کہنے والے نے کہا: ''پڑھ! وہ کلمہ یہ آیت مبارکہ ہے:

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا ۝ (پ ۲۸، الطلاق: ۲۔۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا۔ اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو، اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے، بیشک اللہ اپنا کام پورا کرنے والا ہے، بیشک اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ رکھا ہے۔

اس نوجوان نے یہ آیات مبارکہ یاد کرلی اور اسے یقین ہوگیا کہ میں نے بہت بڑی دولت حاصل کرلی اور میری رقم رائیگاں نہیں گئی۔

جب باقی مسافروں نے اس شخص کا یہ طرزِ عمل دیکھا تو کہنے لگے: ''اے مسافر! یہ تُو نے کیا کیا؟ تُو نے خواہ مخواہ اپنی رقم سمندر میں پھینک دی اور اپنی ساری دولت سے محروم ہوگیا۔''

ابھی ان مسافروں کی یہ بات مکمل بھی نہ ہونے پائی تھی کہ ہر طرف سے کالی گھٹائیں چھانے لگیں، سمندر میں طغیانی آ گئی، سرکش موجوں نے آن کی آن میں بحری جہاز کو تباہ و برباد کرڈالا اور سارے مسافر غرق ہوگئے۔ آیات مبارکہ سیکھنے والا شخص کہتا ہے کہ جب جہاز طوفان کی نذر ہونے لگا تو میں نے یقینِ کامل کے ساتھ انہیں آیات مبارکہ کا وِرد شروع کردیا۔ تھوڑی ہی دیر میں مجھے ایک تختہ نظر آیا میں نے اس کا سہارا لیا۔ میری زبان پر مسلسل وہی آیات مبارکہ جاری تھیں۔ اللہ عزوجل نے کرم فرمایا اور مَیں اس تختے کے سہارے ساحل تک پہنچ گیا۔

مَیں سمندر سے باہر نکلا اور آس پاس کا جائزہ لیا تو مجھے قریب ہی ایک خوبصورت محل نظر آیا۔ مَیں اس میں داخل ہوا تو وہاں ایک حسین و جمیل عورت موجود تھی۔ میں نے اس سے پوچھا: ''تم کون ہو؟'' اس نے کہا: ''مَیں بصرہ کی رہنے والی ہوں اور مجھے ایک جن نے یہاں قید کررکھا ہے۔ اس سمندر میں جو بھی جہاز غرق ہوتا ہے وہ **خبیث جن** اس کا تمام مال واسباب یہاں اس محل میں لے آتا ہے۔ شاید تمہارا جہاز بھی غرق ہوگیا ہے، اب وہ خبیث جن آنے والا ہے، تم فوراً کہیں چھپ جاؤ ورنہ وہ تمہیں دیکھتے ہی قتل کردے گا، جلدی کرو اس کے آنے کا وقت ہوگیا ہے۔''

وہ شخص کہتا ہے کہ ہم ابھی یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ ایک جانب مجھے شدید کالا دھواں نظر آیا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ وہی جن ہے، میں نے فوراً بلند آواز سے اُنھیں آیات مبارکہ کا وِرد شروع کردیا، جب آیت مبارکہ کی آواز فضا میں بلند ہوئی تو وہ سارا دھواں خاک ہوکر ہوا میں اُڑ گیا، اب وہاں کسی جن کا نام ونشان بھی نہ تھا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عزوجل! ان آیات مبارکہ کی برکت سے ہمیں اس ظالم جن سے نجات مل گئی۔ میں نے اس عورت سے کہا: ''چلو اٹھو! اب تم آزاد ہو، اللہ عزوجل نے اس **خبیث جن** کا کام تمام کردیا ہے۔''

چنانچہ ہم دونوں وہاں سے اُٹھے اور محل کے خزانے سے بہت ساری دولت جمع کی۔ جتنا ہم سے ہوسکا ہم نے وہاں سے خزانہ اٹھایا یہاں تک کہ ہمارے پاس مزید کوئی ایسی چیز نہ بچی جس میں ہم مال و دولت رکھتے۔ پھر ہم ساحلِ سمندر پر آئے اور کسی جہاز کا انتظار کرنے لگے۔ کچھ ہی دیر بعد ہمیں دور سے ایک جہاز دکھائی دیا ہم نے کپڑا لہرا کر اسے اپنی طرف بلایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عزوجل! جہاز ہماری طرف آیا اور اتفاق کی بات تھی کہ وہ جہاز بصرہ ہی کی جانب جا رہا تھا۔ چنانچہ ہم دونوں اس میں سوار ہوگئے بصرہ پہنچ کر اس عورت نے کہا: ''تم فلاں جگہ جاؤ اور ان سے میرے متعلق پوچھو کہ وہ کہاں ہے؟'' میں مطلوبہ جگہ پہنچا اور لوگوں سے اس عورت کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا: ''وہ بیچاری تو تقریباً تین سال سے لاپتہ ہے، ہم اس کی وجہ سے بہت پریشان ہیں۔''

میں نے کہا: ''تم میرے ساتھ آؤ، میں اس سے تمہاری ملاقات کراتا ہوں۔'' وہ لوگ حیرانی اور خوشی کے عالم میں میرے ساتھ ہولئے۔ جب انہوں نے اس عورت کو دیکھا تو بڑی عقیدت سے اس کے سامنے مؤدبانہ اَنداز میں کھڑے ہوگئے۔ آج وہ لوگ بہت زیادہ خوش وخرم تھے کیونکہ انہیں ان کی گمشدہ مَلِکہ مل چکی تھی۔ پھر اس عورت نے اپنے خادموں اور دوسرے عزیز واَقارب سے کہا: ''اس شخص نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے لہٰذا میں اسی سے شادی کروں گی۔'' پس ان دونوں کی شادی کردی گئی اور وہ ہنسی خوشی زندگی گزارنے لگے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ بالا آیات بہت بابرکت ہیں۔ اگر کوئی شخص بہت زیادہ پریشان ہو تو وہ ان آیاتِ مبارکہ کا وِرد کرے اور پھر ان کی برکتیں دیکھے۔ ان شاء اللہ عزوجل ان آیات کی برکت سے ہر پریشانی دور ہوگی اور سکون واِطمینان نصیب ہوگا۔ اے ہمارے پاک پروردگار عزوجل! ہمیں یقینِ کامل کی دولت سے مالا مال فرما اور ہر پریشانی ومصیبت میں شکوہ وشکایت کرنے کی بجائے صبر وشکر کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ عزوجل! ہم تیرے عاجز بندے ہیں، ہر دشمن سے ہماری حفاظت فرما، دین ودنیا میں عافیت وکرم والا معاملہ فرما، شریعت کے دائرے میں رہ کر ہمیں اپنے تمام معاملات حل کرنے کی توفیق عطا فرما اور ہر وقت اپنی حفظ وامان میں رکھ۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر124:

خلیفہ منصور کو ایک لالچی کی نصیحت

ابوالفضل ربعی کے والد سے مروی ہے، ایک مرتبہ خلیفہ منصور نے منبر پر چڑھ کر خطبہ دینا شروع کیا۔لوگوں کو بری باتوں سے باز رہنے اور اعمالِ صالحہ کی ترغیب دلائی۔ خطبہ دیتے ہوئے اس کی آواز بھرّا گئی، پھر زور زور سے رونے لگا۔اسی دوران مجمع میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور بڑے جرأت مندانہ انداز میں گرج کر کہا:''اے نصیحت کرنے والے! ایسی باتوں کی نصیحت کر جن پر تُو خود بھی عمل کرتا ہے اور ایسی باتوں سے لوگوں کو منع کر جن سے تُو خود بھی بچتا ہے، سب سے پہلے اِنسان کو اپنی اِصلاح کرنی چاہئے، پھر دوسروں کو نصیحت کرنی چاہئے لہٰذا پہلے تُو اپنی اصلاح کر پھر دوسروں کو نصیحت کرنا۔''

بھرے مجمع میں خلیفہ منصور اس شخص کی یہ گفتگو سن کر خاموش ہوگیا۔کچھ دیر بعد اپنے مشیر خاص سے کہا:''اس شخص کو یہاں سے لے جاؤ۔'' چنانچہ اس شخص کو وہاں سے دور لے جایا گیا۔خلفیہ منصور نے دوبارہ خطبہ شروع کیا پھر نماز پڑھی اور اپنے محل کی طرف آیا اور اپنے مشیر خاص کو بلا کر اس سے پوچھا:''وہ شخص کہاں ہے؟'' عرض کی:''اس کو قید میں ڈال دیا گیا ہے۔'' خلیفہ منصور نے کہا:''اسے ڈھیل دو، اس کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ، پھر اسے مال ودولت کا لالچ دو۔اگر وہ ان تمام باتوں سے اعراض کرے اور مال ودولت کی طرف توجہ نہ دے تو وہ شخص مخلص ہے اور اس نے اِصلاح کی نیت سے مجھے دورانِ خطبہ ٹوکا ہوگا اور وہ میری بھلائی کا خواہاں ہوگا اور اگر مال ودولت کی طرف راغب ہو اور دنیاوی نعمتیں دیکھ کر خوش ہو جائے تو پھر وہ اپنی اس دعوت میں مخلص نہیں بلکہ اس کا بھرے دربار میں خلیفہ کو ڈانٹنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس دعوت کے ذریعے وہ اپنا رُعب جمانا چاہتا ہے، وہ دنیاوی مال کا حریص ہے اور خلفاء پر طعن وتشنیع کرنا اس کی عادت ہے۔ اگر ایسی بات ہے تو میں اسے دردناک سزادوں گا، جاؤ اور جا کر اسے آزماؤ۔''

پس مشیر چلا گیا اور اس شخص کو اپنے گھر ناشتے کی دعوت دی۔انواع واقسام کے کھانے چُنے گئے، خوب پُر تکلف دعوت کا اہتمام کیا گیا۔جب وہ شخص وہاں پہنچا تو مشیر نے اس سے پوچھا:''تجھے کس چیز نے اس بات پر اُبھارا کہ تُو بھرے دربار میں خلیفہ کو سرزنش کرے اور لوگوں کے سامنے اسے اِتنے سخت کلمات سے نصیحت کرے؟'' تو اس نے کہا:''یہ مجھ پر اللہ عزوجل کی جانب سے حق تھا جسے میں نے ادا کیا، پس میں نے جو کچھ کیا درست کیا۔'' یہ سن کر مشیر نے کہا:''اچھا! آؤ ہم نے تمہارے لئے دعوت کا اہتمام کیا ہے، ہماری دعوت قبول کرو اور ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ۔'' وہ کہنے لگا:'' مجھے تمہاری دعوت کی کوئی حاجت نہیں۔''

مشیر بولا:''اگر تمہاری نیت اچھی ہے تو ہماری دعوت قبول کرنے میں کیا حرج ہے؟ آؤ! دیکھو تمہارے سامنے انواع واقسام کے کھانے موجود ہیں۔'' جب اس شخص نے طرح طرح کے کھانے دیکھے تو اس سے نہ رہا گیا اور اس نے خوب سیر ہو کر

کھانا کھایا پھر مشیر نے اسے واپس بھیج دیا۔

کچھ دنوں بعد دوبارہ مشیر نے اسے اپنے پاس بلایا اور کہا: ''اے شخص! خلیفہ تمہارے معاملے کو بھول چکا ہے اور تم ابھی تک قید میں ہو، میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ اگر تم چاہو تو میں تمہیں ایک لونڈی دے دوں جو تمہاری خدمت کرے اور تم اس سے تسکین حاصل کرو۔'' اس پر وہ شخص لالچ میں آ گیا اور کہنے لگا: ''اگر ایسا ہو جائے تو آپ کی مہربانی ہوگی۔'' چنانچہ اس کو لونڈی بھی دے دی گئی اور اسے اچھا کھانا بھی دیا جانے لگا۔ کچھ دن کے بعد مشیر نے اس سے کہا: ''اگر تم چاہو تو میں خلیفہ کی بارگاہ میں عرض کروں کہ وہ تمہارے لئے اور تمہارے گھر والوں کے لئے کچھ روزمرہ کے خرچ کا بندوبست کر دے۔'' تو وہ لالچی شخص کہنے لگا: ''یہ تو آپ کا بڑا احسان ہوگا۔'' چنانچہ اس کے لئے اور اس کے گھر والوں کے لئے روزمرہ کے خرچ کا انتظام کر دیا گیا۔

دن گزرتے رہے، ایک دن مُشیر اس شخص کے پاس آیا اور کہا: ''اے شخص! میں تمہارا خیرا خواہ ہوں، اگر تم چاہو تو ایک ایسی راہ تمہیں بتاتا ہوں جس کے ذریعے تم خلیفہ کا قُرب حاصل کر سکتے ہو۔'' اس شخص نے بے تاب ہو کر کہا: ''جلدی بتاؤ، وہ کون سا طریقہ ہے جس کے ذریعے مجھے دربارِ شاہی میں کوئی مقام مل جائے اور میں خلیفہ کا مُقرب بن جاؤں۔'' مشیر نے کہا: ''مَیں تمہیں مُحتسِب مقرر کرتا ہوں تم جہاں بھی خلافِ شرع کام ہوتا دیکھو اسے بند کرا دو، جہاں کہیں ظلم ہو رہا ہو ظالموں کو سزا دو، آج سے تم بھی سرکاری عہدہ داروں میں شامل ہو جاؤ اور اپنا کام سنبھالو، لوگوں کو ناجائز اُمور سے روکو اور اچھی باتوں کا حکم دو۔'' یہ سن کر اس لالچی شخص کی خوشی کی اِنتہا نہ رہی۔ اسی طرح اس کا تقریباً ایک مہینہ گزر گیا۔

مشیر خلیفہ منصور کے پاس آیا اور اس سے کہا: ''حضور! میں نے اس شخص کو خوب آزما لیا ہے، جب اسے کھانے کی دعوت دی گئی تو اس نے قبول کر لی، مال و دولت کے لالچ میں بھی بری طرح پھنس گیا ہے پھر اسے سرکاری عہدے کی پیشکش کی تو اس نے بخوشی قبول کر لی اور اب وہ بڑے سکون سے زندگی بسر کر رہا ہے۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو اسے آپ کے دربار میں حاضر کروں۔ اب اس کی یہ حالت ہے کہ وہ خوب عیش و عشرت کی زندگی گزار رہا ہے، لوگوں کو تو بری باتوں سے منع کرتا ہے لیکن خود برائیوں میں مبتلا ہے۔''

خلیفہ منصور نے کہا: ''جاؤ اور اسے ہمارے دربار میں حاضر کرو۔'' مشیر فوراً اس شخص کے پاس پہنچا اور کہا: ''میں نے خلیفہ کو بتا دیا ہے کہ تم اب اس کے سرکاری عہدہ داروں میں شامل ہو اور تمہارے ذِمہ یہ کام ہے کہ بری باتوں سے لوگوں کو منع کرو، ظالموں کو ظلم سے روکو اور اچھی باتیں عام کرو۔ اب خلیفہ تم سے ملاقات کرنا چاہتا ہے تم اس کے دربار میں حاضر ہو جاؤ جیسا لباس تم کہو گے تمہیں مہیا کر دیا جائے گا۔'' یہ سن کر وہ شخص بہت خوش ہوا کہ آج تو خلیفہ نے میری معراج کرا دی۔

چنانچہ اس نے ایک بہترین جبہ پہنا، خنجر لیا، گلے میں تلوار لٹکائی اور بڑی مغرورانہ چال چلتے ہوئے دربار کی طرف روانہ ہوا۔اس کے بال اتنے بڑے تھے کہ کندھوں سے بھی نیچے آرہے تھے۔ وہ خوشی خوشی دربار میں پہنچا اور جا کر بڑے ادب سے خلیفہ منصور کو سلام کیا۔

خلیفہ نے جواب دیا اور کہا:''کیا تُو وہی شخص ہے جس نے اُمراء، وزراء اور عوام کے بھرے مجمع میں مجھے سرزنش کی تھی اور بڑے سخت کلمات کے ساتھ مجھے نصیحت کی تھی؟'' اس نے کہا:''ہاں، میں وہی شخص ہوں۔'' یہ سن کر خلیفہ نے کہا:''پھر اب تجھے کیا ہو گیا ہے، اب تو تُو خود ایسی حالت میں ہے کہ تجھے سخت سزا دی جائے۔اس دن تمہیں کیسے جرأت ہوئی کہ تم نے بھرے دربار میں مجھے رُسوا کیا اور اب تمہاری یہ حالت ہے کہ میرے سامنے جھک رہے ہو، اس وقت کیا تھا اور اب کیا ہے؟'' تو وہ لالچی شخص کہنے لگا:''اے مہربان خلیفہ! اس واقعہ کے بعد میں نے غور وفکر کیا تو مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا، اس وقت میں نے واقعی غلطی کی، آپ مجھے معاف فرمادیں، آپ حق پر تھے میں نے آپ پر بے جا تنقید کی تھی، آپ کی ہاں میں ہاں ملانا ہی بہتر تھا۔''

یہ سن کر خلیفہ منصور نے کہا:''اے شخص! تجھ پر افسوس ہے، تُو اپنے مؤقف سے پھر گیا حالانکہ تُو نے بالکل حق بات کی تھی لیکن تُو اپنی نیت میں مخلص نہ تھا، تیرا غصہ اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر نہ تھا۔جب تُو نے مجھے رُسوا کیا تھا تو میں یہ سمجھا تھا تیرا غضب وغصہ اللہ عزوجل کی خاطر ہے اس لئے میں نے تجھے اس وقت کوئی سزا نہ دی اور تیرے معاملے میں توقف کیا لیکن اب مجھ پر یہ بات ظاہر ہوگئی کہ تیرا غصہ وغضب دُنیا حاصل کرنے کے لئے تھا اور تُو اپنی نیکی کی دعوت میں مخلص نہ تھا۔ رضائے الٰہی عزوجل تیرا مقصود نہ تھا بلکہ تُو حُبِّ جاہ اور دنیاوی دولت کا طالب تھا، اب میں تجھے ایسی دردناک سزا دوں گا کہ آئندہ کسی کو اس بات کی جرأت نہ ہوگی کہ بادشاہوں کے دربار میں ان کی بے عزتی کرے اور جس طرح چاہے انہیں ڈانٹ دے۔ خدا عزوجل کی قسم! میں تجھے عبرت کا نشان بنادوں گا تاکہ لوگ تجھ سے عبرت پکڑیں۔''

یہ کہہ کر خلیفہ منصور نے جلاد کو حکم دیا کہ اس دنیادار کا سر قلم کردیا جائے، جلاد آگے بڑھا اور بھرے دربار میں اس کی گردن اڑادی گئی۔

(اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں اخلاص کی دولت سے مالا مال فرما اور دنیاوی مال کے وبال سے بچا، ہر کام اپنی رضا کی خاطر کرنے کی توفیق عطا فرما۔ ہمارا مطلوب بس اپنی ہی ذات کو بنائے رکھ، میرے مولا عزوجل! ہمیں صرف اپنی رضا کی خاطر سنتوں کی تبلیغ کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم)

؎ میرا ہر عمل بس ترے واسطے ہو کر اِخلاص ایسا عطا یا الٰہی عزوجل!

حکایت نمبر125: **جس کا عمل ہو بے غرض، اس کی جزاء کچھ اور ہے**

حضرت سیدنا صالح بن کیسان علیہ رحمۃ الرحمٰن سے مروی ہے کہ خلیفہ ولید بن یزید نے حضرت سیدنا سعد بن ابراہیم علیہ رحمۃ اللہ العظیم کو مدینہ منورہ کا قاضی بنا کر بھیجا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں گئے اور بخوبی اپنی ذِمہ داری سرانجام دینے لگے۔ خوب عدل وانصاف سے کام لیتے، حدود اللہ عزوجل کی پاسداری کرتے۔ جب حج کا سہانا موسم قریب آنے لگا تو خلفیہ ولید بن یزید نے بھی حج کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ اس نے ایک عمدہ قسم کا خیمہ بنوایا اور اس کی نیت یہ تھی کہ جب میں حج کرنے جاؤں گا تو اس خیمہ کو خانہ کعبہ کے قریب نصب کروادوں گا۔ اس طرح مَیں، میرے دوست احباب اور اہل وعیال اس خیمہ کے اندر رہ کر خانہ کعبہ کا طواف کریں گے اور عوام الناس باہر سے طواف کریں گے۔

ولید بن یزید بڑا ہی سخت مزاج اور متکبر شخص تھا۔ جس کام کا اِرادہ کر لیتا اسے پورا کرنے کی بھرپور کوشش کرتا چاہے کسی پر کتنا ہی ظلم کرنا پڑے۔ جب بہترین قسم کا عمدہ خیمہ تیار ہو گیا تو اس نے وہ خیمہ ایک ہزار شہسواروں کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف روانہ کیا اور اس لشکر کو بہت سا مال واسباب دیا کہ اس سارے مال کو اہل مدینہ میں تقسیم کر دینا۔ ولید خود ابھی ملک شام ہی میں تھا، لشکر بڑی شان وشوکت سے چلا اور مدینہ منورہ پہنچ گیا پھر وہ خیمہ حضور نبی ٔکریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے مصلّی کے قریب نصب کر دیا گیا۔ لوگوں نے جب یہ معاملہ دیکھا تو بہت خوفزدہ ہوئے اور سب نے جمع ہو کر مشورہ کیا کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ خلیفہ نے تو یہ حکم صادر کر دیا ہے، اب اس کے حکم کو کون ٹال سکتا ہے۔ سب کو معلوم تھا کہ ولید بن یزید کیسا بدمزاج خلیفہ ہے پس کسی کو بھی ہمت نہ ہوئی کہ وہ لشکر والوں کو مُصلّیٔ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر خیمہ نصب کرنے سے منع کرے۔ بالآخر یہ طے پایا کہ ہم اپنے قاضی سعد بن ابراہیم علیہ رحمۃ اللہ العظیم کو جا کر اس معاملہ کی خبر دیتے ہیں۔

چنانچہ سب لوگ جمع ہو کر حضرت سیدنا سعد بن ابراہیم علیہ رحمۃ اللہ العظیم کے پاس حاضر ہوئے اور انہیں صورتحال سے آگاہ کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''جاؤ اور جا کر اس خیمے کو آگ لگا دو۔'' یہ سن کر لوگ خوف زدہ ہو گئے اور کہنے لگے: ''حضور! ہم میں اتنی جرأت نہیں کہ اس خیمہ کو آگ لگائیں۔ ملک شام سے ایک ہزار شہسوار آئے ہوئے ہیں، ہم ان کی موجودگی میں یہ کام کیسے کر سکتے ہیں؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب لوگوں سے یہ بُزدِلانہ جواب سنا تو اپنے غلام سے فرمایا: ''جاؤ اور فلاں تھیلے سے وہ قمیص نکال لاؤ جسے پہن کر حضرت سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور انہوں نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔'' خادم فوراً وہ مبارک قمیص لے آیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ قمیص پہنی اور خچر پر سوار ہو کر شامی لشکر کی جانب روانہ ہوئے، تمام لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیچھے پیچھے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہاں پہنچ کر فرمایا: ''آگ لے آؤ۔'' خادم نے

فوراً حکم کی تعمیل کی۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بے خوف وخطر آگے بڑھے اور جا کر اس قیمتی خیمے کو آگ لگا دی، جب سالارِ لشکر نے یہ دیکھا تو وہ بڑا غضب ناک ہوا اور آپے سے باہر ہوگیا۔لوگوں نے اسے بتایا:''یہ مدینہ منورہ کے قاضی ہیں اور انہیں خلیفہ ولید بن یزید نے قاضی بنا کر مدینہ شریف بھیجا ہے، تم ان سے کوئی گستاخانہ انداز اختیار نہ کرنا، تمام اہل مدینہ اِن کی بہت عزت کرتے ہیں۔لہٰذا عافیت اسی میں ہے کہ تم خاموشی اختیار کرو۔'' یہ سن کر سارا لشکر واپس شام کی طرف چلا گیا اور کافی مال واسباب وہاں چھوڑ گیا۔اہل مدینہ کے فقراء نے ان کا بچا ہوا مال واسباب لے لیا اور خوشی خوشی اپنے گھروں کو لوٹ آئے۔

جب اس واقعہ کی خبر خلیفہ ولید بن یزید کو ہوئی تو اس نے فوراً حضرت سیدنا سعد بن ابراہیم علیہ رحمۃ اللہ العظیم کو پیغام بھیجا تم اپنی جگہ کسی اور کو قاضی بنا کر فوراً ملک شام پہنچو جیسے ہی تمہیں میرا پیغام پہنچے فوراً چلے آنا۔

حضرت سیدنا سعد بن ابراہیم علیہ رحمۃ اللہ العظیم کو جب خلیفہ کا پیغام پہنچا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک با اعتماد شخص کو قاضی بنایا اور خود ملک شام کی جانب چل دیئے۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شام کی سرحد پر پہنچے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو شہر سے باہر ہی روک دیا گیا اور کافی عرصہ تک آپ کو داخلہ کی اجازت نہ ملی۔ بالآخر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا زادِ راہ ختم ہونے لگا اور اب وہاں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزید ٹھہرنا دشوار ہوگیا۔ایک رات آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد میں مصروف عبادت تھے کہ ایک شخص کو دیکھا کہ نشے کی حالت میں بدمست ہے اور مسجد میں گھوم رہا ہے۔ یہ دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا:''یہ شخص کون ہے؟''لوگوں نے بتایا:''یہ خلیفہ ولید بن یزید کا ماموں ہے، اس نے شراب پی ہے اور اب نشے کی حالت میں مسجد کے اندر گھوم پھر رہا ہے۔''

یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بہت جلال آیا کہ یہ کتنی دیدہ دِلیری سے اللہ عزوجل کی نافرمانی کر رہا ہے اور اس کے پاک دربار میں ایسی گندی حالت میں بے خوف گھوم پھر رہا ہے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے غلام کو درہ لانے کا حکم فرمایا۔ غلام نے درہ (کوڑا) دیا۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:''مجھ پر لازم ہے کہ میں اس پر حدِ شرعی نافذ کروں چاہے یہ کوئی بھی ہو، اسلام میں سب برابر ہیں۔'' چنانچہ آپ آگے بڑھے اور مسجد میں ہی اس کو اسّی (80) کوڑے مارے۔

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے خچر پر سوار ہوئے اور مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوگئے۔ وہ شخص اسّی (80) کوڑے کھانے کے بعد نہایت زخمی حالت میں خلیفہ ولید بن یزید کے پاس پہنچا۔خلیفہ نے جب اپنے ماموں کی یہ حالت دیکھی تو بہت غضبناک ہوا اور پوچھا:''تمہاری یہ حالت کس نے کی؟ کس نے تمہیں اِتنا شدید زخمی کیا ہے؟''اس نے جواب دیا:''ایک شخص مدینہ منورہ سے آیا ہوا تھا، اس نے مجھے اسّی (80) کوڑے سزا دی اور کہا:''یہ سزا دینا اور حد قائم کرنا مجھ پر لازم ہے۔''اس نے مجھے مارا اور پھر مدینہ منورہ کی طرف چلا گیا۔'' خلیفہ نے جب یہ سنا تو اس نے فوراً حکم دیا کہ ہماری سواری تیار کی جائے، فوراً حکم کی تعمیل ہوئی اور خلیفہ کچھ سپاہیوں کو لے کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تعاقب میں چلا اور ایک منزل پر جا کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو روک لیا۔

خلفیہ ولید بن یزید نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا:''اے ابواسحاق! تُو نے میرے ماموں کے ساتھ یہ سلوک کیوں کیا،

اسے اتنی دردناک سزا کیوں دی؟'' حضرت سیدنا سعد بن ابراہیم علیہ رحمۃ اللہ العظیم نے ارشاد فرمایا: ''اے خلیفہ! تُو نے مجھے قاضی بنایا تاکہ میں شریعت کے اَحکام نافذ کروں اور اس کی خلاف ورزی کرنے والے کو سزا دوں۔'' چنانچہ جب میں نے دیکھا کہ سرِعام اللہ عزوجل کی نافرمانی کی جارہی ہے۔ یہ شخص نشے کی حالت میں اللہ عزوجل کے دربار میں گھوم پھر رہا ہے اور کوئی اسے پوچھنے والا نہیں تو میری غیرتِ ایمانی نے اس بات کو گوارا نہ کیا کہ میں اللہ عزوجل کی نافرمانی ہوتی دیکھوں اور تمہاری قرابت داری کی وجہ سے چشم پوشی کروں اور شرعی حدود قائم نہ کروں۔ میں نے اس شخص کو اس کے جرم کی سزا دی اور دوسری بات یہ کہ اگر میں اسے سزا نہ دیتا تو لوگ تجھ سے بدظن ہوتے کہ خلیفہ اپنے عزیز واَقارب پر حدود قائم نہیں کرتا اگرچہ وہ سرِعام جرم کا اِرتکاب کریں اس طرح تمہاری بدنامی ہوتی اور لوگوں کے دلوں میں تمہاری نفرت بیٹھ جاتی لہٰذا میں نے وہی کیا جو مجھے کرنا چاہئے تھا۔'' جب خلیفہ ولید بن یزید نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے یہ پُرخلوص کلمات سنے تو بے اختیار پکار اٹھا: ''اے سعد بن ابراہیم! اللہ عزوجل تجھے اچھی جزاء عطا فرمائے تُو نے واقعی وہ کام کیا جو تجھ پر لازم تھا۔''

پھر خلیفہ ولید بن یزید نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بہت سارا مال دیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مدینہ منورہ کی طرف روانہ کردیا اور اس خیمے کے متعلق کچھ بھی گفتگو نہ کی جسے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آگ لگائی تھی حالانکہ خلیفہ نے اسی مقصد کے لئے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مدینہ منورہ سے شام بلایا تھا لیکن اب خلیفہ نے اس بات کا معمولی سا بھی تذکرہ نہ کیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ واپس مدینہ منورہ کی نور بار فضاؤں میں سانس لینے کے لئے جلدی جلدی مدینہ شریف کی طرف چل دیئے۔

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** سبحان اللہ عزوجل! ہمارے اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ کیسے جرأت مند ہوا کرتے تھے کہ انہیں اللہ عزوجل کے علاوہ کسی سے بھی خوف نہ آتا۔ وہ اللہ عزوجل کی نافرمانی برداشت ہی نہ کرتے تھے، چاہے اس کے لئے انہیں کتنے ہی بڑے ظالم سے ٹکر لینی پڑتی، ان کے اندر جذبہ ایمانی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ وہ صرف اللہ عزوجل کی رضا چاہتے تھے جب وہ شریعت مُطہرہ کی خلاف ورزی دیکھتے تو ان سے یہ بات برداشت نہ ہوتی اور ہر کوئی اپنے اپنے منصب کے مطابق **اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف** اور **نَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَر** کا فریضہ سرانجام دیتا، انہیں مخلوق کی ناراضگی کا خوف نہ ہوتا، وہ اپنی نیت میں مخلص ہوتے تھے۔ اور جو شخص اپنی نیت میں مخلص ہو اللہ عزوجل اسے دنیا میں بھی اجر عطا فرماتا ہے اور آخرت میں بھی۔ واقعی جو عمل صرف رضائے الٰہی عزوجل کے حصول کی خاطر کیا جائے، اس کی تو بات ہی کچھ اور ہے۔ اللہ عزوجل ہمیں اپنی دائمی رضا عطا فرمائے آمین بجاہ النبی الامین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم)

حکایت نمبر126: **دیانت دار تاجر**

حضرت سیدنا مظفر بن سہل المُقرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت سیدنا علان الخیاط علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ دورانِ گفتگو حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا ذکرِ خیر شروع ہوگیا، ہم ان کے فضائل ومناقب بیان کرنے لگے۔

حضرت سیدنا علان الخیاط علیہ رحمۃ اللہ الرزاق نے فرمایا: ''ایک مرتبہ میں حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی خدمتِ بابرکت میں حاضر تھا، اچانک ایک عورت نہایت پریشانی کے عالم میں آئی اور آپ کو مخاطب کر کے کہنے لگی: ''اے ابوالحسن (علیہ رحمۃ اللہ الاعظم)! میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پڑوس میں رہتی ہوں، مجھ پر ایک مصیبت آن پڑی ہے، رات میرے بیٹے کو سپاہی پکڑ کر لے گئے اور مجھے خطرہ ہے کہ وہ اسے تکلیف پہنچائیں گے اور اسے سزا دیں گے۔ میں آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی بارگاہ میں حاضر ہوئی ہوں۔ اگر آپ میری مدد فرمائیں اور میرے ساتھ چل کر میرے بیٹے کی سفارش کریں یا پھر کسی کو میرے ساتھ بھیج دیں جو آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا پیغامِ سفارش حاکم کو پہنچا دیں تو مجھے اُمید ہے کہ حاکم میرے بیٹے کو چھوڑ دے گا۔ خدارا! میرے حال پر رحم فرمائیں۔''

حضرت سیدنا علان الخیاط علیہ رحمۃ اللہ الرزاق فرماتے ہیں کہ اس عورت کی یہ فریاد سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کھڑے ہوئے اور نماز میں مشغول ہوگئے اور اِنتہائی خشوع وخضوع سے نماز پڑھنے لگے۔ جب کافی دیر ہوگئی تو اس عورت نے کہا: ''اے ابوالحسن (علیہ رحمۃ اللہ الاعظم)! جلدی کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ حاکم میرے بیٹے کو قید میں ڈال کر سزا دے اور اسے تکلیف پہنچائے، برائے کرم! میرے معاملے کو جلدی حل فرما دیں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز میں مشغول رہے، پھر سلام پھیرنے کے بعد فرمایا: ''اے اللہ عزوجل کی بندی! میں تیرے ہی معاملے کو حل کر رہا ہوں۔

ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ اس عورت کی خادمہ آئی اور اس نے کہا: ''محترمہ! گھر چلئے، آپ کا بیٹا بخیر وعافیت گھر لوٹ آیا ہے۔'' یہ سن کر وہ عورت بہت خوش ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دعائیں دیتی ہوئی وہاں سے رخصت ہوگئی۔

حضرت سیدنا علان الخیاط علیہ رحمۃ اللہ الرزاق نے یہ واقعہ سنانے کے بعد ارشاد فرمایا: ''اے مظفر! اس سے بھی زیادہ عجیب بات میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بتاتا ہوں۔ حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی تجارت کیا کرتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ عہد کیا ہوا تھا کہ تین دینار سے زیادہ نفع نہیں لوں گا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے اس عہد پر سختی سے عمل کرتے۔

ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بازار تشریف لے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 60 دینار کے بدلے 96 صاع بادام

خریدے اور پھر انہیں بیچنے لگے اور ان کی قیمت 63 دینار رکھی، تھوڑی دیر کے بعد آپ کے پاس ایک تاجر آیا اور کہنے لگا: ''میں یہ سارے بادام آپ سے خریدنا چاہتا ہوں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''خریدلو۔'' اس نے پوچھا: ''کتنے دینار لو گے؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''63 دینار۔'' اس تاجر نے پوچھا: ''حضور! باداموں کا ریٹ بڑھ گیا ہے اور اب 96 صاع باداموں کی قیمت 90 دینار تک پہنچ چکی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے 90 دینار میں یہ بادام فروخت کر دیں۔''

حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے فرمایا: ''میں نے اپنے رب عزوجل سے وعدہ کرلیا ہے کہ تین دینار سے زیادہ نفع نہیں لوں گا لہٰذا میں اپنے وعدہ کے مطابق تمہیں یہ بادام بخوشی 63 دینار میں فروخت کرتا ہوں، اگر چاہو تو خریدلو، میں اس سے زیادہ رقم ہرگز نہیں لوں گا۔''

وہ تاجر بھی اللہ عزوجل کا نیک بندہ تھا اور اپنے مسلمان بھائی کی بھلائی کا خواہاں تھا۔ دھوکے سے ان کا مال لینے والا یا بددیانت تاجر نہ تھا۔ جب اس نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ بات سنی تو کہنے لگا: ''میں نے بھی اپنے رب عزوجل سے یہ عہد کر رکھا ہے کہ کبھی بھی اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ بددیانتی نہیں کروں گا اور نہ ہی کبھی کسی مسلمان کا نقصان پسند کروں گا۔ اگر تم بادام 90 دینار میں بیچو تو میں خریدلوں گا، اس سے کم قیمت میں کبھی بھی یہ بادام نہیں خریدوں گا۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی اپنی بات پر قائم رہے اور فرمایا: ''میں 63 دینار سے زیادہ میں فروخت نہیں کروں گا۔'' چنانچہ نہ تو اس امانت دار تاجر نے یہ بات گوارا کی کہ مَیں کم قیمت میں خریدوں اور نہ ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تین دینار سے زیادہ نفع لینے پر راضی ہوئے بالآخر ان کا سودا نہ بن سکا اور تاجر وہاں سے چلا گیا۔

یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد حضرت سیدنا علان الخیاط علیہ رحمۃ اللہ الرزاق فرماتے ہیں: ''جن لوگوں میں ایسی عظیم خصلتیں پائی جائیں جب وہ اپنے پاک پروردگار عزوجل کی بارگاہ میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائیں تو ان کی دعائیں قبول کیوں نہ ہوں۔ اللہ عزوجل ایسے برگزیدہ بندوں کی دعاؤں کو شرف قبولیت ضرور عطا فرماتا ہے۔ جو اللہ عزوجل کا ہو جاتا ہے اللہ عزوجل اس کے تمام معاملات کو حل فرما دیتا ہے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر127:

ایک مستجاب الدعوات بزرگ

حضرت سیدنا محمد بن عبدالعزیز بن سلمان عابد علیہ رحمۃ اللہ الواجد فرماتے ہیں، میں نے ایک نیک شخص کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ایک مرتبہ مجھے حضرت سیدنا عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید نے اپنے پاس بلایا۔ میں اس وقت کچھ غمگین تھا لہٰذا اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہوسکا۔ پھر جب میں آپ کے پاس حاضر ہوا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: ''خیریت تو تھی، کل تم آئے نہیں۔'' میں نے کہا: ''ہاں! خیریت تھی، اللہ عزوجل جس حال میں رکھے ہم تو اس کی رضا پر راضی ہیں، کل میں گھر والوں کو خوردونوش کا سامان مہیا کرنے کے لئے مزدوری کی تلاش میں تھا اس لئے حاضرِ خدمت نہ ہوسکا۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: ''کیا تمہیں کل مزدوری ملی؟'' میں نے کہا: ''نہیں۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''آؤ! ہم اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں، وہ تمام جہانوں کو رزق عطا فرمانے والا ہے، آؤ! ہم اسی کریم ذات سے رزق کے لئے دعا کرتے ہیں۔'' اتنا کہنے کے بعد حضرت سیدنا عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید نے دعا کی اور میں آمین کہتا رہا، پھر میں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آمین کہنے لگے۔'' خدا عزوجل کی قسم! ابھی ہم دعا سے فارغ بھی نہ ہونے پائے تھے کہ ہمارے کمرے میں درہم ودینار گرنا شروع ہوگئے۔ یہ دیکھ کر حضرت سیدنا عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید نے فرمایا: ''اے ابراہیم! کیا تجھے اتنا کافی ہے یا کچھ اور بھی چاہئے؟'' اتنا کہنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے تشریف لے گئے اور میں نے جب وہ درہم ودینار جمع کئے تو سو درہم اور سو دینار تھے۔

حضرت سیدنا محمد بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید فرماتے ہیں کہ میں نے اس صالح عابد شخص سے پوچھا کہ تم نے اس رقم کا کیا کیا؟'' اس نے جواب دیا: ''میں نے اپنے اہل وعیال کے لئے اس رقم سے ایک ہفتے کا راشن خرید کر ان کے حوالے کردیا تاکہ میں اہل وعیال کی طرف سے بے فکر ہوجاؤں اور پھر دل لگا کر اللہ عزوجل کی عبادت کروں اور کوئی چیز میرے اور میرے رب عزوجل کے درمیان حائل نہ ہو۔'' پھر میں راہِ خدا عزوجل کا مسافر بن گیا۔

حضرت سیدنا محمد بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید فرماتے ہیں: ''خدا عزوجل کی قسم! یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ عزوجل بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

حکایت نمبر 128: **گناہوں سے حفاظت کی انوکھی دُعا**

حضرت سیدنا مالک بن انس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، حضرت سیدنا یونس بن یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے زمانے کے مشہور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے تھے۔ زیادہ تر وقت مسجد میں گزارتے اور اپنے رب عزوجل کی عبادت میں مشغول رہتے۔ عالمِ شباب تھا۔ انہوں نے اپنی جوانی اللہ عزوجل کی عبادت کے لئے وقف کی ہوئی تھی۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد سے باہر آرہے تھے کہ اچانک راستے میں ایک نوجوان عورت پر نظر پڑ گئی اور دل کچھ دیر کے لئے اس کی طرف مائل ہو گیا لیکن پھر فوراً اپنے اس فعل پر نادم ہوئے اور بارگاہ الٰہی عزوجل میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور ان الفاظ میں دعا مانگنے لگے: ''اے میرے پاک پروردگار عزوجل! بے شک تُو نے مجھے آنکھیں عطا فرمائیں جو کہ بہت بڑی نعمت ہے لیکن مجھے خطرہ لگ رہا ہے کہ کہیں ان آنکھوں کی وجہ سے میں عذاب میں مبتلا نہ ہو جاؤں اور یہ آنکھیں میرے لئے ہلاکت کا باعث نہ بن جائیں، اے میرے پاک پروردگار عزوجل! تُو میری آنکھوں کی بینائی سلب کر لے۔'' جیسے ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دعا سے فارغ ہوئے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بینائی ختم ہو چکی تھی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نابینا ہو گئے تھے۔

چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے بھتیجے کو اپنے ساتھ رکھتے جو نمازوں کے اوقات میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مسجد تک لے جاتا اور دیگر حاجات میں بھی آپ اس سے مدد لیتے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھتیجا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مسجد میں چھوڑ جاتا اور خود بچوں کے ساتھ کھیلنے لگتا۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کوئی حاجت درپیش ہوتی تو اسے بلا لیتے اسی طرح وقت گزرتا رہا۔

ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد میں تھے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے جسم پر کوئی چیز رینگتی ہوئی محسوس ہوئی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھتیجے کو آواز دی لیکن وہ بچوں کے ساتھ کھیل میں مگن رہا اور آپ کے پاس نہ آسکا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خطرہ تھا کہ کوئی نقصان نہ پہنچا دے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دوبارہ فریاد کی اور ان الفاظ کے ساتھ اپنے مالک حقیقی سے دعا مانگنے لگے: ''اے میرے رحیم و کریم پروردگار عزوجل! تُو نے مجھے آنکھوں کی دولت سے نوازا جو کہ بہت بڑی نعمت تھی لیکن پھر مجھے خوف ہوا کہ کہیں ان آنکھوں کے غلط استعمال کی وجہ سے میں مبتلائے عذاب نہ ہو جاؤں، چنانچہ میں نے تجھ سے دعا کی کہ میری بینائی سلب کر لے، اے میرے مولیٰ عزوجل! اب مجھے یہ خوف ہے کہ اگر میری بینائی واپس لوٹ کر نہ آئی تو کہیں یہ میرے لئے آزمائش اور رسوائی کا باعث نہ بن جائے کیونکہ مَیں اب دیکھ تو نہیں سکتا، کوئی مؤذی جانور مجھے نقصان پہنچا سکتا ہے اور بار بار اپنی حاجتوں کو پورا کرنے کے لئے دوسروں کی مدد درکار ہوتی ہے جس سے مجھے بڑی کوفت ہوتی ہے، اے میرے مالک و مختار پروردگار عزوجل! مجھے میری بینائی لوٹا دے تا کہ میں رسوائی اور لوگوں کی محتاجی سے بچ جاؤں۔''

حضرت سیدنا مالک بن انس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ابھی وہ مردِ صالح اپنی دعا سے فارغ بھی نہ ہوا تھا کہ اس کی بینائی واپس لوٹ آئی اور اب وہ خود دوسروں کی مدد کے بغیر اپنے گھر کی طرف روانہ ہوگیا۔

میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دونوں حالتوں میں دیکھا یعنی اس حال میں بھی دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بینائی ختم ہو چکی تھی اور اس حالت میں بھی دیکھا کہ دعا کی برکت سے آپ کو دوبارہ آنکھوں کی نعمت عطا کر دی گئی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پہلے کی طرح اب بھی خود مسجد کی طرف جاتے اور اپنے رب عزوجل کی عبادت کرتے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** سبحان اللہ عزوجل! ہمارے اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ کیسے عظیم لوگ تھے کہ انہیں یہ بات تو منظور تھی کہ ہماری آنکھیں ضائع ہو جائیں لیکن وہ اللہ عزوجل کی نافرمانی کو کبھی بھی برداشت نہ کرتے۔ جب وہ دیکھتے کہ یہ چیز ہمارے لئے آخرت کے معاملے میں نقصان دہ ہے تو اس سے بالکل پرہیز کرتے، اللہ عزوجل اپنے ایسے پاکیزہ صفات لوگوں کی دعائیں بہت جلد قبول فرماتا ہے اور انہیں کبھی رُسوا نہیں کرتا نہ ہی دوسروں کا محتاج کرتا ہے۔ اللہ عزوجل ان بزرگوں کے صدقے ہمیں بھی نعمتوں کی صحیح قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور برے اعمال کی طرف رغبت دلانے والی چیزوں سے بیزاری اور بچنے کی توفیق عطا فرمائے، ہمیں صرف اپنا ہی محتاج رکھے، حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے ہماری دعاؤں کو قبول فرمائے، ہمارے ہر ہر عضو کو اپنی یاد میں مگن رکھے، بدنگاہی جیسی بری بیماری سے ہماری حفاظت فرمائے۔ اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نیچی نیچی نظروں کا واسطہ ہماری بے باکیوں اور غفلتوں سے درگزر فرما اور ہماری دائمی مغفرت فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

؎ یاالٰہی (عزوجل)! رنگ لائیں جب مری بے باکیاں اُن کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

حکایت نمبر 129:

ماں کی دعا کا اثر

حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن احمد علیہ رحمۃ اللہ الصمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک بوڑھی عورت حضرت سیدنا بقی بن مخلد علیہ رحمۃ اللہ الصمد کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور بڑے غمگین انداز میں یوں عرض گزار ہوئی: ''حضور! میرے جوان بیٹے کو رومیوں نے قید کرلیا ہے اور وہ زنجیروں میں جکڑا ہوا ان کے ظلم وستم کا نشانہ بن رہا ہے۔ میرے پاس اِتنی رقم نہیں کہ مَیں فدیہ

دے کر اسے آزاد کرا لوں، میری ملکیت میں صرف ایک چھوٹا سا گھر ہے جسے میں بیچ بھی نہیں سکتی، اپنے لختِ جگر کی جدائی کے غم نے میرے دن کا سکون اور راتوں کی نیند اُڑا دی، مجھے ایک پَل سکون میسر نہیں، خدارا! میری حالتِ زار پر رحم فرمائیں، اگر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کسی صاحبِ حیثیت سے کہہ دیں گے تو وہ فدیہ دے کر میرے بیٹے کو آزاد کرا لے گا اور اس طرح مجھے قرار نصیب ہو جائے گا۔''

اس بوڑھی ماں کی یہ مامتا بھری باتیں سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اسے تسلی دیتے ہوئے فرمایا: ''محترمہ! اللہ عزوجل پر بھروسہ رکھو وہ ضرور کرم فرمائے گا، میں آپ کے معاملے کو حل کرنے کو شش کرتا ہوں، آپ بے فکر ہو جائیں۔'' جب دکھیاری ماں نے ڈھارس بندھانے والی یہ باتیں سنیں تو دعائیں دیتی ہوئی وہاں سے رخصت ہوگئی۔

راوی کہتے ہیں کہ جب وہ بڑھیا وہاں سے چلی گئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سر جھکا کر بیٹھ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے مبارک ہونٹوں کو جنبش ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کچھ پڑھنے لگے لیکن ہم آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے کلام کو نہ سن سکے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کافی دیر تک اسی حالت میں رہے۔

کچھ عرصہ بعد وہی بوڑھی عورت اپنے جوان بیٹے کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ وہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو دعائیں دے رہی تھی اور آپ کا شکریہ ادا کر رہی تھی، پھر کہنے لگی: ''حضور! آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی برکت سے میرے بیٹے کو اللہ عزوجل نے قید سے رہائی عطا فرما دی ہے۔ اس کا واقعہ بڑا عجیب ہے، یہ خود اپنی رہائی کا واقعہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہے۔'' یہ سن کر آپ نے فرمایا: ''اے نوجوان! اپنا واقعہ بیان کرو۔'' تو وہ کہنے لگا:

جب مجھے رومیوں نے قید کر لیا تو انہوں نے مجھے چند اور قیدیوں کے ساتھ شامل کر دیا۔ وہ ہم سے بہت زیادہ مشقت والے کام کرواتے۔ پھر ہم چند قیدیوں کو ایک بڑے شاہی عہدہ دار کے پاس بھیج دیا گیا۔ اس کی ملکیت میں بہت سارے باغات تھے اور وہ بہت بڑی جاگیر کا مالک تھا، وہ ہمارے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر سپاہیوں کی نگرانی میں اپنے باغات اور کھیتوں میں کام کرنے کے لئے بھیجتا۔ ہم سارا دن زنجیروں میں جکڑے ہوئے جانوروں کی طرح کام کرتے پھر شام کو واپس ہمیں قید خانہ میں ڈال دیا جاتا۔ اس طرح ہم ان کی قید میں مشقتیں برداشت کر رہے تھے۔

ایک دن ایسا ہوا کہ جب شام کو ہمیں واپس قید خانے کی طرف لایا جا رہا تھا تو یکا یک میرے پاؤں میں بندھی ہوئی مضبوط بیڑیاں خود بخود ٹوٹ کر زمین پر آپڑیں، جب سپاہیوں کو خبر ہوئی تو وہ میری طرف دوڑے اور چیختے ہوئے کہنے لگے: ''تُو نے بیڑیاں کیوں توڑ ڈالیں؟'' میں نے کہا: ''بیڑیاں خود بخود ٹوٹ گئیں ہیں، مَیں نے تو ان کو ہاتھ بھی نہیں لگایا، اگر تمہیں یقین

نہیں آتا تو دوسرے قیدیوں سے پوچھ لو۔'' نوجوان کی یہ بات سن کرسپاہی بہت حیران ہوئے اورانہوں نے جاکراپنے افسر کو یہ واقعہ بتایا وہ بھی حیران ہوا اوراس نے فوراً ایک لوہار کو بلایا اور کہا: ''اس نوجوان کے لئے مضبوط سے مضبوط بیڑیاں تیار کرو، لوہار نے پہلی بیڑیوں سے مضبوط بیڑیاں تیار کیں اور مجھے دوبارہ پابندِ سلاسل کر دیا گیا۔ ابھی میں ان بیڑیوں میں چند قدم ہی چلا ہوں گا کہ وہ بھی خود بخود ٹوٹ کر زمین پر گر پڑیں۔

یہ منظر دیکھ کر سارے لوگ بہت حیران ہوئے اورانہوں نے باہم مشورہ سے ایک راہب کو بلایا اوراسے ساری صورتحال سے آگاہ کیا۔ راہب نے ساری گفتگو سن کر مجھ سے پوچھا: ''اے نوجوان! کیا تمہاری والدہ زندہ ہے؟''میں نے کہا: ''ہاں، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ! میری ماں زندہ ہے۔'' راہب میری بات سن کران لوگوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: ''اس نوجوان کی والدہ نے اس کے لئے دعا کی ہے، اس کی دعاؤں نے اس نوجوان کو اپنے حصار میں لے رکھا ہے اوراللہ عزوجل نے اس کی ماں کی دعا قبول فرمالی ہے، اب چاہے تم اسے کتنی ہی مضبوط زنجیروں میں قید کرو یہ پھر بھی آزاد ہو جائے گا لہٰذا بہتری اسی میں ہے کہ اسے آزاد کردو **جس کے ساتھ ماں کی دعائیں ہوں اس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا**۔'' راہب کی یہ بات سن کران رومیوں نے مجھے آزاد کر دیا اور مجھے اسلامی سرحد تک چھوڑ گئے۔

جب اس نوجوان سے وہ دن اور وقت پوچھا گیا جس دن اس کی بیڑیاں ٹوٹی تھیں تو وہ وہی دن تھا جس دن بڑھیا حضرت سیدبقی بن مخلد علیہ رحمۃ اللہ الصمد کی بارگاہ میں حاضر ہوئی تھی اوراس نے دعا کے لئے عرض کی تھی اورآپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کے بیٹے کے لئے دعا کی تھی۔ اسی دن اوراسی وقت نوجوان کو روم میں وہ واقعہ پیش آیا، اس طرح ماں کی دعاؤں اورآپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی برکت سے اس نوجوان کو رہائی حاصل ہوئی۔

ے نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی   بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** اسی طرح کا واقعہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے کے ساتھ بھی پیش آیا، چنانچہ مروی ہے کہ حضرت سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندِ ارجمند کو مشرکین نے قید کرلیا۔ حضرت سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوئے اوراپنے بیٹے کی قید کے متعلق بتایا اور پھر یہ بھی بتایا کہ آج کل ہم بہت تنگی کے عالم میں زندگی گزار رہے ہیں۔ یہ سن کر نبی کریم، رءُوف ورحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل سے ڈرو، صبر کرو اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم کی

کثرت کرتے رہو۔'' یہ سن کر حضرت سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر تشریف لے آئے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے بیٹے کی وجہ سے بہت پریشان تھیں، جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم کی کثرت کرو۔'' تو دونوں نے لاحول شریف پڑھنا شروع کردیا، ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ دروازے پر کسی نے دستک دی۔ جب باہر جاکر دیکھا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیٹا سامنے موجود تھا اور اس کے ساتھ کافروں کی چار ہزار بکریاں بھی تھیں۔ ان کے بیٹے نے بتایا کہ دشمنوں نے مجھے قید کرلیا اور مجھ سے بکریاں چَروانے لگے، آج میں نے دشمن کو غافل پایا تو ان کی بکریاں لے کر وہاں سے بھاگ آیا، انہیں میرے بھاگنے کی خبر تک نہ ہوئی۔

اپنے بیٹے کو اپنے پاس دیکھ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت خوش ہوئے اور حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کی: ''میرا بیٹا دشمن کی قید سے بھاگ آیا ہے اور ان کی چار ہزار بکریاں بھی ساتھ لایا ہے، کیا یہ بکریاں ہمارے لئے حلال ہیں؟'' تو حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: ''ہاں (یہ تمہارے لئے حلال ہیں)۔''

اس وقت سورۂ طلاق کی مندرجہ ذیل آیت مبارکہ نازل ہوئی:

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا ۝ وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا ۝ (پ۲۸، الطلاق:۳،۲)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے بیشک اللہ اپنا کام پورا کرنے والا ہے بیشک اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ رکھا ہے۔

(تفسیر قرطبی، سورۃ الطلاق، تحت الآیۃ: ''وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ...الی.. لَا یَحْتَسِبُ''، ج ۱۷، ص ۱۴۳۔۱۴۴)

مذکورہ آیتِ کریمہ کے فوائد:

یہ آیتیں بڑی ہی بابرکت اور عظمت والی ہیں۔ ان کے متعلق سرکارِ دو عالم، نورِ مجسّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص اس آیت کو پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے شبہاتِ دُنیا، غمراتِ موت اور بروزِ قیامت سختیوں سے خلاصی کی راہ نکالے گا۔'' اور اس آیت کی نسبت نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ بھی فرمایا: ''میرے علم میں ایک ایسی آیت ہے جسے لوگ محفوظ کرلیں تو ان کی ہر ضرورت وحاجت کے لئے کافی ہے۔ تفسیر خزائن العرفان، سورۃ الطلاق، تحت الآیۃ: ۲۔۳)

(یہ آیت مبارکہ نہایت مُجرّب ہے جسے کوئی پریشانی ہو، دنیاوی تکالیف کا سامنا ہو، فکرِ معاش دامن گیر ہو، دشمن کا خوف ہو یا

دشمن کی قید میں ہوتو اس آیت کو کامل یقین کے ساتھ پڑھے اِن شاءَ اللہ عزوجل تمام پریشانیوں سے نجات حاصل ہوجائے گی، خوشحالی اور فراخی حاصل ہوگی۔ اس کے علاوہ اُخروی نجات کے لئے بھی یہ آیت مبارکہ بہت مفید ہے۔ چنانچہ اس کا وِرد کرتے رہنا چاہئے، اللہ عزوجل ہمیں قرآن پاک کی تلاوت اور اس کے اَحکام پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

جگمگاتا خیمہ

حکایت نمبر 130:

حضرت سیدنا مسمع بن عاصم علیہ رحمۃ اللہ المُنعم سے مروی ہے کہ حضرت سیدتنا رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا بہت زیادہ عبادت کیا کرتیں۔ ساری ساری رات قیام فرماتیں، دن کو روزہ رکھتیں اور تلاوت قرآن پاک کیا کرتیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کا ہر ہر لمحہ یادِ الٰہی عزوجل میں گزرتا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں بہت زیادہ بیمار ہوگئی جس کی وجہ سے میں تہجد کی دولت سے محروم رہی اور دن کو بھی اپنے پاک پروردگار عزوجل کی عبادت نہ کرسکی، بیماری کی وجہ سے بہت زیادہ کمزوری آگئی، اسی طرح کئی دن گزر گئے مجھے اپنی عبادت چھوٹ جانے کا بہت افسوس ہوا لیکن اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ! بیماری کی حالت میں بھی جتنا مجھ سے ہوسکتا میں عبادت کی کوشش کرتی، کبھی دن میں نوافل کی کثرت کرتی، کبھی رات کو نوافل پڑھتی۔ اسی طرح کئی دن گزر گئے۔

پھر اللہ عزوجل نے کرم فرمایا اور مجھے صحت عطا فرمائی میں نے دوبارہ نئے جذبے کے ساتھ عبادت شروع کردی۔ سارا سارا دن عبادت الٰہی عزوجل میں گزر جاتا اور اسی طرح رات کو بھی عبادت کرتی۔

ایک رات مجھے نیند نے آلیا اور میں غافل ہوکر سوگئی۔ میں نے خواب دیکھا کہ میں فضاؤں میں اُڑ رہی ہوں، پھر میں ایک سرسبز وشاداب باغ میں پہنچ گئی۔ وہ باغ اتنا حسین تھا کہ میں نے کبھی ایسا باغ نہ دیکھا۔ اس باغ میں بہت خوبصورت محل تھے، ہر طرف بلند وبالا، سرسبز درخت تھے، جگہ جگہ پھولوں کی کیاریاں تھیں، درخت پھلوں سے لدے ہوئے تھے، میں اس باغ کے حسن وجمال کے نظاروں میں گم تھی کہ یکایک مجھے ایک سبز پرندہ نظر آیا، وہ پرندہ اتنا خوبصورت تھا کہ اس سے پہلے میں نے کبھی ایسا پرندہ نہ دیکھا تھا، ایک لڑکی اسے پکڑنے کے لئے بھاگ رہی تھی، میں اس خوبصورت لڑکی اور خوبصورت پرندے کو بغور دیکھنے لگی اتنی دیر میں وہ حسین وجمیل لڑکی میری طرف متوجہ ہوئی۔ میں نے اس سے کہا: ''یہ پرندہ بہت خوبصورت ہے، تم اسے

آزادی کے ساتھ گھومنے دو اور اسے مت پکڑو۔''

میری بات سن کر اس لڑکی نے کہا:''کیا تمہیں اس سے بھی زیادہ خوبصورت چیز نہ دکھاؤں؟''میں نے کہا:''ضرور دکھاؤ۔'' یہ سن کر اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے لے کر مختلف باغات سے ہوتی ہوئی ایک عظیم الشان محل کے دروازے پر پہنچ کر دستک دی۔ دروازہ فوراً کھول دیا گیا، اندر کا منظر بہت سہانا تھا، دروازہ کھلتے ہی ایک خوبصورت باغ نظر آیا، وہ لڑکی مجھے لے کر باغ میں آئی اور پھر ایک خیمے کی جانب چل دی۔ میں بھی ساتھ ساتھ تھی۔ اس نے حکم دیا کہ خیمے کے پردے ہٹا دیئے جائیں۔ جیسے ہی خادموں نے پردے ہٹائے تو اندر ایسی نورانی کرنیں تھیں جنہوں نے آس پاس کی تمام چیزوں کو منور کر رکھا تھا۔ پورا خیمہ نور سے جگمگا رہا تھا۔ وہ لڑکی اس خیمے میں داخل ہوئی اور پھر مجھے بھی اندر بلا لیا وہاں بہت ساری نوجوان کنیزیں موجود تھیں جن کے ہاتھوں میں عود (یعنی خوشبو) سے بھرے ہوئے برتن تھے اور وہ کنیزیں عود کی دھونی دے رہی تھیں۔''

یہ دیکھ کر اس لڑکی نے کہا:''تم سب یہاں کیوں جمع ہو؟ یہ اتنا اہتمام کیوں کیا جا رہا ہے؟ اور تم کس لئے خوشبو کی دھونی دے رہی ہو؟'' تو ان کنیزوں نے جواب دیا:''آج ایک مجاہد راہِ خدا عزوجل میں شہید ہو گیا ہے، ہم اس کے اِستقبال کے لئے یہاں جمع ہیں اور یہ سارا اہتمام اسی مردِ مجاہد کی خاطر کیا جا رہا ہے۔''

اس لڑکی نے میری جانب اشارہ کیا اور پوچھا:''کیا ان کے لئے بھی کوئی اہتمام کیا گیا ہے؟'' تو ان کنیزوں نے کہا: ہاں، اس کے لئے بھی اس طرح کی نعمتوں میں حصہ ہے۔'' پھر اس لڑکی نے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھایا اور کہا:''اے رابعہ عدویہ! جب لوگ نیند کے مزے لے رہے ہوں اس وقت تیرا نماز کے لئے کھڑا ہونا تیرے لئے نور ہے اور نماز سے غافل کر دینے والی نیند سراسر غفلت اور نقصان کا باعث ہے، تیری زندگی کے لمحات تیرے لئے سواری کی مانند ہیں اور جو شخص دنیاوی زندگی میں مگن رہے اور اپنی زندگی کے قیمتی لمحات کو فضول کاموں میں گزار دے تو وہ بہت بڑے خسارے میں ہے۔''

یہ نصیحت آموز کلمات کہنے کے بعد وہ لڑکی میری آنکھوں سے اوجھل ہو گئی اور میری آنکھ کُھل گئی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا فرماتی ہیں:''جب بھی مجھے یہ خواب یاد آتا ہے تو میں بہت زیادہ حیران ہوتی ہوں۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر131:

جرأت مند چیف جسٹس

حضرت سیدنا نمیر مدنی علیہ رحمۃ اللہ الولی سے مروی ہے، خلیفہ منصور جب مدینہ منورہ میں آیا تو اس وقت حضرت سیدنا محمد بن عمران طلحی علیہ رحمۃ اللہ القوی مدینہ منورہ میں عہدہ قضاء پر فائز تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت عادل و جرأت مند قاضی تھے۔ حق دار کو اس کا حق دلواتے اگرچہ مدِ مقابل کتنا ہی اثر ورُسوخ والا ہو آپ اس معاملے میں بالکل رعایت نہ کرتے۔

میں ان کا کاتب تھا۔ جب خلیفہ منصور مدینہ منورہ میں حاضر ہوا تو کچھ لوگوں نے خلیفہ کے خلاف قاضی کی عدالت میں دعوی کیا: ''ہمارے اونٹ ناجائز طریقے سے خلیفہ نے چھین لئے ہیں لہٰذا ہمیں انصاف دلایا جائے۔'' ان غریب لوگوں کی فریاد سن کر حضرت سیدنا محمد بن عمران طلحی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے مجھے حکم فرمایا: اے نمیر (علیہ رحمۃ اللہ القدیر)! فوراً خلیفہ کی جانب پیغام لکھو: ''چند لوگوں نے آپ کے خلاف دعوی کیا ہے اور وہ انصاف چاہتے ہیں لہٰذا آپ پر لازم ہے کہ فوراً تشریف لائیں تاکہ فریقین کی موجودگی میں شرعی فیصلہ کیا جاسکے۔''

حضرت سیدنا نمیر علیہ رحمۃ اللہ القدیر فرماتے ہیں کہ میں نے قاضی صاحب سے عرض کی: ''حضور! مجھے اس معاملہ سے دور ہی رکھیں، خلیفہ میری لکھائی کو پہچانتا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ میں کسی مشکل میں پھنس جاؤں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے نمیر (علیہ رحمۃ اللہ القدیر)! یہ پیغام تم ہی لکھو گے اور تم ہی اسے لے کر خلیفہ کے پاس جاؤ گے، جلدی کرو اور پیغام لکھو۔'' میں نے جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ بات سنی تو پیغام لکھا اس پر مہر لگائی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اب جلدی سے یہ خط لے کر خلیفہ کے پاس جاؤ۔'' چنانچہ مجھے مجبوراً جانا ہی پڑا۔ میں سیدھا خلیفہ منصور کے مشیر خاص ربیع کے پاس گیا اور اسے صورتحال سے آگاہ کرنے کے بعد کہا: ''آپ یہ پیغام خلیفہ تک پہنچادیں، مجھ میں اتنی ہمت نہیں۔'' ربیع نے کہا: ''تم خود ہی جا کر خلیفہ کو قاضی کا خط دو۔''

لہٰذا چار و ناچار مجھے ہی خلیفہ کے پاس جانا پڑا میں نے جا کر اسے قاضی صاحب کا خط دے دیا اور فوراً واپس چلا آیا۔ حضرت سیدنا محمد بن عمران طلحی علیہ رحمۃ اللہ القوی عدالت میں بیٹھے تھے اور لوگوں کے مسائل حل فرما رہے تھے۔ وہاں مدینہ منورہ کے بڑے بڑے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ، اُمراء اور دیگر لوگ کافی تعداد میں موجود تھے۔ اتنی ہی دیر میں خلیفہ منصور کا مشیر خاص ربیع کمرہ عدالت میں آیا اور اس نے خلیفہ منصور کا پیغام سنایا:

اے لوگو! خلیفہ نے آپ سب کو سلام بھیجا ہے اور کہا ہے کہ مجھے بطورِ مدعا علیہ (یعنی جس پر دعوی کیا جائے) عدالت میں طلب کیا گیا ہے لہٰذا مجھ پر عدالت میں حاضر ہونا لازم ہے۔ تمام لوگوں کو تاکید ہے کہ جب میں آؤں تو کوئی بھی میری تعظیم کے لئے کھڑا نہ ہو اور نہ ہی کوئی سلام کرنے کے لئے میری طرف بڑھے۔

لوگوں کو خلیفہ کا پیغام سنانے کے بعد ربیع وہاں سے چلا گیا، میں بھی ساتھ تھا۔ کچھ ہی دیر بعد خلیفہ منصور، ربیع اور مسیّب کے ساتھ آیا۔ میں بھی اس کے پیچھے تھا۔ خلیفہ کو دیکھ کر مجلس سے کوئی شخص بھی تعظیم کے لئے کھڑا نہ ہوا اور نہ ہی کسی نے سلام میں پہل کی بلکہ خود خلیفہ نے آتے ہی لوگوں کو سلام کیا پھر وہ رسول کریم، رء ُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کی قبرِ انور پر حاضر ہوا، صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کے بعد ربیع سے کہا: ''اگر آج قاضی محمد بن عمران طلحی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے میرے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیا اور میرے منصب کی وجہ سے کوئی غلط فیصلہ کیا تو میں اسے فوراً معزول کر دوں گا۔''

پھر خلیفہ منصور، قاضی کی عدالت میں آیا اس وقت اس کے جسم پر چادر تھی اور ایک تہبند تھا۔ جب حضرت سیدنا محمد بن عمران طلحی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے خلیفہ کو دیکھا تو ذرہ برابر بھی مرعوب نہ ہوئے اور اپنی نشست پر بیٹھے رہے۔ خلیفہ منصور کی چادر اس کے کندھے سے گرگئی تو کسی نے بھی اسے چادر اٹھا کر نہ دی بلکہ اس نے خود ہی اپنی چادر اٹھائی۔

قاضی محمد بن عمران علیہ رحمۃ اللہ المنان نے مقدمہ کی کاروائی شروع کرتے ہوئے دونوں فریقوں کو اپنے سامنے بلایا۔ پھر مدعیین (یعنی دعوی کرنے والوں) سے پوچھا: ''تمہارا خلیفہ پر کیا دعوی ہے؟'' انہوں نے کہا: ''ہمارے اُونٹوں کو جبراً چھینا گیا ہے۔'' چنانچہ قاضی صاحب نے خلیفہ وقت کے خلاف ان لوگوں کے حق میں فیصلہ کر دیا اور بالکل رُو رعایت سے کام نہ لیا اور خلیفہ سے کہا: ''ان غریبوں کو ان کا پورا پورا حق دیا جائے۔'' چنانچہ انہیں خلیفہ کی طرف سے ان کے اُونٹ واپس کر دیئے گئے۔

اس فیصلہ کے بعد خلیفہ منصور اپنی قیام گاہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ قاضی صاحب لوگوں کے مسائل حل کرنے میں مشغول رہے اور خلیفہ کی طرف بالکل توجہ نہ دی۔ پھر خلیفہ نے ربیع کو بلایا اور کہا: ''جاؤ اور قاضی صاحب کو بلا کر لاؤ۔'' ربیع نے کہا: ''خدا عزوجل کی قسم! قاضی صاحب اس وقت تک آپ کے پاس نہیں آئیں گے جب تک مجلس میں موجود تمام فریادیوں کی فریاد نہ سن لیں۔ بہر حال میں چلا جاتا ہوں اور آپ کا پیغام ان تک پہنچا دیتا ہوں۔''

چنانچہ ربیع، قاضی محمد بن عمران علیہ رحمۃ اللہ المنان کے پاس آیا اور انہیں خلیفہ منصور کا پیغام دے کر واپس آ گیا۔ قاضی صاحب لوگوں کے مسائل سنتے رہے اور فیصلے کرتے رہے جب سب لوگ چلے گئے اور مجلس برخاست ہو گئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلیفہ منصور کے پاس گئے، اسے سلام کیا۔ خلیفہ نے سلام کا جواب دیا اور قاضی صاحب سے یوں مخاطب ہوا:

اے مردِ مجاہد! اے جرأت مند قاضی محمد بن عمران! اللہ عزوجل تجھے تیرے دین کی طرف سے تیری ذہانت، جرأت مندی اور اچھا فیصلہ کرنے پر اچھا بدلہ عطا فرمائے، اللہ عزوجل تیرے حسب ونسب میں برکتیں عطا فرمائے پھر خلیفہ منصور نے خادم کو حکم دیا کہ دس ہزار دینار اس مردِ مجاہد قاضی کو ہماری طرف سے بطورِ انعام پیش کئے جائیں۔ چنانچہ حضرت سیدنا محمد بن عمران علیہ رحمۃ اللہ المنان کو دس ہزار دینار بطورِ انعام پیش کئے گئے، پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے واپس اپنی رہائش گاہ کی طرف چلے آئے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** سبحان اللہ عزوجل! ہمارا دینِ اسلام کتنا عظیم دین ہے کہ اس نے آکر تمام لوگوں کو ایک ہی صف میں کھڑا کر دیا۔ چاہے کوئی بادشاہ ہو یا فقیر۔ جب حقوق العباد کا معاملہ ہو تو جس کا حق ثابت ہو جائے اُسے اس کا پورا پورا حق ادا کرنے کا حکم دیا اور اللہ عزوجل نے دین اسلام میں ایسے ایسے مردانِ مجاہد پیدا فرمائے جو کبھی بھی حق سے روگردانی نہیں کرتے۔ ہمیشہ مظلوموں کا ساتھ دیتے ہیں، چاہے اس کے لئے بادشاہوں سے بھی ٹکر کیوں نہ لینی پڑے، دین اسلام نے ہمیں مساوات کا درس دیا، اللہ عزوجل ہمیں ہمیشہ حق کا ساتھ دینے کی توفیق عطا فرمائے اور دین اسلام پر ہی ہمارا خاتمہ فرمائے۔ کتنا پیارا ہے ہمارا دین جس نے مساوات و برابری کا درس دیا۔ آمین بجاہِ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود وایاز ۔۔۔ نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

حکایت نمبر132:

پانچ لاکھ درہم کا دعویٰ[1]

حضرت سیدنا مصعب بن عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کا دورِ خلافت تھا، حضرت سیدنا عبید بن ظبیان علیہ رحمۃ اللہ المنان رِقّہ (یعنی شہر) کے قاضی تھے اور اس شہر کا امیر (یعنی گورنر) عیسیٰ بن جعفر عباسی تھا، حضرت سیدنا عبید بن ظبیان علیہ رحمۃ اللہ المنان ایک باہمت، عادل اور رحم دل قاضی تھے، کسی پر ظلم برداشت نہ کرتے اور حق دار کو حق دلوا کر ہی دم لیتے۔

ایک مرتبہ ان کی عدالت میں ایک شخص آیا اور اس نے گورنر ''**عیسیٰ بن جعفر**'' کے خلاف دعوی کیا کہ اس نے مجھ سے پانچ لاکھ درہم لئے تھے اور اب دینے سے انکار کر رہا ہے، خدارا! مجھے میرا حق دلوایا جائے، جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی بات سنی تو فوراً کاتب کو بلایا اور فرمایا: ''امیرِ شہر کے نام پیغام لکھو، کاتب نے پیغام لکھا، جس کا مضمون کچھ اس طرح تھا:

''اے ہمارے امیر! اللہ عزوجل آپ کو سلامت رکھے، اپنی نعمتیں آپ پر نچھاور فرمائے، آپ کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ آج میرے پاس ایک شخص نے دعوی درج کرایا ہے کہ ''امیرِ شہر نے مجھ سے پانچ لاکھ درہم لے کر واپس نہیں کئے لہٰذا مجھے میرا

---

[1]: اس حکایت کا کچھ حصہ عربی متن میں نہیں اس لئے آخری حصہ قدرے تصرف کے ساتھ علامہ محمد صالح فرفور کی کتاب من رشحات الخلود (مترجم) ص ۱۴۳ سے لیا گیا ہے

حق دلوایا جائے۔'' اے ہمارے امیر! اب شریعت کا حکم یہ ہے کہ یا تو آپ خود تشریف لائیں یا اپنا کوئی وکیل بھیجیں تاکہ فریقین کی گفتگو سن کر میں فیصلہ کرسکوں اور حق واضح ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔**والسّلام**

قاضی صاحب نے خط پر مہر ثبت فرمائی اور ایک شخص کو وہ خط دے کر امیر (یعنی گورنر) کے پاس بھیج دیا، جب قاصد نے جا کر بتایا کہ قاضی کی طرف سے آپ کو خط آیا ہے تو گورنر نے اس خط کو کوئی اہمیت نہ دی اور اپنے خادم کو بلا کر وہ خط اس کے حوالے کر دیا۔ جب قاصد نے دیکھا کہ قاضی کے خط کو کوئی اہمیت نہیں دی گئی تو وہ واپس لوٹ آیا اور سارا واقعہ قاضی صاحب کو بتایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوبارہ خیر خواہی کے جذبے کے تحت خط لکھا اور اس میں بھی یہی کہا: ''آپ کے خلاف دعوی کیا گیا ہے لہٰذا آپ یا تو خود عدالت میں تشریف لائیں یا اپنے کسی وکیل کو بھیج دیں تاکہ شریعت کے مطابق فیصلہ کیا جاسکے، اللہ عزوجل آپ کو سلامت رکھے۔ پھر آپ نے خط پر مہر لگائی اور دو قاصدوں کو خط دے کر عیسیٰ بن جعفر کے پاس بھیجا۔ جب وہ دونوں قاصد اس کے پاس پہنچے تو اس نے خط دیکھ کر بہت غیض وغضب کا اظہار کیا، خط کو زمین پر پھینک دیا اور قاصدوں کو بھی ڈانٹا۔ چنانچہ دونوں قاصد شرمندہ ہو کر واپس قاضی عبید بن ظبیان علیہ رحمۃ اللہ الحنّان کے پاس آئے اور انہیں سارا واقعہ کہہ سنایا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قاصدوں کی بات سُن کر تیسری مرتبہ پھر خط بھیجا اور اس میں لکھا: ''اے ہمارے امیر! اللہ عزوجل آپ کی حفاظت فرمائے آپ کو نعمتوں سے مالا مال کرے۔ آپ کے خلاف دعوی دائر کیا گیا ہے۔ بار بار آپ کو توجہ دلائی جارہی ہے کہ یا تو آپ خود عدالت میں آئیں یا اپنے کسی وکیل کو بھیجیں تاکہ فیصلہ کیا جاسکے۔ اگر اس مرتبہ بھی آپ یا آپ کا وکیل نہ آیا تو میں یہ معاملہ خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کی خدمت میں پیش کروں گا لہٰذا آپ جلد از جلد اس معاملے کو حل کرنے کی کوشش کریں۔**والسّلام**

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دو آدمیوں کو وہ خط دے کر عیسیٰ بن جعفر کے پاس بھیجا، جب دونوں قاصد دربار میں پہنچے تو انہیں باہر ہی روک دیا گیا۔ کچھ دیر بعد عیسیٰ بن جعفر باہر آیا تو قاصدوں نے اسے قاضی صاحب کا خط دیا۔ اس نے خط کی طرف کوئی توجہ نہ دی اور اسے پڑھنا بھی گوارا نہ کیا اور پڑھے بغیر پھینک دیا۔ قاصد بیچارے شرمندہ ہو کر قاضی صاحب کے پاس آئے اور انہیں سارا واقعہ سنایا، جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ دیکھا کہ عیسیٰ بن جعفر اپنے عہدے اور طاقت کے گھمنڈ میں آکر قانون کی خلاف ورزی کر رہا ہے اور میں حق دار کو اس کا حق نہ دلوا سکا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی سوچ کی بناء پر اپنے تمام کاغذات وغیرہ ایک تھیلے میں بھرے اور گھر کی طرف روانہ ہوگئے اور عدالت میں آنا چھوڑ دیا۔

جب معاملہ طول پکڑ گیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عدالت میں نہ آئے تو لوگوں نے خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کو

بتایا کہ ہمارے قاضی صاحب دل برداشتہ ہوکر عہدۂ قضاء سے برطرف ہو گئے ہیں اورانہوں نے عدالت میں آنا چھوڑ دیا ہے۔ یہ سن کرخلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے فوراً آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے پاس بلوایا۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں پہنچے تو خلیفہ نے پوچھا:''بتاؤ! تم دل برداشتہ کیوں ہوگئے اور کیوں اس عہدہ سے برطرف ہونا چاہتے ہو؟''حضرت سیدنا عبید بن ظبیان علیہ رحمۃ اللہ المنان نے ساراواقعہ کہہ سنایا کہ میں نے کئی مرتبہ انتہائی نرمی اور باادب طریقے سے عیسیٰ بن جعفر کو پیغام بھجوایا لیکن اس نے بالکل توجہ نہ دی۔خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے جب قاضی صاحب کی یہ دردبھری داستان سنی تو اسی وقت ابراہیم بن اسحاق سے فرمایا:''فوراً عیسیٰ بن جعفر کی رہائش گاہ پر جاؤ اوراس کے گھر کے تمام راستے بند کردو کوئی شخص بھی نہ تو باہر آسکے اور نہ ہی اندر جا سکے۔ جب تک عیسیٰ بن جعفراس مظلوم حق دار کا حق ادا نہیں کرے گا وہ اسی طرح نظر بند رہے گا۔اگر وہ چاہتا ہے کہ اسے اس مصیبت سے آزادی مل جائے تو وہ خود چل کر قاضی کی عدالت میں جائے یا پھر اپنے کسی وکیل کو بھیج دے تا کہ عدالت میں شرعی فیصلہ ہوسکے اورحق واضح ہوجائے۔

حکم پاتے ہی ابراہیم بن اسحاق نے 50 شہسواروں کو لے کرعیسیٰ بن جعفر کی رہائش گاہ کا محاصرہ کرلیا۔تمام راستے بند کردیئے، کسی کو بھی آنے جانے کی اجازت نہ دی گئی۔

جب عیسیٰ بن جعفر نے یہ حالت دیکھی تو وہ بہت حیران ہوا۔اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ مجھے اس طرح کیوں قید کیا جارہا ہے؟ شاید ہارون الرشید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے قتل کروانا چاہتا ہے لیکن کیوں؟ آخر میں نے ایسا کون سا جرم کیا ہے؟عیسیٰ بن جعفر بہت پریشان تھا، دوسری طرف اہل خانہ پریشان تھے، وہ چیخ وپکار کررہے تھے اور رو رہے تھے۔عیسیٰ بن جعفر نے ان کو خاموش کرایا اورابراہیم بن اسحاق کے ساتھ آئے ہوئے سپاہیوں میں سے ایک کو بلایا اوراس سے کہا:''ابراہیم بن اسحاق کو پیغام پہنچا دو کہ وہ مجھ سے ملاقات کرے میں اس سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔

جب ابراہیم بن اسحاق اس کے پاس آیا تو اس نے پوچھا:''خلیفہ نے ہمیں اس طرح قید کیوں کروادیا ہے۔

اس نے بتایا:''یہ سب قاضی عبیداللہ بن ظبیان (علیہ رحمۃ اللہ المنان) کی وجہ سے کیا گیا ہے انہوں نے تمہاری شکایت کی ہے کہ تم نے قانون کی خلاف ورزی کی ہے،اور ایک شخص پرظلم کیا ہے۔''جب عیسیٰ بن جعفر کو سارا معاملہ معلوم ہوگیا تو اسے احساس ہوگیا کہ مجھے کس جرم کی سزا مل رہی ہے،میں نے طاقت وعہدے کے نشے میں ایک مظلوم کی بددعا لی جس کی وجہ سے مجھے ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑا، واقعی ظلم کا انجام برا ہوتا ہے اور مظلوم کی مدد ضرور کی جاتی ہے مجھے میرے جرم کی سزا مل گئی ہے۔پھرعیسیٰ بن جعفر نے اس شخص کو بلوایا جس سے پانچ لاکھ درہم لئے تھے، اسے وہ درہم واپس کئے، اس سے معذرت کی اور

آئندہ کبھی ایسی حرکت نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا، اب معاملہ بالکل ختم ہو چکا تھا۔ جب خلیفۃ المسلمین ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کو اطلاع ملی کہ عیسیٰ بن جعفر نے مظلوم کا حق ادا کر دیا ہے اور اس سے معافی بھی مانگ لی ہے تو اس نے حکم دیا کہ اب محاصرہ ختم کر دیا جائے اور تمام راستے کھول دیئے جائیں۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے پیغام بھجوایا کہ کبھی بھی کسی پر ظلم نہ کرنا۔ یہ عہدہ ومنصب سب عارضی چیزیں ہیں، ان کے بل بوتے پر کسی کو تنگ کرنا بہادری نہیں۔ ہمیشہ خوف خدا عزوجل کو پیش نظر رکھو، انصاف کا دامن کبھی نہ چھوڑو، اللہ ربُّ العزَّت مظلوموں کو بہت جلد ان کا حق دلوا دیتا ہے۔ اچھا ہے وہ شخص جو اللہ عزوجل کی مخلوق کو خوش رکھے اور اس کی وجہ سے کسی بھی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم }

(سبحان اللہ عزوجل! ایسے پاکیزہ دین پر قربان جائیں جس نے ہمیں ایسے ایسے جرأت مند افراد عطا کئے جو حق کی خاطر بڑی سے بڑی طاقت سے بھی ٹکرا جاتے، کسی کی دنیاوی ہیبت وحیثیت انہیں مرعوب نہ کر سکتی تھی، وہ اس وقت تک سُکھ کا سانس نہ لیتے جب تک اہلِ حق کو اس کا حق نہ مل جائے، انہوں نے غیرِ حق کے سامنے کبھی بھی سر نہیں جھکایا، اسلام میں ایسے ایسے حکمران بھی گزرے جنہوں نے ایک غریب مظلوم فریادی کی فریاد پر گورنروں کو پابندِ سلاسل کر دیا اور جب تک حق دار کو حق نہ ملا اس وقت تک قید ہی میں رکھا، اللہ رب العزت ہمیں ایسے باہمت وعادل حکمران اور قاضی دوبارہ عطا فرمائے جو ظالموں کو ظلم کی سزا دیں اور مظلوموں اور بے بسوں کی فریاد رسی کریں، اللہ رب العزت ہمیں اچھے قائدین عطا فرمائے اور ہم سے بھی اپنے دین متین کی خدمت کا کام لے لے، ہمیں خوب خوب سنتوں کی تبلیغ کی توفیق عطا فرمائے اور غیرت ایمانی سے مالا مال فرمائے، ہمیں ہر حال میں حق کا ساتھ دینے کی توفیق عطا فرمائے چاہے، اگر چہ اس معاملے میں ہمیں جان ہی کیوں نہ دینی پڑے، اللہ عزوجل ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ اٰمین بجاہِ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

؎ غلامانِ محمد جان دینے سے نہیں ڈرتے
یہ سر کٹ جائے یا رہ جائے کچھ پرواہ نہیں کرتے

حکایت نمبر133:

آگ کی زنجیریں

حضرت سیدنا محمد بن یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا ابو سنان علیہ رحمۃ اللہ الحنّان سے نقل کرتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں بیت المقدس کی پہاڑیوں میں تھا، ایک جگہ مجھے انتہائی پریشانی کے عالم میں اِدھر اُدھر گھومتا ہوا ایک غمگین نوجوان نظر آیا، میں اس کے پاس آیا اور سلام کے بعد اس سے پریشانی کا سبب پوچھا تو اس نے بتایا: ''ہمارے ایک پڑوسی کا بھائی فوت ہو گیا ہے، تم میرے ساتھ چلو تاکہ ہم اس کی تعزیت کریں اور اسے تسلی دیں۔'' میں اس نوجوان کے ساتھ چل دیا، ہم ایک شخص کے پاس پہنچے جو بہت اداسی کے عالم میں بیٹھا ہوا تھا ہم نے اسے صبر کی تلقین کی اور تسلی دینے لگے لیکن اس نے ہماری باتیں نہ سنیں اور بے صبری کرتے ہوئے آہ وزاری اور چیخ وپکار کرنے لگا، ہم نے اسے محبت وپیار سے سمجھاتے ہوئے کہا: ''اے اللہ عزوجل کے بندے! اس طرح بے صبری کا مظاہرہ نہ کر، اللہ عزوجل سے ڈر! اور صبر سے کام لے۔ بے شک موت ہر کسی کو آنی ہے جس نے بھی زندگی کا سفر شروع کیا اس کی منزل وانتہاء موت ہے۔ موت ایک ایسا پُل ہے جس سے ہر ایک نے گزرنا ہے۔ کچھ گزر گئے کچھ گزر رہے ہیں اور کچھ گزر جائیں گے۔

یاد رکھ! ہر آن آخر موت ہے	بن تو مت انجان، آخر موت ہے
مُلکِ فانی میں فنا ہر شے کو ہے	سن لگا کر کان، آخر موت ہے
بارہا علمیؔ تجھے سمجھا چکے	مان یا مت مان، آخر موت ہے

ہماری یہ باتیں سُن کر وہ شخص کہنے لگا: ''میرے بھائیو! تم نے بالکل ٹھیک کہا، تمہاری باتیں بالکل برحق ہیں لیکن میں تو اس لئے رو رہا ہوں کہ میرے بھائی کو قبر میں بڑی پریشانی کا سامنا ہے۔

جب ہم نے اس کی بات سنی تو کہا: ''سبحان اللہ عزوجل! کیا تم علمِ غیب جانتے ہو جو تمہیں معلوم ہو گیا کہ تمہارا بھائی قبر میں عذاب سے دوچار ہے؟'' تو وہ کہنے لگا: ''میں اس ہولناک منظر کی وجہ سے پریشان ہوں جو میں نے دیکھا ہے۔ آؤ! میں تمہیں تفصیل سے سارا واقعہ سناتا ہوں:۔

جب میرے بھائی کا انتقال ہو گیا تو تجہیز وتکفین کے بعد ہم نے اسے قبرستان لے جا کر دفن کر دیا، لوگ واپس آگئے میں کچھ دیر قبر کے پاس ہی کھڑا رہا، یکایک میں نے قبر سے ایک دردناک آواز سُنی، میرا بھائی نہایت دردمندانہ انداز میں چیخ رہا تھا: ''مجھے بچاؤ، مجھے بچاؤ۔'' جب میں نے یہ آواز سنی تو کہا: ''واللہ! یہ تو میرے بھائی کی آواز ہے۔'' میں نے بے چین ہو کر قبر کھودنا شروع کر دی تو ایک غیبی آواز نے مجھے چونکا دیا کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا: ''اے اللہ عزوجل کے بندے! اس قبر کو نہ کھودو، یہ

اللہ عزوجل کے رازوں میں سے ایک راز ہے، اسے پوشیدہ ہی رہنے دو۔'' آواز سن کر میں قبر کھودنے سے باز رہا پھر میں وہاں سے اُٹھا اور جانے لگا تو مجھے دردناک آواز سنائی دی: ''مجھے بچاؤ، مجھے بچاؤ۔'' مجھے اپنے بھائی پر ترس آنے لگا اور میں نے دوبارہ قبر کھودنا شروع کر دی، ابھی میں نے تھوڑی سی مٹی ہٹائی تھی کہ پھر مجھے غیبی آواز سنائی دی: ''اللہ عزوجل کے رازوں کو نہ کھولو اور قبر کھودنے سے باز رہو۔'' غیبی آواز سن کر میں نے دوبارہ قبر بند کر دی، اور میں وہاں سے جانے لگا تو پھر بڑی دردناک آواز میں میرے بھائی نے مجھے پکارا: ''مجھے بچاؤ، مجھے بچاؤ۔'' اس مرتبہ جب میں نے اپنے بھائی کی آواز سنی تو مجھے بہت رحم آیا اور میں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ اب تو میں ضرور قبر کھودوں گا۔ چنانچہ میں نے قبر کھودنا شروع کی جیسے ہی میں نے قبر سے سِل ہٹائی تو قبر کا اندرونی منظر دیکھ کر میرے ہوش اُڑ گئے، اندر انتہائی خوف ناک منظر تھا، ابھی ابھی ہم نے جس بھائی کو دفنایا تھا اس کا سارا جسم آگ کی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا، اس کی قبر آگ سے بھری ہوئی تھی۔ جب میں نے اپنے بھائی کو اس حالت میں دیکھا تو مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے اسے زنجیروں سے آزاد کرانے کے لئے اپنا ہاتھ اس کی گردن میں بندھی ہوئی زنجیر کی طرف بڑھایا جیسے ہی میرا ہاتھ زنجیر کو لگا میرے ہاتھ کی انگلیاں جل کر ہاتھ سے جدا ہو گئیں، مجھے بہت زیادہ تکلیف محسوس ہونے لگی، میں نے جیسے تیسے قبر کو بند کیا اور وہاں سے بھاگ نکلا۔ یہ دیکھو میرے ہاتھ کی انگلیاں بالکل جل چکی ہیں اور اب تک مجھے شدید درد ہو رہا ہے، اتنا کہنے کے بعد اس نے چادر سے اپنا ہاتھ نکالا تو واقعی اس کی چار انگلیاں غائب تھیں اور ہاتھ پر زخم کا عجیب وغریب نشان موجود تھا۔ ہم نے اللہ عزوجل سے عافیت طلب کی اور وہاں سے چلے آئے۔

حضرت سیدنا ابو سنان علیہ رحمۃ اللہ المنّان فرماتے ہیں: ''کچھ عرصہ کے بعد جب میں حضرت سیدنا امام اوزاعی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور انہیں یہ سارا واقعہ سنایا پھر پوچھا: ''حضور! جب کوئی یہودی یا نصرانی مرتا ہے تو اس کا عذابِ قبر لوگوں پر ظاہر نہیں ہوتا لیکن مسلمانوں کی قبروں کے حالات بعض مرتبہ ظاہر ہو جاتے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواباً ارشاد فرمایا: ''کفّار کے عذابِ قبر میں تو کسی مسلمان کو شک ہی نہیں، انہیں تو دائمی عذاب کا سامنا کرنا ہی ہے۔ سب مسلمان یقین رکھتے ہیں کہ کفار مرتے ہی عذاب میں مبتلا ہو جاتے ہیں اس لئے ان کے عذاب کو ظاہر نہیں کیا جاتا۔ ہاں بعض مرتبہ گناہگار مسلمانوں کی قبروں کا حال لوگوں پر منکشف کر دیا جاتا ہے تاکہ لوگ اس سے عبرت پکڑیں اور گناہوں سے تائب ہو کر اپنے پاک پروردگار عزوجل کی رِضا والے اعمال کی طرف راغب ہوں۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں عذابِ قبر سے محفوظ رکھنا، ہمارے کمزور جسم جہنم کی آگ برداشت نہیں کر سکیں

گے ہم سے تو دنیوی آگ کی تپش بھی برداشت نہیں ہوتی، ذرا سا پتنگا بھی جسم پر آ لگے تو چیخ نکل جاتی ہے، نہ گرمی برداشت ہوتی ہے اور نہ ہی کسی قسم کی گھٹن برداشت ہوتی ہے، اگر ہمیں ہمارے گناہوں کی وجہ سے عذابِ نار میں مبتلا کر دیا گیا تو ہمارا کیا بنے گا، اے ہمارے رحیم و کریم اللہ عزوجل! اپنے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صدقے ہمیں عذابِ قبر سے محفوظ رکھ، ہماری قبروں کو سانپوں اور بچھوؤں سے محفوظ رکھ، اگر ہماری قبروں میں ایسے عذابات آ گئے تو ہم کہاں جائیں گے، کس کی پناہ لیں گے؟ اے ہمارے پاک پروردگار عزوجل! تو اپنے لطف و کرم سے ہمیں سانپوں اور بچھوؤں کے عذاب سے محفوظ رکھنا۔ آمین بجاہِ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

گر کفن پھاڑ کے سانپوں نے جمایا قبضہ ہائے بربادی کہاں جا کے چھپوں گا یارب عزوجل

(اے ہمارے پاک پروردگار عزوجل! ہمیں قبر و حشر کی تمام مصیبتوں سے نجات عطا فرما، جب ہمیں اندھیری قبر میں اتارا جائے تو ہماری قبروں کو حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے جلوؤں سے منور فرما دے اور ہمیں ان کی رحمت کے سائے میں میٹھی میٹھی نیند سونے کی توفیق عطا فرما۔) آمین بجاہِ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم

یا الٰہی! گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات ان کے پیارے منہ کی صبحِ جاں فزا کا ساتھ ہو

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد ﷺ

حکایت نمبر 134: اللہ عزوجل پر توکُّل کرنے کا اجر

حضرت سیدنا وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: بنی اسرائیل کا ایک عابد بقدرِ کفایت رزقِ حلال کماتا اور باقی وقت اللہ عزوجل کی عبادت میں گزارتا۔ ایک مرتبہ مسلسل کئی روز تک اسے کہیں بھی مزدوری نہ ملی اور فاقوں تک نوبت پہنچ گئی، کئی روز تک گھر میں چولہا نہ جلا۔ وہ خود بھی بھوکا رہا اور اہل و عیال بھی بھوک کی مشقت برداشت کرتے رہے۔ جب معاملہ حد سے بڑھ گیا تو اس نے اپنی زوجہ سے کہا: ''کل میں مزدوری کے لئے جاؤں گا تم دعا کرنا، اللہ عزوجل تمام مخلوق کو رزق دینے والا ہے وہ ہمیں بھی محروم نہ رکھے گا۔'' اس کی زوجہ نے بھی یہی مشورہ دیا کہ تم یقینِ کامل کے ساتھ رزق کی تلاش میں نکلو اللہ عزوجل ضرور کوئی راہ نکالے گا۔ صبح سویرے وہ عابد اللہ عزوجل کا نام لے کر مزدوری کی تلاش میں نکلا اور وہ بھی دوسرے مزدوروں کے ساتھ بیٹھ گیا

کہ جس کوضرورت ہوگی وہ مجھے مزدوری کے لئے لے جائے گا۔

یکے بعد دیگرے تمام مزدوروں کوکوئی نہ کوئی اجرت پر کام کروانے کے لئے لے گیا لیکن اس کے پاس کوئی نہ آیا۔جب اس عابد نے یہ صورت حال دیکھی تو کہنے لگا:''اللہ عزوجل کی قسم !میں آج مالکِ حقیقی عزوجل کی مزدوری (یعنی عبادت) کروں گا۔'' چنانچہ وہ دریا پر آیا اور وضوکر کے نوافل پڑھنے لگا اور سارا دن اسی طرح رکوع وسجود میں گزار دیا۔شام کو جب گھر پہنچا تو اس کی زوجہ نے پوچھا:''کیا کسی کے ہاں تمہیں مزدوری ملی؟'' اس نے جواب دیا:''میں نے آج بہت کریم مالک کے ہاں مزدوری کی ہے، اس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ مجھے اس مزدوری کا بہت اچھا بدلہ دے گا۔

دوسری صبح دوبارہ یہ عابد مزدوروں کی صف میں کھڑا ہو گیا۔سب کوکوئی نہ کوئی اپنے ہاں کام پر لے گیا لیکن اس کی طرف کسی نے توجہ نہ کی۔اس نے دل میں کہا:''خداعزوجل کی قسم ! آج پھر میں مالک حقیقی عزوجل کی مزدوری کروں گا۔'' وہ پھر دریا پر آیا وضوکیا اور خوب خشوع وخضوع کے ساتھ عبادت کرنے لگا۔سارا دن اسی طرح رکوع وسجود میں گزر گیا۔شام کو جب وہ گھر پہنچا اور اس کی زوجہ نے اسے خالی ہاتھ دیکھا تو کہنے لگی:''آج کیا ہوا؟'' اس نے جواباً کہا:''آج پھر میں نے اسی مالک کے ہاں مزدوری کی ہے، وہ بڑا کریم ہے،اس نے مجھ سے وعدہ کر رکھا ہے کہ مجھے اس مزدوری کا اچھا بدلہ دے گا، میری اُجرت اس مالک کے پاس جمع ہو رہی ہے۔'' فاقوں کی ماری زوجہ نے جب یہ بات سنی تو شوہر سے جھگڑنے لگی کہ یہاں کئی دن سے فاقے ہو رہے ہیں،بچوں کی حالت ایسی ہوگئی ہے کہ دیکھی نہیں جاتی۔ہم میں سے کسی نے بھی کئی دنوں سے ایک لقمہ تک نہیں کھایا اور تم جس مالک کے ہاں مزدوری کر رہے ہو اس نے تمہیں آج بھی تمہاری اُجرت نہیں دی،اس طرح کیسے گزارہ ہوگا؟''

اس پر وہ عابد بہت پریشان ہوا اور اس نے ساری رات کروٹیں بدلتے ہوئے گزار دی۔ بچے بھوک کی وجہ سے بلبلا رہے تھے۔اس کی اپنی بھی حالت قابلِ رحم تھی بالآخر صبح وہ پھر بازار گیا اور مزدوروں کی صف میں کھڑا ہو گیا۔آج پھر اس کے علاوہ سب کو مزدوری مل گئی لیکن اسے کوئی بھی اپنے ساتھ نہ لے گیا۔

وہ عابد بھی اپنے پاک پروردگار عزوجل کی رحمت سے مایوس ہونے والا نہیں تھا۔وہ دریا پر پہنچا اور وضو کرنے کے بعد اپنے دل میں کہا:''میں آج پھر اپنے مالک حقیقی عزوجل کی مزدوری کروں گا، وہ ضرور مجھے اس کا بدلہ عطا فرمائے گا۔'' چنانچہ آج پھر اس نے سارا دن عبادت میں گزار دیا لیکن شام تک اسے کہیں سے بھی رزق کا بندوبست ہوتا ہوا نظر نہ آیا۔اب وہ سوچنے لگا کہ میں گھر جا کر بچوں اور بیوی کو کیا جواب دوں گا؟ پھر اس کے یقین نے اس کی ڈھارس بندھائی کہ جس پاک پروردگار عزوجل کی تو عبادت کرتا ہے وہ تجھے مایوس نہ کرے گا۔اس کی ذات پر کامل یقین رکھ، وہ ضرور رزق عطا فرمائے گا۔ بالآخر وہ گھر کی طرف

روانہ ہوا۔ جب دروازے کے قریب پہنچا تو اسے گھر کے اندر سے کھانا پکنے کی خوشبو آئی اور ایسا محسوس ہوا جیسے اندر بہت خوشی کا سماں ہے، سارے گھر والے خوشی سے باتیں کر رہے ہیں۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ میں سچ مچ اپنے گھر میں خوشی کا سماں محسوس کر رہا ہوں اور میرے گھر سے کھانے کی خوشبو آرہی ہے۔

بہر حال اس نے دروازہ کھٹکھٹایا تو اس کی زوجہ نے دروازہ کھولا۔ وہ بہت خوش تھی، اپنے شوہر کو دیکھتے ہی کہنے لگی: ''جس مالک کے ہاں تم نے مزدوری کی ہے، وہ تو واقعی بہت کریم ہے، آج تمہارے جانے کے بعد اس کا قاصد آیا تھا اس نے ہمیں بہت سارے درہم و دینار اور عمدہ کپڑے دیئے، آٹا اور گوشت وغیرہ بھی کافی مقدار میں دیا۔'' اور کہا: ''جب تمہارا شوہر آجائے تو اسے سلام کہنا اور کہنا کہ تیرے مالک نے تیرا عمل قبول کر لیا ہے، اور وہ تیرے اس عمل سے راضی ہے۔ یہ اس کا بدلہ ہے جو تو نے عمل کیا تھا اگر تو زیادہ عمل کرتا تو تیرا اجر بھی بڑھا دیا جاتا۔''

(میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ تو دنیا میں اس کے عمل کا کچھ اجر تھا، رب کریم اس کا اصل بدلہ تو جنت میں عطا فرمائے گا۔ اللہ عزوجل کسی کا عمل ضائع نہیں کرتا۔ جو اس سے امید رکھتا ہے وہ کبھی مایوس نہیں ہوتا، جو اس پر توکُّل کرتا ہے وہ بہت نفع میں رہتا ہے)

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر135: تیرا خوفِ خدا عزوجل، تیری شفاعت کرے گا

حضرت سیدنا ربیعہ بن عثمان تیمی علیہ رحمۃ اللہ الولی فرماتے ہیں: ''ایک شخص بہت زیادہ گناہگار تھا، اس کے شب و روز اللہ عزوجل کی نافرمانی میں گزرتے۔ وہ معصیت کے بحرِ عمیق میں غرق تھا۔ پھر اللہ عزوجل نے اس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمایا اور اس کے دل میں احساس پیدا فرمایا کہ اپنے آپ پر غور کر تو کس رَوِش پر چل رہا ہے، اللہ عزوجل جب اپنے کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے احساس اور گناہوں پر ندامت کی توفیق عطا فرما دیتا ہے، اس پر بھی پاک پروردگار عزوجل نے کرم فرمایا اور اسے اپنے گناہوں پر شرمندگی ہوئی، غفلت کے پردے آنکھوں سے ہٹ گئے۔ سوچنے لگا کہ بہت گناہ ہو گئے، اب پاک پروردگار عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کر لینی چاہئے۔

چنانچہ اس نے اپنی زوجہ سے کہا: ''میں اپنے سابقہ تمام گناہوں پر نادم ہوں اور اپنے پاک پروردگار عزوجل کی بارگاہ میں

توبہ کرتا ہوں، وہ رحیم وکریم پروردگار عزوجل میرے گناہوں کو ضرور معاف فرمائے گا۔ میں اب کسی ایسی ہستی کی تلاش میں جارہا ہوں جو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں میری سفارش کرے۔''

اتنا کہنے کے بعد وہ شخص صحراء کی طرف چل دیا۔ جب ایک ویران جگہ پہنچا تو زور زور سے پکارنے لگا: ''اے زمین! تو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں میرے لئے شفیع بن جا، اے آسمان! تو میرا شفیع بن جا، اے اللہ عزوجل کے معصوم فرشتو! تم ہی میری سفارش کردو۔''

وہ زاروقطار روتا رہا اور اسی طرح صدائیں بلند کرتا رہا۔ ہر ہر چیز سے کہتا کہ تم میری سفارش کرو، میں اب اپنے گناہوں پر شرمندہ ہوں اور سچے دل سے تائب ہوگیا ہوں۔

وہ عابد مسلسل اسی طرح پکارتا رہا بالآخر روتے روتے بے ہوش ہوکر زمین پر منہ کے بل گر گیا، اس کی اس طرح آہ وزاری اور گناہوں پر ندامت کا یہ انداز مقبول ہوا اور اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجا گیا جس نے اسے اٹھایا اور اس کے سر سے گرد وغیرہ صاف کی اور کہا: ''اے اللہ عزوجل کے بندے! تیرے لئے خوشخبری ہے کہ تیری توبہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں قبول ہوگئی ہے۔'' اس پر وہ بہت خوش ہوا اور کہنے لگا: ''اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، اللہ عزوجل کی بارگاہ میں میری سفارش کون کرے گا؟ وہاں میرا شفیع کون ہوگا؟'' فرشتے نے جواب دیا: ''تیرا اللہ عزوجل سے ڈرنا، یہ ایک ایسا عمل ہے جو تیرا شفیع ہوگا اور تیرا یہی عمل بارگاہِ خداوندی میں تیری سفارش کرے گا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** سچی توبہ کی تین شرائط ہیں کہ **گناہوں پر ندامت اور اس گناہ سے فوراً رک جائے اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم مصمم ہو۔** جس کو یہ چیزیں حاصل ہوجائیں اس کی توبہ قبول ہوتی ہے، اللہ عزوجل اپنے بندوں کی خطاؤں کو معاف فرمانے والا ہے۔ بندہ چاہے کتنا ہی گناہ گار کیوں نہ ہو ایک مرتبہ سچے دل سے تائب ہوجائے تو اس کے تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔ میرا رحیم وکریم پروردگار عزوجل اپنے بندوں پر بہت کرم فرماتا ہے ۔اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمارے گناہوں کو معاف فرما کر ہمیں سچی توبہ کی توفیق عطا فرما اور اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھ اور ساری امت مسلمہ کی مغفرت فرما۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

الٰہی واسطہ پیارے کا میری مغفرت فرما
عذابِ نار سے مجھ کو خدایا خوف آتا ہے

حکایت نمبر136:

کامیابی کی ضمانت

حضرتِ سیِّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ امیرالمؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''حضرتِ سیِّدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے بارہ ایسے کلمات ارشاد فرمائے کہ اگر لوگ ان پر عمل کریں تو کامیابی وکامرانی سے ہمکنار ہوجائیں اور کبھی بھی غلط حرکات نہ کریں۔'' لوگوں نے عرض کی: ''اے امیرالمؤمنین! وہ کون سے کلمات ہیں؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''وہ نصیحت آموز کلمات یہ ہیں:

(۱)......تو اپنے مسلمان بھائی کی پسند کا خیال رکھ، اس کے ساتھ بھلائی کر۔ پھر تجھے بھی اس کی طرف سے تیری پسندیدہ چیز ہی ملے گی۔

(۲)......کبھی بھی کسی مسلمان بھائی کے کلام میں بدگمانی نہ کر (یعنی ہمیشہ اچھا پہلو تلاش کر) تجھے ضرور اس کے کلام میں کوئی اچھی بات مل جائے گی۔

(۳)......جب تیرے سامنے دو کام ہوں تو اس کام میں ہرگز نہ پڑ جس میں نفس کی پیروی کرنا پڑے کیونکہ نفس کی پیروی میں سَراسر نقصان ہے۔

(۴)......جب کبھی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اپنی کسی حاجت میں حاجت برآری چاہتا ہو تو دعا سے پہلے اس کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر کثرت سے درود پاک پڑھ۔ بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ اس شخص پر بہت لطف وکرم فرماتا ہے جو اس سے اپنی حاجتیں طلب کرے۔ پھر اگر کوئی شخص اللہ ربُّ العزَّت سے دو چیزیں مانگتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے وہ چیز عطا فرماتا ہے جو اس کے حق میں بہتر ہوتی ہے اور جو نقصان دہ ہو اسے بندے سے روک لیتا ہے۔

(۵)......جو شخص یہ چاہے کہ ہر وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر میں مشغول رہے تو اسے چاہئے کہ صبر کو اپنا شِعار بنالے اور ہر مصیبت پر صبر کرے۔

(۶)......اور جو شخص دنیوی زندگی (میں طوالت) کا خواہش مند ہو تو اسے چاہئے کہ مصائب کے لئے تیار ہوجائے۔

(۷)......جو شخص یہ چاہے کہ اس کا وقار وعزت برقرار رہے تو اسے چاہئے کہ رِیاکاری سے بچے۔

(۸)......جو شخص قائد ورہنما (یعنی سردار) بننا چاہے تو اسے چاہئے کہ ہر حال میں اپنی ذمہ داری پوری کرے۔ چاہے اسے کتنی ہی دشواری کا سامنا کرنا پڑے (یعنی سرداری کے لئے ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی مشقت برداشت کرنا ضروری ہے۔ بغیر مشقت کے انسان کو بلند رتبہ حاصل نہیں ہوتا)۔

(۹)......جس بات سے تیرا تعلق نہ ہو خواہ مخواہ اس کے بارے میں سوال نہ کر۔

(۱۰)......بیماری سے پہلے صحت کو غنیمت جان اور فرصت کے لمحات سے بھرپور فائدہ اٹھا، ورنہ غم و پریشانی کا سامنا ہوگا۔

(۱۱)......استقامت آدھی کامیابی ہے، جیسا کہ غم آدھا بڑھاپا۔

(۱۲)......جو چیز تیرے دل میں کھٹکے اسے چھوڑ دے کیونکہ اس کو چھوڑ دینے ہی میں تیری سلامتی ہے۔

(سبحان اللہ عزوجل! ہمارے بزرگانِ دین نے ہماری رہنمائی کے لئے کیسے کیسے نصیحت آموز کلمات ارشاد فرمائے، مذکورہ بالا کلمات ایسے جامع اور حکمت آموز ہیں کہ اگر کوئی شخص ان پر عمل کرلے تو وہ دارین کی سعادتوں سے مالا مال ہوجائے، اسے دین و دنیا کے کسی معاملے میں شرمندگی کا سامنا نہ کرنا پڑے، ان بارہ کلمات میں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے ہمیں زندگی گزارنے کا بہترین طریقہ بتا دیا ہے کہ اگر اس طرح زندگی گزارو گے تو بہت جلد ترقی و کامیابی کی دولت نصیب ہوگی اور اللہ عزوجل کی رضا نصیب ہوگی۔

یہ حضرات خود علم و عمل کے پیکر ہوا کرتے تھے اور جو شخص مخلص و باعمل ہو اس کے سینے میں اللہ عزوجل علم و حکمت کے چشمے رواں فرما دیتا ہے، پھر اس کی زبان سے نکلے ہوئے کلمات کتنے ہی مُردہ دلوں کو زندہ کر دیتے ہیں، کتنوں کی بگڑی بن جاتی ہے۔ جب یہ لوگ کسی کو نصیحت کرتے ہیں تو خیر خواہی کی نیت سے کرتے ہیں اور جو بات دل کی گہرائیوں سے نکلے وہ مؤثر کیوں نہ ہو۔ حقیقۃً وہی بات اثر کرتی ہے جو دل سے نکلتی ہے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

؎ دل سے جو بات نکلتی ہے، اثر رکھتی ہے پَر نہیں، طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

اللہ عزوجل ہمیں بزرگانِ دین کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم)

حکایت نمبر 137: صبر اور قناعت کی دولت

حضرت سیدنا احمد بن حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا ابو عبداللہ محاملی علیہ رحمۃ اللہ الولی کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''عید الفطر کے دن نمازِ عید کے بعد میں نے سوچا کہ آج عید کا دن ہے، کیا ہی اچھا ہو کہ میں حضرت سیدنا داؤد بن علی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی بارگاہ میں حاضر ہوکر انہیں عید کی مبارکباد دوں، آج تو خوشی کا دن ہے، ان سے ضرور ملاقات کرنی چاہئے۔ چنانچہ اسی

خیال کے پیشِ نظر میں حضرت سیدنا داؤد بن علی علیہ رحمۃ اللہ الولی کے گھر کی جانب چل دیا۔ وہ سادگی پسند بزرگ تھے اور ایک سادہ سے مکان میں رہتے تھے۔ میں نے وہاں پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا اور اندر آنے کی اجازت چاہی تو انہوں نے مجھے اندر بلا لیا۔

جب میں کمرے میں داخل ہوا تو دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے سامنے ایک برتن میں پھلوں اور سبزیوں کے چھلکے اور ایک برتن میں آٹے کی بُور (یعنی بھوسی) رکھی ہوئی تھی اور آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اسے کھا رہے تھے۔ یہ دیکھ کر مجھے بڑی حیرت ہوئی، میں نے انہیں عید کی مبارکباد دی اور سوچنے لگا کہ آج عید کا دن ہے، ہر شخص انواع واقسام کے کھانوں کا اہتمام کر رہا ہوگا لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ آج کے دن بھی اس حالت میں ہیں کہ چھلکے اور آٹے کی بھوسی کھا کر گزارہ کر رہے ہیں۔ میں نہایت غم کے عالم میں وہاں سے رخصت ہوا اور اپنے ایک صاحب ثروَت دوست کے پاس پہنچا، جس کا نام ''**جرجانی**'' مشہور تھا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو کہنے لگا: ''حضور! کس چیز نے آپ کو پریشان کر دیا ہے، اللہ عزوجل آپ کی مدد فرمائے، آپ کو ہمیشہ خوش وخرم رکھے، میرے لئے کیا حکم ہے؟''

میں نے کہا: ''اے جرجانی! تمہارے پڑوس میں اللہ عزوجل کا ایک ولی رہتا ہے، آج عید کا دن ہے لیکن اس کی یہ حالت ہے کہ کوئی چیز خرید کر نہیں کھا سکتا۔ میں نے دیکھا کہ وہ پھلوں کے چھلکے کھا رہے تھے، تم تو نیکیوں کے معاملے میں بہت زیادہ حریص ہو، تم اپنے اس پڑوسی کی خدمت سے غافل کیوں ہو؟''

یہ سن کر اس نے کہا: ''حضور! آپ جس شخص کی بات کر رہے ہیں وہ دنیا دار لوگوں سے دور رہنا پسند کرتا ہے۔ میں نے آج صبح ہی اسے ایک ہزار درہم بھجوائے اور اپنا ایک غلام بھی ان کی خدمت کے لئے بھیجا لیکن انہوں نے میرے دراہم اور غلام کو یہ کہہ کر واپس بھیج دیا کہ جاؤ اور اپنے مالک سے کہہ دینا کہ تم نے مجھے کیا سمجھ کر یہ درہم بھجوائے ہیں؟ کیا میں نے تجھ سے اپنی حالت کے بارے میں کوئی شکایت کی ہے؟ مجھے تمہارے ان درہموں کی کوئی حاجت نہیں، میں ہر حال میں اپنے پروردگار عزوجل سے خوش ہوں، وہی میرا مقصودِ اصلی ہے، وہی میرا کفیل ہے اور وہ مجھے کافی ہے۔''

اپنے دوست سے یہ بات سن کر میں بہت متعجب ہوا اور اس سے کہا: ''تم وہ درہم مجھے دو، میں ان کی بارگاہ میں یہ پیش کروں گا۔ مجھے امید ہے کہ وہ قبول فرمالیں گے۔'' اُس نے فوراً غلام کو حکم دیا: ''ہزار ہزار درہموں سے بھرے ہوئے دو تھیلے لاؤ۔'' پھر اس نے مجھ سے کہا: ''ایک ہزار درہم میرے پڑوسی کے لئے اور ایک ہزار آپ کے لئے تحفہ ہیں۔ آپ یہ حقیر سا نذرانہ قبول فرمالیں۔'' میں وہ دو ہزار درہم لے کر حضرت سیدنا داؤد بن علی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے مکان پر پہنچا اور دروازے پر دستک دی، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ دروازے پر آئے اور اندر ہی سے پوچھا: ''اے ابو عبداللہ محاملی! تم دوبارہ کس لئے یہاں آئے ہو؟'' میں نے

عرض کی: ''حضور! ایک معاملہ درپیش ہے، اسی کے متعلق کچھ گفتگو کرنی ہے۔'' پس انہوں نے مجھے اندر آنے کی اجازت عطا فرمادی میں ان کے پاس بیٹھ گیا اور پھر درہم نکال کر ان کے سامنے رکھ دیئے۔ یہ دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میں نے تجھے اپنے پاس آنے کی اجازت دی اور تم میری حالت سے واقف ہوگئے۔ میں تو یہ سمجھا تھا کہ تم میری اس حالت کے امین ہو۔ میں نے تم پر اعتماد کیا تھا، کیا اس اعتماد کا صلہ تم اس دنیوی دولت کے ذریعے دے رہے ہو؟ جاؤ! اپنی یہ دنیوی دولت اپنے پاس ہی رکھو، مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں۔''

حضرت سیدنا عبداللہ محاملی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''ان کی یہ شانِ استغناء دیکھ کر میں واپس چلا آیا اور اب میری نظروں میں دنیا حقیر ہوگئی تھی۔ میں اپنے دوست جرجانی کے پاس گیا اسے سارا ماجرا سنایا اور ساری رقم واپس کر دینا چاہی تو اس نے یہ کہتے ہوئے وہ درہم واپس کر دیئے کہ ''اللہ عزوجل کی قسم! میں جو رقم اللہ عزوجل کی راہ میں دے چکا اسے کبھی واپس نہ لوں گا لہٰذا یہ مال تم اپنے پاس رکھو اور جہاں چاہو خرچ کرو۔'' پھر میں وہاں سے چلا آیا اور میرے دل میں مال کی بالکل بھی محبت نہ تھی میں نے سوچ لیا کہ میں یہ ساری رقم ایسے لوگوں میں تقسیم کردوں گا جو شدید حاجت مند ہونے کے باوجود دوسروں کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے بلکہ صبر وشکر سے کام لیتے ہیں اور اپنی حالت حتی الامکان کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیتے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

نہ دولت دے نہ ثروت دے مجھے بس یہ سعادت دے — تیرے قدموں میں مر جاؤں میں رو رو کر مدینے میں

نہ مجھ کو آزما دنیا کا مال و زر عطا کر کے — عطا کر اپنا غم اور چشم گریاں یا رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم!

(یا اللہ عزوجل! ان بزرگوں کی پاکیزہ صفات کے صدقے ہمیں بھی دنیا کی محبت سے خلاصی عطا فرما، دوسروں کے سامنے دستِ سوال پھیلانے سے ہمیں محفوظ رکھ، قناعت وصبر وشکر کی نعمت عطا فرما، ہمیں زمانے میں اپنے علاوہ کسی اور کا محتاج نہ کر، صرف اپنا ہی محتاج رکھ اور دنیا کی حرص ومحبت سے ہماری حفاظت فرما۔ ہمیں اپنے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی سچی محبت عطا فرما، غمِ مال نہیں بلکہ غمِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم میں رونے والی آنکھیں عطا فرما۔ ہمارے دلوں میں اپنی اور اپنے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی محبت راسخ فرما، ہمیں مال ودولت نہیں چاہیے، ہم تو تیری دائمی رضا کے ہی طلب گار ہیں۔ اے ہمارے پاک پروردگار عزوجل! ہم سے ہمیشہ کے لئے راضی ہو جا اور ہمیں ہر حال میں اپنی رضا پر راضی رہنے کی توفیق عطا فرما، حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صدقے ہمیں قناعت کی دولت نصیب فرما اور دوسروں کی محتاجی سے بچا۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

نہ محتاج کر تو جہاں میں کسی کا — مجھے مفلسی سے بچا یا الٰہی عزوجل!

حکایت نمبر138:

احکامِ الٰہی عزوجل میں غور وفکر

حضرت سیدنا ابو صالح دمشقی علیہ رحمۃ اللہ الغنی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مَیں ''لکام'' کے پہاڑوں میں گیا۔ میری یہ خواہش تھی کہ اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہو جائے کیونکہ اللہ عزوجل کے کچھ مخصوص بندے ایسے بھی ہوتے ہیں جو دنیا سے الگ تھلگ جنگلوں، صحراؤں اور پہاڑوں میں رہ کر خوب دل لگا کر ذکرِ الٰہی عزوجل میں مشغول رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے فیضیاب ہونے کے لئے میں ''لکام'' کی پہاڑیوں میں سرگرداں تھا کہ یکایک مجھے ایک شخص نظر آیا جو ایک پتھر پر سر جھکائے بیٹھا تھا۔ اسے دیکھ کر ایسا لگتا جیسے وہ کسی بہت بڑے معاملے میں غور وفکر کر رہا ہے۔ میں اس کے قریب گیا اور سلام کر کے پوچھا: ''تم یہاں اس ویرانے میں کیا کر رہے ہو؟'' وہ شخص کہنے لگا: ''میں بہت سی چیزوں کو دیکھ رہا ہوں اور ان کے بارے میں غور وفکر کر رہا ہوں۔'' اس کی یہ بات سن کر میں نے کہا: ''مجھے تو تمہارے سامنے پتھروں کے علاوہ کوئی اور چیز نظر نہیں آ رہی پھر تم کن چیزوں کو دیکھ رہے ہو اور کن اشیاء کے بارے میں غور وفکر کر رہے ہو؟'' میری اس بات پر اس شخص کا رنگ متغیر ہو گیا اور اس نے مجھ پر ایک جلال بھری نظر ڈالتے ہوئے کہا: ''میں ان پتھروں کے بارے میں غور وفکر نہیں کر رہا بلکہ اپنے دل کی حالت پر غور وفکر کر رہا ہوں اور اس میں پیدا ہونے والے خدشات کے بارے میں سوچ رہا ہوں اور ان اُمور کے بارے میں متفکر ہوں جن کا میرے پاک پروردگار عزوجل نے حکم دیا ہے۔''

پھر وہ کہنے لگا: ''اے شخص! مجھے میرے پاک پروردگار عزوجل کی قسم جس نے ہماری ملاقات کرائی! تیرا یہ پوچھنا مجھے بہت عجیب لگا اور تیرے اس سوال پر مجھے بہت غصہ آیا لیکن اب میرا غصہ زائل ہو چکا ہے، اب ایسا کرو کہ تم یہاں سے چلے جاؤ۔''

میں نے اس نیک بندے سے عرض کی: ''مجھے کچھ نصیحت کیجئے تا کہ اس پر عمل کر کے دارین کی سعادتوں سے مالا مال ہو جاؤں۔ تمہاری نصیحت بھری باتیں سننے کے بعد میں یہاں سے چلا جاؤں گا۔''

یہ سن کر وہ شخص بولا: ''جب کوئی شخص کسی کے دروازے پر ڈیرہ ڈال دے اور اس کی غلامی کرنا چاہے تو اس شخص پر لازم ہے کہ ہمیشہ اپنے مالک کی خوشنودی والے کاموں میں لگا رہے۔ جو شخص اپنے گناہوں کو یاد رکھتا ہے اسے اپنے گناہوں پر شرمندگی نصیب ہوتی رہتی ہے (اور گناہوں پر نادم ہونا توبہ ہے، لہٰذا انسان کو ہر وقت اپنے گناہوں پر نظر رکھنی چاہئے) جو شخص اللہ عزوجل پر توکُّل کر لیتا ہے اور اپنے لئے اللہ عزوجل کی رحیم وکریم ذات کو کافی سمجھتا ہے وہ کبھی بھی محروم نہیں ہوتا۔ اسے رب تعالیٰ ضرور عطا فرماتا ہے، بس انسان کا یقین کامل ہونا چاہئے۔ اگر یقین کامل ہو گا تو وہ کبھی بھی اللہ عزوجل کی رحمت سے مایوس نہ ہو گا۔''

حضرت سیدنا ابو صالح دمشقی علیہ رحمۃ اللہ الغنی فرماتے ہیں کہ اتنا کہنے کے بعد اس شخص نے مجھے وہیں چھوڑا اور خود ایک

جانب روانہ ہوگیا۔

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** سبحان اللہ عزوجل! اس پہاڑی علاقے میں رہنے والے شخص کی کیسی نصیحت بھری گفتگو تھی، اس کے ان چند کلمات میں دنیا وآخرت کی بھلائی کے بہترین اُصول ہیں۔ اللہ عزوجل ہمیں ہر حال میں اپنا مطیع وفرمانبردار رکھے، اے اللہ عزوجل! ہمیں گناہوں پر نادم ہونے کی توفیق عطا فرما۔ جب بھی کوئی گناہ سرزد ہو فوراً ہمیں توبہ کی توفیق عطا فرما، اے اللہ عزوجل! ہمارے حال زار پر رحم وکرم فرما۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

ندامت سے گناہوں کا اِزالہ کچھ تو ہو جاتا
ہمیں رونا بھی تو آتا نہیں ہائے ندامت سے

حکایت نمبر139: اچھے لوگ کون ہیں؟

حضرت سیدنا زید بن عباس علیہ رحمۃ اللہ الرزاق فرماتے ہیں کہ جب خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے حج کیا تو ان سے کہا گیا کہ اس سال زمانے کے مشہور ولی حضرت سیدنا شیبان علیہ رحمۃ اللہ المنان بھی حج کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ جب خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے یہ سنا تو اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ بڑے ادب واِحترام سے انہیں میرے پاس لے آؤ، ہم ان کی صحبت سے فیضیاب ہونا چاہتے ہیں۔'' چنانچہ حضرت سیدنا شیبان علیہ رحمۃ اللہ المنان کو بڑے ادب واِحترام کے ساتھ امیر المؤمنین ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کے پاس لایا گیا۔ خلیفہ نے انہیں اپنے پاس بٹھایا اور عرض کی: ''مجھے کچھ نصیحت کیجئے تا کہ میں آخرت میں نجات پا جاؤں۔'' تو حضرت سیدنا شیبان علیہ رحمۃ اللہ المنان نے فرمایا: ''اے امیر المؤمنین! میں عربی زبان سے اچھی طرح واقف نہیں، آپ کسی ایسے شخص کو بلوالیں جو میری ترجمانی کر سکے۔''

چنانچہ ایک ایسے شخص کو لایا گیا جو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ترجمانی کر سکے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس شخص سے کہا: ''امیر المؤمنین سے کہہ دیجئے کہ جو شخص تجھے عذابِ آخرت سے ڈراتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اللہ عزوجل کی طرف سے بے خوف نہ ہونا جب تک تُو امن والی جگہ (یعنی جنت) میں نہ پہنچ جائے، ایسا شخص اس سے بہتر ہے جو تجھے لمبی لمبی اُمیدیں دلاتا ہے اور کہتا ہے کہ بس اب تو تُو بخش دیا گیا ہے حالانکہ ابھی تیری زندگی باقی ہے اور ابھی تُو امن والی جگہ میں پہنچا ہی نہیں؟''

ترجمان نے امیر المؤمنین کو یہ بات بتائی تو اس نے کہا: ''اپنے ان کلمات کی مزید وضاحت فرمادیں۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ترجمان سے فرمایا: ''امیر المؤمنین سے کہہ دو کہ نصیحت کرنے والوں میں تجھے دو قسم کے لوگ ملیں گے ایک تو وہ جو تجھے اس طرح نصیحت کریں گے: ''اے امیر المؤمنین! اللہ عزوجل سے ہر دم ڈرتے رہو تم بھی اُمت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ایک فرد ہو مگر تم پر ایک بہت بڑی ذمہ داری آپڑی ہے اللہ عزوجل نے تمہیں لوگوں پر امیر مقرر فرمایا ہے اور ان کے مسائل حل کرنے کی ذمہ داری تمہیں سونپی ہے۔ کل بروز قیامت تم سے تمہاری ذمہ داری کے متعلق پوچھا جائے گا۔ لہٰذا اللہ عزوجل سے ڈرتے رہو، عدل وانصاف سے کام لو، کسی کے ساتھ ظلم نہ کرو، سیدھا راستہ اختیار کرو، دشمنانِ اسلام سے جنگ کرنے کا موقع آئے تو ان سے بھرپور انداز میں جہاد کرو اور اپنے معاملے میں اللہ عزوجل سے ہر وقت ڈرتے رہو کبھی بھی اپنے آپ کو لوگوں سے بالاتر نہ سمجھو۔ ہر دم اللہ عزوجل کے خوف سے کانپتے رہو۔''

اے امیر المؤمنین! نصیحت کرنے والوں کی دوسری قسم میں ایسے لوگ شامل ہیں جو تمہیں اس طرح کہیں گے: ''اے امیر المؤمنین! آپ تو بڑی شان والے ہیں، آپ کو آخرت کے معاملے میں زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ آپ تو نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے قرابت داروں میں سے ہیں لہٰذا اب آپ بے فکر ہوجائیں۔''

پھر اس قسم کی باتیں کرنے والے لوگ تمہیں کسی غلط بات پر ٹوکتے بھی نہیں اور مسلسل ایسی باتیں کرتے ہیں کہ خوفِ آخرت جاتا رہتا ہے اور ایسی امیدوں کی وجہ سے بندہ آخرت کے معاملات سے بالکل بے فکر ہوجاتا ہے۔ ایسے لوگ تمہیں اُمیدیں ہی دلاتے رہیں گے اور تم اپنے آپ کو مغفرت یافتہ لوگوں میں شمار کرنے لگو گے حالانکہ ابھی نہ تو تمہیں امان ملی اور نہ ہی ابھی تم امن والی جگہ (یعنی جنت) میں داخل ہوئے۔

اے امیر المؤمنین! ان دوسری قسم کے لوگوں سے پہلی قسم کے لوگ اچھے ہیں۔ عشرہ مبشرہ صحابہ کرام علیہم الرضوان جنہیں دنیا میں ہی جنت کی خوشخبری دے دی گئی تھی لیکن پھر بھی ان کا عمل مزید بڑھتا ہی گیا۔ خوفِ خدا عزوجل میں مزید اضافہ ہی ہوا۔ انہوں نے کبھی بھی یہ سوچ کر کوئی نامناسب کام نہیں کیا کہ ہمیں تو جنت کی بشارت مل گئی اب ہم جو چاہیں کریں بلکہ وہ پاکیزہ لوگ ہر آن اللہ عزوجل سے ڈرتے رہتے۔ انہوں نے خوف ورجاء والا معقول راستہ اختیار کیا، اللہ عزوجل کی رحمت سے مایوس بھی نہیں ہوئے اور اس کے غضب سے بے خوف بھی نہ ہوئے لہٰذا اے امیر المؤمنین! راستہ وہی اچھا جو معتدل ہو نہ تو اللہ عزوجل کی رحمت سے مایوس ہونا چاہئے کہ اہلِ بیت اَطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی قرابت کی وجہ سے بڑی شان ملی ہے اور آخرت میں بھی شفاعت ضرور نصیب ہوگی لیکن اللہ عزوجل کی طرف سے بے خوف بھی نہیں ہونا چاہئے۔''

حضرت سیدنا شیبان علیہ رحمۃ اللہ المنان کی یہ حکمت بھری باتیں سن کر امیر المؤمنین خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید اور ان کے ساتھی زار و قطار رونے لگے۔ پھر امیر المؤمنین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی: ''کچھ اور نصیحت فرمائیے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''ان پر عمل کرلو یہ تمہارے لئے کافی ہیں۔'' اتنا کہنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امیر المؤمنین کے پاس سے تشریف لے گئے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

ظلم کا انجام

حکایت نمبر 140:

حضرت سیدنا عبد المُنعِم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد سے اور وہ حضرت سیدنا وہب علیہ رحمۃ اللہ الاحد سے روایت کرتے ہیں کہ کسی ملک میں ایک ظالم و مغرور بادشاہ رہا کرتا تھا۔ اس نے ایک عظیم الشان محل بنوایا اور اس کی تعمیر پر کافی مال خرچ کیا، جب تعمیر مکمل ہو چکی تو اس نے ارادہ کیا کہ میں سارے محل کا دورہ کروں اور دیکھوں کہ یہ میری خواہش کے مطابق بنا ہے یا نہیں۔ چنانچہ بادشاہ نے اپنے چند سپاہیوں کو ساتھ لیا اور محل کو دیکھنے چل پڑا۔ اندر سے دیکھنے کے بعد اس نے محل کے بیرونی حصوں کو دیکھنا شروع کیا اور محل کے اردگرد چکر لگانے لگا۔ ایک جگہ پہنچ کر وہ رک گیا اور ایک جھونپڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا: ''یہ ہمارے محل کے ساتھ جھونپڑی کس نے بنائی ہے؟'' سپاہیوں نے جواب دیا: ''چند روز سے یہاں ایک مسلمان بوڑھی عورت آئی ہے، اس نے یہ جھونپڑی بنائی ہے اور وہ اس میں اللہ عزوجل کی عبادت کرتی ہے۔''

جب بادشاہ نے یہ سنا تو بڑے مغرورانہ انداز میں بولا: ''اس غریب بڑھیا کو یہ جرأت کیسے ہوئی کہ ہمارے محل کے قریب جھونپڑی بنائے، اس جھونپڑی کو فوراً گرا دو۔'' حکم پاتے ہی سپاہی جھونپڑی کی طرف بڑھے، بڑھیا اس وقت وہاں موجود نہ تھی۔ سپاہیوں نے آن کی آن میں اس غریب بڑھیا کی جھونپڑی کو ملیا میٹ کر دیا۔ بادشاہ جھونپڑی گروانے کے بعد اپنے دوستوں کے ہمراہ اپنے نئے محل میں چلا گیا۔

جب بڑھیا واپس آئی تو اپنی ٹوٹی ہوئی جھونپڑی کو دیکھ کر بڑی غمگین ہوئی اور لوگوں سے پوچھا: ''میری جھونپڑی کس نے گرائی ہے۔'' لوگوں نے بتایا: ''ابھی کچھ دیر قبل بادشاہ آیا تھا، اسی نے تمہاری جھونپڑی گروائی ہے۔'' یہ سن کر بڑھیا بہت غمگین ہوئی اور آسمان کی طرف نظر اٹھا کر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں یوں عرض گزار ہوئی: ''اے میرے پاک پروردگار عزوجل! جس وقت

میری جھونپڑی توڑی جارہی تھی، میں موجود نہ تھی لیکن میرے رحیم وکریم پرودگار عزوجل! تُو تو ہر چیز دیکھتا ہے، تیری قدرت تو ہر شئے کو محیط ہے، میرے مولیٰ عزوجل! تیرے ہوتے ہوئے تیری ایک عاجز بندی کی جھونپڑی توڑ دی گئی۔''

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس بڑھیا کی آہ وزاری اور دعا مقبول ہوئی۔ اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ اس پورے محل کو بادشاہ اور اس کے سپاہیوں سمیت تباہ وبرباد کردے۔'' حکم پاتے ہی حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام زمین پر تشریف لائے اور سارے محل کو اس ظالم بادشاہ اور اس کے سپاہیوں سمیت زمین بوس کردیا۔''

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** یہ حقیقت ہے کہ ظالم کو اس کے ظلم کا بدلہ ضرور دیا جاتا ہے۔ مظلوم کی دعا بارگاہ خداوندی عزوجل میں ضرور قبول ہوتی ہے۔ اللہ عزوجل ہمیں ظالموں کے ظلم سے محفوظ رکھے اور ہماری وجہ سے کسی مسلمان کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ اے اللہ عزوجل! ہمیں ہروقت اپنی حفظ وامان میں رکھ اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

حکایت نمبر 141:

علماء کی شان وشوکت

حضرت سیدنا امام ابن شہاب زہری علیہ رحمۃ اللہ القوی سے مروی ہے کہ جب ابراہیم بن ہشام حاکم بنا تو میں اس کے ساتھ ہی رہتا۔ وہ کئی معاملات میں مجھ سے مشورہ کرتا۔ ایک دن اس نے مجھ سے کہا: ''اے زہری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! کیا ہمارے شہر میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی صحبت پائی ہو، اگر کوئی ایسا شخص تمہاری نظر میں ہے تو بتاؤ۔'' میں نے کہا: ''ہاں، حضرت سیدنا ابو حازم علیہ رحمۃ اللہ الدائم اس شہر میں رہتے ہیں، انہیں حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبتِ بابرکت حاصل ہوئی ہے اور ان سے سنی ہوئی کئی حدیثیں بھی آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) بیان فرماتے ہیں۔''

چنانچہ ابراہیم بن ہشام نے ایک قاصد بھیج کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بلوایا، آپ تشریف لائے اور سلام کیا۔ ابراہیم بن ہشام نے جواب دیا اور کہا: ''اے ابو حازم علیہ رحمۃ اللہ الدائم! ہمیں کوئی حدیث سنایئے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے ابراہیم بن ہشام! اگر مجھے تمہاری آخرت کی بھلائی مقصود نہ ہوتی تو میں کبھی بھی تیرے پاس حدیث نبوی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سنانے نہ آتا۔ ابراہیم بن ہشام نے پوچھا: ''حضور! آپ یہ بتائیں کہ ہمیں نجات کس طرح حاصل ہوگی؟''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ تم اللہ عزوجل کے اَحکام کو تمام مخلوق پر ترجیح دو، اللہ عزوجل کے حکم

کے خلاف کسی کی بھی بات نہ مانو، مال حلال طریقے سے حاصل کرو اور جہاں اسے صرف کرنے کا حق ہے وہیں صرف کرو۔''

ابراہیم بن ہشام کہنے لگا: ''ان باتوں پر کَمَا حَقُّهٗ کون عمل کرسکتا ہے؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے ابراہیم! اگر تُو چاہتا ہے کہ تجھے دنیا میں سے اتنی چیز ملے جو تجھے کافی ہو تو تیرے لئے تھوڑی سی دنیوی نعمتیں بھی کافی ہیں اگر تو صبر کرے۔ اور اگر تُو دنیا کا حریص ہے تو چاہے کتنا ہی مال وزر جمع کرلے تیری حرص ختم نہ ہوگی تُو کبھی بھی دُنیوی دولت سے بے نیاز نہ ہوگا، ہر وقت اس میں اضافے کا متمنی ہوگا۔''

ابراہیم بن ہشام نے پوچھا: ''کیا بات ہے کہ ہم جیسے لوگ موت کو ناپسند کرتے ہیں؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''تم لوگوں نے اپنی ساری توجہ دنیا کی دولت پر دے رکھی ہے اور ہر وقت تمہارے سامنے دنیوی نعمتیں موجود رہتی ہے۔ اس لئے تمہیں ان نعمتوں سے جدا ہونا پسند نہیں۔ اگر تم آخرت کی تیاری کرتے اور آخرت کے لئے اعمال صالحہ کئے ہوتے تو تم موت کو کبھی بھی ناپسند نہ کرتے بلکہ آخرت کی نعمتوں کی طرف جلدی کرتے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ حکمت بھری باتیں سن کر حضرت سیدنا امام زہری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے فرمایا: ''اے امیر! خدا عزوجل کی قسم! میں نے آج تک کبھی بھی اس کلام سے بہتر کلام نہیں سنا۔'' شیخ ابو حازم علیہ رحمۃ اللہ الدائم نے کیسے جامع کلمات کے ساتھ ہمیں نصیحت کی ہے، میں عرصہ دراز سے ان کا پڑوسی ہوں لیکن افسوس! میں کبھی ان کی بارگاہ میں حاضر نہ ہوسکا اور ان کی صحبتِ بابرکت سے محروم رہا۔''

شیخ ابو حازم علیہ رحمۃ اللہ الدائم نے فرمایا: ''اے ابن شہاب زہری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! اگر تو ان علماء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم میں سے ہوتا جو دنیاداروں سے بے نیازی کو پسند کرتے ہیں تو ضرور میری مجلس میں بیٹھتا اور ضرور مجھ سے ملاقات کا سلسلہ رکھتا۔''

اس پر حضرت سیدنا ابن شہاب زہری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے عرض کی: ''اے ابو حازم علیہ رحمۃ اللہ الدائم! مجھے آپ کی اس بات نے غمزدہ کردیا ہے۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے زہری علیہ رحمۃ اللہ القوی! جب کوئی شخص اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر علم حاصل کرتا ہے تو وہ شخص اپنے اس علم کی بدولت مخلوق سے بے نیاز ہوجاتا ہے، اسے کوئی دُنیوی غرض وغایت نہیں ہوتی اور ایسے عالمِ ربّانی کی طرف لوگ اِکتسابِ علم کے لئے آتے ہیں۔ بڑے بڑے اُمراء و دنیادار لوگ اس عالم ربّانی کی بارگاہ میں دست بستہ کھڑے ہوتے ہیں۔ ایسا عالم اُمراء اور عوام دونوں کے لئے باعث نجات ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ انہیں حق بات ہی کا حکم دیتا ہے اور بری باتوں سے روکتا ہے۔

اگر علماء کو دنیا کی حرص بادشاہوں کے درباروں میں لے جائے تو پھر علماء اپنی شان کھو بیٹھتے ہیں اور اُمراء ان کو زیادہ

اہمیت نہیں دیتے ، ایسے لوگوں کا علم حاصل کرنا اس لئے ہوتا ہے کہ ہماری تعظیم کی جائے ، ہماری بات کو اہمیت دی جائے لیکن جب یہ امراء کی محفل میں جاتے ہیں تو ان کا وقار گر جاتا ہے ۔ یہ حق بات کہنے کی جرأت نہیں رکھتے ، ہر وقت بادشاہوں اور اُمراء کی خوشنودی کے طالب ہوتے ہیں ، ایسے علماء ان بادشاہوں اور عوام الناس دونوں کے لئے ہلاکت کا باعث بنتے ہیں ۔''

حضرت سیدنا ابو حازم علیہ رحمۃ اللہ الدائم کی یہ باتیں سننے کے بعد ابراہیم بن ہشام نے کہا: ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی حاجت بیان کریں ، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جس چیز کی ضرورت ہو وہ دی جائے گی ۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے ابراہیم بن ہشام ! میں اپنی حاجتیں اس پاک پروردگار عزوجل کی بارگاہ میں عرض کرتا ہوں جو زمین و آسمان کا مالک ہے ، میری اُمیدوں کا مرکز صرف میرا مالکِ حقیقی عزوجل ہے ۔ میں اس کے علاوہ کسی اور کا محتاج نہیں ، میرا مالک عزوجل مجھے جو چیز بھی عطا فرماتا ہے میں اسے بخوشی قبول کر لیتا ہوں اور جس چیز کو مجھ سے روک لیتا ہے میں کبھی بھی اس کی شکایت نہیں کرتا نہ ہی ناشکری کرتا ہوں بلکہ میں اپنے پروردگار عزوجل سے ہر حال میں خوش ہوں ۔ اس کے علاوہ کسی چیز کو پسند نہیں کرتا ۔ یہ دو نعمتیں میرے نزدیک بہت بڑا سرمایہ ہیں: (۱)...... اللہ عزوجل کی رضا (۲)...... زُہد و تقوی ۔ یہ دو نعمتیں مجھے ہر چیز سے محبوب ہیں ۔''

ابراہیم بن ہشام نے عرض کی: ''اے ابو حازم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ! برائے کرم آپ ہمارے ہاں تشریف لایا کریں تاکہ ہم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اکتسابِ فیض کر سکیں ، اگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہ آنا چاہیں تو میں خود حاضر ہو جایا کروں گا ۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے ابراہیم بن ہشام ! تُو میرا خیال چھوڑ دے اور میرے گھر بھی نہ آنا ، اسی میں میری بھلائی ہے ، ہاں اتنا ضرور ہے کہ تُو نیک اعمال کی طرف راغب ہو جا ، اگر نیک کام کرے گا تو کامیابی کی راہ پر گامزن ہو جائے گا اور تجھے نجات حاصل ہو جائے گی ۔'' اتنا کہنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے تشریف لے گئے ۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر 142:

حاسد کا عبرت ناک انجام

حضرت سیدنا بکر بن عبداللہ المزنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی سے مروی ہے: ''ایک شخص کی عادت تھی کہ وہ بادشاہوں کے درباروں میں جاتا اور ان کے سامنے اچھی اچھی باتیں کرتا بادشاہ خوش ہو کر اسے اِنعام و اِکرام سے نوازتے اور اس کی خوب حوصلہ افزائی کرتے ۔

ایک مرتبہ وہ ایک بادشاہ کے دربار میں گیا اور اس سے اجازت چاہی کہ میں کچھ باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ بادشاہ نے اجازت دی اور اسے اپنے سامنے کُرسی پر بٹھایا اور کہا: ''اب جو کہنا چاہتے ہو کہو۔'' اس شخص نے کہا: ''محسن کے ساتھ احسان کر اور جو برائی کرے اس کی برائی کا بدلہ اسے خود ہی مل جائے گا۔'' بادشاہ اس کی یہ بات سن کر بہت خوش ہوا اور اسے انعام واکرام سے نوازا۔'' یہ دیکھ کر بادشاہ کے ایک درباری کو اس شخص سے حسد ہو گیا اور وہ دل ہی دل میں کڑھنے لگا کہ اس عام سے شخص کو بادشاہ کے دربار میں اتنی عزت اور اِتنا مقام کیوں حاصل ہو گیا بالآخر وہ حسد کی بیماری سے مجبور ہو کر بادشاہ کے پاس گیا اور بڑے خوشامدانہ انداز میں بولا: ''بادشاہ سلامت! ابھی جو شخص آپ کے سامنے گفتگو کر کے گیا ہے اگرچہ اس نے باتیں اچھی کی ہیں لیکن وہ آپ سے نفرت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ بادشاہ کو گندہ ذہنی (یعنی منہ سے بدبُو آنے) کا مرض لاحق ہے۔''

جب بادشاہ نے یہ سنا تو پوچھا: ''تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ وہ میرے بارے میں ایسا گمان رکھتا ہے؟'' وہ حاسد بولا: ''حضور! اگر آپ کو میری بات پر یقین نہیں آتا تو آپ آزما کر دیکھ لیں، اسے اپنے پاس بلائیں جب وہ آپ کے قریب آئے گا تو اپنی ناک پر ہاتھ رکھ لے گا تا کہ اسے آپ کے منہ سے بدبُو نہ آئے۔'' یہ سن کر بادشاہ نے کہا: ''تم جاؤ جب تک میں اس معاملہ کی تحقیق نہ کرلوں اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کروں گا۔''

چنانچہ وہ حاسد دربارِ شاہی سے چلا آیا اور اس شخص کے پاس پہنچا جس سے وہ حسد کرتا تھا۔ اسے کھانے کی دعوت دی، اس نے حاسد کی دعوت قبول کی اور اس کے ساتھ چل دیا۔ حاسد نے اسے جو کھانا کھلایا اس میں بہت زیادہ لہسن ڈال دیا۔ اب اس شخص کے منہ سے لہسن کی بدبُو آنے لگی بہرحال وہ اپنے گھر آ گیا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ بادشاہ کا قاصد آیا اور اس نے کہا: ''بادشاہ نے آپ کو ابھی دربار میں بلایا ہے۔'' وہ شخص قاصد کے ساتھ دربار میں پہنچا۔ بادشاہ نے اسے اپنے سامنے بٹھایا اور کہا: ''ہمیں وہی کلمات سناؤ جو تم سنایا کرتے ہو۔'' اس شخص نے کہا: ''مُحسِن کے ساتھ احسان کر اور جو برائی کرے گا اسے برائی کا بدلہ خود ہی مل جائے گا۔''

جب اس نے اپنی بات مکمل کر لی تو بادشاہ نے اس سے کہا: ''میرے قریب آؤ۔'' وہ بادشاہ کے قریب گیا تو اس نے فوراً اپنے منہ پر اپنا ہاتھ رکھ لیا تا کہ لہسن کی بدبُو سے بادشاہ کو تکلیف نہ ہو۔ جب بادشاہ نے یہ صورتحال دیکھی تو اپنے دل میں کہا کہ اس شخص نے ٹھیک ہی کہا تھا کہ میرے متعلق یہ شخص گمان رکھتا ہے کہ مجھے گندہ ذہنی (یعنی منہ سے بدبُو آنے) کی بیماری ہے۔ بادشاہ اس شخص کے بارے میں بدگمانی کا شکار ہو گیا اور بلا تحقیق اس نے فیصلہ کر لیا کہ اس شخص کو سخت سزا ملنی چاہئے۔ چنانچہ اس نے اپنے گورنر کے نام اس طرح خط لکھا: ''اے گورنر! جیسے ہی یہ شخص تمہارے پاس پہنچے اسے ذبح کر دینا اور اس کی کھال اُتار کر اس میں

بھوسا بھر دینا اور اسے ہمارے پاس بھجوا دینا۔'' پھر بادشاہ نے خط پر مہر لگائی اور اس شخص کو دیتے ہوئے کہا: ''یہ خط لے کر فلاں علاقے کے گورنر کے پاس پہنچ جاؤ۔''

بادشاہ کی عادت تھی کہ جب بھی وہ کسی کو کوئی بڑا اِنعام دینا چاہتا تو کسی گورنر کے نام خط لکھتا اور اس شخص کو گورنر کے پاس بھیج دیتا وہاں اسے خوب اِنعام واِکرام سے نوازا جاتا۔ کبھی بھی بادشاہ نے سزا کے لئے کسی کو خط نہ لکھا تھا۔ آج پہلی مرتبہ بادشاہ نے کسی کو سزا دینے کے لئے گورنر کے نام خط لکھا ورنہ اس بادشاہ کے بارے میں مشہور تھا کہ جب کسی کو اِنعام دیتا تو اسے گورنر کے پاس بھیجتا۔ بہر حال یہ شخص خط لے کر دربارِ شاہی سے نکلا اس بیچارے کو کیا معلوم کہ اس خط میں میری موت کا حکم ہے۔ یہ شخص خط لے کر گورنر کے پاس جارہا تھا کہ راستے میں اس کی ملاقات اسی حاسد سے ہوگئی۔ اس نے پوچھا: ''بھائی! کہاں کا ارادہ ہے؟''

اس نے کہا: میں نے بادشاہ کو اپنا کلام سنایا تو اس نے مجھے ایک خط مہر لگا کر دیا اور کہا: ''فلاں گورنر کے پاس یہ خط لے جاؤ۔'' میں اسی گورنر کے پاس خط لئے جارہا ہوں۔'' حاسد کہنے لگا: ''بھائی! تو یہ خط مجھے دے دے میں ہی اسے گورنر تک پہنچا دوں گا۔'' چنانچہ اس شریف آدمی نے خط حاسد کے حوالے کر دیا، وہ حاسد خط لے کر خوشی خوشی گورنر کے دربار کی طرف چل دیا، وہ یہ سوچ کر بہت خوش ہورہا تھا کہ اس خط میں بادشاہ نے گورنر کے نام پیغام لکھا ہوگا کہ ''جو شخص یہ خط لے کر آئے اسے اِنعام واِکرام سے نوازا جائے۔'' میری قسمت کتنی اچھی ہے، میں نے اس شخص کو جھانسا دے کر یہ خط لے لیا ہے اب میں مالا مال ہوجاؤں گا۔ وہ حاسد انہیں سوچوں میں مگن بڑی خوشی کے عالم میں جھومتا جھومتا گورنر کے دربار کی جانب جارہا تھا۔ اسے کیا معلوم تھا کہ وہ موت کے منہ میں جارہا ہے اور جاتے ہی اسے قتل کر دیا جائے گا۔

بہر حال وہ گورنر کے پاس پہنچا اور بڑے مؤدبانہ انداز میں بادشاہ کا خط گورنر کو دیا۔ گورنر نے جیسے ہی خط پڑھا تو پوچھا: ''اے شخص! کیا تجھے معلوم ہے کہ اس خط میں بادشاہ نے کیا لکھا ہے؟'' اس نے کہا: ''بادشاہ سلامت نے یہی لکھا ہوگا کہ مجھے اِنعام واِکرام سے نوازا جائے اور میری حاجات کو پورا کیا جائے۔'' گورنر نے کہا: اے نادان شخص! بادشاہ نے اس خط میں مجھے حکم دیا ہے کہ ''جیسے ہی یہ شخص خط لے کر پہنچے اسے ذبح کر دینا اور اس کی کھال اُتار کر اس میں بھوسا بھر دینا پھر اس کی لاش میرے پاس بھجوا دینا۔'' یہ سن کر اس حاسد کے تو ہوش اُڑ گئے اور وہ کہنے لگا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ خط میرے بارے میں نہیں لکھا گیا بلکہ یہ تو فلاں شخص کے متعلق ہے، بے شک آپ بادشاہ کے پاس کسی قاصد کو بھیج کر معلوم کرلیں۔''

گورنر نے اس کی ایک نہ سنی اور کہا: ''ہمیں کوئی حاجت نہیں کہ ہم بادشاہ سے اس معاملہ کی تصدیق کریں بادشاہ کی مہر اس خط پر موجود ہے لہٰذا ہمیں بادشاہ کے حکم پر عمل کرنا ہوگا۔'' اتنا کہنے کے بعد اس نے جلاد کو حکم دیا اور اس حاسد شخص کو ذبح کر کے اس

کی کھال اُتار کر اس میں بھوسا بھر دیا گیا۔ پھر اس کی لاش کو بادشاہ کے دربار میں بھجوا دیا گیا۔ وہ شخص جس سے یہ حسد کیا کرتا تھا حسبِ معمول بادشاہ کے دربار میں گیا اور بادشاہ کے سامنے کھڑے ہو کر وہی الفاظ دہرائے: ''محسن کے ساتھ احسان کر اور جو کوئی برائی کرے گا اسے عنقریب اس کی برائی کا صلہ مل جائے گا۔'' جب بادشاہ نے اس شخص کو صحیح وسالم دیکھا تو اس سے پوچھا: ''میں نے تجھے جو خط دیا تھا اس کا کیا ہوا؟'' اس نے جواب دیا: ''میں آپ کا خط لے کر گورنر کے پاس جا رہا تھا کہ مجھے راستے میں فلاں شخص ملا اور اس نے مجھ سے کہا کہ یہ خط مجھے دے دو، چنانچہ میں نے اسے خط دے دیا اور وہ خط لے کر گورنر کے پاس چلا گیا ہے۔''

بادشاہ نے کہا: ''اس شخص نے مجھے تمہارے بارے میں بتایا تھا کہ تم میرے متعلق یہ گمان رکھتے ہو کہ میرے منہ سے بدبُو آتی ہے، کیا واقعی ایسا ہے؟'' اس شخص نے کہا: ''بادشاہ سلامت! میں نے کبھی بھی آپ کے بارے میں ایسا نہیں سوچا۔''
تو بادشاہ نے پوچھا: ''جب میں نے تجھے اپنے قریب بلایا تھا تو تُو نے اپنے منہ پر ہاتھ کیوں رکھ لیا تھا؟'' اس شخص نے جواب دیا: ''بادشاہ سلامت! آپ کے دربار میں آنے سے کچھ دیر قبل اس شخص نے میری دعوت کی تھی اور کھانے میں مجھے بہت زیادہ لہسن کھلا دیا تھا جس کی وجہ سے میرا منہ بدبُو دار ہو گیا۔ جب آپ نے مجھے اپنے قریب بلایا تو میں نے یہ بات گوارا نہ کی کہ میرے منہ کی بدبُو سے بادشاہ سلامت کو تکلیف پہنچے اسی لئے میں نے منہ پر اپنا ہاتھ رکھ لیا تھا۔''

جب بادشاہ نے یہ سنا تو کہا: اے خوش نصیب شخص! تُو نے بالکل ٹھیک کہا تیری یہ بات بالکل سچی ہے کہ ''جو کسی کے ساتھ برائی کرتا ہے اسے عنقریب اس کی برائی کا بدلہ مل جائے گا۔'' اس شخص نے تیرے ساتھ برائی کا اِرادہ کیا اور تجھے سزا دلوانی چاہی لیکن اسے اپنی برائی کا صلہ خود ہی مل گیا۔ سچ ہے کہ جو کسی کے لئے گڑھا کھودتا ہے وہ خود ہی اس میں جا گرتا ہے۔ اے نیک شخص! میرے سامنے بیٹھ اور اپنی اسی بات کو دہرا۔'' چنانچہ وہ شخص بادشاہ کے سامنے بیٹھا اور کہنے لگا: ''محسن کے ساتھ احسان کر اور برائی کرنے والے کو عنقریب اس کی برائی کی سزا خود ہی مل جائے گی۔''

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** جو کسی پر احسان کرتا ہے اس پر بھی احسان کیا جاتا ہے اور جو کسی کے لئے برا چاہتا ہے اس کے ساتھ برا معاملہ ہی ہوتا ہے۔ جو دوسروں کی تباہی و بربادی کا خواہاں ہوتا ہے وہ خود تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ جو کسی سے حسد کرتا ہے اسے اس کے حسد کی سزا خود ہی مل جاتی ہے، اچھے کام کا اچھا نتیجہ اور برے کام کا برا نتیجہ، جیسی کرنی ویسی بھرنی، اللہ عزوجل ہمیں حسد جیسی بیماری سے محفوظ فرمائے آمین)

سچ ھے کہ بُرے کام کا انجام بُرا ھے

حکایت نمبر143: **بے ادبوں سے دوری میں عافیت**

حضرت سیدنا عبداللہ الصنعانی قدس سرّہ الربّانی حضرت سیدنا حوثرہ بن محمد المقری علیہ رحمۃ اللہ الغنی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا یزید بن ہارون واسطی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے اِنتقال کے بعد چار راتیں گزر گئیں پھر میں نے انہیں خواب میں دیکھا تو پوچھا: "مَافَعَلَ اللّٰہُ بِکَ" یعنی اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمانے لگے کہ میرے رحیم وکریم پروردگار عزوجل نے میری نیکیاں قبول فرمالیں اور میرے گناہ معاف فرمادیئے اور مجھے بہت سارے خُدّام عطا فرمائے۔ میں نے پوچھا: "پھراس کے بعد کیا ہوا؟ فرمایا: "کریم کرم ہی کرتا ہے، میرا مولیٰ عزوجل بہت کریم ہے، اس نے میرے سارے گناہ معاف فرمادیئے اور مجھے جنت میں داخل فرمادیا۔" میں نے پوچھا: "آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو یہ مقام ومرتبہ کن اَعمال کی بدولت حاصل ہوا؟"

آپ نے ارشادفرمایا: "ان پانچ چیزوں کے سبب حاصل ہوا: (۱)......اجتماعِ ذکر میں شرکت (۲)......گفتگو میں سچائی (۳)......حدیث بیان کرنے میں امانت وصدق سے کام لینا (۴)......نماز میں طویل قیام کرنا (۵)......تنگدستی اور فقروفاقہ کی حالت میں صبر وشکر کرنا۔"

میں نے پوچھا: "منکر نکیر کا معاملہ کیسا رہا؟" فرمایا: "اُس اللہ عزوجل کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی عبادت کے لائق ہے! منکر نکیر میری قبر میں آئے اور مجھے کھڑا کرکے سوالات کرنے شروع کردیئے: "(۱) تیرارب کون ہے؟ (۲) تیرا دین کیا ہے؟ (۳) تیرا نبی کون ہے؟" ان کے یہ سوالات سن کر میں نے اپنی سفید داڑھی سے مٹی جھاڑتے ہوئے کہا: "اے فرشتو! کیا تم مجھ سے سوال کرتے ہو؟ میں یزید بن ہارون واسطی ہوں، میں دنیا میں (اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر) ساٹھ سال تک لوگوں کو علمِ دین سکھاتا رہا ہوں۔" میری یہ بات سن کر ان میں سے ایک فرشتے نے کہا: "اس نے سچ کہا ہے، یہ واقعی یزید بن ہارون واسطی علیہ رحمۃ اللہ القوی ہے۔" پھر مجھ سے کہا: "اب تو دُلہن کی طرح سکون کی نیند سوجا، آج کے بعد تجھے کسی قسم کا غم وخوف نہ ہوگا۔"

پھر دوسرے فرشتے نے مجھ سے پوچھا: "کیا تُو نے جریر بن عثمان سے بھی کوئی حدیث سیکھی ہے؟" میں نے کہا: "ہاں! وہ تو حدیث میں ثقہ (یعنی پختہ) راوی ہے۔" اس فرشتے نے کہا: "یہ بات ٹھیک ہے کہ وہ ثقہ راوی ہے لیکن وہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے بغض رکھتا ہے اس لئے وہ اللہ عزوجل کے ہاں ناپسندیدہ شخص ہے۔"

حضرت سیدنا یزید بن ہارون واسطی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو خواب میں دیکھنے والا واقعہ اس طرح بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایک

شخص حضرت سیدنا احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: ''حضور! میں نے حضرت سیدنا یزید بن ہارون واسطی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: ''مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ یعنی اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' تو انہوں نے جواب دیا: ''میرے پاک پروردگار عزوجل نے میرے گناہوں کو بخش دیا، مجھ پر خوب کرم فرمایا لیکن مجھ پر عتاب بھی ہوا۔'' مَیں ان کی یہ بات سن کر متعجب ہوا اور پوچھا: ''آپ کی مغفرت بھی ہوگئی، آپ پر رحم بھی کیا گیا پھر عتاب بھی ہوا؟'' تو انہوں نے جواباً فرمایا: ''ہاں! مجھ سے پوچھا گیا کہ اے یزید بن ہارون واسطی! کیا تُو نے جریر بن عثمان سے کوئی حدیث نقل کی ہے؟'' میں نے کہا: ''ہاں! اللہ ربُّ العزَّت عزوجل کی قسم! میں نے اس میں ہمیشہ بھلائی ہی پائی۔'' پھر مجھ سے کہا گیا: ''مگر وہ ابوالحسن حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے بغض رکھتا تھا۔''

محفوظ سدا رکھنا شہا بے ادبوں سے اور مجھ سے بھی سرزد نہ کبھی بے ادبی ہو

(اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان اور تمام اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی سچی محبت عطا فرما، ہمارے دلوں کو ان کی محبت سے معمور فرما، ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما، تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان پر خوب رحمتوں کی برسات فرما اور ان پاکیزہ ہستیوں کے صدقے ہماری مغفرت فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

حکایت نمبر 144:

بُھنا ہوا ہَرن

حضرت سیدنا ابراہیم خواص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق حضرت سنان علیہ رحمۃ اللہ المنان کے بھائی حضرت سیدنا حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت سیدنا ابوتراب نخشی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور میرے چند رفقاء حرمین شریفین کی حاضری کے لئے سفر پر روانہ ہوئے۔ میں نے سب سے الگ تھلگ رہ کر سفر کرنا پسند کیا اور انہیں چھوڑ کر اکیلا ہی سفر کرتا رہا، چلتے چلتے جب بھوک نے بہت زیادہ ستایا تو میرے دوستوں نے ایک ہرن شکار کیا اور ذبح کرنے کے بعد اسے بھونا پھر سب مل کر کھانے کے لئے بیٹھ گئے۔ ابھی انہوں نے کھانا شروع بھی نہ کیا تھا کہ ایک بہت بڑا پرندہ آیا، اس نے بھنے ہوئے ہرن پر حملہ کیا اور اس کا چوتھائی حصہ لے کر فضا میں بلند ہوگیا۔ میرے رفقاء کا کہنا ہے: ''ہم نے اس کا پیچھا کیا لیکن کچھ دور جا کر وہ ہماری نظروں سے اوجھل ہوگیا۔''

حضرت سیدنا ابوتراب نخشی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: جب ہم سب دوست مکہ مکرمہ میں جمع ہوئے تو میں نے ان سے پوچھا: ''کیا تمہیں دورانِ سفر کوئی عجیب وغریب واقعہ پیش آیا؟'' انہوں نے جواب دیا: ''جی ہاں! ہمیں ایک عجیب وغریب واقعہ پیش آیا۔'' پھر انہوں نے پرندے اور ہرن والا واقعہ سنایا۔ ان سے یہ واقعہ سننے کے بعد میں نے کہا: ''فلاں دن فلاں وقت میں سوئے حرم سفر پر رواں دواں تھا کہ اچانک ایک پرندہ آیا اور میرے سامنے بھنے ہوئے ہرن کا چوتھائی حصہ ڈال کر وہاں سے غائب ہو گیا، دیکھو! ہمارے پاک پروردگار عزوجل نے ہمیں کس طرح ایک ہی وقت میں ایک ہی ہرن کا گوشت کھلایا۔''

(اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں حلال رزق عطا فرما اور حرام چیزوں سے ہماری حفاظت فرما اور ہمیں توکُّل کی دولت سے مالا مال فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 145: اللہ عزوجل کا ہر ولی زندہ ہے

حضرت سیدنا احمد بن منصور علیہ رحمۃ اللہ الغفور فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے اُستاذ حضرت سیدنا ابو یعقوب السوسی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک مرتبہ میرا ایک شاگرد میرے پاس مکہ مکرمہ آیا اور کہنے لگا: ''اے اُستادِ محترم! کل ظہر کی نماز کے بعد میں اپنے خالق حقیقی عزوجل سے جاملوں گا۔ آپ یہ چند درہم لے لیجئے، ان سے گورکن (یعنی قبر کھودنے والے) کی اُجرت ادا کر دینا اور بقیہ درہموں کی خوشبو منگوا لینا اور مجھے میرے انہیں کپڑوں میں دفن کر دینا، یہ بالکل پاک وصاف ہیں۔'' اس کی یہ باتیں سن کر میں سمجھا کہ شاید بھوک کی وجہ سے اس کی یہ حالت ہو گئی۔ مجھے اس کی باتوں پر تعجب بھی ہو رہا تھا بہر حال میں نے اس پر توجہ رکھی۔ دوسرے دن جب نمازِ ظہر کا وقت ہوا تو اس نے نماز ادا کی اور خانہ کعبہ کو دیکھنے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ زمین پر گر پڑا۔ مَیں دوڑ کر اس کے قریب گیا اور اسے ہلا جُلا کر دیکھا تو اس کا جسم بے جان ہو چکا تھا اور خانہ کعبہ کا جلوہ دیکھتے دیکھتے اس کی رُوح قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔

یہ صورت حال دیکھ کر میں نے دل میں کہا: ''میرا پروردگار عزوجل بڑا بے نیاز ہے، جسے چاہے جو مقام عطا فرمائے، اس کی حکمتیں وہی جانے، وہ جسے چاہے اپنی معرفت عطا کرے۔ وہ ذات پاک ہے جس نے میرے شاگرد کو اتنا مرتبہ عطا فرمایا کہ موت سے پہلے ہی اسے حقیقت سے آگاہی عطا فرما دی اور مَیں ایسی باتیں نہیں جانتا حالانکہ میں اس کا اُستاد ہوں۔ یہ اس کی نعمتیں ہیں جسے چاہے عطا کرے۔''

مجھے اپنے اس شاگرد کی موت کا بہت غم ہوا، بہر حال ہم نے اسے تختہ پر لٹایا اور غسل دینا شروع کیا جب میں نے اسے وضو کرایا تو اچانک اس نے آنکھیں کھول دیں۔ یہ دیکھ کر میں بڑا حیران ہوا اور اس سے پوچھا: ''اے میرے بیٹے ! کیا تُو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوگیا؟'' اس نے بڑی فصیح وبلیغ زبان میں جواب دیا: ''(اے اُستادِ محترم)! میں موت کے بعد زندہ ہوگیا ہوں اور موت کے بعد اپنی قبروں میں اللہ تعالیٰ کے تمام ولی زندہ ہوتے ہیں۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر146:

دل کی دنیا بدل گئی

حضرت سیدنا حسن بن حضر علیہ رحمۃ اللہ الاکبر فرماتے ہیں، مجھے بغداد کے ایک شخص نے بتایا کہ حضرت سیدنا ابو ہاشم علیہ رحمۃ اللہ الدائم نے بیان فرمایا: ''ایک مرتبہ میں نے بصرہ جانے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ میں ساحل پر آیا تا کہ کسی کشتی میں سوار ہو کر جانبِ منزل روانہ ہو جاؤں، جب وہاں پہنچا تو دیکھا کہ ایک کشتی موجود ہے اور اس میں ایک لونڈی اور اس کا مالک سوار ہے۔ میں نے بھی کشتی میں سوار ہونا چاہا تو لونڈی کے مالک نے کہا: ''اس کشتی میں ہمارے علاوہ کسی اور کے لئے جگہ نہیں، ہم نے یہ ساری کشتی کرایہ پر لے لی ہے لہٰذا تم کسی اور کشتی میں بیٹھ جاؤ۔'' لونڈی نے جب یہ بات سنی تو اس نے اپنے آقا سے کہا: ''اس مسکین کو بٹھا لیجئے۔'' چنانچہ اس لونڈی کے مالک نے مجھے بیٹھنے کی اجازت دے دی اور کشتی جھومتی جھومتی بصرہ کی جانب سطحِ سمندر پر چلنے لگی، موسم بڑا خوشگوار تھا۔ میں ان دونوں سے الگ تھلگ ایک کونے میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ دونوں خوش گپیوں میں مشغول خوشگوار موسم سے خوب لُطف اَندوز ہو رہے تھے۔

پھر اس لونڈی کے مالک نے کھانا منگوایا اور دسترخوان بچھا دیا گیا۔ جب وہ دونوں کھانے کے لئے بیٹھے تو انہوں نے مجھے آواز دی: ''اے مسکین! تم بھی آجاؤ اور ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ۔'' مجھے بہت زیادہ بھوک لگی تھی اور میرے پاس کھانے کو کچھ بھی نہ تھا چنانچہ میں ان کی دعوت پر ان کے ساتھ کھانے لگا۔

جب ہم کھانا کھا چکے تو اس شخص نے اپنی لونڈی سے کہا: ''اب ہمیں شراب پلاؤ۔'' لونڈی نے فوراً شراب کا جام پیش کیا اور وہ شخص شراب پینے لگا پھر اس نے حکم دیا کہ اس شخص کو بھی شراب پلاؤ۔ میں نے کہا: ''اللہ عزوجل تجھ پر رحم فرمائے، میں تمہارا

مہمان ہوں اور تمہارے ساتھ کھانا کھا چکا ہوں، اب میں شراب ہرگز نہیں پیوں گا۔'' اس نے کہا: ''ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی۔'' پھر جب وہ شراب کے نشے میں مست ہوگیا تو لونڈی سے کہا: ''سارنگی (یعنی باجا) لاؤ اور ہمیں گانا سناؤ۔'' لونڈی سارنگی لے کر آئی اور اپنی پُرکشش آواز میں گانے لگی، اس کا مالک گانے سنتا رہا اور جھومتا رہا، لونڈی بھی سارنگی بجاتی رہی اور پُرکشش آواز سے اپنے مالک کا دل خوش کرتی رہی۔

یہ سلسلہ کافی دیر تک چلتا رہا وہ دونوں اپنی ان رنگینیوں میں بدمست تھے اور مَیں اپنے رب عزوجل کے ذکر میں مشغول رہا۔ جب کافی دیر گزر گئی اور اس کا نشہ کچھ کم ہوا تو وہ میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: ''کیا تُو نے پہلے کبھی اس سے اچھا گانا سنا ہے؟ دیکھو! کتنے پیارے انداز میں اس حسینہ نے گانا گایا ہے، کیا تم بھی ایسا گا سکتے ہو؟'' میں نے کہا: ''میں ایک ایسا کلام آپ کو سنا سکتا ہوں جس کے مقابلے میں یہ گانا کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔'' اس نے حیران ہوکر کہا: ''کیا گانوں سے بہتر بھی کوئی کلام ہے؟'' میں نے کہا: ''ہاں! اس سے بہت بہتر کلام بھی ہے۔'' اس نے کہا: ''اگر تمہارا دعوی درست ہے تو سناؤ ذرا ہم بھی تو سنیں کہ گانوں سے بہتر کیا چیز ہے؟'' تو مَیں نے سُوْرَۃُ التَّکْوِیْر کی تلاوت شروع کردی:

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۞ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۞ وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۞ (پ۳۰، التکویر: ۱ تا ۳)

ترجمۂ کنزالایمان: جب دھوپ لپیٹی جائے اور جب تارے جھڑ پڑیں اور جب پہاڑ چلائے جائیں۔

میں تلاوت کرتا جارہا تھا اور اس کی حالت تبدیل ہوتی جارہی تھی۔ اس کی آنکھوں سے سیلِ اشک رواں ہوگیا۔ بڑی توجہ وعاجزی کے ساتھ وہ کلامِ الٰہی عزوجل کو سنتا رہا۔ ایسا لگتا تھا کہ کلامِ الٰہی عزوجل کی تجلیاں اس کے سیاہ دل کو منور کرچکی ہیں اور یہ کلام تاثیر کا تیر بن کر اس کے دل میں اُتر چکا ہے، اب اسے عشقِ حقیقی کی لذت سے آشنائی ہوتی جارہی تھی۔ تلاوت کرتے ہوئے جب میں اس آیت مبارکہ پر پہنچا: ''وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۞ (پ۳۰، التکویر: ۱۰) ترجمۂ کنزالایمان: اور جب نامۂ اعمال کھولے جائیں گے۔'' تو اس نے اپنی لونڈی سے کہا: ''جا! میں نے تجھے اللہ عزوجل کی خاطر آزاد کیا۔'' پھر اس نے اپنے سامنے رکھے ہوئے شراب کے سارے برتن سمندر میں انڈیل دیئے۔ سارنگی، باجا اور آلات لہو ولعب سب توڑ ڈالے پھر وہ بڑے مؤدبانہ انداز میں میرے قریب آیا اور مجھے سینے سے لگا کر ہچکیاں لے لے کر رونے لگا اور پوچھنے لگا: ''اے میرے بھائی! مَیں بہت گناہگار ہوں، مَیں نے ساری زندگی گناہوں میں گزار دی اگر میں اب توبہ کروں تو کیا اللہ عزوجل میری توبہ قبول فرمالے گا؟''

مَیں نے اسے بڑی محبت دی اور کہا: ''بے شک اللہ عزوجل توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی حاصل کرنے والوں کو بہت پسند فرماتا ہے، وہ تو توبہ کرنے والوں سے بہت خوش ہوتا ہے، اللہ عزوجل کی بارگاہ سے کوئی مایوس نہیں لوٹتا، تم اس سے توبہ کرو وہ

ضرور قبول فرمائے گا۔''

چنانچہ اس شخص نے میرے سامنے اپنے تمام سابقہ گناہوں سے توبہ کی اور خوب رو رو کر معافی مانگتا رہا۔ پھر ہم بصرہ پہنچے اور دونوں نے اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر ایک دوسرے سے دوستی کرلی۔ چالیس سال تک ہم بھائیوں کی طرح رہے چالیس سال بعد اس مردِ صالح کا اِنتقال ہوگیا۔ مجھے اس کا بہت غم ہوا، پھر ایک رات میں نے اسے خواب میں دیکھا تو پوچھا: ''اے میرے بھائی! دنیا سے جانے کے بعد تمہارا کیا ہوا تمہارا ٹھکانہ کہاں ہے؟'' اس نے بڑی دِلربا اور شیریں آواز میں جواب دیا: ''دنیا سے جانے کے بعد مجھے میرے رب عزوجل نے جنت میں بھیج دیا۔''

میں نے پوچھا: ''اے میرے بھائی! تمہیں جنت کس عمل کی وجہ سے ملی؟'' اس نے جواب دیا: ''جب تم نے مجھے یہ آیت سنائی تھی:

وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ۝ (پ۳۰، التکویر:۱۰) ترجمۂ کنز الایمان: اور جب نامۂ اعمال کھولے جائیں گے۔

تو اسی آیت کی برکت سے میری زندگی میں انقلاب آگیا تھا۔ اسی وجہ سے میری مغفرت ہوگئی اور مجھے جنت عطا کردی گئی۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** قرآنِ پاک ایک ایسی عظیم نعمت ہے کہ اس کو سن کر نہ جانے کتنے ایسے سیاہ دل روشن ہوگئے جو گناہوں کے تاریک گڑھے میں گرچکے تھے، کتنے ہی مردہ دلوں کو قرآن کریم نے جِلا بخشی، بڑے بڑے مجرموں نے جب اسے سنا تو ان کے دل خوفِ خداوندی عزوجل سے لرز اٹھے اور وہ تمام سابقہ گناہوں سے توبہ کر کے صلوٰۃ وسنت کی راہ پر گامزن ہوگئے۔ کلام الٰہی عزوجل ایسا بابرکت کلام ہے کہ جس نے بڑے بڑے کفار کو کفر کے ظلمت کدوں سے نکال کر ایسی عظمتیں عطا کیں کہ وہ آفتابِ ہدایت بن کر لوگوں کے ہادی ومقتدا بن گئے اور اپنے جلوؤں سے دنیا کو منور کرنے لگے اور جو اِن کے دامن سے وابستہ ہوگیا وہ بھی منور ہوگیا۔ اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں قرآن کریم کو سمجھنے، اس پر عمل کرنے اور اس کی تعلیم عام کرنے کی توفیق عطا فرما۔)

یہی ہے آرزو تعلیمِ قرآں عام ہوجائے ہر اِک پرچم سے اُونچا پرچمِ اسلام ہوجائے

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

حکایت نمبر 147: متوکِّل خاتون

حضرت سیدنا عفان بن مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ سردیوں کے موسم میں زبردست موسلا دھار بارش ہوئی، مسلسل بارش کی وجہ سے لوگوں کو پریشانی ہونے لگی۔ حضرت سیدنا حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پڑوس میں ایک عبادت گزار عورت اپنی یتیم بچیوں کے ساتھ ایک پُرانے سے گھر میں رہتی تھی۔ جب بارش ہوئی تو ان کے کچے گھر کی چھت ٹپکنے لگی اور بارش کا پانی گھر میں آنے لگا، ان غریبوں کے پاس صرف یہ ایک ہی کمرے پر مشتمل گھر تھا۔ اس نیک عورت نے جب دیکھا کہ سردی کی وجہ سے بچے ٹھٹھر رہے ہیں اور بارش کا پانی مسلسل گھر میں گر رہا ہے جبکہ بارش رکنے کا نام تک نہیں لے رہی۔

چنانچہ اس نیک عورت نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور عرض گزار ہوئی: ''اے میرے رحیم وکریم پروردگار عزوجل! تُو رحم اور نرمی فرمانے والا ہے، ہمارے حالِ زار پر رحم اور نرمی فرما۔''

وہ نیک عورت ابھی دعا سے فارغ بھی نہ ہونے پائی تھی کہ فوراً بارش رُک گئی میرا گھر چونکہ اس صالحہ عورت کے گھر سے بالکل متصل تھا۔ میں اس کی دعا سن رہا تھا جب میں نے دیکھا کہ اس عورت کی دعا سے بارش بند ہوگئی ہے تو میں نے ایک تھیلی میں دس سونے کی اشرفیاں ڈالیں اور اس عورت کے دروازے پر پہنچ کر دستک دی دستک سُن کر عورت نے کہا: ''اللہ عزوجل کرے کہ آنے والا حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہو۔'' جب میں نے یہ سنا تو کہا کہ مَیں حماد بن سلمہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہی ہوں۔ میں نے تمہاری آواز سنی تھی تم دعا میں اس طرح کہہ رہی تھی: ''اے نرمی فرمانے والے پروردگار عزوجل نرمی فرما۔'' کیا تمہاری یہ دعا مقبول ہوگئی ہے اور اللہ عزوجل نے تم سے کیا نرمی والا معاملہ فرمایا ہے؟'' وہ نیک عورت بولی: ''میرے پروردگار عزوجل نے ہم پر اس طرح نرمی فرمائی کہ بارش رُک گئی اور جو پانی ہمارے گھر میں جمع ہوگیا تھا وہ بھی خشک ہوگیا۔ میرے بچے بھی سردی سے محفوظ ہوگئے ہیں، انہوں نے گرمائش حاصل کرنے کا بھی انتظام کرلیا ہے۔''

جب میں نے اس عورت کی یہ باتیں سنیں تو سونے کی اشرفیوں والی تھیلی نکالی اور کہا: ''یہ کچھ رقم ہے، اسے تم اپنی ضروریات میں استعمال کرو۔'' ابھی ہمارے درمیان یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک بچی اچانک ہمارے پاس آئی، اس نے اُون کا پُرانا سا کُرتا پہنا ہوا تھا جو ایک جگہ سے پھٹا ہوا تھا اور اس پر پیوند لگے ہوئے تھے۔ ہمارے پاس آکر وہ کہنے لگی: ''اے حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! کیا آپ یہ دنیاوی دولت دے کر ہمارے اور ہمارے رب عزوجل کے درمیان پردہ حائل کرنا چاہتے ہیں، ہمیں ایسی دولت نہیں چاہئے جو ہمیں ہمارے رب عزوجل کی بارگاہ سے جُدا کرنے کا سبب بنے۔''

پھر اس نے اپنی والدہ سے کہا: ''اے امی جان! جب ہم نے اپنے پروردگار عزوجل سے اپنی مصیبتوں کی التجاء کی تو اس نے فوراً ہی دنیاوی دولت ہماری طرف بھجوا دی، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم اس دنیاوی دولت کی وجہ سے اپنے مالکِ حقیقی عزوجل کے ذکر سے غافل ہو جائیں اور ہماری توجہ اس سے ہٹ کر کسی اور کی طرف مبذول ہو جائے۔'' پھر اس لڑکی نے اپنا چہرہ زمین پر ملنا شروع کیا اور کہنے لگی: ''اے ہمارے پاک پروردگار عزوجل! ہمیں تیری عزت وجلال کی قسم! ہم کبھی بھی تیرے دَر سے نہیں جائیں گے، ہماری اُمیدیں صرف تجھ سے ہی وابستہ رہیں گی، ہم تیرے ہی دَر پر پڑے رہیں گے اگرچہ ہمیں دُھتکار دیا جائے لیکن ہم پھر بھی تیرے دَر کو نہیں چھوڑیں گے۔''

؎ تمہارے در تمہارے آستاں سے میں کہاں جاؤں — نہ مجھ سا کوئی بے بس ہے نہ تم سا کوئی والی ہے

پھر اس بچی نے مجھ سے کہا: ''اللہ عزوجل آپ کو اپنی حفظ وامان میں رکھے، برائے کرم! آپ یہ رقم واپس لے جائیں اور جہاں سے لائے ہیں وہیں رکھ دیں۔ ہمیں اس دولت کی کوئی حاجت نہیں، ہمیں ہمارا پروردگار عزوجل کافی ہے۔ وہ ہمیں کبھی بھی مایوس نہیں کرے گا۔ ہم اپنی تمام حاجتیں اس پاک پروردگار عزوجل کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں، وہی ہماری حاجتوں کو پورا کرنے والا ہے، وہی تمام جہانوں کا پالنے والا اور ساری مخلوق کا حاکم ووالی ہے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حَسۡبُنَا اللّٰہُ وَنِعۡمَ الۡوَکِیۡلُ نِعۡمَ الۡمَوۡلٰی وَنِعۡمَ النَّصِیۡرُ

حکایت نمبر 148: ''کامل بھروسہ'' ہو تو جنگل میں بھی ''رزق'' مل جاتا ہے

حضرت سیدنا ابو ابراہیم یمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ ہم چند رفقاء حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم کی ہمراہی میں سمندر کے قریب ایک وادی کی طرف گئے۔ ہم سمندر کے کنارے کنارے چل رہے تھے کہ راستے میں ایک پہاڑ آیا جسے جبل ''کفرفیر'' کہتے ہیں۔ وہاں ہم نے کچھ دیر قیام کیا اور پھر سفر پر روانہ ہو گئے۔ راستے میں ایک گھنا جنگل آیا جس میں بکثرت خشک درخت اور خشک جھاڑیاں تھیں، شام قریب تھی، سردیوں کا موسم تھا۔ ہم نے حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کی بارگاہ میں عرض کی: ''حضور! اگر آپ مناسب سمجھیں تو آج رات ہم ساحل سمندر پر گزار لیتے ہیں۔ یہاں اس

قریبی جنگل میں خشک لکڑیاں بہت ہیں۔ ہم لکڑیاں جمع کر کے آگ روشن کرلیں گے اس طرح ہم سردی اور درندوں وغیرہ سے محفوظ رہیں گے۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:'' ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی۔'' چنانچہ ہمارے کچھ دوستوں نے جنگل سے خشک لکڑیاں اکٹھی کیں اور ایک شخص کو آگ لینے کے لئے ایک قریبی قلعے کی طرف بھیج دیا، جب وہ آگ لے کر آیا تو ہم نے جمع شدہ لکڑیوں میں آگ لگا دی اور سب آگ کے اِرد گرد بیٹھ گئے اور ہم نے کھانے کے لئے روٹیاں نکال لیں۔ اچانک ہم میں سے ایک شخص نے کہا:'' دیکھو ان لکڑیوں سے کیسے اَنگارے بن گئے ہیں، اے کاش! ہمارے پاس گوشت ہوتا تو ہم اسے ان اَنگاروں پر بھون لیتے۔'' حضرت سیدنا ابراہیم ابن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم نے اس کی یہ بات سن لی اور فرمانے لگے:'' ہمارا پاک پروردگار عزوجل اس بات پر قادر ہے کہ تمہیں اس جنگل میں تازہ گوشت کھلائے۔''

ابھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ بات فرما ہی رہے تھے کہ اچانک ایک طرف سے شیر نمودار ہوا جو ایک فربہ ہرن کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔ ہرن کا رُخ ہماری ہی طرف تھا۔ جب ہرن ہم سے کچھ فاصلے پر رہ گیا تو شیر نے اس پر چھلانگ لگائی اور اس کی گردن پر شدید حملہ کیا جس سے وہ تڑپنے لگا۔ یہ دیکھ کر حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم اُٹھے اور اس ہرن کی طرف لپکے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو آتا دیکھ کر شیر ہرن کو چھوڑ کر پیچھے ہٹ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:'' یہ رزق اللہ عزوجل نے ہمارے لئے بھیجا ہے۔ چنانچہ ہم نے ہرن کو ذبح کیا اور اس کا گوشت انگاروں پر بھون بھون کر کھاتے رہے اور شیر دور بیٹھا ہمیں دیکھتا رہا۔ اسی طرح ہماری ساری رات گزر گئی۔'' سچ ہے کہ جو اس پاک ذات پر کامل یقین رکھتا ہے وہ کبھی مایوس نہیں ہوتا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 149: حضرت سیدنا یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اندازِ دعا

حضرت سیدنا محمد بن محمود سمرقندی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں، زمانے کے مشہور ولی حضرت سیدنا یحییٰ بن معاذ علیہ رحمۃ اللہ الجبار بارگاہِ خداوندی عزوجل میں اس طرح دعا کرتے:'' اے میرے پروردگار عزوجل! میں تجھ سے اس زبان کے ذریعے دعا کرتا ہوں جو تُو نے مجھے عطا کی ہے، میرے مولیٰ عزوجل! تُو اپنے فضل وکرم سے میری دعا قبول فرما۔ اے میرے پروردگار عزوجل!

تُو مجھے ہر حال میں رزق عطا فرماتا ہے اور ہر مصیبت میں میرا مددگار تُو ہی ہے، اے میرے مولیٰ عزوجل! میں تیری عظمتوں اور رحمتوں کو دل وجان سے ماننے والا ہوں، میں تیری عظمت کا مُعترِف ہوں، میرے پاس یہی دلیل وآسرا ہے کہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔ میری تجھ سے محبت تیری بارگاہ میں میرے لئے شفیع ہے۔ اے رحیم وکریم مولیٰ عزوجل! تُو نے ہمیں بغیر مانگے محض اپنے فضل وکرم سے ایمان کی دولت سے نوازا، دولت ایمان سب سے بڑی دولت ہے۔

اے میرے مولیٰ عزوجل! جب ہم تجھ سے کوئی چیز مانگیں تو ہمیں ضرور عطا فرمائے گا، جب بغیر مانگے تُو اتنی بڑی بڑی نعمتیں عطا فرماتا ہے تو مانگنے پر بھی تُو ضرور ہماری حاجتیں پوری کرے گا۔ اے میرے مولیٰ عزوجل! تُو ہم سے عفوو درگزر والا معاملہ فرما۔ اے میرے پاک پروردگار عزوجل! اگر معاف کرنا تیری صفت نہ ہوتی تو اہل معرفت کبھی بھی تیری نافرمانی نہ کرتے۔ جب ایک لمحے کا ایمان پچاس سال کے کفر کو مٹا دیتا ہے اور انسان کو کفر کی پُرانی سے پُرانی گندگی سے پاک کر دیتا ہے تو پچاس سال کا ایمان گناہوں کو کیسے نہیں مٹائے گا۔

اے میرے مولیٰ عزوجل! مَیں اس بات کی اُمید رکھتا ہوں کہ جو ایمان اپنے سے قبل کفر جیسی گندگی کو انسان سے لمحہ بھر میں دور کر دیتا ہے اور ایمان کی بدولت انسان کفر جیسی بیماری سے نجات پا جاتا ہے تو یہی ایمان اپنے مابعد گناہوں کو ضرور مٹا دے گا، چاہے گناہ کتنے ہی بڑے ہوں ایمان کی بدولت ضرور معاف کر دیئے جائیں گے۔

اے الٰہی عزوجل! تیری ذات تو وہ عظیم ذات ہے کہ اگر کوئی تجھ سے نہ مانگے تو تجھے اس پر جلال آتا ہے، میں تو تجھ سے مانگ رہا ہوں۔ لہٰذا میری دعا رَدّ نہ کرنا بلکہ قبول فرمالینا۔ اے میرے پاک پروردگار عزوجل! مجھ پر ہر گھڑی اپنی رحمت فرما، میرے پاس بس ایک ہی حجت ودلیل ہے کہ میں تیری عظمتوں اور تیری تمام صفات کا معترف ہوں۔ اے اللہ عزوجل! اسی حجت کے سبب میری مغفرت فرما دے۔ اے میرے مولیٰ عزوجل! میرا اس بات پر یقینِ کامل ہے کہ میرا اور تمام جہاں کا پالنے والا تو ہی ہے، اے اللہ عزوجل! میں اپنے آپ کو تیری رحمتوں کے سائے میں پاتا ہوں، تیری رحمت کی جلوہ گری ہر طرف ہے۔ اے میرے پاک پروردگار عزوجل! میں تجھ سے اس حال میں دعا کر رہا ہوں کہ میرے گناہوں سے لتھڑے ہوئے ہاتھ دعا کے لئے پھیلے ہوئے ہیں اور آنکھیں تیری رحمت اور تیرے عفوو کرم کی اُمید سے بھیگی ہوئی ہیں۔

اے میرے مولیٰ عزوجل! میری دعا قبول فرمالے کیونکہ تُو تو بُردبار اور بخشنے والا مالک ہے، میرے حال پر رحم فرما کیونکہ میں تو ایک کمزور و عاجز بندہ ہوں۔ اے میرے مولیٰ عزوجل! جب تجھ سے ڈرنے میں دل کو سرور وکیف حاصل ہوتا ہے تو جس وقت تُو ہم سے راضی ہو جائے گا اور ہمیں جہنم سے آزادی کا پروانہ عطا فرما دے گا تو اس وقت ہمیں کتنا کیف وسرور حاصل ہوگا۔

اے میرے مولیٰ عزوجل! جب دُنیوی زندگی میں تیری تجلیات میں اور تیری رحمتوں کے سائے تلے ہم کسی محفل میں تیرا ذکر کرتے ہیں تو ہمیں کتنا سرور ملتا ہے، تو جب ہم اُخروی زندگی میں تیرے جلووں اور دیدار سے مشرف ہوں گے اس وقت ہماری خوشی اور کیف وسرور کا کیا عالم ہوگا۔ اے اللہ عزوجل! جب ہم دنیاوی زندگی میں عبادات وریاضات کر کے خوش ہوتے ہیں اور مصیبتوں پر صبر کر کے خوش ہوتے ہیں تو جس وقت ہمیں آخرت میں بخششیں، مغفرتیں اور نعمتیں عطا ہوں گی اس وقت ہماری خوشی کا کیا عالم ہوگا؟ جب ہم دنیا میں تیرے ذِکر کی لذت سے مَسْر ور وشاداں ہوتے ہیں تو جس وقت اُخروی زندگی شروع ہوگی اس وقت ہماری خوشی اور سرور کا عالم کیا ہوگا۔

اے میرے پاک پروردگار عزوجل! مجھے اپنے اَعمال پر بھروسا نہیں کہ میں ان کی وجہ سے بخشا جاؤں گا مجھے تو بس تیری رحمت سے اُمید ہے کہ تو مجھے ضرور بالضرور بخشے گا مجھے تیری رحمت سے قوی اُمید ہے۔ اعمال میں اِخلاص شرط ہے کیا معلوم کہ میرے اَعمال میں اِخلاص ہے بھی یا نہیں؟ پھر میں کیوں نہ ڈروں اس بات سے کہ ہوسکتا ہے میرے اعمال تیری بارگاہ میں قبول ہی نہ ہوں۔ اے اللہ عزوجل! میں اس بات پر پختہ یقین رکھتا ہوں کہ میرے گناہ محض تیری رحمت ہی سے بخشے جائیں گے اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ تُو گناہوں کو معاف نہ کرے حالانکہ تُو تو جواد وغفار ہے تو ضرور بالضرور میرے گناہوں کو بخشے گا۔

یا الٰہی عزوجل! مجھے اس وقت تک دنیا سے نہ اٹھانا جب تک تُو مجھے اپنی ملاقات کا خوب شوق عطا نہ فرما دے۔ جب میں دنیا سے جاؤں تو میرے دل میں تجھ سے ملاقات کا شوق مچل رہا ہو، تیری زیارت کے لئے میرا دل بے قرار ہو، تیرے جلووں میں گم ہونے کے لئے میری روح تڑپ رہی ہو۔

اے میرے مولیٰ عزوجل! میرے پاس ایسی زبان نہیں جو تیری خوبیاں بیان کرسکے اور نہ ہی کوئی ایسا عمل ہے جسے میں حجت ودلیل بناسکوں اور اس کے ذریعے تیرا قُرب حاصل کرسکوں۔ میرے گناہوں کی کثرت نے مجھے بولنے سے عاجز کر دیا ہے اور میرے عیوب کی وجہ سے میری قوت بیانی ختم ہوچکی ہے۔

اے میرے پاک پروردگار عزوجل! میرے پاس کوئی عمل ایسا نہیں جسے تیری بارگاہ میں وسیلہ بناسکوں، نہ ہی کوئی ایسا عمل ہے جس کی وجہ سے میری کوتاہیاں معاف ہوجائیں۔ البتہ! یہ بات ضرور ہے کہ میں تیری رحمت سے قوی اُمید رکھتا ہوں کہ تو مجھے ضرور بخشے گا تو ضرور مجھ پر احسان فرمائے گا اور میں تیری ملاقات کو پسند کرتا ہوں۔ میرا یہ عمل بھی مجھے تیری بارگاہ سے ضرور مغفرت دِلوائے گا۔ یا اللہ عزوجل! میں تجھے تیرے فضل وکرم کا واسطہ دیتا ہوں تُو میری غلطیوں اور کوتاہیوں سے درگزر فرما۔ الٰہی عزوجل! میری دعا کو قبول فرمالے اگر تُو قبول فرمالے گا تو میرے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ تیرے دریائے رحمت کا ایک

قطرہ میرے تمام گناہوں کی سیاہی دھوڈالے گا۔اے میرے مالک ومختار رب عزوجل! تُو نے ہم پر اپنی عبادت لازم فرمائی حالانکہ تُو ہماری عبادت کامحتاج نہیں بلکہ تُو تو بے نیاز ہے، ہماری عبادت کی تجھے کوئی حاجت نہیں لیکن اے میرے مولیٰ عزوجل! میں تجھ سے مغفرت کا طالب ہوں اور میں مغفرت کامحتاج ہوں۔اپنے کرم سے میری اس حاجت کو پورا فرمادے اور میری مغفرت فرما۔

اے میرے پیارے اللہ عزوجل! تُو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ میں تجھ سے محبت کروں حالانکہ تجھے میری محبت کی کوئی حاجت نہیں۔اے میرے مولیٰ عزوجل! میں تجھ سے محبت کیوں نہ کروں حالانکہ تُو تو میرا پیدا کرنے والا ہے اور مجھے تیری محبت کی حاجت ہے، تیری محبت کے بغیر میرا گزارہ ہی نہیں ہوسکتا پھر میں تجھ سے محبت کیوں نہ کروں۔

اے میرے مولیٰ عزوجل! میں تیرا اَدنیٰ وحقیر بندہ ہوں، میں تجھ سے محبت کرتا ہوں، میں نے تیرا دَر لازم کرلیا ہے اب کسی اور کی طرف ہرگز ہرگز اِلتفات نہ کروں گا۔اے میرے مولیٰ عزوجل! میرے دل میں یہ بات اچھی طرح گھر کرچکی ہے کہ تیری رحمت کے سہارے میں ضرور بخشا جاؤں گا مجھے تجھ سے قوی اُمید ہے۔پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میں تجھ سے اُمید رکھوں پھر بھی میری مغفرت نہ ہو۔

میرا اس پاک پروردگار عزوجل پر پختہ یقین ہے جو دنیاوی زندگی میں ہماری کوتاہیوں کے باوجود ہمیں نعمتوں سے نوازتا جارہا ہے، وہ کل بروزِ قیامت محض اپنے لُطف وکرم سے ہمارے حالِ زار پر ضرور رحم فرمائے گا۔وہ ایسا ستار وغفار ہے کہ دنیا میں ہماری نیکیوں کو ظاہر فرماتا اور ہمارے عیوب پر پردہ ڈالتا ہے وہ بروز قیامت ضرور ہماری ٹوٹی پھوٹی نیکیوں کو قبول فرمائے گا اور ہماری خطاؤں اور گناہوں سے درگزر فرما کر ہمیں ضرور مغفرت کا مژدۂ جاں فزا سنائے گا اور جو کسی پر احسان کرتا ہے اس کی شان یہ ہے کہ وہ اِحسان کو پایۂ تکمیل تک پہنچاتا ہے۔میرا مولیٰ عزوجل ہم پر اِحسان فرمانے والا ہے وہ ضرور ہمارے گناہوں کو چھپائے رکھے گا اور ضرور ہماری مغفرت فرمائے گا۔

اے میرے مولیٰ عزوجل! تیری بارگاہ میں میرا وسیلہ تیری نعمتیں ہیں، تیرا لطف وکرم ہی میرا وسیلہ اور تیرا احسان وشان کریمی ہی تیری بارگاہ میں میرے لئے شفیع ہیں۔اے میرے مولیٰ عزوجل! میں گناہ گار ہوں پھر میں خوش کیسے رہ سکتا ہوں اور جب تیری رحمت کی طرف نظر کروں اور تیری بخششوں اور عطاؤں کو مدِّنظر رکھوں تو پھر میں غمگین اور پریشان کیسے رہ سکتا ہوں۔

اے اللہ عزوجل! جب میں اپنے گناہوں کی طرف نظر کرتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ تجھ سے دعا کس طرح مانگوں؟ کس منہ سے تیری بارگاہ میں اِلتجائیں کروں لیکن جب تیری رحمت اور کرم کی طرف نظر کرتا ہوں تو میری ڈھارس بندھ جاتی ہے کہ کریم سے نہ مانگوں تو کس سے مانگوں۔اے اللہ عزوجل! بتقاضائے بشریت مجھ سے گناہ سرزد ہوجاتے ہیں لیکن میں پھر بھی تجھ سے دعا ضرور

کروں گا کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ گناہگاروں سے گناہوں کے صدور کے باوجود تُو انہیں اپنی نعمتوں سے محروم نہیں کرتا۔ اے میرے مغفرت فرمانے والے پروردگار عزوجل! اگر تُو میری مغفرت فرمادے گا تو بے شک یہ محض تیری عطا ہے اور تُو سب سے زیادہ مغفرت فرمانے والا ہے اور اگر تُو مجھے عذاب دے گا تو تُو اس بات پر قادر ہے۔ تیرا کسی کو عذاب دینا کوئی ظلم نہیں بلکہ یہ تو تیرا عدل ہے۔

اے میرے پروردگار عزوجل! میں ذلیل وخوار ہوں، اپنی حیثیت کے مطابق تجھ سے طلب کر رہا ہوں تو اپنے کرم کے مطابق عطا فرما۔ یا اللہ عزوجل! جب مجھے تجھ سے سوال کرنے میں اِتنا سرور ملتا ہے کہ بیان سے باہر ہے تو جس وقت تُو میری دعا قبول فرمالے گا اور مجھے بخشش ومغفرت اور اپنی دائمی رضا کی دولت سے مالا مال کردے گا تو اس وقت میری خوشی کا کیا عالم ہوگا۔ اے میرے مولیٰ عزوجل! میں تیرے خوف سے تھر تھر کانپتا ہوں کیونکہ میں اِنتہائی گناہگار وخطاکار ہوں اور تیری رحمت کا اُمیدوار بھی ہوں کیونکہ تُو کریم ہے تُو رحیم وحلیم ہے۔

اے میرے مولیٰ عزوجل! میری دعا قبول فرمالے کیونکہ تُو لطیف وکریم ہے، میرے حالِ زار پر رحم فرما، بے شک میں کمزور وعاجز بندہ ہوں۔ اے میرے مولیٰ عزوجل! اے میرے پروردگار عزوجل! اے میرے مالک عزوجل! اے رحیم وکریم ذات عزوجل! مجھ پر رحم فرما میں تیرا محتاج ہوں، میں تیرا محتاج ہوں، میں تیری بارگاہ میں رحمت ومغفرت کا طلبگار ہوں، میں اپنی حاجتیں خود پوری نہیں کرسکتا، میری اُمیدگاہ کا مرکز تیری ہی ذات ہے، تیری رحمت ومغفرت کا سب سے زیادہ حق دار میں ہی ہوں، میرے گناہ بہت زیادہ ہیں اور آخرت کا معاملہ بہت سخت ہے۔ نہیں معلوم میرا کیا انجام ہوگا۔ یا الٰہی عزوجل! مجھے اپنی حفظ وامان میں رکھ اگرچہ میرے پاس نیک اعمال کا ذخیرہ نہیں لیکن پھر بھی میں تیری رحمت کا طلب گار ہوں۔ اے اللہ عزوجل! میرے پاس ایسا کوئی عذر نہیں جسے تیری بارگاہ میں پیش کرکے خلاصی حاصل کرسکوں۔ اے اللہ عزوجل! مجھے تمام آفتوں اور مصیبتوں سے اسی وقت خلاصی مل سکتی ہے جب تُو لطف وکرم فرمادے، میرے تمام گناہوں کو بخش دے اور میری تمام خطاؤں کو معاف فرمادے۔ یا الٰہی عزوجل! تُو پاک ہے، تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں تُو پاک ہے، تُو پاک ہے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

؎ بخش ہماری ساری خطائیں، کھول دے ہم پر اپنی عطائیں
برسادے رحمت کی برکھا، یا اللہ (عزوجل)! میری جھولی بھردے

حکایت نمبر150: **بڑی چاہتوں سے ہے اس در کو پایا**

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، مجھ سے حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اِیمان لانے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: مَیں ''**اصبہان**'' کے ایک گاؤں میں رہتا تھا، میرا باپ ایک بڑا جاگیر دار تھا اور وہ مجھ سے بہت زیادہ محبت کرتا تھا، میں اس کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا تھا۔ اسی محبت کی وجہ سے وہ مجھے گھر سے باہر نہ نکلنے دیتا، ہر وقت مجھے گھر ہی میں رکھتا، میری خوب دیکھ بھال کرتا، میرے باپ کی یہ خواہش تھی کہ مَیں پکا مجوسی (یعنی آتش پرست) بنوں کیونکہ ہمارا آبائی مذہب ''**مجوسیت**'' ہی تھا اور میرا باپ پکا مجوسی تھا۔ وہ مجھے بھی اپنی ہی طرح بنانا چاہتا تھا لہٰذا اس نے میری ذمہ داری لگادی کہ میں آتش کدہ میں آگ بھڑکاتا رہوں اور ایک لمحہ کے لئے بھی آگ کو نہ بجھنے دوں۔ میں اپنی ذِمہ داری سرانجام دیتا رہا۔ ایک دن میرا باپ کسی تعمیری کام میں مشغول تھا جس کی وجہ سے وہ زمینوں کی دیکھ بھال کے لئے نہیں جاسکتا تھا۔

چنانچہ میرے باپ نے مجھے بلایا اور کہا: ''اے میرے بیٹے! آج میں یہاں بہت مصروف ہوں اور کھیتوں کی دیکھ بھال کے لئے نہیں جاسکتا۔ آج وہاں تُو چلا جا اور خادموں کو فلاں فلاں کام کی ذمہ داری سونپ دینا اور ان کی نگرانی کرنا، اِدھر اُدھر کہیں متوجہ نہ ہونا، سیدھا اپنے کھیتوں پر جانا اور کام پورا ہونے کے فوراً بعد واپس آجانا۔'' اپنے باپ کا حکم پاتے ہی میں اپنی زمینوں کی طرف چل دیا۔ راستے میں عیسائیوں کا عبادت خانہ تھا۔ جب میں اس کے قریب سے گزرا تو مجھے اندر سے کچھ آوازیں سنائی دیں۔ وہاں کچھ راہب نماز میں مشغول تھے۔ میں جب اندر داخل ہوا اور ان کا اندازِ عبادت مجھے بڑا انوکھا اور اچھا لگا میں نے پہلی مرتبہ اس انداز میں کسی کو عبادت کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ میں چونکہ زیادہ تر گھر ہی میں رہتا تھا اس لئے لوگوں کے معاملات سے آگاہ نہ تھا۔ اب جب یہاں ان لوگوں کو دیکھا کہ یہ ایسے انداز میں عبادت کررہے ہیں جو ہم سے بالکل مختلف ہے تو میرا دل ان کی طرف راغب ہونے لگا اور مجھے ان کا اندازِ عبادت بہت پسند آیا۔

میں نے دل میں کہا: ''خدا عزوجل کی قسم! ان راہبوں کا مذہب ہمارے مذہب سے اچھا ہے۔'' پھر میں سارا دن انہیں دیکھتا رہا اور اپنے کھیتوں پر نہیں گیا۔ جب تاریکی نے اپنے پر پھیلانا شروع کئے تو میں ان لوگوں کے قریب گیا اور ان سے پوچھا: ''تم جس دین کو مانتے ہو اس کی اصل کہاں ہے؟ یعنی تمہارا مرکز کہاں ہے؟'' انہوں نے بتایا: ''ہمارا مرکز ''**شام**'' میں ہے۔'' پھر میں گھر چلا آیا۔ میرا باپ بہت پریشان تھا کہ نہ جانے میرا بچہ کہاں گم ہوگیا؟ اس نے میری تلاش میں کچھ لوگوں کو آس پاس کی بستیوں میں بھیج دیا تھا۔ جب میں گھر پہنچا تو میرے باپ نے بے تاب ہوکر پوچھا: ''میرے لال! تُو کہاں چلا گیا تھا؟ ہم تو تیری وجہ سے بہت پریشان تھے۔'' میں نے کہا: ''میں اپنی زمینوں کی طرف جارہا تھا کہ راستے میں کچھ لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھا، مجھے

ان کا اندازِ عبادت بہت پسند آیا چنانچہ میں شام تک انہی کے پاس بیٹھا رہا۔''

یہ سن کر میرا باپ پریشان ہوا اور کہنے لگا: ''میرے بیٹے! ان لوگوں کے مذہب میں کوئی بھلائی نہیں۔ جس مذہب پر ہم ہیں اور جس پر ہمارے آباؤ اجداد تھے وہی سب سے اچھا ہے لہٰذا تم کسی اور طرف توجہ نہ دو۔'' میں نے کہا: ''ہرگز نہیں، خدا عزوجل کی قسم! ان راہبوں کا مذہب ہمارے مذہب سے بہت بہتر ہے۔'' میری یہ گفتگو سن کر میرے باپ کو یہ خوف ہونے لگا کہ کہیں میرا بیٹا مجوسیت کو چھوڑ کر نصرانی مذہب قبول نہ کرلے۔ اسی خوف کے پیشِ نظر اس نے میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈلوا دیں اور مجھے گھر میں قید کر دیا تا کہ میں گھر سے باہر ہی نہ نکل سکوں۔ مجھے ان راہبوں سے بہت زیادہ عقیدت ہوگئی تھی۔ میں نے کسی طریقے سے ان تک پیغام بھجوایا کہ جب کبھی تمہارے پاس ملکِ شام سے کوئی قافلہ آئے تو مجھے ضرور اطلاع دینا۔

چند روز بعد مجھے اِطلاع ملی کہ شام سے راہبوں کا ایک قافلہ ہمارے شہر میں آیا ہوا ہے۔ میں نے پھر راہبوں کو پیغام بھجوایا کہ جب یہ قافلہ اپنی ضروریات پوری کرنے کے بعد واپس شام جانے لگے تو مجھے ضرور اطلاع دینا۔ کچھ دن بعد مجھے اِطلاع ملی کہ قافلہ واپس شام جا رہا ہے۔ میں نے بہت جدوجہد کے بعد اپنے قدموں سے بیڑیاں اُتاریں اور فوراً شام جانے والے قافلے کے ساتھ جاملا۔ مُلکِ ''شام'' پہنچ کر میں نے لوگوں سے پوچھا: ''تم میں سب سے زیادہ معزز اور صاحبِ علم وعمل کون ہے؟'' لوگوں نے بتایا: ''فلاں کنیسہ (یعنی عبادت خانہ) میں رہنے والا راہب ہم میں سب سے زیادہ قابلِ احترام اور سب سے زیادہ متقی و پرہیز گار ہے۔'' چنانچہ میں اس راہب کے پاس پہنچا اور کہا: ''مجھے آپ کا دین بہت پسند آیا ہے، اب میں اس دین کے بارے میں کچھ معلومات چاہتا ہوں۔ اگر آپ قبول فرمالیں تو میں آپ کی خدمت کیا کروں گا اور آپ سے اس دین کے متعلق معلومات بھی حاصل کرتا رہوں گا۔ برائے کرم! مجھے اپنی خدمت کے لئے رکھ لیجئے۔''

یہ سن کر اس راہب نے کہا: ''ٹھیک ہے، تم بخوشی میرے ساتھ رہو اور مجھ سے ہمارے دین کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔'' چنانچہ میں اس کے ساتھ رہنے لگا لیکن وہ راہب مجھے پسند نہ آیا۔ وہ بہت بُرا شخص تھا، لوگوں کو صدقات وخیرات کی ترغیب دلاتا۔ جب لوگ صدقات وخیرات کی رقم لے کر آتے تو یہ اس رقم کو غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم نہ کرتا بلکہ اپنے پاس ہی جمع کر لیتا۔ اس طرح اس بد باطن راہب نے بہت سارا خزانہ جمع کر کے سونے کے بڑے بڑے سات مٹکے بھر لئے تھے۔ مجھے اس کی ان حرکتوں پر بہت غصہ آتا بالآخر جب وہ مرا تو لوگوں کا بہت بڑا ہجوم اس کی تجہیز وتکفین کے لئے آیا۔ میں نے لوگوں کو بتایا: ''جس کے بارے میں تمہارا گمان تھا کہ وہ سب سے بڑا راہب ہے وہ تو بہت لالچی اور گندی عادتوں والا تھا۔'' لوگ کہنے لگے: ''یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ تمہارے پاس کیا دلیل ہے کہ وہ راہب بُرا شخص تھا؟''

میں نے کہا: ''اگر تمہیں میری بات پر یقین نہیں آتا تو میرے ساتھ چلو، میں تمہیں اس کا مال و دولت اور خزانہ دکھاتا ہوں جو وہ جمع کرتا رہا اور فقراء و مساکین اور یتیموں پر خرچ نہ کیا۔'' لوگ میرے ساتھ چل دیئے۔ میں نے انہیں وہ مٹکے دکھائے جن میں سونا بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے وہ مٹکے لئے اور کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہم اس راہب کو دفن نہیں کریں گے۔'' پھر انہوں نے اس کے مردہ جسم کو سولی پر لٹکایا اور پتھر مار مار کر چھلنی کر دیا پھر اس کی لاش کو بے گور و کفن پھینک دیا۔ اس کے بعد لوگوں نے ایک اور راہب کو اس کی جگہ منتخب کرلیا۔ وہ بہت اچھی عادات وصفات کا مالک اور انتہائی متقی و پرہیز گار شخص تھا، طمع و لالچ اس میں بالکل نہ تھی، دن رات عبادت میں مشغول رہتا۔ دُنیوی معاملات کی طرف بالکل بھی توجہ نہ دیتا، میرے دل میں اس کی عقیدت و محبت گھر کر گئی۔ میں نے اس کی خوب خدمت کی اور اس سے نصرانیت کے بارے میں معلومات حاصل کرتا رہا۔

جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو میں نے اس سے پوچھا: ''آپ مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتے ہیں؟ آپ کے بعد میری رہنمائی کون کرے گا؟'' وہ راہب کہنے لگا: ''اے میرے بیٹے! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جس دین پر میں ہوں اس میں سب سے بڑا عالم و فقیہہ ایک شخص ہے جو ''**موصل**'' میں رہتا ہے۔ میرے نزدیک اس سے بہتر کوئی نہیں جو تمہاری رہنمائی کر سکے، اگر تم سے ہو سکے تو اس کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔'' راہب کی یہ بات سن کر میں موصل چلا گیا اور وہاں کے راہب کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے واقعی اسے ایسا پایا جیسا اس کے بارے میں بتایا گیا تھا۔ وہ بہت نیک وزاہد شخص تھا۔ چنانچہ میں اس کے پاس رہنے لگا پھر جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو میں نے اس سے پوچھا: ''اب آپ مجھے کس کے پاس جانے کا حکم دیتے ہیں جو آپ کے بعد میری صحیح رہنمائی کرے؟'' اس نے جواب دیا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اس وقت ہمارے دین کا سب سے بڑا باعمل عالم ''**نصیبین**'' میں رہتا ہے۔ میری نظروں میں اس سے بہتر کوئی اور نہیں، اگر ہو سکے تو اس کے پاس چلے جاؤ۔''

چنانچہ میں سفر کی صعوبتیں برداشت کرتا ہوا ''**نصیبین**'' پہنچا اور اس راہب کے پاس رہنے لگا۔ وہ بھی نہایت متقی و پرہیز گار شخص تھا، جب اس کی وفات کا وقت آیا تو میں نے پوچھا: ''آپ مجھے کس کے پاس جانے کا حکم فرماتے ہیں؟'' اس نے کہا: ''اس وقت ہمارے دین پر قائم رہنے والوں میں سب سے بڑا باعمل راہب ''**عموریہ**'' میں رہتا ہے، میری نظروں میں اس سے بہتر کوئی نہیں، تم اس کے پاس چلے جاؤ وہ تمہاری صحیح رہنمائی کرے گا۔'' چنانچہ میں ''**عموریہ**'' پہنچا اور اس راہب کی خدمت میں رہنے لگا۔ وہ واقعی بہت نیک وصالح شخص تھا۔ میں اس سے دینِ نصاریٰ کے بارے میں معلومات حاصل کرتا اور دن کو بطورِ اجیر (یعنی مزدور) ایک شخص کے جانوروں کی دیکھ بھال کرتا۔ اس طرح میرے پاس اتنی رقم جمع ہو گئی کہ میں نے کچھ گائے اور بکریاں وغیرہ خرید لیں۔ پھر جب اس راہب کی موت کا وقت قریب آیا تو میں نے اس سے پوچھا: ''آپ مجھے کس کے پاس بھیجیں گے جو آپ کے

بعد میری صحیح رہنمائی کرے؟''

اس راہب نے کہا: ''اے میرے بیٹے! اب ہمارے دین پر قائم رہنے والا کوئی ایسا شخص نہیں جس کے پاس میں تجھے بھیجوں۔ ہاں! اگر تم نجات چاہتے ہو تو میری بات توجہ سے سنو: اب اس نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی جلوہ گری کا وقت بہت قریب آ گیا ہے جو دینِ ابراہیمی لے کر آئے گا۔ وہ سرزمین عرب میں مبعوث ہوگا اور کھجوروں والی زمین کی طرف ہجرت فرمائے گا۔ اس نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی کچھ واضح نشانیاں یہ ہیں: ''(۱)......وہ ہدیہ قبول فرمائیں گے (۲)......لیکن صدقے کا کھانا نہیں کھائیں گے اور (۳)......اُن کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان مہرِ نبوت ہوگی۔''

اگر تم اُس نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا زمانہ پاؤ تو ان کے پاس چلے جانا ان شاء اللہ عزوجل تم دنیا وآخرت میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ اے میرے بیٹے! تم اس رحمت والے نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے ضرور ملنا۔ اِتنا کہنے کے بعد اس راہب کا بھی اِنتقال ہو گیا۔ پھر جب تک میرے رب عزوجل نے چاہا میں ''**عموریہ**'' میں ہی رہا۔ پھر مجھے اِطلاع ملی کہ قبیلہ ''**بنی کلب**'' کے کچھ تاجر عرب شریف جا رہے ہیں تو میں ان کے پاس گیا اور ان سے کہا: ''میں بھی تمہارے ساتھ عرب شریف جانا چاہتا ہوں، میرے پاس کچھ گائیں اور بکریاں ہیں، یہ سب کی سب تم لے لو اور مجھے عرب شریف لے چلو۔'' ان تاجروں نے میری یہ بات منظور کر لی اور میں نے انہیں تمام گائیں اور بکریاں دے دیں۔ چنانچہ ہمارا قافلہ سوئے عرب روانہ ہوا۔ جب ہم وادی ''**قُرٰی**'' میں پہنچے تو ان تاجروں نے مجھ پر ظلم کیا اور مجھے جبراً اپنا غلام بنا کر ایک یہودی کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔

یہودی مجھے اپنے علاقے میں لے گیا۔ وہاں میں نے بہت سے کھجوروں کے درخت دیکھے تو میں سمجھا کہ شاید یہی وہ شہر ہے جس کے بارے میں مجھے بتایا گیا ہے کہ نبی آخر الزّماں، سلطانِ دو جہاں، محبوبِ ربُّ الانس والجاں عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم یہاں تشریف لائیں گے۔ چنانچہ میں اس یہودی کے پاس رہنے لگا اور اس کی خدمت کرنے لگا۔ کچھ دنوں کے بعد اس یہودی کا چچا زاد بھائی مدینہ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا سے اس کے پاس آیا۔ اس کا تعلق قبیلہ ''**بنی قریظہ**'' سے تھا۔ یہودی نے مجھے اس کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ وہ مجھے لے کر مدینہ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا کی طرف روانہ ہو گیا۔ خدا عزوجل کی قسم! جب میں مدینہ منورہ کی پاکیزہ فضاؤں میں پہنچا تو میں نے پہلی ہی نظر میں پہچان لیا کہ یہی جگہ میری عقیدتوں کا محور ومرکز ہے۔ یہی وہ پاکیزہ شہر ہے جس میں نبیٔ آخر الزماں، سلطانِ دو جہاں، سرورِ کون ومکاں صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی تشریف آوری ہوگی۔ جو نشانیاں راہب نے مجھے بتائی تھیں کہ وہاں بکثرت کھجوریں ہوں گی، وہ میں نے وہاں پالی تھیں۔

اب مَیں منتظر تھا کہ کب میرے کانوں میں یہ صدا گونجے کہ اس پاکیزہ ہستی نے اپنے جلووں سے مدینہ منورہ کو نور

بار کر دیا ہے جس کی آمد کی خبر سابقہ آسمانی کتب میں دی گئی ہے۔

بالآخر اِنتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں۔ ایک دن میں کھجور کے درخت پر چڑھا ہوا تھا اور میرا مالک نیچے بیٹھا تھا۔ اس کا چچا زاد بھائی آیا اور کہنے لگا: ''اللہ عزوجل فلاں قبیلے (یعنی اوس وخزرج) کو برباد کرے، وہ لوگ مقام ''قباء'' میں جمع ہیں اور ایک ایسے شخص کا دین قبول کر چکے ہیں جو مکہ مکرمہ زَادَ ھَااللّٰہُ شَرَفاً وَّتَعْظِیْماً سے آیا ہے اور وہ اپنے آپ کو اللہ عزوجل کا نبی کہتا ہے۔ اس قبیلے (یعنی اوس وخزرج) کے اکثر لوگ اپنے آباء واجداد کا دین چھوڑ کر اس پر ایمان لا چکے ہیں۔'' جب میں نے اپنے مالک کے چچا زاد بھائی کی یہ بات سنی تو میں خوشی کے عالم میں جھوم اٹھا۔ قریب تھا کہ میں اپنے مالک کے اوپر گر پڑتا لیکن میں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور جلدی جلدی نیچے اُترا۔ پھر پوچھا: ''ابھی تم نے کیا بات کہی ہے؟ اور کون شخص مکہ سے آیا ہے؟'' میری یہ بات سن کر میرے مالک کو بہت غصہ آیا اور اس نے مجھے ایک زوردار طمانچہ مارا اور کہا: ''تمہیں ہماری باتوں سے کیا مطلب؟ جاؤ! جا کر اپنا کام کرو۔''

میں نے کہا: ''میں تو ویسے ہی پوچھ رہا تھا۔'' یہ کہہ کر میں دوبارہ اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ میرے پاس کچھ رقم بچی ہوئی تھی۔ ایک دن موقع پا کر میں بازار گیا، کچھ کھانے پینے کی اشیاء خریدیں اور بے تاب ہو کر اس رخِ زیبا کی زیارت کے لئے قباء کی طرف چل دیا جس کے دیدار کی تمنا نے مجھے فارس سے مدینہ منورہ زَادَ ھَااللّٰہُ شَرَفاً وَّتَعْظِیْماً تک پہنچا دیا تھا۔ جب میں وہاں پہنچا تو میں نے ان کی بارگاہِ بیکس پناہ میں حاضر ہو کر عرض کی: ''اے اللہ عزوجل کے بندے! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ اللہ عزوجل کے برگزیدہ بندے ہیں اور آپ کے اصحاب میں اکثر غریب اور حاجت مند ہیں، میں کچھ اشیائے خورد ونوش لے کر حاضر ہوا ہوں، میں یہ اشیاء بطورِ صدقہ آپ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں، آپ قبول فرمالیں۔''

یہ سن کر اس پاکیزہ و مطہر ہستی نے اپنے اصحاب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''آؤ! اور یہ چیزیں کھالو۔'' لوگ کھانے لگے اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس میں سے کچھ بھی نہ کھایا۔ یہ دیکھ کر میں نے دل میں کہا: ''ایک نشانی تو میں نے پالی ہے۔'' پھر کچھ دنوں کے بعد میں کھانے کا کچھ سامان لے کر حاضرِ خدمت ہوا اور عرض کی: ''حضور! یہ کچھ کھانے کی چیزیں ہیں، انہیں بطورِ ہدیہ قبول فرمالیں۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس میں سے کچھ کھایا اور اپنے اصحاب کو بھی اپنے ساتھ کھانے کا حکم فرمایا۔ میں نے دل میں کہا: ''یہ دوسری نشانی بھی پوری ہو گئی ہے۔''

پھر ایک دن میں جنت البقیع کی طرف گیا تو دیکھا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم وہاں موجود ہیں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے جسمِ اَطہر پر دو چادریں ہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے گرد اس طرح جمع ہیں جیسے شمع کے گرد پروانے جمع ہوتے ہیں۔ میں نے جا کر سلام عرض کیا اور پھر ایسی جگہ بیٹھ گیا جہاں سے میری نظر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی پشت

مبارک پر پڑے تا کہ میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے مبارک شانوں کے درمیان مہرِ نبوت کو دیکھ سکوں کیونکہ مجھے راہب نے جونشانیاں بتائی تھیں وہ سب کی سب میں نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ذات میں دیکھ لی تھیں۔ بس آخری نشانی (یعنی مہرِ نبوت) دیکھنا باقی تھی۔ میں بڑی بے تابی سے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف دیکھ رہا تھا جب نبی غیب داں صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے میری یہ حالت دیکھی تو میرے دل کی بات جان لی اور میری طرف پیٹھ پھیر کر مبارک شانوں سے چادر اُتار لی جیسے ہی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے چادر ہٹائی تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان مہرِ نبوت جگمگا رہی تھی۔ مَیں دیوانہ وار آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف بڑھا اور مہرِ نبوت کو چُومنا شروع کر دیا۔ مجھ پر رقت طاری ہوگئی، بے اِختیار میری آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ آج میری خوشی کی اِنتہاء نہ تھی جس کے روئے زیبا کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے مَیں نے اِتنی مصیبتیں اور مشقتیں جھیلیں آج وہ نورِ مجسّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم میرے سامنے موجود تھے اور میں ان کے جلوؤں میں اپنے جسم کو منور ہوتا دیکھ رہا تھا۔

میں نے فوراً حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں عرض کی: ''اے میرے محبوب آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! مجھے کلمہ پڑھا کر مسلمان کر دیجئے اور اپنے غلاموں میں شامل فرما لیجئے۔'' پھر اَلْحَمْدُلِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مَیں مسلمان ہوگیا۔ میں ابھی تک حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی مہرِ نبوت کو بوسے دے رہا تھا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اب بس کرو۔'' چنانچہ میں ایک طرف ہٹ گیا، پھر میں نے حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو اپنی ساری رُوداد سنائی تو صحابہ کرام علیہم الرضوان بہت حیران ہوئے کہ میں کس طرح یہاں تک پہنچا اور مَیں نے کتنی مشقتیں برداشت کیں۔

حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھ سے فرمایا: ''اے سلمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تم اپنے مالک سے مکاتبت کرلو (یعنی اسے رقم دے کر آزادی حاصل کرلو) جب حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مالک سے بات کی تو اس نے کہا: ''مجھے تین سو کھجوروں کے درخت لگا دو اور چالیس اوقیہ چاندی بھی دو پھر جب یہ کھجوریں پھل دینے لگ جائیں گی تو تم میری طرف سے آزاد ہو جاؤ گے۔''

میں حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں حاضر ہوا اور اپنے مالک کی شرطیں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو بتائیں۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا: ''اپنے بھائی کی مدد کرو۔'' چنانچہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بھرپور تعاون کیا، کسی نے کھجوروں کے 30 پودے لا کر دیئے، کسی نے 50۔ الغرض! مددگار صحابہ کرام علیہم الرضوان کی مدد سے میرے پاس 300 کھجوروں کے پودے جمع ہوگئے۔

پھر حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تم جاؤ اور زمین کو ہموار کرو۔'' چنانچہ میں گیا اور زمین کو ہموار کرنے لگا تاکہ وہاں کھجور کے پودے لگائے جاسکیں۔ اس کام سے فارغ ہو کر میں حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: ''اے میرے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میں نے زمین ہموار کردی ہے۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم میرے ساتھ چل دیئے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ہمراہ تھے۔ ہم حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو کھجوروں کے پودے اُٹھا اُٹھا کر دیتے اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اپنے دستِ اقدس سے اسے زمین میں لگاتے جاتے۔

حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''اس پاک پروردگار عزوجل کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی جان ہے! حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے جتنے پودے لگائے وہ سب کے سب اُگ آئے اور ان میں بہت جلد پھل لگنے لگے۔'' چنانچہ میں نے 300 کھجوریں اپنے مالک کے حوالے کیں۔ ابھی میرے ذمہ 40 اوقیہ چاندی باقی رہ گئی تھی۔ پھر حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پاس کسی نے مرغی کے انڈے جتنا سونے کا ایک ٹکڑا بھجوایا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے استفسار فرمایا: ''سلمان فارسی کا کیا ہوا؟'' پھر مجھے بلوا کر فرمایا: ''اسے لے جاؤ، اور اپنا قرض ادا کرو۔''

میں نے عرض کی: ''اے میرے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! یہ اِتنا سا سونا 40 اوقیہ چاندی کے برابر کس طرح ہوگا؟''

آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: ''تم یہ سونا لو اور اس کے ذریعے 40 اوقیہ چاندی جو تمہارے ذمہ ہے، اسے ادا کرو، اللہ عزوجل تمہارے لئے اسی سونے کو کافی کردے گا اور تمہارے ذِمہ جتنی چاندی ہے یہ اس کے برابر ہوجائے گا۔'' میں نے وہ سونے کا ٹکڑا لیا اور اس کا وزن کیا۔ اس پاک پروردگار عزوجل کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! وہ تھوڑا سا سونا 40 اوقیہ چاندی کے برابر ہوگیا اور اس طرح میں نے اپنے مالک کو چاندی دے دی اور غلامی کی قید سے آزاد ہو کر سرکار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے غلاموں میں شامل ہوگیا۔ پھر میں غزوۂ خندق میں حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ شامل ہوا۔ اس کے بعد میں ہر غزوہ میں حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ رہا۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث سلمان الفارسی، الحدیث۲۳۷۹۸، ج۹، ص۱۸۵تا۱۸۹)

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر 151:

کعبۃ اللہ شریف پر پہلی نظر

حضرت سیدنا حامد اسود علیہ رحمۃ اللہ الصمد، حضرت سیدنا ابراہیم خوّاص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق کے عقیدت مندوں میں سے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابراہیم خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب کبھی سفر پر روانہ ہوتے تو کسی کو بھی اطلاع نہ دیتے اور نہ ہی کسی کو اپنے ساتھ سفر پر چلنے کے لئے کہتے۔ جب کبھی سفر کا اِرادہ ہوتا تو ایک برتن اپنے ساتھ لے جاتے جو وضو اور پانی پینے کے لئے استعمال فرماتے۔

ایک مرتبہ اسی طرح آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا برتن اٹھایا اور ایک سمت چل دیئے۔ میں بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیچھے ہولیا۔ ہمارا سفر جاری رہا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دورانِ سفر مجھ سے کوئی بات نہ کی یہاں تک کہ ہم کوفہ پہنچ گئے۔ وہاں ہم نے ایک دن اور ایک رات قیام کیا، پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''قادسیہ'' کی طرف روانہ ہوئے۔ جب ہم قادسیہ پہنچے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میری طرف متوجہ ہو کر پوچھنے لگے: ''اے حامد! تم یہاں کیسے آئے؟'' میں نے عرض کی: ''حضور! میں آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے ساتھ ساتھ ہی سفر کرتا آرہا ہوں۔ میں سارے سفر میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ رہا ہوں۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میرا اِرادہ تو حج کرنے کا ہے، اگر اللہ عزوجل نے چاہا تو اب میں مکہ مکرمہ کی طرف جاؤں گا۔'' تو میں نے عرض کی: ''حضور! ان شاء اللہ عزوجل میں بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ مکہ شریف چلوں گا۔'' چنانچہ ہم سوئے حرم روانہ ہوئے اور مسلسل دن رات سفر کیا۔

ہمارا سفر اسی طرح جاری وساری تھا۔ مکہ مکرمہ قریب سے قریب تر ہوتا جارہا تھا۔ اچانک ہمیں راستے میں ایک نوجوان ملا۔ وہ بھی ہمارے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ وہ ہمارے ساتھ ایک دن اور ایک رات سفر کرتا رہا لیکن راستے میں اس نے ایک بھی نماز نہ پڑھی۔ یہ دیکھ کر حضرت سیدنا ابراہیم خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے کہا: ''اے نوجوان! تُو کل سے ہمارے ساتھ ہے لیکن تُو نے ایک بھی نماز نہ پڑھی حالانکہ نماز حج سے بھی زیادہ اَہمیت کی حامل ہے۔'' اس نوجوان نے جواب دیا: ''اے شیخ! مجھ پر نماز فرض نہیں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: ''کیا تُو مسلمان نہیں؟'' اس نے جواب دیا: ''نہیں، بلکہ میں نصرانی ہوں اور میں اس جنگل بیابان میں یہ دیکھنے آیا ہوں کہ مَیں توکُّل میں کتنا کامل ہوں اور مجھے میرے پروردگار عزوجل پر کتنا بھروسا ہے کیونکہ میرا نفس مجھ سے کہتا ہے کہ تو توکُّل میں بہت کامل ہے لیکن میں نے نفس کی بات پر یقین نہ کیا اور یہ تہیہ کرلیا کہ اپنے آپ کو آزماؤں گا اور کسی ایسی جگہ جاؤں گا جہاں میرے اور میرے رب عزوجل کے سوا کوئی نہ ہو پھر وہاں دیکھوں گا کہ میرے اندر کتنا توکُّل ہے۔ چنانچہ میں اس جنگل بیابان میں آگیا ہوں اور اپنے آپ کو آزما رہا ہوں۔''

اس نوجوان کی یہ بات سن کرحضرت سیدنا ابراہیم خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے اٹھے اور چلتے ہوئے مجھ سے فرمایا: ''اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔'' نوجوان بھی ہمارے ساتھ ہی چلنے لگا۔حرم شریف سے قریب ''وادی مُرّ'' میں پہنچ کرآپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے پرانے کپڑے اُتار کر دھوئے پھروضو کرنے کے بعد اس نوجوان سے پوچھا: ''تمہارا نام کیا ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''عبدالمسیح ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے عبدالمسیح !اب حرم شریف کی حد شروع ہونے والی ہے اور کفار کا داخلہ حرم شریف میں حرام ہے۔

جیسا کہ اللہ عزوجل نے اپنی آخری کتاب قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ج (پ۱۰،توبہ:۲۸)

ترجمۂ کنزالایمان: مشرک نرے ناپاک ہیں تو اس برس کے بعد وہ مسجد حرام کے پاس نہ آنے پائیں۔

لہٰذا تم اب یہیں رکو اور ہرگز ہرگز حرم شریف میں داخل نہ ہونا اگر تم داخل ہوئے تو ہم حُکّام سے تمہاری شکایت کردیں گے۔''

اِتنا کہنے کے بعد ہم نے اس نوجوان کو وہیں چھوڑا اور ہم مکۂ مکرمہ کی نور بار مشکبار فضاؤں میں داخل ہوگئے۔ پھر ہم میدانِ عرفات کی جانب روانہ ہوئے۔ وہاں حاجیوں کا ہجوم تھا اچانک ہم نے اسی نوجوان کو میدانِ عرفات میں دیکھا اس نے حاجیوں کی طرح اِحرام باندھا ہوا تھا اور بے تابانہ نظروں سے کسی کو تلاش کررہا تھا جونہی اس نے ہمیں دیکھا فوراً ہمارے پاس چلا آیا اور حضرت سیدنا ابراہیم خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیشانی کو بوسہ دینے لگا۔ یہ صورتحال دیکھ کر حضرت سیدنا ابراہیم خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''اے عبدالمسیح !تم یہاں کیسے آگئے؟'' اس نوجوان نے عرض کی: ''حضور! اب میرا نام عبدالمسیح نہیں بلکہ عبداللہ ہے (یعنی اب وہ عیسائی مسلمان ہو چکا تھا)

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اپنا پورا واقعہ بیان کرو کہ تم کس طرح مسلمان ہوئے، تمہاری زندگی میں یہ انقلاب کیسے آیا؟'' اس نوجوان نے عرض کی: ''حضور! جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے چھوڑ کرآگئے تھے تو میں وہیں موجود رہا اور میرے دل میں یہ خواہش مچلنے لگی کہ آخر مَیں بھی تو دیکھوں کہ وہ مکہ مکرمہ کیسی جگہ ہے جس کی طرف مسلمان سفر وہجر کی صعوبتیں برداشت کرکے ہر سال حج کے لئے آتے ہیں۔آخر اس میں ایسی کیا عجیب بات ہے۔'' اسی خواہش کی بناء پر میں نے بھیس بدلا اور مسلمانوں جیسی حالت بنالی۔میری خوش قسمتی کہ وہاں ایک قافلہ پہنچا جو ''حرمین شریفین'' آرہا تھا۔ میں نے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا اور اس قافلے میں شامل ہوگیا۔

جوں جوں ہمارا قافلہ مکہ مکرمہ سے قریب ہوتا جارہا تھا میرے دل کی دنیا بدلتی جارہی تھی۔ عجیب وغریب کیفیت کا عالم

تھا پھر جونہی میری نظر ''خانہ کعبہ'' پر پڑی تو میرے دل سے تمام اَدیان باطلہ کی محبت نکل گئی اور ''دینِ اسلام'' کی محبت میرے دل میں گھر کرگئی۔ مَیں نے فوراً ''عیسائیت'' سے توبہ کر کے محمد رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کی غلامی اِختیار کرلی اور مسلمان ہوگیا۔ اس وقت میرا دل بہت خوشی محسوس کر رہا تھا۔ قبولِ اسلام کے بعد میں نے غسل کیا احرام باندھا اور دعا کی: ''اے اللہ عزوجل! آج میری ملاقات حضرت سیدنا ابراہیم خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہوجائے۔'' بارگاہِ خداوندی عزوجل میں میری دعا قبول ہوئی اور میں اب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوں۔''

حضرت سیدنا ابراہیم خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت خوش ہوئے۔ اسے خوب شفقتوں اور محبتوں سے نوازا۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اے حامد! دیکھو سچائی میں کتنی برکت ہے۔ اس نوجوان کو حق کی تلاش تھی اور یہ اپنی طلب میں سچا تھا لہٰذا اسے حق مل گیا یعنی یہ اسلام کی دولت سے مالا مال ہوگیا۔'' پھر وہ نوجوان ہمارے ساتھ ہی رہنے لگا اور بہت بلند مرتبہ حاصل کیا۔ بالآخر وہ دارِفنا سے دارِ بقاء کی طرف روانہ ہوگیا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور.. اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم}

حکایت نمبر 152: ٹوٹی ہوئی صراحی

حضرت سیدنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے گھر میں تشریف فرما تھے، آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات ہو رہی تھی، بڑے دردمندانہ اَنداز میں رو رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے ایک صراحی ٹوٹی ہوئی تھی۔ میں نے جاکر سلام عرض کیا اور بیٹھ گیا۔ مجھے دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رونا بند کردیا۔ میں نے عرض کی: ''حضور! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کس چیز نے رُلایا ہے؟ آخر آپ کو ایسا کون سا غم لاحق ہوگیا ہے جس کی وجہ سے آپ اتنی گریہ وزاری کر رہے ہیں؟''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواباً ارشاد فرمایا: ''آج میں روزے سے تھا، میری بیٹی یہ صراحی لے کر آئی، اس میں پانی بھرا ہوا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا: اے میرے والد گرامی! آج گرمی بہت زیادہ ہے، مَیں یہ صراحی لے کر آئی ہوں تاکہ اس میں پانی ٹھنڈا ہوجائے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ٹھنڈے پانی سے روزہ افطار کریں۔''

یہ کہنے کے بعد میری بیٹی نے وہ صراحی ٹھنڈی جگہ رکھ دی، ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ میری آنکھ لگ گئی۔ میں نے خواب میں ایک حسین وجمیل عورت دیکھی، اس نے چاندی کی قمیص پہنی ہوئی تھی، اس کے پاؤں میں ایسی خوبصورت جوتیاں تھیں کہ میں نے آج تک ایسی جوتیاں کہیں نہیں دیکھیں اور نہ ہی ایسے خوبصورت پاؤں کبھی دیکھے۔ وہ میرے پاس اسی دروازے سے اس کمرے میں آئی۔

میں نے اس سے کہا: ''تُو کس کے لئے ہے؟'' اُس نے جواب دیا: ''مَیں اس کے لئے ہوں جو ٹھنڈے پانی کی خواہش نہ کرے اور صراحی کا ٹھنڈا پانی نہ پیئے۔'' اِتنا کہنے کے بعد اس نے صراحی کو اپنی ہتھیلیوں سے گھمانا شروع کیا۔ میں نے وہ صراحی اس سے لی اور زمین پر دے ماری پھر میری آنکھ کھل گئی۔ یہ جو تم سامنے ٹوٹی ہوئی صراحی دیکھ رہے ہو یہ وہی صراحی ہے۔''

حضرت سیدنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: ''اس کے بعد حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے کبھی بھی ٹھنڈا پانی نہ پیا۔ مَیں جب بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر جاتا تو دیکھتا کہ وہ صراحی اسی طرح ٹوٹی ہوئی پڑی ہے اور اس پر گرد وغبار کی تہہ جم چکی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس خواب کے بعد صراحی کو ہاتھ تک نہ لگایا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر153:

خون کے آنسو

حضرت سیدنا اسماعیل بن ہشام علیہ رحمۃ اللہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت سیدنا فتح موصلی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے ایک مرید نے بتایا: ''ایک مرتبہ میں حضرت سیدنا فتح موصلی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے دونوں ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے ہوئے تھے، آنکھوں سے سیلِ اشک رواں تھا، ہتھیلیاں آنسوؤں سے تر بتر تھیں۔ مَیں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قریب ہوا اور غور سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف دیکھا تو میں ٹھٹھک کر رہ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آنسوؤں میں خون کی آمیزش تھی جس کی وجہ سے آنسو سرخی مائل ہو گئے تھے۔''

مَیں یہ دیکھ کر بہت پریشان ہوا اور عرض کی: ''حضور! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اللہ عزوجل کی قسم! سچ سچ بتائیں؟ کیا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آنسوؤں میں خون کی آمیزش ہے؟'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اگر تُو نے مجھے قسم نہ دی ہوتی تو میں ہرگز نہ

بتا تا لیکن اب مجبوراً بتا رہا ہوں کہ واقعی میری آنکھوں سے آنسوؤں کے ساتھ خون بھی بہتا ہے اسی وجہ سے آنسوؤں کی رنگت تبدیل ہوگئی ہے۔''

میں نے عرض کی: ''حضور! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کس چیز نے رونے پر مجبور کیا ہے اور آخر ایسا کون سا غم آپ کو لاحق ہے کہ آپ خون کے آنسو روتے ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''میں روتا تو اس لئے ہوں کہ میں اللہ عزوجل کے اَحکام پر عمل نہ کرسکا، اس کی عبادت میں کوتاہی کرتا رہا، مَیں اپنے مالک حقیقی عزوجل کی کَمَا حَقُّہٗ فرمانبرداری نہ کرسکا اور آنسوؤں میں خون اس لئے آتا ہے کہ مجھے یہ خوف ہمیشہ دامن گیر رہتا ہے کہ میرا یہ رونا اللہ عزوجل کی بارگاہ میں مقبول بھی ہے یا نہیں۔ میرے اعمال میرے مولیٰ عزوجل کی بارگاہ میں قبول بھی ہوئے ہیں یا نہیں؟'' بس یہی خوف مجھے خون کے آنسو رُلاتا ہے۔'' اتنا کہنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دوبارہ رونے لگے۔ پوری زندگی آپ کی یہی کیفیت رہی اور اسی حالت میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہوا۔

وصال کے بعد میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں دیکھا تو عرض کی: ''مَافَعَلَ اللّٰہُ بِکَ یعنی اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' آپ نے جواب دیا: ''میرے رحیم وکریم پروردگار عزوجل نے مجھے بخش دیا۔'' پھر میں نے پوچھا: ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آنسوؤں کا آپ کو کیا صلہ دیا گیا؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میرے پاک پروردگار عزوجل نے مجھے اپنا قُرب خاص عطا فرمایا اور پوچھا: ''اے فتح موصلی! تم دنیا میں آنسو کیوں بہایا کرتے تھے؟'' میں نے عرض کی: ''میرے رحیم وکریم پروردگار عزوجل! مَیں اس خوف سے آنسو بہاتا تھا کہ میں نے تیری عبادت کا حق ادا نہ کیا، تیری اطاعت نہ کرسکا، تیرے اَحکامات پر عمل پیرا نہ ہوسکا۔'' پھر اللہ عزوجل نے مجھ سے پوچھا: ''تمہارے آنسوؤں میں خون کیوں آتا تھا؟'' میں نے عرض کی: ''اے میرے پاک پروردگار عزوجل! مجھے ہر وقت یہ خوف دامن گیر رہتا کہ نہ جانے میرے اَعمال تیری بارگاہ میں مقبول بھی ہیں یا نہیں؟ ایسا نہ ہو کہ میرے اعمال اکارت ہوگئے ہوں، بس یہی خوف مجھے خون کے آنسو رلاتا تھا۔''

یہ سن کر میرے پاک پروردگار عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''اے فتح موصلی! یہ تیرا گمان تھا کہ تیرے اعمال مقبول ہیں یا نہیں، مجھے میری عزت وجلال کی قسم! چالیس سال سے تمہارے نامۂ اعمال میں تم پر نگہبان فرشتوں (یعنی کراماً کاتبین) نے ایک گناہ بھی نہیں لکھا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر 154: **ترکِ دنیا اور فکرِ آخرت کے متعلق ایک تحریر**

حضرت سیدنا شریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے:''میں نے دوسو دینار کا ایک گھر خریدا اور ایک تحریر لکھ دی، اور عادل لوگوں کو(اس پر) گواہ بنایا، اس بات کی خبر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم کو پہنچی تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: ''اے شریح! مجھے خبر پہنچی ہے کہ تو نے ایک گھر خریدا ہے اور ایک تحریر لکھی ہے اور اس پر عادل لوگوں کو گواہ بھی بنایا ہے؟'' میں نے عرض کی:''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! یہ خبر حقیقت (پر مبنی) ہے۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:''اے شریح! جلد ہی تیرے پاس ایسا شخص آئے گا جو نہ تو تیری تحریر دیکھے گا اور نہ ہی تجھ سے تیرے گھر کے بارے میں سوال کرے گا۔ وہ تجھے اس گھر سے نکال کر تیری قبر کے حوالے کر دے گا۔ اگر تو میرے پاس آتا تو میں تیرے لئے یہ مضمون لکھتا:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

یہ وہ گھر ہے جسے حقیر بندے نے اس شخص سے خریدا ہے جسے کوچ کرنے (کے حکم) کی وجہ سے پریشان کیا گیا ہے اور مرنے والا ہے۔ اس نے ایسا گھر لیا ہے جو دھوکے کا گھر ہے اور اس پر چار حدود مشتمل ہیں۔

ان میں سے **پہلی حد** مختلف امور کی طرف دعوت دینے والی چیزوں پر ختم ہوتی ہے، **دوسری حد** مصائب وتکالیف کی طرف دعوت والی باتوں پر، **تیسری حد** نفسانی خواہشات اور فضول کاموں پر اور **چوتھی حد** دھوکے باز شیطان پر ختم ہوتی ہے اور اس میں اس گھر کا دروازہ شروع ہوتا ہے۔

اس دھوکا میں پڑے شخص نے ایک امید کے ساتھ اس شخص سے سارا گھر خرید لیا جو پیغامِ اجل کی وجہ سے پریشان ہے۔ اب یہ قناعت کی عزت سے نکل کر لالچ کے گھر میں داخل ہو گیا ہے لیکن گھر خریدنے والے نے کون سی بہت بڑی حاجت پوری کر لی ہے جبکہ بادشاہوں کے اجسام کا مالک، جابر لوگوں کی جانوں کو سلب کرنے والا، فرعونوں جیسے کسریٰ، تبع حمیر اور وہ جس نے محل بنایا پھر اسے پختہ ومزین کیا اور لوگوں کو اکٹھا کر کے انہیں غلام بنالیا اور جو اپنے بیٹے کے لئے بھی اس ملکیت کا گمان رکھتا تھا اور ان کی بادشاہت کو ختم کرنے والا ان سب کو میدانِ حشر میں جمع فرمائے گا اور جب فیصلہ سنانے کے لئے کرسی رکھی جائے گی اس وقت باطل کام کرنے والے خسارے میں ہوں گے اور منادی اس طرح ندا کرے گا:''دو آنکھوں والے کے لئے حق کتنا واضح اور روشن ہے۔ بے شک سفر دو دن کا ہے، نیک اعمال کر کے زادِ راہ تیار کر لو کیونکہ انتقال اور زوال کا وقت قریب آن پہنچا ہے''۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر155:

رزق کی برکت سے محروم کون.....؟

حضرت ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم فرماتے ہیں، ایک مرتبہ میں اسکندریہ کے ایک شخص سے ملا جسے اسلم بن زید الجھنی کہا جاتا تھا۔ وہ مجھ سے کہنے لگا: ''اے نوجوان! تم کون ہو؟'' میں نے کہا: ''میں خراسان کا رہنے والا ہوں۔'' اس نے پوچھا: ''تجھے دنیا سے بے رغبتی پر کس چیز نے ابھارا؟'' میں نے جواب دیا: ''دنیوی خواہشات کو ترک کرنے اور ان کے ترک پر اللہ عزوجل کی طرف سے ملنے والے ثواب کی امید نے۔'' وہ کہنے لگا: ''بندے کی اللہ عزوجل سے اجر و ثواب کی امید اس وقت تک پوری نہیں ہوسکتی جب تک وہ اپنے نفس کو صبر کرنے کا عادی نہ بنالے۔ یہ سن کر اُس کے پاس کھڑے ایک شخص نے پوچھا: ''صبر کیا ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''صبر کی سب سے پہلی منزل یہ ہے کہ انسان ان باتوں کو بھی (خوشی سے) برداشت کرلے جو اس کے دل کو اچھی نہ لگیں۔'' میں نے کہا: ''اگر وہ ایسا کرلے تو پھر کیا ہوگا؟''

اس نے کہا: ''جب وہ ناپسندیدہ باتوں کو برداشت کرلے گا تو اللہ عزوجل اس کے دل کو نور سے بھر دے گا۔ پھر میں نے اس سے پوچھا: ''نور کیا ہے؟'' اس نے مجھے بتایا: ''یہ اس شخص کے دل میں موجود ایسا چراغ ہوتا ہے جو حق و باطل اور متشابہ میں فرق کرتا ہے۔ اے نوجوان! جب تو اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی صحبت اختیار کرے یا صالحین سے گفتگو کرے تو ان کی ناراضگی سے ہمیشہ بچتے رہنا کیونکہ ان کی ناراضگی میں اللہ عزوجل کی ناراضگی اور ان کی خوشی میں اللہ عزوجل کی خوشی پوشیدہ ہے۔ اے نوجوان! میری یہ باتیں یاد کرلے، اپنے اندر برداشت کا مادہ پیدا کر اور سمجھدار ہوجا۔''

یہ نصیحت آموز باتیں سن کر میری آنکھوں سے سیلِ اشک رواں ہوگیا۔ میں نے کہا: ''اللہ عزوجل کی قسم! میں نے اللہ عزوجل کی محبت، اس کی رضا کے حصول اور دنیوی خواہشات کو ترک کرنے کی خاطر اپنے والدین اور مال و دولت کو چھوڑا ہے۔'' اس نے کہا: ''بُخل سے کوسوں دور بھاگنا۔ میں نے پوچھا: ''بُخل کیا ہے؟'' اس نے کہا: ''دنیا والوں کے نزدیک تو بخل یہ ہے کہ کوئی آدمی اپنے مال میں کنجوسی کرے جبکہ آخرت کے طلبگاروں کے نزدیک بخل یہ ہے کہ کوئی اپنے نفس کے ساتھ اللہ عزوجل سے کنجوسی کرے۔ یاد رکھ! جب انسان اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر اپنے دل سے سخاوت کرتا ہے تو اللہ عزوجل اس کے دل کو ہدایت اور تقویٰ سے بھر دیتا ہے اور اسے سکون، وقار، اچھا عمل اور عقلِ سلیم جیسی نعمتیں ملتی ہیں۔ اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور وہ مسرور و شاداں ان دروازوں کے کھلنے کی کیفیت کو دیکھتا ہے۔''

یہ سن کر اس کے رفقاء میں سے ایک شخص نے کہا: ''حضور! اس کی آتشِ عشق کو مزید بھڑکائیے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس نوجوان کو اللہ عزوجل کی طرف سے ولایت کی توفیق عطا کی گئی ہے۔''

وہ شخص اپنے رفیق کی اس بات سے بہت متعجب ہوا کہ ''اسے اللہ عزوجل کی ولایت کی توفیق عطا کی گئی ہے۔'' پھر میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: ''اے عزیز! عنقریب تو اچھے لوگوں کی صحبت اختیار کرے گا۔ جب تجھے یہ سعادت نصیب ہو تو ان کے لئے ایسی زمین کی مانند ہو جا کہ اگر وہ چاہیں تو تجھے پاؤں کے نیچے روند ڈالیں۔ اور اگر وہ تجھے ماریں، جھڑکیں یا دھتکار دیں تو تُو اپنے دل میں سوچنا کہ تو آیا کہاں سے ہے؟ اگر تو غور وفکر کرے گا تو اللہ عزوجل کی نصرت تیری مؤید ہوگی اور اللہ عزوجل تجھے دین کی سمجھ بوجھ عطا فرمائے گا، پھر لوگ دل وجان سے تجھے مان لیں گے۔

اے نوجوان! یاد رکھ، جب کسی انسان کو اچھے لوگ چھوڑ دیں، پرہیزگار اس کی صحبت سے بچنے لگیں اور نیک لوگ اس سے ناراض ہو جائیں تو یہ اس کے لئے نقصان دہ بات ہے۔ اب اسے جان لینا چاہئے کہ اللہ عزوجل مجھ سے ناراض ہے۔ جو شخص اللہ عزوجل کی نافرمانی کرے گا تو اللہ عزوجل اس کے دل کو گمراہی اور تاریکی سے بھر دے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ رزق (کی برکت) سے محروم ہو جائے گا اور خاندان والوں کی جفا اور صاحبِ اقتدار لوگوں کا بغض اس کا مقدّر بن جائے گا۔ پھر اللہ عزوجل جہاں چاہے اسے ہلاک کر دے۔''

میں نے کہا: ''ایک مرتبہ میں نے ایک نیک شخص کی ہمراہی میں کوفہ سے مکہ مکرمہ تک سفر کیا۔ جب شام ہوتی تو وہ دو رکعت نماز ادا کرتا۔ پھر آہستہ آہستہ کلام کرتا۔ میں دیکھتا کہ ثرید سے بھرا ہوا پیالہ اور پانی سے بھرا ہوا ایک کوزہ اس کے دائیں جانب رکھا ہوتا۔ وہ اس کھانے میں سے خود بھی کھاتا اور مجھے بھی کھلاتا۔ میری یہ بات سن کر وہ شخص اور اس کے رفقاء رونے لگے۔''

پھر اس نے مجھے بتایا: ''اے میرے بیٹے! وہ میرے بھائی داؤد تھے اور ان کی رہائش بلخ سے پیچھے ایک گاؤں میں تھی۔ داؤد کے وہاں سکونت اختیار فرمانے کی وجہ سے وہ گاؤں دوسری جگہوں پر فخر کرتا ہے۔ اے عزیز! انہوں نے تجھے کیا کہا تھا، اور کیا سکھایا تھا؟'' میں نے کہا: ''انہوں نے مجھے اسمِ اعظم سکھایا۔'' اس شخص نے پوچھا: ''وہ کیا ہے؟'' میں نے کہا: ''اس کا بولنا میرے لئے بہت بڑا معاملہ ہے۔ ایک بار میں نے اسم اعظم پڑھا تو فوراً ایک آدمی ظاہر ہوا اور میرا دامن پکڑ کر کہنے لگا: ''سوال کر، عطا کیا جائے گا۔'' مجھ پر گھبراہٹ طاری ہوگئی۔ میری یہ حالت دیکھ کر وہ بولا: ''گھبرانے کی کوئی بات نہیں، میں خضر ہوں اور میرے بھائی داؤد نے تمہیں اللہ عزوجل کا اسمِ اعظم سکھایا ہے۔ اس اسم اعظم کے ذریعے کسی ایسے شخص کے لئے کبھی بھی بددعا نہ کرنا جس سے تمہارا ذاتی جھگڑا اور اختلاف ہو، اگر ایسا کرو گے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اسے دنیا وآخرت کی ہلاکت میں مبتلا کر دو اور پھر تم بھی نقصان اُٹھاؤ۔ بلکہ اس اسمِ اعظم کے ذریعے اللہ عزوجل سے دعا کرو کہ وہ تمہارے دل کو دینِ اسلام پر ثابت رکھے۔ تمہارے پہلو

کوشجاعت وبہادری عطا فرمائے، تمہاری کمزوری کوقوت سے بدل دے۔ تمہاری وحشت کواُنسیَّت سے اور تمہارے خوف کوامن سے بدل دے۔''

پھر مجھ سے کہا:''اے نوجوان! نفس کی خواہشات کوترک کرنے کی غرض سے دنیا کوچھوڑنے والوں نے اللہ عزوجل کی رضا کو(اپنا) لباس، اس کی محبت کواپنی چادراوراس کی عظمت وبزرگی کواپنا شعار بنالیا ہے۔ چنانچہ اللہ عزوجل نے ان پر ایسا فضل وانعام فرمایا کہ ایسا کسی پر نہ فرمایا۔ اتنا کہنے کے بعدوہ چلا گیا۔ وہ شخص میری اس بات سے بہت متعجب ہوا۔ پھر کہنے لگا:''یقیناً اللہ عزوجل ایسے ہدایت یافتہ لوگوں سے (دین اسلام کی) تبلیغ کا کام لیتا ہے۔ اے عزیز! ہم نے تجھے (ان باتوں سے) نفع پہنچایا اور جو ہم نے سیکھا تھا وہ تجھے سکھا دیا۔ پھران میں سے بعض نے بعض سے کہا:''خوب سیر ہوکر کھانے کے بعد رات جاگ کر گزارنے کی طمع نہیں کی جاسکتی۔ دنیا کی محبت کے ہوتے ہوئے اللہ عزوجل سے محبت کی طمع نہیں کی جاسکتی، تقوی اور پرہیزگاری کوترک کرنے کے باوجود حکمت کا الہام ہونا محض خام خیالی ہے۔

ظلمت وتاریکی کی راہوں میں گم ہونے کے باوجود تیرے سب کام صحیح ہوجائیں یہ نہیں ہوسکتا۔ اور جب تجھے مال سے محبت ہوتو پھر تو اللہ عزوجل سے محبت کی طمع نہ کر۔ لوگوں پر ظلم وجفا کرنے کے باوجود تمہارے دل کے نرم ہونے کا گمان نہیں کیا جاسکتا۔ فضول کلام کرنے کے باوجود رقت قلبی، مخلوق پر رحم نہ کرنے کے باوجود اللہ عزوجل کی رحمت اور علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی مجالس میں نہ بیٹھنے کے باوجود رشد وہدایت کی طمع محض خام خیالی ہی ہے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر156: یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

حضرت سیدنا ابو صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا ہقل بن زیاد اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دورانِ وعظ ارشاد فرمایا:''اے لوگو! تم اللہ عزوجل کی ان نعمتوں کا بہت شکرادا کرو جن کی وجہ سے تم اللہ عزوجل کی بھڑکائی ہوئی اس آگ سے دور کر دیئے گئے جو دلوں تک چڑھ جاتی ہے۔ تم ایسے گھر میں ہو جس میں تھوڑی ہی دیر ٹھہرنا ہے اور تم بہت ہی قلیل عرصہ کے لئے ان لوگوں کے نائب بن کر آئے ہو جن کی عمریں تم سے زیادہ تھیں، ان کے جسم تم سے زیادہ لمبے تھے، انہوں نے پہاڑوں کو کھود کر پھاڑ

ڈالا اور چٹانیں توڑ ڈالیں ۔ وہ ایسے جنگجو اور بہادر تھے کہ شہروں میں پہنچ کر شدید حملہ کرتے ، ان کے اجسام ستونوں کی مانند تھے ۔ انہوں نے اس فانی دنیا میں بہت کم وقت گزارا ۔ گردشِ ایام نے ان کی طویل عمریں گھٹا دیں ، ان کے نشانات مٹا دیئے ، ان کے گھروں کو ویران کر دیا اور ان کے ذکر کو بھلا دیا ۔ ان میں سے کوئی بھی باقی نہ رہا ، جو لوگ بہت گرجدار آواز میں باتیں کرتے تھے مرنے کے بعد کبھی ان کی دھیمی سی آواز بھی سنائی نہ دی ۔

وہ فضول امیدوں میں پڑے عیش و عشرت سے زندگی بسر کر رہے تھے ۔ انہوں نے لوگوں کے انجام سے عبرت حاصل نہ کی اور غفلت کی وادیوں میں بھٹکتے رہے ۔ پھر اچانک رات کے وقت ان پر اللہ عزوجل کا عذاب نازل ہوا تو ان میں سے اکثر اپنے گھروں میں سوئے ہی رہ گئے (یعنی موت کے منہ میں اُتر گئے) ۔ اور جو باقی رہ گئے تھے وہ عذاب کے آثار و نشانات ، زوالِ نعمت ، اور تباہ و برباد گھروں کو دیکھنے لگے ۔ ان باتوں میں ان لوگوں کے لئے عبرت و نشانیاں ہیں جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں ۔

ان کے بعد تمہاری عمریں کم ہو گئیں ہیں ۔ دنیا فنا کی طرف بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے ۔ اب ہر طرف برائیوں کا دور دورہ ہے ۔ عفو و درگزر پیٹھ پھیر گیا ، خیر خواہی اور نرمی رخصت ہوگئی ۔ اب عبرتناک ہولناکیاں ، مختلف قسم کی سزائیں ، فتنہ و فساد ، لغزشوں کی بھرمار اور گزرے ہوئے ان لوگوں کی بُری باتیں باقی رہ گئیں جن کی وجہ سے خشکی اور سمندر میں فساد برپا ہوا ۔ اے لوگو! تم ان غافلوں کی طرح نہ ہو جانا جنہیں طویل عمری کی جھوٹی امیدوں نے دھوکے میں ڈالے رکھا ۔"

(اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور تمہیں اطاعت گزاروں اور آخرت کی تیاری کرنے والوں میں شامل فرمائے ۔)

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 157: فقراء و مساکین کا رُتبہ

حضرت سیدنا ابراہیم بن بشار خراسانی قدس سرہ الربانی سے مروی ہے ، ایک مرتبہ مَیں ، حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم ، ابو یوسف غسولی اور ابو عبداللہ سنجاری رحمہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ **اسکندریہ** کی طرف روانہ ہوا ۔ جب ہم اردن کی نہر کے قریب پہنچے تو آرام کی خاطر بیٹھ گئے ۔ حضرت سیدنا ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس خشک روٹیوں کے چند ٹکڑے تھے انہوں نے وہ ہمارے سامنے رکھ دیئے ، ہم نے وہ کھائے اور اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا ، پھر میں جلدی سے نہر کی جانب بڑھا تا کہ پینے کے لئے پانی لاؤں مگر حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم مجھ سے پہلے نہر میں داخل ہو گئے ۔ پانی ان کے گھٹنوں تک پہنچ گیا انہوں نے بسم اللہ پڑھ کر

اپنی ہتھیلیوں سے پانی پیا۔ پانی پینے کے بعد اَلْحَمْدُلِلّٰہِ کہہ کر نہر سے باہر تشریف لائے پھر پاؤں پھیلا کر بیٹھ گئے اور فرمایا: ''اے ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! اگر بادشاہ اور ان کے شہزادے ہماری نعمتوں اور سکون کو جان لیں تو وہ ہمیں تلواروں کے ساتھ مارنے لگیں۔ میں نے عرض کی: ''حضور! لوگ نعمتوں اور راحت و سکون کے تو طالب ہیں مگر انہوں نے سیدھے راستے کو چھوڑ دیا ہے۔'' میری اس بات پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسکرا دیئے۔

حضرت سیدنا ابراہیم بن بشار علیہ رحمۃ اللہ الغفار مزید فرماتے ہیں: ''ایک شام ہم نے حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم کے ساتھ گزاری۔ ہم روزے سے تھے لیکن افطاری کے لئے ہمارے پاس کوئی چیز نہ تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب مجھے غم وحزن کے عالم میں دیکھا تو فرمایا: ''اے ابن بشار علیہ رحمۃ اللہ الغفار! دیکھو! اللہ عزوجل نے فقراء ومساکین پر نعمتوں اور راحتوں کی کیسی چھما چھم برسات فرمائی ہے کہ کل بروزِ قیامت ان سے زکوٰۃ اور حج وصدقہ کے متعلق سوال نہیں فرمائے گا۔ بلکہ فقراء ومساکین کے بارے میں ان لوگوں سے سوال کیا جائے گا جو دنیا میں امیر ہیں لیکن آخرت میں فقیر ہوں گے، اور جو دنیا میں معزز ہیں مگر آخرت میں ذلیل ورسوا ہوں گے۔ لہٰذا تم غم نہ کرو، جس رزق کا اللہ عزوجل نے ذمہ لیا ہے وہ عنقریب تجھے مل کر رہے گا۔ اللہ عزوجل کی قسم! بادشاہ اور غنی تو ہم ہیں۔ ہم ہی تو ہیں جنہیں دنیا میں ہی بہت جلد راحت وسرور میسر ہے، جب ہم اللہ عزوجل کی اطاعت میں ہوں تو ہمیں کچھ پرواہ نہیں ہوتی کہ ہم کس حال میں صبح وشام کر رہے ہیں۔ ہم ہر حال میں اللہ عزوجل کے شکر گزار ہیں۔''

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ میں بھی اپنی نماز ادا کرنے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ایک آدمی آٹھ روٹیاں اور بہت ساری کھجوریں لے کر ہمارے پاس آیا۔ اس نے سلام کیا اور کہا: ''اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، یہ کچھ کھانا حاضرِ خدمت ہے، تناول فرمائیے۔'' حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم نے مجھ سے فرمایا: ''اے مغموم! کھانا کھاؤ۔''

ابھی ہم کھانا کھانے بیٹھے ہی تھے کہ ایک سائل آگیا اس نے کہا: ''مجھے کچھ کھانا کھلاؤ۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تین روٹیاں اور کچھ کھجوریں سائل کو دے دیں تین روٹیاں مجھے عطا فرمائیں اور دو روٹیاں خود تناول فرمائیں۔ پھر ارشاد فرمایا: ''مؤاسات (یعنی غمخواری) مؤمنین کے اخلاق میں سے ہے۔''

ابن بشار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم کے ساتھ **طرابلس** روانہ ہوا۔ میرے پاس دو روٹیوں کے علاوہ اور کوئی شئے نہ تھی۔ راستے میں ایک سائل نے سوال کیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ سے فرمایا: ''جو کچھ تیرے پاس ہے وہ اس سائل کو دے دے'' اس معاملہ میں مَیں نے تھوڑی سی سستی کی، تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ سے

فرمایا: ''کیا بات ہے، سائل کو روٹی دینے میں تم سستی کیوں کر رہے ہو؟'' یہ سن کر میں نے دونوں روٹیاں تو سائل کو دے دیں لیکن میں پریشان تھا۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''کل تو اس ذات سے ملاقات کرے گا جس کے ساتھ اس سے پہلے تو شرف ملاقات حاصل نہیں کر سکا۔اور تو ان تمام چیزوں کا اجر بھی پائے گا جنہیں تو آگے بھیجتا رہا۔اور جو چیزیں تو دنیا میں چھوڑ جائے گا وہ تجھے کوئی فائدہ نہ دیں گی۔لہٰذا اپنے لئے آگے کچھ مہیا کر، تو نہیں جانتا کہ کب اچانک تجھے اپنے رب عزوجل کی طرف سے بلاوا آجائے۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس گفتگو نے مجھے رُلا دیا۔اور میری نظروں میں دنیا کی قدر و قیمت بہت کم کر دی۔ جب انہوں نے مجھے روتے ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمایا: ''ہاں اسی طرح زندگی بسر کرو۔''

ابن بشار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں کہ ''ایک مرتبہ میں، حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم ، ابو یوسف غسولی اور ابو عبداللہ سنجاری رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کے ساتھ سفر پر تھا، ہم ایک قبرستان کے پاس سے گزرے تو حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم ایک قبر کے پاس آئے اپنا ہاتھ اس پر رکھا اور فرمایا: ''اے فلاں! اللہ عزوجل تجھ پر رحم فرمائے۔'' پھر دوسری قبر کے پاس آئے اور اسی طرح کہا۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سات قبروں کے پاس جا کر اسی طرح کہا۔ پھر ان قبروں کے درمیان کھڑے ہو گئے اور با آواز بلند اس طرح ندا کی: ''اے فلاں بن فلاں! اے اہل قبور! تم فوت ہو گئے اور ہمیں پیچھے چھوڑ آئے۔ ہم بھی جلد ہی تم سے ملنے والے ہیں۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رونے لگے اور کسی گہری سوچ میں گم ہو گئے کچھ دیر اسی طرح بیٹھے رہے پھر آنسوؤں سے تر بتر چہرے کے ساتھ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اے میرے بھائیو! آخرت کی تیاری کے لئے تم پر جدّ و جہد اور جلدی لازم ہے، جلدی کرو اور آخرت کی تیاری میں ایک دوسرے پر سبقت کی کوشش کرو، بے شک تیز رفتاری میں اپنے مدِّ مقابل پر وہی سبقت لے جاتا ہے جو تیز چلتا ہے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم }

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 158:

دنیا مصائب کا گھر ہے

حضرت سیدنا عبداللہ بن صالح عجلی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''بنی شیبان کے ایک شخص نے مجھے بتایا کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''تمام تعریفیں اللہ عزوجل کیلئے ہیں

میں اسی کی حمد بیان کرتا ہوں اور اسی سے مدد مانگتا ہوں، اس پر ایمان لاتا ہوں اور اسی پر بھروسہ کرتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں۔ اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت **محمد مصطفےٰ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔ اللہ عزوجل نے انہیں ہدایتِ کامل اور دینِ حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، تاکہ اس کے ذریعے وہ تمہاری بیماریوں کو دور فرمائے اور تمہیں غفلت کی نیند سے بیدار کرے۔ یاد رکھو! تم مرنے والے ہو اور تمہیں موت کے بعد دوبارہ اٹھایا جائے گا۔ تمہیں تمہارے اعمال سے آگاہ کیا جائے گا اور ان کا بدلہ دیا جائے گا۔ لہٰذا تمہیں دنیا کی زندگی کسی طرح دھوکے میں نہ ڈالے۔

یہ دنیا مصیبتوں میں گِھرا ہوا گھر ہے۔ اور ہر شخص جانتا ہے کہ اس نے فنا ہو جانا ہے۔ یہ دھوکے کا گھر ہے۔ اس میں جو کچھ ہے زوال پذیر ہے۔ یہ کبھی ایک کے پاس ہے تو کبھی دوسرے کے پاس۔ اس میں آنے والا کبھی اس کے شر سے محفوظ نہیں رہ سکتا اس میں رہنے والے خود کو خوشحال اور مسرور سمجھتے ہیں مگر اس سوچ کی وجہ سے وہ مصیبت اور دھوکہ میں پڑ جاتے ہیں۔ دنیوی خوشحالی دائمی نہیں ہوتی۔ اس کے رہنے والوں میں سے ہر ایک کی موت کا وقت معین ہے۔

اے اللہ عزوجل کے بندو! یاد رکھو: اس نیرنگئ دنیا میں تم جن گزرے ہوئے لوگوں کی پیروی کر رہے ہو ان کی عمریں تمہاری بنسبت بہت زیادہ تھیں۔ ان کے گھر تمہارے گھروں سے زیادہ آباد تھے۔ وہ تم سے زیادہ طاقتور تھے۔ دور دور تک ان کا رُعب و دبدبہ تھا، مگر اب ان کی آوازیں بند ہوگئیں، ان کے جسم بوسیدہ ہوگئے، گھر ویران اور خالی ہوگئے۔ ان کا نام ونشان تک مٹ گیا۔ ان کے وہ بلند و بالا محلات جن کی بنیادیں بہت مضبوط تھیں، اب پتھروں، سِلوں اور ریت میں تبدیل ہو چکے ہیں۔

اب جو لوگ یہاں آکر بسے ہیں وہ سابقہ لوگوں کو جانتے تک نہیں، اسی طرح سابقہ لوگوں کے لئے یہ نئے مکین اجنبی ہیں۔ وہ اپنے قرب وجوار اور گھر کے قریب رہنے والوں کے ساتھ ایسا تعلق نہیں رکھتے جو پڑوسیوں کا پڑوسیوں اور بھائیوں کا بھائیوں کے ساتھ ہونا چاہئے۔ اب ان کے درمیان تعلق ہو بھی کیسے؟ جبکہ بوسیدگی نے انہیں خوراک بنا کر ہلاک کر دیا ہے۔ اور ان پر چٹانوں اور مٹی نے سایہ کیا ہوا ہے۔ زندگی کے بعد موت نے انہیں آلیا، اپنے تئیں عمدہ اور خوشحال زندگی گزارنے کے بعد اب وہ فنا کے گھاٹ اتر گئے۔ ان کی وجہ سے ان کے دوست واحباب مصیبت میں مبتلا ہوگئے، انہوں نے مٹی کو اپنا مسکن بنالیا اور دنیا سے کوچ کر گئے۔ وہاں قبروں میں ان کے لئے یہ دنیوی نعمتیں نہیں ہیں۔ ہائے افسوس! ہائے افسوس! پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرانِ پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

کَلَّا ط اِنَّهَا کَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ط وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝ (پ ۱۸، المؤمنون:۱۰۰)

ترجمۂ کنز الایمان: ہشت یہ تو ایک بات ہے جو وہ اپنے منہ سے کہتا ہے اور اُن کے آگے ایک آڑ ہے اس دن تک جس میں اٹھائے جائیں گے۔

گویا تم بھی انہی کی طرح ہوگئے جس طرح وہ قبر میں تنہا اور بوسیدہ ہوگئے۔ اور تمیں بھی اس خواب گاہ (یعنی قبر) میں رکھا جائے گا۔ تو اس وقت تمہاری کیا کیفیت ہوگی جب اعمال انتہا کو پہنچ چکے ہونگے، قبروں کو الٹ پلٹ کر دیا جائیگا، جو کچھ سینوں میں چھپا تھا وہ سامنے آجائے گا۔ پھر تمہیں حساب و کتاب کے لئے مالکِ حقیقی عزوجل کے سامنے کھڑا کیا جائے گا، جو کہ بہت جلال والا ہے۔ سابقہ گناہوں کے خوف کے باعث تمہارے دل تھر تھر کانپ رہے ہوں گے۔ پھر تمہارے عیوب اور راز ظاہر ہو جائیں گے۔ وہاں ہر ایک اپنے کیئے کی جزا پائے گا۔''

(اللہ عزوجل ہمیں اور تمہیں اپنی کتاب (یعنی قرآنِ پاک) پر عمل کرنے والا، اور اولیاء کرام کی اتباع کرنے والا بنائے۔ یہاں تک ہم اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ جائیں۔ یقیناً ہمارا پروردگار عزوجل تعریف کیا ہوا اور بزرگی والا ہے۔)

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر 159:

نیک جِنّ

حضرت سیدنا عبداللہ بن محمد قرشی علیہ رحمۃ اللہ القوی کہتے ہیں، مجھے میرے والد نے بتایا کہ **امیر المؤمنین** حضرت سیدنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم جمعہ کے دن جب خطبہ ارشاد فرماتے تو اکثر یہ کہا کرتے: ''اے لوگو! نیکی کے کاموں کو لازم پکڑو اور جِنّ کے فعل کو یاد کرو۔

ایک مرتبہ ابوالاشتر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ سے کہا: ''آؤ! **امیر المؤمنین** حضرت سیدنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم کی خدمت میں چلیں اور ان سے اس جن کے بارے میں سوال کریں جس کے متعلق انہوں نے حکم دیا ہے اور جس کا وہ اکثر تذکرہ کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ میں اور ابوالاشتر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **امیر المؤمنین** حضرت سیدنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت المال میں تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''تمہارا اس وقت میرے پاس آنا کتنا عجیب ہے؟ ہم نے عرض کی۔ اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا تھا کہ ''نیکی کے کاموں کو لازم پکڑو اور جِنّ کے فعل کو یاد کرو۔ حضور ہمیں یہ بتائیے کہ وہ جن کون ہے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''کیا

تم نہیں جانتے کہ وہ جن کون ہے؟ ہم نے عرض کی: ''نہیں'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''وہ تم میں تھا۔ ہم نے عرض کی وہ کون تھا؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''مالک بن خزیم ہمدانی اپنے چند دوستوں کے ساتھ حج کے ارادے سے روانہ ہوا، دورانِ سفر جب وہ کسی مقام پر پہنچا تو اس نے اپنے دوستوں سے کہا: یہاں ٹھہر جاؤ! تم پانی کے حصول پر قادر ہو گئے ہو۔ چنانچہ انہوں نے وہیں قیام کیا اور سو گئے رات کے آخری پہر جب چاند نکلا تو پہاڑ سے ایک اژدہا بڑی تیزی کے ساتھ رینگتا ہوا ان کے پاس پہنچا۔ اور اہلِ قافلہ کے گرد چکر لگایا، اہلِ قافلہ میں سے ایک نوجوان اس اژدہے کو دیکھ رہا تھا۔ اژدہا جب چکر لگا کر ایک ضعیف شخص کے پاس پہنچا، تو اس نوجوان کو خوف لاحق ہوا کہ کہیں یہ اس بزرگ کو ڈس نہ لے، چنانچہ اس نے قریب ہی پڑا ہوا ڈنڈا اٹھایا اور اس پر حملہ کر دیا۔ مگر نشانہ خطا ہو گیا۔ وہ بزرگ بھی جاگ گئے اور خوفزدہ ہو کر کہنے لگے: ''کیا ہے؟'' یہ اژدہا کہاں سے نمودار ہو گیا؟ پھر اس نے قافلے والوں سے کہا: سو جاؤ! تم نے پانی کے حصول پر قدرت حاصل کر لی ہے۔ وہ سو گئے اور پھر طلوعِ آفتاب سے پہلے ان کی آنکھ نہ کھل سکی۔

طلوعِ آفتاب کے وقت وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور ان میں سے ہر شخص نے اپنی سواری کی لگام پکڑی اور پانی کی تلاش میں نکل پڑے مگر وہ راستہ بھول گئے تھے۔ جب اژدہے نے انہیں دیکھا تو پہاڑ پر سے بولا: ''اے لوگو! تمہارے سامنے اس وقت تک پانی نہیں آسکتا، جب تک تم آج کے دن ان تھکے ہوئے سواری کے جانوروں کی اچھی طرح دیکھ بھال نہ کر لو۔ پھر جب ایسا کر لو تو دیکھنا کہ سامنے ٹیلے کے پیچھے پانی کا ایک چشمہ ہے۔''

چنانچہ وہ رکے رہے۔ پھر مطلوبہ جگہ پہنچے تو وہاں واقعی ایک چشمہ تھا جس کا پانی رکا ہوا تھا۔ انہوں نے خود بھی پانی پیا، اپنے جانوروں کو بھی پلایا، اور قافلہ دوبارہ سوئے منزل چل دیا۔ جب وہ ایک چھوٹی سی پہاڑی کے قریب پہنچے تو کہنے لگے: اے ابو حزیم! اگر اسی طرح کا پانی یہاں بھی مل جائے تو کتنی بڑی خوش بختی ہے۔ پھر وہ پہاڑی کے قریب ٹھہر گئے اور پانی کی میں تلاش نکلے اس مرتبہ پھر راستہ بھول گئے۔ جب پہاڑی پر موجود اژدہے نے انہیں دیکھا تو پکار کر کہا: ''اے اہلِ قافلہ! اللہ عزوجل میری طرف سے تمہیں جزاء خیر عطا فرمائے۔ اب میں تمہیں اپنی طرف سے الوداع کہتا ہوں اور (آخری) سلام پیش کرتا ہوں۔ احسان اور نیکی کا کام کرنے میں کسی کو ہرگز بے رغبتی نہیں ہونی چاہئے، یقیناً جو محتاج کو محروم رکھتا ہے وہ خود محروم ہے۔ میں وہ اژدہا ہوں کہ بھٹکے ہوؤں کو راستہ بتا کر مصیبت سے نجات دلاتا ہوں، اس پر میں شکر ادا کرتا ہوں اور یقیناً شکر ادا کرنا اچھی خصلت ہے۔ جو نیکی کا کام کرتا ہے جب تک وہ زندہ رہے اس کی ضرورت کا سامان ختم نہیں ہوتا، جبکہ برائی کا انجام برائی ہی ہے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر 160:

انمول نصیحتیں

حضرت سیدنا ابوعبیدہ تاجی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کو اس طرح فرماتے ہوئے سنا: ''اے ابن آدم! تیرے لئے دنیا کشادہ کردی گئی تو تُو آخرت کے عمل سے غافل ہوگیا، تیری موت قریب آن پہنچی، تجھے عمل کرنے کا حکم دیا گیا۔ اللہ عزوجل کا حق سب سے افضل ہے وہ اسوقت تک تجھ سے راضی نہ ہوگا جب تک تو ان احکام کو پورا نہ کرے جو اس نے تجھ پر لازم کئے ہیں۔ اے ابن آدم! جب تو لوگوں کو نیکی کا کام کرتا دیکھے تو ایسے کام میں تو ان پر سبقت لے جانے کی کوشش کر اور جب تو انہیں ہلاکت و بربادی کے کاموں میں دیکھے، تو ان سے اور ان کے اختیار کردہ افعال سے کوسوں دور بھاگ۔ ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جنہوں نے اپنی دنیا کو عاقبت پر ترجیح دی پس وہ ذلیل وخوار ہوگئے۔

اے ابن آدم! تو اس وقت تک ایمان کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک تو لوگوں کی عیب جوئی سے باز نہ آجائے، پہلے تو ان عیوب کو تلاش کر جو تیری ذات میں موجود ہیں، پھر اپنی ذات سے اصلاح کا عمل شروع کر، جب تو ایسا کرے گا تو دوسروں کی عیب جوئی سے بچا رہے گا۔ اور اللہ عزوجل کے نزدیک پسندیدہ شخص وہ ہے جو ان خصوصیات کا حامل ہو۔

ظلم اور جفاء ظاہر ہوگئے، علماء کم ہوگئے اور سنت کو چھوڑ دیا گیا۔ مجھے ایسی برگزیدہ ہستیوں کی ہم نشینی کا شرف حاصل ہوا ہے کہ جنکی ہم نشینی ہر بندۂ مؤمن کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اللہ عزوجل کی قسم! آج کوئی بھی ایسا نہیں رہا جس سے ہم فیض اور برکات حاصل کرسکیں۔ بہترین اور اچھے لوگ گزر گئے، دنیادار سرکش لوگ باقی رہ گئے۔

اے ابن آدم! تو ایمان اور خیانت کو ایک ساتھ جمع نہیں کرسکتا۔ اے ابن آدم! تو کیسے مؤمنِ کامل ہوسکتا ہے جبکہ تیرا پڑوسی امن میں نہ ہو۔ اے ابن آدم! تو کیسے کامل مسلمان ہوسکتا ہے جبکہ لوگ تجھ سے سلامت نہ ہوں۔ دنیا میں مؤمن کی مثال ایک اجنبی کی سی ہے جو دنیوی ذلت سے نہیں گھبراتا۔ اور نہ ہی دنیوی عزت کے حصول کی خاطر دنیاداروں سے مقابلہ کرتا ہے۔ دنیاداروں کا اندازِ زندگی اور ہے، جبکہ اس کا اور۔ لوگ اس کی طرف سے راحت وسکون میں ہوتے ہیں۔ مؤمن کی صبح وشام اللہ عزوجل کے خوف ہی میں ہوتی ہے، اگرچہ وہ کتنا ہی نیک کیوں نہ ہو۔ اس مردِ مجاہد کی حقیقت کو سوائے اس کے کوئی نہیں جانتا اس لیے کہ وہ دو خوفوں کے درمیان ہے:

(۱) اس گناہ کا خوف جو اس سے سرزد ہوا۔ اب وہ نہیں جانتا کہ اس گناہ کے بدلے اللہ عزوجل اس کے ساتھ کیا معاملہ فرمائے گا۔

(۲)......عنقریب آنے والی موت کا خوف کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اسے کون کون سی ہلاکتیں اور پریشانیاں پہنچنے والی ہیں۔

اللہ عزوجل اس بندے پر رحم فرمائے جس نے غور وفکر کیا، عبرت حاصل کی اور معاملے کی گہرائی کو غور سے دیکھ لیا۔

اے لوگو! سنجیدگی اختیار کرلو۔ اب وقت آگیا ہے کہ تم آنکھیں کھول لو۔ اللہ عزوجل کی قسم! دنیا جب اس میں رہنے والوں کیلئے کھولی گئی تو اس کے کتے (حرص اور فتنہ وفساد) بھی کھول دیئے گئے۔ اس دنیا کے کتے سب سے برے ہیں۔ دنیا کے حصول کی خاطر لوگوں نے تو ایک دوسرے پر تلواروں سے حملے کئے۔ اور بعض نے بعض کی حرمت کو حلال جانا۔ ہائے! افسوس اس فساد پر! یہ کتنا بڑا فساد ہے

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں حَسن کی جان ہے! اس دنیا میں جس مؤمن نے بھی صبح کی تو غم اور پریشانی کی حالت میں کی۔ پس جلدی سے اللہ عزوجل کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوجاؤ اس لئے کہ بندۂ مؤمن کو اللہ عزوجل سے ملاقات کا شرف حاصل کئے بغیر راحت وسکون کی دولت نصیب نہیں ہوسکتی۔

یقیناً موت نے دنیا کو رسوا کردیا۔ موت نے دنیا میں کسی بھی صاحبِ عقل کیلئے کوئی خوشی نہیں چھوڑی۔ بندۂ مؤمن نے جب دنیا کا قصد کیا تو اسے منہدم کردیا۔ اور اس کے ذریعے اپنی آخرت کو سنوارا، دنیا کی وجہ سے اپنی آخرت کو تباہ و برباد نہیں کیا۔ جبکہ منافق نے اپنی خواہشات کو اللہ عزوجل کی رضا پر ترجیح دی اور دنیا کو اپنا معبود بنالیا۔

اے ابن آدم! جتنا دنیوی رزق تیرے نصیب میں ہے وہ تجھے مل کر رہے گا۔ مگر آخرت کے معاملے میں تو نیکیوں کا محتاج ہے، تجھ پر لازم ہے کہ تو آخرت کی تیاری کر۔ اگر تو آخرت کی تیاری میں مشغول ہوجائے گا تو دنیا خود تیرے قدموں میں آجائے گی۔ اللہ عزوجل ان لوگوں پر رحم فرمائے کہ جنہیں دنیا ملی لیکن انہوں نے یہ دنیوی مال ودولت اس کے حقداروں (فقراء ومساکین) پر خرچ کردیا۔ پھر یہ لوگ اس حق کو ادا کرنے کے بعد ہلکے پھلکے ہوگئے۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''طلب کرنے والوں کی دو قسمیں ہیں:

(۱)......آخرت کا طلبگار، ایسا شخص اپنی طلب میں کامیاب ہوجاتا ہے اور اسکی اُخروی نعمتیں ختم نہیں ہوتیں۔

(۲)......دنیا کا طلبگار، ایسا شخص اپنی طلب میں بہت کم کامیاب ہوتا ہے، اور اسے جو دنیوی نعمتیں ملتی ہیں ان میں سے اکثر کو ضائع کربیٹھتا ہے۔

میں نے ایسے لوگوں کی صحبت کا شرف حاصل کیا ہے جن کی نظریں آخرت (کی نعمتوں) پر مرکوز تھیں۔ جاہل انہیں بیمار تصور کرتے تھے۔ مگر اللہ عزوجل کی قسم! وہی سب سے زیادہ صحت مند دلوں کے مالک تھے۔

اللہ عزوجل اس بندے پر رحم فرمائے جس نے اپنے آپ کو اللہ عزوجل کی عبادت میں مشغول رکھا۔ اور اللہ عزوجل کی کتاب قرآن مجید پر عمل پیرا ہوا۔ اگر اس کا عمل کتاب اللہ عزوجل کے موافق ومطابق ہوا تو اس نے اللہ عزوجل کی حمد وثناء بیان کی اور

اپنے اس عمل میں زیادتی کا طلبگار رہوا۔اور اگر اس کا عمل کتاب اللہ عزوجل کے منافی ہوا تو اللہ عزوجل کی ناراضی سے بچنے کیلئے قریب ہی سے لوٹ آیا۔

دنیا کا زوال بالکل ظاہر ہے۔اس کی نعمتیں دائمی نہیں ہیں۔نہ ہی اس کے مصائب وآلام سے کوئی امن میں ہے اس کی نئی چیز پوشیدہ ہوجاتی ہے۔صحت مند بیمار ہوجاتا ہے، غنی فقیر بن جاتا ہے۔اپنے رہنے والوں کو اکثر عذاب سے دوچار رکھتی ہے اور ہر حال میں انہیں کھیل تماشا بنائے رکھتی ہے۔دنیا میں سوائے اس کے کوئی چیز تیرے لئے فائدہ مند نہیں کہ جسے تو آخرت کے لئے بھیج چکا ہے۔ پس تو مال کو اپنے لیے دنیا میں ذخیرہ نہ کر اور نہ اس چیز میں اپنے نفس کی پیروی کر جس کے بارے میں تو جانتا ہے کہ اسے تو نے اپنے پیچھے چھوڑ کر چلے جانا ہے۔بلکہ آنے والی مشقتوں کے لئے زادِراہ تیار کرلے (یعنی صدقہ وخیرات کرتا کہ آگے کام آئے) اور اللہ عزوجل کی بارگاہ اقدس سے بلاوا (یعنی موت) آنے سے قبل اس کا اہتمام کرلے۔کہیں ایسا نہ ہو کہ اچانک موت کے گھاٹ اتر جائے اور تیری خواہشات دھری کی دھری رہ جائیں۔پھر اسوقت تجھے شرمندگی اٹھانا پڑے۔مگر اسوقت کی ندامت وشرمندگی کسی کام نہ آئے گی دنیا کو اپنے جسم کی صحبت عطا کر مگر اسے اپنے دل سے دور رکھ اور اس کے غم میں مبتلا نہ ہو۔

دنیا والوں اور ان کے امور کے درمیان راستہ خالی چھوڑ دے کیونکہ وہ تھوڑا عرصہ ہی باقی رہیں گے۔مگر حقیقت میں اس کے وبال کو سجایا ہوا پیش کیا گیا ہے۔لوگوں کا دنیا کو پسند کرنا تیرے اس کو ناپسند کرنے میں اضافہ کرے اور لوگوں کا اس میں مطمئن ہونا تیرے لئے اس میں احتیاط کرنے اور اس سے مزید دور بھاگنے میں اضافہ کرے۔جس کام (یعنی عبادت) کے لئے تجھے پیدا کیا گیا ہے اس میں خود محبت کر۔اپنی مشغولیت اور فراغت اسی میں گزار دے۔تو نے جو عمل بھی کیا تو اسے دیکھ لے گا اور اس کے بارے میں تجھ سے پوچھا جائے گا، اب تو صبح وشام موت کا انتظار کر۔

اے لوگو! تم ایسے برے اور مذموم گھر میں آگئے جسے آزمائش کے طور پر پیدا کیا گیا اور اس کی ایک مقررہ میعاد ہے جب وہ پوری ہوجائے تو (زندگی) ختم ہوجاتی ہے۔یہ ایسا فانی گھر ہے کہ اللہ عزوجل اپنی مخلوق کے اس کی طرف جھکنے اور مائل ہونے سے راضی اور خوش نہیں ہوتا، اس کے عیوب، اس سے باز رہنے اور اس کے علاوہ میں رغبت رکھنے کے بارے میں بہت ساری آیات اور مثالیں بیان کی گئی ہیں، جو اس میں رہا مگر اس سے نفرت کی اور نفسانی خواہشات کو ترک کیا تو وہی سعادت مند رہا۔اور جو اس میں رہا اور اس سے رغبت اور محبت رکھی تو ایسا کرنے سے وہ بدبخت ہوگیا۔اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہوگیا۔

اس کا مال ومتاع انتہائی قلیل ہے اور اس کا فنا ہوجانا لکھ دیا گیا ہے۔اس کے رہنے والے اسے چھوڑ کر ان منازل کی جانب جانے والے ہیں جو کبھی فنا نہ ہونگی۔اے ابن آدم! دنیا کی طویل عمری تجھے دھوکے میں نہ رکھے۔

بے شک آنے والی ہولناکیاں اور امور کی سختیاں جو کہ تمہارے سامنے ہیں ان سے آج تک کوئی بھی خلاصی نہیں پاسکا۔ خدا عزوجل کی قسم! اس مشکل راستے پر ضرور چلنا ہے اور تمام امور ضرور پیش آنے والے ہیں۔ پھر یا تو اس کے شر سے عافیت اور اسکی ہولناکی سے نجات مل جائے گی۔ یا پھر ایسی ہلاکت وبربادی ہوگی کہ جس کے بعد خیر اور بھلائی نہیں ہے۔ اے ابن آدم! موت کی تیاری میں جلدی کر اور ''کل، کل'' کی رٹ نہ لگا۔ جو کرنا ہے آج ہی کر لے۔ اس لئے کہ تو یہ نہیں جانتا کہ کب تجھے اللہ عزوجل کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

اے ابن آدم! تو ہرگز نیکی کے کسی کام کو بھی حقیر نہ جان، کیونکہ جب تو اسے دار جزاء میں دیکھے گا تو اس نیکی کا وہاں موجود ہونا تجھے خوش کر دے گا۔ اور برائی کے کسی کام کو ہرگز حقیر نہ جان! کیونکہ جب تو اسے دیکھے گا تو اس کا وہاں موجود ہونا تجھے غمناک کر دے گا۔ اے ابن آدم! زمین کو اپنے قدموں تلے روندھ ڈال کیونکہ یہ تیری قبر کے قریب ہے۔

اے ابن آدم! جس وقت سے تیری ماں نے تجھے جنا اس وقت سے اب تک لگا تار تیری عمر کم ہوتی جارہی ہے۔

اے ابن آدم! تیرے لئے ایک نامۂ اعمال کھول دیا گیا ہے اور تیرے اوپر دو فرشتے مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ ایک تیری دائیں جانب جبکہ دوسرا بائیں جانب ہے۔ اب کم اعمال کر! یا زیادہ، جب تو مرے گا تو اس نامۂ اعمال کو لپیٹ کر اسے تیرے گلے میں پہنا دیا جائے گا۔

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ترجمۂ کنز الایمان: فرمایا جائے گا کہ اپنا نامہ (نامۂ اعمال) پڑھ، آج تو خود ہی اپنا حساب کرنے کو بہت ہے۔ (پ۱۵، بنی اسرائیل:۱۴)

اے ابن آدم! تو ریاکاری کرتے ہوئے کوئی نیکی نہ کر اور نہ ہی شرم کی وجہ سے کسی نیکی کو چھوڑ۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حکایت نمبر 161:

روزِ جزاء کا خوف

حضرت سیدنا عبدالوھاب بن عبداللہ بن ابی بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: ''اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! نیکی کریں

جنت پائیں۔'' پھر اس نے چند عربی اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے:

میری بچیوں اور ان کی ماں کو کپڑے پہنایئے تو ہم ساری زندگی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے جنت کی دعا کریں گے۔ اللہ عزوجل کی قسم! آپ (یہ نیکی) ضرور کریں گے۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''اگر میں ایسا نہ کر سکوں تو؟'' اعرابی بولا: ''اے ابو حفص رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اگر ایسا نہ ہوا تو میں چلا جاؤں گا۔''

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''اگر تُو چلا گیا تو پھر کیا ہوگا؟''

وہ کہنے لگا: ''تو پھر اللہ عزوجل کی قسم! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میرے حال کے بارے میں ضرور سوال کیا جائے گا۔ اور اس دن عطیات احسان اور نیکیاں ہوں گی۔ تو (محشر کے دن) کھڑے شخص سے ان کے متعلق پوچھا جائے گا۔ پھر اسے (حساب وکتاب کے بعد) یا تو جہنم کی طرف بھیج دیا جائے گا یا جنت کی خوشخبری سنائی جائے گی۔''

(اشعار کی صورت میں اس اعرابی کی یہ باتیں سن کر) امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں سے سیلِ اشک رواں ہوگیا، یہاں تک کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی مبارک تر ہوگئی۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے غلام کو حکم فرمایا: اے غلام! اس شخص کو میری یہ قمیص عطا کر دو۔ اور یہ اس وجہ سے نہیں کہ اس نے اچھا شعر کہا ہے، بلکہ اس دن (یعنی روزِ قیامت) کیلئے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل کی قسم! (اس وقت) اس قمیص کے علاوہ میں کسی اور چیز کا مالک نہیں۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر162:

صبر کی تلقین

محمد بن علی مدائنی سے منقول ہے، محمد بن جعفر نے ارشاد فرمایا: ''یمن کے کسی بادشاہ کا بھائی فوت ہوگیا۔ تو کسی عربی شخص نے اس کی تعزیت کرتے ہوئے اس طرح کہا: ''یاد رکھ! مخلوق، خالقِ حقیقی کیلئے ہے، شکر اسی ذات کا ہے جو انعام کرنے والی ہے، مصائب وآلام سے بچانے پر وہ قادر ہے۔ جو ہونا ہو وہ ضرور ہو کر رہتا ہے۔ جب (موت کا حکم) آ گیا تو اسے واپس نہیں کیا جا سکتا۔ اور نہ ہی فوت ہونے والے کی واپسی کی کوئی راہ ہے۔ تجھے ایسی چیز دی گئی ہے جو عنقریب تجھے چھوڑ جائے گی یا تو خود ہی اسے

چھوڑ دے گا۔ تو جس کام کو ضرور بضرور ہونا تھا تو اس کے ہونے کے بعد پریشانی کس بات کی؟ اور جس بات کے ہونے کی امید ہی نہیں تو پھر اس کی طمع کیوں؟ اور جس چیز نے عنقریب منتقل ہو جانا ہے یا جس سے تو نے منتقل ہونا ہے تو اس کے لئے حیلہ کیا کرنا؟۔

ہمارے آباؤ اجداد گزر گئے جن کی ہم اولاد ہیں۔ تو جب اصل ہی ختم ہو جائے تو فرع بھی باقی نہیں رہتی۔

لہٰذا مصائب وآلام کے وقت سب سے افضل شئے ''صبر کرنا'' ہے۔ دراصل اس دنیا کے رہنے والے ایسے مسافر ہیں جو اپنی سواریوں کو اس دنیا کے علاوہ کسی اور مقام پر ہی اتارتے ہیں۔ تو نعمت ملنے پر شکر، اور تغیراتِ زمانہ وحالات کے وقت اللہ عزوجل کے سامنے اس کی رضا کی خاطر اپنا سر تسلیمِ خم کرنا کتنی اچھی بات ہے۔

جب تو کسی پریشان حال (بے صبرے) کو دیکھے تو اس سے عبرت حاصل کر۔ اور جب تو کوئی پریشانی دیکھے تو اسے اس مسئلہ کے حل کیلئے اس کی تہہ تک پہنچنے والے شخص کی طرف لوٹا دے۔ کیونکہ اس کا تجھ سے زیادہ کون مستحق ہے۔

اور یاد رکھ! سب سے بڑی مصیبت اپنے پیچھے برے جانشین چھوڑ جانا ہے۔ پس تو سدھر جا! اس لئے کہ لوٹنے کا وقت قریب ہے۔

یاد رکھ! یقیناً تجھ پر اِنعام واکرام کرنے والے اللہ عزوجل نے ہی تجھے آزمائش میں مبتلا کیا ہے۔ اسی عطا کرنے والے نے تجھ سے (اپنی عطا کردہ نعمت) لے لی ہے۔ مگر اکثر (نعمتیں) تو (تیرے پاس) چھوڑ دیں۔ لہٰذا اگر تجھے صبر کرنا بھلا دیا گیا ہے، تو پھر شکر کرنے سے تو غافل نہ ہو۔ (اگر ہو سکے تو) ان دونوں میں سے کسی کو نہ چھوڑ۔ اور ایسی غفلت سے بچ جو سلبِ نعمت اور ابدی ندامت وشرمندگی کا باعث ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آج ملنے والی چھوٹی مصیبت کے بجائے کل تجھے بڑی مصیبت کا سامنا کرنا پڑے۔ ہم دنیا میں جس بھی مقصد کے حصول کی کوشش کرتے ہیں تو موت اور مصائب وآلام ہمارے درمیان آ کھڑے ہوتے ہیں۔ ہر گھونٹ اور لقمے کے ساتھ پھندا لگا ہوتا ہے۔

کوئی بھی نعمت پہلی نعمت کے ختم ہوئے بغیر نہیں پائی جا سکتی۔ اس دنیا میں زندگی گزارنے والا شخص جو دن بھی گزارتا ہے اس کے ساتھ ہی وہ اپنی پہلی گزرنے والی زندگی کو ختم کر رہا ہے۔ ان گزشتہ دنوں کا نام ونشاں باقی نہیں رہتا بلکہ ختم ہو جاتا ہے۔ ہمارا گزرنے والا ہر سانس ہمیں فناء کی جانب لے جا رہا ہے، تو پھر ہم باقی رہنے کی امید کیسے کریں؟ یہ دن اور رات جس چیز کو بھی بلندی دیتے ہیں تو آخر کار اسے گرانا شروع کر دیتے ہیں۔ اور جس شئے کو وہ اکٹھا کریں آخر کار اسے بکھیر دیتے ہیں۔ پس تو نیک کام اور نیک لوگوں کو تلاش کر۔ اور یاد رکھ! بھلائی پہنچانے والا بندہ بھی بھلا ہوتا ہے اور شر پہنچانے والا شخص شریر ہی ہوتا ہے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر163: حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا جنات سے مکالمہ

حضرت سیدنا جنید بن محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''نوجوانی کے زمانہ میں جبکہ میرے دن بڑے اچھے گزر رہے تھے۔ ایک رات ایسی آئی کہ میں نے خود کو ایسے پہاڑ کے دامن میں پایا جہاں کوئی انسان نہ تھا۔ آدھی رات کے وقت کسی منادی نے مجھے اس طرح پکارا: ''دل محبوب کی یادوں سے خالی نہیں ہوتے، بلکہ وہ تو محبوب کے گم ہو جانے کے خوف سے ہی پگھل جاتے ہیں۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بہت حیران ہوا اور پوچھا: یہ منادی (پکارنے والا) کوئی جن ہے یا انسان؟ پھر یہ آواز سنائی دی'' میں، اللہ عزوجل پر ایمان لانے والا جن ہوں۔ میرے ساتھ میرے اور بھی دوست ہیں۔

میں نے پوچھا: کیا ان کے پاس بھی ایسی باتیں ہیں جیسی تمہارے پاس ہیں؟ اس نے کہا: ''ہاں'' بلکہ اس سے بھی زیادہ اچھی باتیں ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ پھر مجھے یہ الفاظ سنائی دیئے: ''بدن کی کاہلی اور سستی ہمیشہ سفر میں رہنے سے ہی دور ہوتی ہے۔'' میں نے دل میں کہا: ان کا کلام کتنا اچھا ہے۔ پھر تیسری مرتبہ یہ الفاظ سنائی دیئے: ''جو تاریکیوں سے مانوس ہو جائے تو پھر اسے کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ان کی ان باتوں کی وجہ سے بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ (تھوڑی دیر بعد) جب ایک بہت ہی پیاری خوشبو کی وجہ سے مجھے ہوش آیا، تو میں نے اپنے سینے پر نرگس کا ایک پھول پایا۔ میں اس کی خوشبو سونگھتے ہی بالکل ٹھیک ہو گیا۔ میں نے کہا: ''اللہ عزوجل تم پر رحم فرمائے، مجھے کوئی نصیحت کرو۔ وہ تمام جن (بیک زبان) بولے: ''اللہ عزوجل کے ذکر سے متقی لوگوں کے دل ہی جلا پاتے ہیں، جس نے اس کی یاد کے علاوہ کسی اور کام میں طمع کی تو یقیناً اس نے ایسی جگہ طمع کی جس کے وہ قابل نہ تھی اور جس نے کسی بیمار طبیب کی پیروی کی تو اس کی بیماری ہمیشہ رہے گی۔

(اس کے بعد) وہ مجھے وہاں چھوڑ کر چل دیئے۔ اب بھی جب کبھی میں اس واقعہ کو یاد کرتا ہوں تو ان کے کلام کا اثر اپنے دل میں موجود پاتا ہوں۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر 164: **حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے اوصافِ کریمہ**

حضرت سیدنا صالح رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے، ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا معاویہ بن سفیان رضی اللہ تعالٰی عنہما نے حضرت سیدنا ضرار رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا: ''میرے سامنے حضرت سیدنا علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے اوصاف بیان کرو۔''

حضرت سیدنا ضرار رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی: ''کیا آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ مجھے اس سے معاف نہ رکھیں گے؟'' ارشاد فرمایا: ''نہیں، بلکہ تم ان کے اوصاف بیان کرو۔'' حضرت سیدنا ضرار رضی اللہ تعالٰی عنہ نے پھر عرض کی: ''کیا مجھے اس سے عافیت نہ دیں گے؟'' ارشاد فرمایا: ''نہیں، بلکہ تمہیں ان کے اوصاف ضرور بیان کرنا ہوں گے۔'' حضرت سیدنا ضرار رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی: ''اچھا! اگر آپ ان کے اوصاف سننا ہی چاہتے ہیں تو سنئے۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضٰی شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے علم وعرفان کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا، آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ اللہ عزوجل کے معاملہ میں اور اس کے دین کی حمایت میں مضبوط ارادے رکھتے، فیصلہ کن بات کرتے اور انتہائی عدل و انصاف سے کام لیتے، ان کی ذات منبعِ علم وحکمت تھی، جب کلام کرتے تو دہنِ مبارک سے حکمت ودانائی کے پھول جھڑتے، دنیا اور اس کی رنگینیوں سے وحشت کھاتے، رات کے اندھیروں میں (عبادتِ الٰہی عزوجل) سے انہیں سرور حاصل ہوتا، اللہ عزوجل کی قسم! آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ بہت زیادہ رونے والے، دور اندیش اور غمزدہ تھے، اپنے نفس کا محاسبہ کرتے، کھردرا اور موٹا لباس پسند فرماتے اور موٹی روٹی تناول فرماتے۔

اللہ عزوجل کی قسم! ان کا رعب ودبدبہ ایسا تھا کہ ہم میں سے ہر ایک ان سے کلام کرتے ہوئے ڈرتا تھا، حالانکہ جب ہم ان کے پاس جاتے تو وہ خود ملنے میں پہل کرتے اور جب ہم سوال کرتے تو جواب دیتے، اور ہماری دعوت قبول فرماتے۔

اللہ عزوجل کی قسم! ان کا رعب ودبدبہ ایسا تھا کہ ہم ان کے انتہائی قریب ہونے کے باوجود ان کے سامنے کلام کی جرأت نہ رکھتے۔

جب آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ مسکراتے تو دندانِ مبارک ایسے معلوم ہوتے جیسے **موتیوں کی لڑی**، آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ دینداروں کی تعظیم کرتے، مسکینوں سے محبت کرتے، کسی طاقتور یا صاحبِ ثروت کو اس کی باطل آرزو میں امید نہ دلاتے، کوئی بھی کمزور شخص آپ کی عدالت سے مایوس نہ ہوتا بلکہ اسے امید ہوتی کہ مجھے یہاں انصاف ضرور ملے گا۔

اللہ عزوجل کی قسم! میں نے انہیں دیکھا کہ جب رات اپنے پر پھیلا دیتی، تو آپ اپنی داڑھی مبارک کو پکڑ کر زار وقطار

روتے اور زخمی شخص کی طرح تڑپتے۔

میں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اے دنیا! کیا تو نے مجھ سے منہ موڑ لیا ہے یا ابھی بھی تو مجھ پر مشتاق ہے؟ اے دھوکے باز دنیا! جا، تو کسی اور کو دھوکہ دے، میں تجھے تین طلاقیں دے چکا ہوں اب رجوع ہرگز نہیں۔ تیری عمر بہت کم ہے اور تیری آسائشیں اور نعمتیں انتہائی حقیر ہیں، لیکن تیرے نقصانات بہت زیادہ ہیں، ہائے! سفرِ (آخرت) بہت طویل ہے، زادِ راہ بہت قلیل اور راستہ انتہائی خطرناک اور پُر پیچ ہے۔

یہ سن کر حضرت سیدنا امیر معاویہ بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی آنکھوں سے سیلِ اشک رواں ہوگئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی اور وہاں موجود لوگ بھی زاروقطار رونے لگے۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل ابو الحسن حضرت سیدنا علی المرتضٰے شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم پر رحم فرمائے، خدا عزوجل کی قسم! وہ ایسے ہی تھے۔

پھر حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اے ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ! ان (کی جدائی) کا غم تم پر کیسا ہے؟ عرض کی: ''اس عورت کے غم کی طرح جس کی گود میں اس کے بچے کو ذبح کر دیا گیا ہو۔'' جس طرح اس عورت کے آنسو نہیں تھمتے اور نہ ہی غم کم ہوتا ہے۔ اسی طرح میری بھی ایسی ہی حالت ہے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 165:

قرآن وسنت سے خلیفۂ وقت کو نصیحتیں

حضرت سیدنا عبد الرحمٰن بن عمرو اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک روز میں ساحل پر تھا کہ خلیفہ ابو جعفر منصور نے مجھے بلایا، میں اس کے پاس گیا اور سلام کیا اس نے جواب دیا، مجھے اپنے ساتھ بٹھایا پھر کہنے لگا: اے اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! آپ نے میرے پاس آنے میں بہت دیر لگائی اس کی کیا وجہ ہے؟ حالانکہ میں تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے علم وعمل کی باتیں سیکھنا چاہتا ہوں۔'' میں نے کہا: اے ابو جعفر منصور! سوچ سمجھ کر بات کرو اور جو میں کہوں اس سے غفلت میں نہ رہو، ابو جعفر نے کہا: ''میں تو خود آپ سے کچھ سیکھنے کا متمنی ہوں پھر بھلا میں کیونکر آپ کی باتوں کی طرف توجہ نہ دوں گا؟'' میں نے اسی لئے تو آپ کو بلوایا ہے کہ میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کچھ سیکھوں۔'' میں نے کہا: ''اے خلفیہ منصور! تم علم کی باتیں تو سنتے ہو لیکن ان پر عمل نہیں

کرتے۔'' یہ سن کر ربیع نے میری طرف تلوار بڑھائی اور غصے کا اظہار کیا، خلیفہ ابو جعفر منصور نے ربیع کو ڈانٹتے ہوئے کہا: ''اے ربیع! یہ علم کی مجلس ہے، عقوبت (یعنی سزا وغیرہ) کی مجلس نہیں۔

جب میں نے خلفیہ کی یہ بات سنی تو میری ڈھارس بندھی پھر میں نے کہا: اے ابو جعفر منصور! نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: ''جس کے پاس اللہ عزوجل کی طرف سے کوئی دینی نصیحت آئے تو بے شک وہ اللہ عزوجل کی جانب سے اس کے لئے نعمت ہے، اگر وہ اس نصیحت کو قبول کرے اور شکر ادا کرے (تو بہت اچھی بات ہے) ورنہ وہ نصیحت اللہ عزوجل کی جانب سے اس (بندے) کے خلاف حجت ہوگی، اور اس شخص کے گناہوں میں اضافہ ہوگا اور اللہ عزوجل کی ناراضگی اس پر زیادہ ہوگی۔'' (شعب الایمان للبیهقی، باب فی طاعة أولی الأمر، فصل فی نصیحة الولاة، الحدیث: ۷۴۱۰، ج۶، ص۲۹)

اے منصور! حضرت سیدنا عطیہ بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبئ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو حاکم اس حال میں رات گزارے کہ اپنی رعایا سے بے خبر ہو تو اللہ عزوجل اس پر جنت حرام فرما دیتا ہے۔'' (شعب الایمان للبیهقی، باب فی طاعة أولی الأمر، فصل فی نصیحة الولاة، الحدیث ۷۴۱۱، ج۶، ص۳۰)

اے خلیفہ! لوگوں کے دل اس لئے تیرے بارے میں نرم ہیں کہ تو اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے اقرباء میں سے ہے، اسی قرابت داری کی وجہ سے لوگوں نے تجھے اپنا حاکم مان لیا، ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم لوگوں پر بہت رحم وکرم فرماتے، کسی کے لئے اپنے دروازے بند نہ فرماتے اور کسی کو ملاقات سے نہ روکتے، سب سے مشفقانہ رویّہ رکھتے۔ جب لوگوں کو کوئی خوشی پہنچتی تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بھی خوش ہوتے اور اگر انہیں کوئی تکلیف پہنچتی تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پریشان ہوجاتے، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہر معاملے میں عدل وانصاف سے کام لیتے۔

اے خلیفہ منصور! تمہیں بہت سارے لوگوں کی ذمہ داری ملی ہے تم ان پر حاکم ہو۔ تمہیں تو سب کی فکر ہونی چاہئے، لیکن معاملہ اس کے برعکس ہے تم صرف اپنی ہی بھلائی کی فکر میں ہو، تم پر تو لازم ہے کہ لوگوں میں عدل وانصاف قائم کرو، ذرا سوچو تو سہی کہ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب لوگ تمہارے بارے میں ظلم وزیادتی کی شکایت کریں گے؟۔

اے خلیفہ منصور! حضرت سیدنا حبیب بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی کو حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ہاتھوں چھڑی سے بلا قصد خراش آ گئی تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس اعرابی کو بلایا اور فرمایا: ''مجھ سے بدلہ لے لو، اس نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میرے ماں باپ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر قربان! میں نے آپ کو معاف کیا، خدا عزوجل کی قسم! اگر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مجھے قتل بھی کر دیں تو میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے بدلہ نہیں لوں گا

ـ'' یہ سن کر حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس کے لئے دعائے خیر فرمائی۔

(المستدرک، کتاب الرقاق، باب دعاالنبی ﷺ اعرابیا الی القصاص من نفسہ، الحدیث ۸۰۱۳، ج۵، ص ۴۷۱)

اے خلیفہ منصور! نفسانی خواہشات کی پیروی چھوڑ دو، اپنے نفس کو راضی کرنے کے بجائے خدا عزوجل کی رِضا کے طلب گار بنو، اور اس جنت کی طرف رغبت کرو جس کی چوڑائی آسمانوں وزمین سے زیادہ ہے، اور جس جنت کے بارے میں سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب سینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: ''(جنت میں) تم میں سے کسی کا ایک کمان پر قبضہ دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب الحور العین وصفتھن، الحدیث ۲۷۹۶، ص ۲۲۵، لقید: بدلہ: لقاب)

اے منصور! بادشاہی اگر ہمیشہ رہنے والی شئے ہوتی تو تجھے ہرگز نہ ملتی، جس طرح یہ تم سے پہلوں کے پاس نہ رہی اسی طرح تمہارے پاس بھی نہ رہے گی، تمہارے بعد کسی اور کو، پھر کسی اور کو، اور اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔

اے خلیفہ! کیا تجھے معلوم ہے کہ تمہارے دادا حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس آیت کی کیا تشریح فرمائی:

مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا ج — ترجمۂ کنزالایمان: اس نوشتہ کو کیا ہوا نہ اس نے کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا نہ بڑا جسے گھیر نہ لیا ہو۔ (پ ۱۵، الکہف: ۴۹)

سنو! انہوں نے فرمایا: ''اس آیت میں صغیرہ خطا سے مراد تبسّم اور کبیرہ خطا سے مراد ضحک (یعنی ہنسنا ہے) ہے، اب ذرا سوچو کہ جو اعمال ہاتھوں اور زبان سے سرزد ہوتے ہیں تو ان کا کیا حال ہوگا۔''

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے: ''اگر دریائے فرات کے کنارے ایک بکری کا بچہ بھی مرجائے تو مجھے اس بات کا خوف ہے کہ کہیں مجھ سے اس کے بارے میں (بروزِ قیامت) سوال نہ کرلیا جائے۔''

اے منصور! تمہارے دورِ خلافت میں تو کتنے لوگ ظلم وزیادتی کے شکار ہوئے ہیں تم بروزِ قیامت کیا جواب دوگے؟

اے خلیفہ! تم بہت بڑی آزمائش میں مبتلا کردیئے گئے ہو، یہ ذمہ داری جو تجھے سونپی گئی ہے اگر آسمانوں اور زمین کو سونپی جاتی تو وہ اسے لینے سے ڈرتے اور انکار کردیتے، مروی ہے کہ ''امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک انصاری کو صدقہ کے مال پر عامل مقرر کیا، کچھ دنوں بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا کہ وہ انصاری شخص عامل بننے کے لئے تیار نہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے بلایا اور فرمایا: ''تجھے اپنی ذمہ دار پوری کرنے سے کس بات نے روکا؟ تمہیں معلوم نہیں کہ تمہاری اس ذمہ داری کا ثواب ایسا ہے جیسا کہ اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنا، اس کے باوجود تم یہ ذمہ داری قبول نہیں کر رہے، آخر کیا وجہ ہے؟ اس انصاری نے عرض کی: اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسولِ اکرم، نورِ مجسم، شاہِ بنی

آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص لوگوں کا حاکم بنا کل بروزِ قیامت اسے دوزخ کے پل پر کھڑا کیا جائے گا اس کے ہاتھ اس کی گردن سے بندھے ہونگے اور اس وقت اس کے جسم کے تمام اعضاء جدا جدا ہو جائیں گے، پھر دوبارہ اسے صحیح و سالم کھڑا کیا جائے گا، پھر اس سے حساب لیا جائے گا، اگر وہ نیک ہوا تو اپنی نیکیوں کی بدولت نجات پائے گا، اگر گناہ گار رہا تو اس کی وجہ سے جہنم کی آگ میں گر جائے گا۔''

اس انصاری سے یہ حدیث سن کر امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''تم نے یہ حدیث کس سے سنی؟ عرض کی: حضرت سیدنا ابو ذر اور حضرت سیدنا سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سنی ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے پاس ایک قاصد بھیج کر تصدیق کروائی تو ان دونوں حضرات نے فرمایا: ''واقعی ہم نے یہ حدیثِ پاک سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب سینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے سنی ہے۔''

جب امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سنا تو فرمایا: ''ہائے عمر! اب کون حاکم بنے گا، ذمہ داریاں اب کون قبول کرے گا؟'' یہ سن کر حضرت سیدنا ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''وہی قبول کرے گا جس کا چہرہ اللہ عزوجل زمین سے چپکا دے گا۔'' (شعب الایمان للبیھقی، باب فی طاعۃ أولی الأمر، فصل فی نصیحۃ الولاۃ، الحدیث ۷۴۱۵/۷۴۱۶، ج۶، ص ۳۱ تا ۳۲)

حضرت سیدنا امام عبدالرحمٰن بن عمرو اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میری یہ باتیں سن کر منصور نے رومال منگوایا اور اپنا چہرہ اس میں چھپا کر زار و قطار رونے لگا، اس کی حالت ایسی تھی کہ اس نے ہمیں بھی رُلا دیا۔

اے خلیفہ منصور! امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''حاکم وہی شخص بن سکتا ہے جو مضبوط عقل والا، صاحب رائے، شرم و حیا کا پیکر اور اللہ عزوجل کے معاملے میں کسی ملامت گو کی ملامت سے نہ ڈرتا ہو۔

پھر فرمایا: ''حکمران چار طرح کے ہوتے ہیں:

(۱)......وہ حاکم جو خود بھی گناہوں سے بچے اور اپنے عمّال (یعنی گورنروں) کو بھی گناہوں سے بچائے، ایسا حاکم اس مجاہد کی طرح ہے جو راہِ خدا عزوجل میں جہاد کرے۔

(۲)......وہ حاکم جو خود تو گناہوں سے دور رہتا ہو لیکن اپنے عمّال کو برائی سے روکنے میں سُستی سے کام لے اور انہیں گناہوں سے نہ روکے، تو ایسا حاکم ہلاکت کے بالکل قریب ہے، ہاں اگر اللہ عزوجل چاہے تو وہ ہلاکت و بربادی سے بچ سکتا ہے۔

(۳)......وہ حاکم جو اپنے عمّال کو تو گناہوں سے باز رکھے لیکن خود مرتکبِ معاصی ہو تو وہ ''حطمہ'' حاکم کی طرح ہے، جس کے بارے میں نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''سب سے

زیادہ براحاکم'' حطمہ'' ہے۔(یعنی یہ حاکم دوسروں کوتو گناہوں سے بچاتا رہالیکن خود گناہوں میں منہمک رہااور ہلاک ہوگیا۔)

(شعب الایمان للبیھقی، باب فی طاعة أولی الأمر، فصل فی نصیحة الولاة، الحدیث۷۴۱۷/۷۴۱۸/۷۴۱۹، ج۶، ص۳۲ تا ۳۳)

(صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب فضیلة الأمیر العادل وعقوبة الجائر......الخ، الحدیث ۱۸۳۰،ص۱۰۰۶)

(۴)......وہ حاکم جوخود بھی گناہ کرے اوراس کے عمّال بھی گناہ کریں تو یہ حاکم اور عمّال سب ہلاک ہونے والے ہیں۔

اے ابوجعفر! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ، ایک بار حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام سیّدُ المبلغین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں اس وقت آیا جب اللہ رب العزت نے (فرشتوں) کو حکم دیا کہ، قیامت تک جہنم کی آگ بھڑ کاتے رہو۔

سرکارِ مدینہ،قرارِقلب سینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:'' میرے سامنے دوزخ کے کچھ احوال بیان کرو، عرض کی:'' یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! اللہ عزوجل نے ابتداءً دوزخ کی آگ بھڑکانے کا حکم دیا چنانچہ وہ ایک ہزار سال تک جلتی رہی یہاں تک کہ سرخ ہوگئی، پھر ایک ہزار سال تک دوبارہ بھڑکایا گیا تو زرد ہوگئی، پھر ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا تو سیاہ ہوگئی، اوراب وہ سیاہ، سخت اندھیرے والی ہے، اس کے شعلے اور انگاروں میں روشنی نہیں،اس پاک پروردگار عزوجل کی قسم! جس نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو نبی برحق بنا کر بھیجا اگر جہنمیوں کے لباس کا ایک کپڑا بھی زمین والوں پر ظاہر کردیا جائے تو روئے زمین کے تمام لوگ ہلاک ہوجائیں، اگر جہنم کے پانی کا ایک قطرہ بھی زمین کے پانی میں ڈال دیا جائے تو سارا پانی کڑوا ہوجائے اور جو بھی اسے چکھے وہ ہلاک ہوجائے ،اور جہنم کی وہ زنجیریں جن کا تذکرہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے، اگران میں سے ایک ذراع کے برابر بھی زمین کے تمام پہاڑوں پر ڈال دی جائے تو تمام پہاڑ ریزہ ریزہ ہوجائیں، اوراگر جہنمیوں میں سے کوئی شخص جہنم سے باہر آجائے تو اس کی بدبو اور جلے ہوئے جسم کو دیکھ کر تمام لوگ ہلاک ہوجائیں۔''

سرکارِ مدینہ،قرارِقلب سینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم یہ سن کررونے لگے،آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو روتا دیکھ کر حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام بھی رونے لگے اور پھر عرض کی: یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! اللہ عزوجل نے تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صدقے آپ کے اگلوں، پچھلوں کے گناہ معاف فرمادیئے ہیں پھر بھی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس قدر رورہے ہیں؟ یہ سن کر رسولوں کے سالار دوعالم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار،شہنشاہِ ابرار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:'' کیا میں اپنے رب عزوجل کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

فکرِ امت میں راتوں کوروتے رہے عاصیوں کے گناہوں کودھوتے رہے

تم پہ قربان جاؤں مرے مہ جبیں تم پہ ہردم کروڑوں درود وسلام

اے جبریل امین علیہ السلام تم کیوں رو رہے ہو؟ حالانکہ تم تو روح الامین ہو اور اللہ عزوجل کی جانب سے وحی پر امین ہو، یہ سن کر حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی: یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم، مجھے اس خوف نے رلایا کہ کہیں میں بھی ہَارُوْت اور مَارُوْت (یہ دو فرشتوں کے نام ہیں) کی طرح آزمائش میں مبتلا نہ ہو جاؤں بس اسی خوف نے مجھے اس مرتبے پر اعتماد کرنے سے روک دیا جو مرتبہ میرا بارگاہ خداوندی عزوجل میں ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ میں بھی قربِ الٰہی عزوجل سے دور ہو جاؤں۔''

(شعب الایمان للبیهقی، باب فی طاعة أولی الأمر، فصل فی نصیحة الولاة، الحدیث ٧٤٢٠، ج٦، ص٣٣تا٣٤)

اے ابو جعفر منصور! امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس طرح دعا کی: ''اے میرے پاک پروردگار عزوجل! جب میرے پاس دو شخص فیصلہ کروانے آئیں اور میرا دل ان میں سے کسی ایک کی جانب مائل ہو جائے تو مجھے تھوڑی سی بھی مہلت نہ دینا۔

اللہ اس سے پہلے ایمان پہ موت دے دے

نقصاں میرے سبب ہو سنتِ نبی کا

اے ابو جعفر منصور! ''اللہ عزوجل کے حضور حساب وکتاب کے لئے کھڑا ہونا بہت شدید ہے، اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے زیادہ مکرّم شئے تقویٰ و پرہیز گاری ہے، جو شخص اللہ عزوجل کی فرمانبرداری کے ذریعے عزت کا طلب گار ہو تو اللہ عزوجل اسے عزت وبلندی عطا فرماتا ہے، اور جو اس کی نافرمانی کے ذریعے عزت کا طلب گار ہو تو اللہ عزوجل اسے ذلیل وخوار کر دیتا ہے۔''

اے خلفیہ ابو جعفر منصور! یہ میری طرف سے کچھ نصیحت آموز کلمات تھے انہیں قبول کرلو، اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے اور سلامتی عطا فرمائے، اتنا کہنے کے بعد میں واپس جانے لگا تو خلیفہ نے کہا: ''حضور کہاں جا رہے ہیں؟'' میں نے کہا: ''میں امیر کی اجازت سے اپنے شہر اور اہل وعیال کی طرف جا رہا ہوں کیا تم مجھے جانے کی اجازت دیتے ہو؟''

خلیفہ ابو جعفر منصور نے کہا: ''جائیے خوشی سے جایئے اور میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شکر گزار ہوں کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے نصیحت فرمائی، میں ان باتوں پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا۔ (ان شاء اللہ عزوجل) اللہ عزوجل ہی بھلائی کی توفیق عطا فرماتا ہے اور وہی مددگار ہے، میں اسی سے مدد طلب کرتا، اسی پر بھروسہ کرتا ہوں، وہی میرا نگہبان اور کارساز ہے، اے عبدالرحمٰن بن عمر اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! آپ مجھے نہ بھولنا اور اسی طرح کی نصیحتیں وقتاً فوقتاً کرتے رہنا ان شاء اللہ عزوجل میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی باتوں پر ضرور عمل کروں گا۔'' میں نے کہا: ''اے خلیفہ! ان شاء اللہ عزوجل میں بھی تمہیں ایسی باتیں بتاتا رہوں گا۔''

حضرت سیدنا محمد بن معصب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''جب حضرت سیدنا امام اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جانے لگے تو

خلیفہ منصور نے تحائف اور رقم وغیرہ بھجوائی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحائف وہدایا لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا: ''مجھے ان چیزوں کی ضرورت نہیں کیونکہ میں اپنی دینی نصیحتوں کو دنیوی حقیر مال کے بدلے فروخت نہیں کرنا چاہتا، مجھے میرے رب عزوجل کی طرف سے ملنے والا اجر ہی کافی ہے۔

میرا ہر عمل بس ترے واسطے ہو
کر اخلاص ایسا عطا یا الٰہی

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر166: عظیم لوگوں کی عظیم سوچ

حضرت سیدنا ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ''یزید بن معاویہ نے حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیغام بھیجا'' کہ وہ اپنی صاحبزادی کا نکاح مجھ سے کر دیں'' حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکار فرما دیا۔ پھر ایک غریب شخص نے نکاح کا پیغام بھجوایا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبول فرما لیا اور اپنی صاحبزادی کا نکاح اس غریب شخص سے کر دیا۔

لوگوں میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی صاحبزادی کے لئے حاکمِ وقت کا رشتہ ٹھکرا دیا اور ایک غریب شخص سے اپنی صاحبزادی کا نکاح کر دیا۔ جب لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی، تو حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میں نے اپنی بیٹی کی بھلائی چاہتے ہوئے یہ فیصلہ کیا ہے (یعنی میرے اس عمل میں اسی کا فائدہ ہے) تمہارا کیا خیال ہے کہ جب ہر وقت میری بیٹی کے سر پر ایک بے حیاء ظالم شخص کھڑا رہتا، اور وہ ایسے محلات میں ہوتی جن کی چکاچوند روشنی آنکھوں کو خیرہ کر دے تو بتاؤ کیا اس وقت میری بیٹی کا دِین سلامت رہتا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر167: **کہاں ہے وہ مردِ صالح؟**

حضرت سیدنا وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''اللہ عزوجل کے ایک ولی نے گوشہ نشینی اختیار کررکھی تھی ، لوگ اس کی زیارت وملاقات کے لئے جاتے تو وہ انہیں وعظ و نصیحت کرتا، جب اس محفل سے لوگ واپس آتے تو علم وعمل کا خزانہ لے کرآتے ، ایک دفعہ لوگ اس کی محفل میں جمع تھے اس نے فرمایا: ''اے لوگو! ہم نے اپنے گھروں اوراہل وعیال کواس لئے چھوڑ دیا کہ ان میں رہ کرکہیں ہم معصیت میں مبتلا نہ ہوجائیں، لیکن مجھے خوف ہے کہ کہیں ہمیں ایسی مصیبت لاحق نہ ہوجائے جو اس مصیبت سے بری ہو جو اہلِ ثروت اور مالداروں کو لاحق ہوتی ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے کہ میری دینداری کی وجہ سے لوگ میری حاجات کو پورا کریں اور جب میں کوئی چیز خریدوں تو بھی لوگ میری دینداری کی وجہ سے رعایت سے کام لیں، جب میں لوگوں سے ملوں تو میری تعظیم کی جائے لوگ میرا ادب بجالائیں۔

اے لوگو! یہ تمام امور بہت تباہ کُن ہیں لہٰذا ان سے ہمیشہ بچنا، اللہ عزوجل کے اس ولی کا یہ نصیحت آموز کلام لوگوں میں پھیل گیا حتی کہ بادشاہِ وقت کو بھی اس کی نصیحت آموز باتیں پہنچ گئیں، بادشاہ اس ولی اللہ کی بارگاہ میں سلام عرض کرنے کے لئے حاضر ہوا، جب وہاں پہنچا تو لوگوں نے کہا: ''اے مردصالح ! دیکھو بادشاہ تم سے ملاقات کرنے آیا ہے اس نے کہا: ''باشادہ مجھ سے کیوں ملنا چاہتا ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ آپ کی نصیحت آموز باتیں سننے آیا ہے، اس نیک شخص نے یہ سنا تو کہا: ''کیا کھانے کی کوئی شئے ہے؟ ایک شخص نے کہا: جی ہاں! میرے پاس کچھ کھجوریں ہیں آپ ان سے روزہ افطار کرلینا، یہ کہہ کر اس نے کھجوریں اس مردصالح کے حوالے کردیں اس نے فوراً کھجوریں کھانا شروع کردیں حالانکہ وہ سارا سال روزے رکھتا تھا، جب بادشاہ نے یہ حالت دیکھی تو متعجب ہوکر لوگوں سے پوچھا: ''وہ نیک مرد کہاں ہے جس کی خاطر میں یہاں آیا ہوں، کیا یہ وہی شخص ہے؟ لوگوں نے کہا: ''جی ہاں! یہی وہ مردصالح ہے جس کی نصیحت آموز باتیں مشہور ہیں، یہ سن کر بادشاہ نے کہا: ''مجھے تو اس میں کوئی بھلائی نظر نہیں آتی یہ کہہ کر بادشاہ وہاں سے چلا گیا۔''

جب بادشاہ چلا گیا تو نیک شخص نے کہا: شکر ہے اس پاک پروردگار عزوجل کا جس نے مجھ سے بادشاہ کو دور کردیا یہ بہت اچھا ہوا کہ بادشاہ مجھ سے متاثر نہ ہوا بلکہ اس نے مجھے برا بھلا کہا (یعنی اس طرح میں حُبِّ جاہ اور ریاکاری سے بچ گیا)

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

حکایت نمبر168:

فقیر کی دعا

حضرت سیدنا ابراہیم حربی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''جمعہ کے دن میں نے حضرت سیدنا بشر حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے پیچھے نماز ادا کی اتنے میں ایک پراگندہ حال شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا: ''اے لوگو! ڈرو کہیں میں اپنی بات میں سچا نہ ہو جاؤں، مجبوری کے وقت اختیار نہیں، جب کوئی چیز موجودہ نہ ہو تو سکون نہیں، جب کچھ موجود ہو تو سوال کرنا جائز نہیں، اے لوگو! اللہ عزوجل تم پر رحم کرے میری مدد کرو۔''

یہ سن کر حضرت سیدنا بشر حافی علیہ رحمۃ اللہ تعالی الکافی نے اس فقیر کو ایک سکّہ دیا جب سکہ لے کر وہ جانے لگا تو میں اس کے پاس گیا اور کہا: ''تم یہ سکّہ مجھے دے دو اور ایک درہم مجھ سے لے لو، اس نے انکار کر دیا، میں نے کہا: ''دو درہم لے لو، اس نے پھر انکار کیا، میں نے کہا: ''دس درہم لے لو اور یہ ایک سکہ مجھے دے دو، یہ سن کر اس فقیر نے کہا: ''اے نوجوان! آخر اس سکّے میں ایسی کیا بات ہے کہ تم اس کے بدلے دس درہم دینے کو تیار ہو؟ میں نے کہا: ''جس کے ہاتھوں تمہیں یہ سکہ ملا ہے وہ اللہ عزوجل کا نیک بندہ ہے۔ (یقیناً اس کی دی ہوئی چیز بھی برکت والی ہوگی)

فقیر نے کہا: ''تب تو مجھے اس میں زیادہ رغبت ہونی چاہئے ایک ولی اللہ کے ہاتھ سے دی ہوئی چیز میں کسی قیمت پر تمہیں نہیں دوں گا، میں اسے اپنی جان پر خرچ کروں گا تا کہ میری تنگدستی دور ہو اور میری حاجات پوری ہو جائیں، میں نے کہا: ''دیکھو یہ سعادت کسی کسی کو ملتی ہے۔ اچھا تم میرے لئے دعا کرو۔'' فقیر نے دعا دیتے ہوئے کہا: ''اللہ عزوجل تمہارے دل کو زندہ رکھے، اور تجھے ان لوگوں میں سے بنائے جنہوں نے سب کچھ دے کر (ابدی) زندگی (کی نعمتوں) کو خرید لیا اور کسی بھی قیمت پر اخروی نعمتوں کا سودا نہ کیا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم}

حکایت نمبر169:

ایک سرد رات

حضرت سیدنا محمد بن کعب رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالی عنہ کے ہاں چند مہمان آئے، سخت سردی کا موسم تھا، جب رات ہوئی تو آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے مہمانوں کے لئے سادہ سا کھانا بھجوایا اور سردی سے بچاؤ

کے لئے بستر وغیرہ نہ بھجوائے، مہمانوں میں سے کسی نے کہا: ''ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اتنی سخت سردرات میں صرف سادہ سا کھانا بھجوایا اور بستر وغیرہ نہیں بھجوائے، میں اس کی وجہ ضرور معلوم کروں گا۔'' دوسرے نے کہا: ''اس معاملے کو چھوڑ، لیکن وہ شخص نہ مانا اور حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کی جانب چل دیا، وہاں جا کر اسے معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی زوجۂ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس اتنی سردرات میں بھی صرف اتنا لباس تھا جس سے ستر پوشی ہو سکے اس کے علاوہ کوئی لحاف وغیرہ نہ تھا۔

اس مہمان نے کہا: ''اے ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ! کیا بات ہے کہ تم نے بھی اس طرح بغیر لحاف کے رات گزاری ہے جس طرح ہم نے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً ارشاد فرمایا: ''بے شک ہمارے لیے آخرت میں ایک گھر ہے جس کی طرف ہمیں منتقل ہو جانا ہے، ہم نے تمام لحاف اور بستر وغیرہ اس گھر کی طرف بھیج دیئے ہیں (یعنی تمام مال واسباب راہِ خدا عزوجل میں خرچ کر کے آخرت کے لئے ذخیرہ کرلیا ہے) اگر میرے پاس کوئی بستر وغیرہ ہوتا تو میں ضرور اپنے مہمانوں کی طرف بھیجتا اور سنو! ہمارے سامنے ایک دشوار گزار گھاٹی ہے جسے کمزور شخص، زیادہ وزن والے کی نسبت جلدی پار کرلے گا، اے شخص! جو باتیں میں نے کیں کیا تجھے وہ سمجھ آگئیں ہیں؟'' اس نے کہا: ''جی ہاں۔'' (یعنی میں خوب سمجھ چکا ہوں۔)

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 170:

درسِ عرفاں

حضرت سیدنا ابن مسروق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ایک مرتبہ ہمارا قافلہ ملک شام کے شہروں میں سفر پر تھا، ہم راستہ سے ہٹ کر ایک پہاڑی علاقے کی طرف جا نکلے، ہمارے رفقاء میں سے ایک شخص نے کہا: ''ہم راستے سے بھٹک چکے ہیں اور پہاڑی علاقے میں آگئے ہیں۔ پہاڑی علاقوں، صحراؤں اور جنگلوں وغیرہ میں بعض نیک لوگ دنیا سے الگ تھلگ رہ کر اپنے پاک پروردگار عزوجل کی عبادت کرتے ہیں، آؤ! ہم بھی ان پہاڑوں میں کسی اللہ عزوجل کے برگزیدہ بندے کو تلاش کریں اور اس سے اکتسابِ فیض کریں۔ اگر یہاں کسی وادی میں کسی عبادت گزار شخص سے ہماری ملاقات ہوگئی تو ان شاء اللہ عزوجل ہمیں ان کی صحبت سے بہت کچھ سیکھنے کو ملے گا۔ اگر انہوں نے ہم سے گفتگو کی تو ان کی حکمت آمیز باتوں سے ہمیں بہت فائدہ ہوگا۔''

چنانچہ ہم سب قافلے والے کسی عابد کی تلاش میں اس وادی میں گھومنے لگے، ایک جگہ انتہائی نورانی چہرے والا ایک شخص نظر آیا، جب ہم اس کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ وہ زاروقطار رو رہا ہے۔

حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اس بزرگ سے پوچھا: ''اے نیک انسان! تم کیوں رو رہے ہو، تمہیں کس چیز کے غم نے رُلایا ہے؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ بات سن کر اس عابد نے جواب دیا: ''میں کیوں نہ روؤں، ہماری اُخروی منزل کے راستے بہت دشوار گزار ہیں اور ان راستوں پر چلنے والوں کی تعداد بہت کم رہ گئی ہے، نیک اعمال چھوڑ دیئے گئے ہیں، نیکیوں کی طرف رغبت کرنے والے لوگ بہت کم ہیں۔ لوگ خود حق بات نہیں کرتے لیکن دوسروں کو حق گوئی کی تلقین کرتے ہیں۔ قول و فعل میں تضاد کا یہ عالم ہے کہ ہر شخص ایک دوسرے کو نیک اعمال کی ترغیب دلاتا ہوا نظر آتا ہے لیکن خود عمل سے دور رہتا ہے۔ لوگوں نے نرمی اور رخصت والا راستہ اختیار کیا ہوا ہے اور اکثر باتوں میں کسی نہ کسی طرح کی تاویل نکال کر نیک اعمال میں سستی کرتے ہیں۔ آج کل لوگوں نے نیک لوگوں کی پیروی چھوڑ کر نافرمانوں اور دنیاداروں کے مذموم افعال کی اتباع شروع کر دی ہے۔''

پھر اس عابد نے ایک زوردار چیخ ماری اور کہنے لگا: ''نہ جانے کیوں لوگوں کے دل اس فانی دنیا کی خوشیوں سے تو مسرور و شاداں ہوتے ہیں لیکن اللہ عزوجل کی محبت سے دور ہیں۔ اس کی سچی محبت ان کے دلوں میں گھر کیوں نہیں کرتی، زمین و آسمان کے مالک عزوجل کی محبت سے انہیں آشنائی کیوں نہیں ہوتی، یہ اس کی محبت میں کامل کیوں نہیں؟''

پھر وہ عابد چیخنے لگا اور یہ کہتا ہوا وہاں سے چل پڑا: ''ہائے حسرت و افسوس! علماءِ سوء کی فتنہ انگیزیوں پر! ہائے شدتِ غم! ان لوگوں پر جو (گناہوں کے باوجود) ناز و نخرے کرتے ہیں اور بڑی جرأت مندی سے دندناتے پھرتے ہیں۔'' وہ عابد کچھ سوچ کر دوبارہ ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا: ''علماء میں سے وہ علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کہاں ہیں جنہیں یہ توفیق ہو کہ وہ اپنے علم پر عمل کرتے ہوں پھر بھی ان کا شمار نیک لوگوں میں ہوتا ہے، اپنے آپ کو زاہد کہنے والوں میں حقیقی زاہد کون ہیں؟ آج کل ایسے عظیم لوگ کہاں ملتے ہیں؟'' اتنا کہنے کے بعد اس عابد نے رونا شروع کر دیا۔ اور کہا:

جو حقیقی عالم اور حقیقی زاہد و متقی ہوگا اسے ہر وقت حشر کے میدان میں طویل قیام، اس کی ہولناکیوں اور وہاں کی سختیوں کی فکر دامن گیر ہوگی اور اسے تو ہر وقت یہی فکر و غم ہوگا کہ میں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں کس طرح اس کے سوالوں کا جواب دوں گا، نہ جانے میرا ٹھکانہ جنت میں ہوگا یا جہنم کی آگ میرا مقدر ہوگی؟ ایسی ہی باتوں میں غور و فکر کرنا علماء ربانیین کا محبوب مشغلہ ہے۔

تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد پھر وہ بولا: ''میں کثرت کلام سے اپنے پاک پروردگار عزوجل کی پناہ چاہتا ہوں، اللہ عزوجل ہمیں فضول گوئی سے بچائے اور ایسی باتیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو نیکی کی دعوت پر مبنی ہوں۔'' اتنا کہنے کے بعد وہ شخص ہمیں

چھوڑ کر وہاں سے چلا گیا لیکن جاتے جاتے ہمارے دِلوں کو غم وملال اور فکرِ آخرت سے بھر گیا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

ذکرو درود ہر گھڑی ورد زباں رہے ۔۔۔ میری فضول گوئی کی عادت نکال دو

حکایت نمبر171:

دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوے

حضرت سیدنا علی بن احمد بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا ابو بکر شبلی علیہ رحمۃ اللہ الولی کو یہ فرماتے سنا:''میں ایک مرتبہ مکہ مکرمہ سے ملک شام جا رہا تھا، راستے میں میری ملاقات ایک راہب (یعنی عیسائیوں کے عالم) سے ہوئی۔ وہ ایک گرجا (عبادت خانہ) میں تھا۔ میں نے اس سے پوچھا:''تُو نے اپنے آپ کو لوگوں سے الگ تھلگ اس گرجا میں کیوں قید کر رکھا ہے؟'' اس راہب نے جواب دیا:''میں یہاں اکیلا اس لئے رہتا ہوں تاکہ زیادہ سے زیادہ عبادت کر سکوں اور دُنیوی مشاغل میری عبادت میں رکاوٹ نہ بنیں۔'' میں نے پوچھا:''تُو کس کی عبادت کرتا ہے؟'' اس نے جواب دیا:''میں حضرت سیدنا عیسٰی علیہ السلام کی عبادت کرتا ہوں اور انہیں کے لئے اعمال صالحہ کرتا ہوں۔''

میں نے کہا:''کیا وجہ ہے کہ تُو معبودِ حقیقی اللہ عزوجل کی عبادت چھوڑ کر اس کے نبی علیہ السلام کی عبادت کرتا ہے حالانکہ عبادت کے لائق تو صرف اللہ عزوجل ہی کی ذات ہے، معبودِ برحق تو صرف اللہ عزوجل ہی ہے پھر تُو حضرت سیدنا عیسٰی علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبادت کیوں کرتا ہے؟'' میری یہ بات سن کر اس راہب نے کہا:''حضرت سیدنا عیسٰی (علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) نے چالیس دن اور چالیس راتیں بغیر کھائے پیئے گزار دیں۔''

میں نے اس سے پوچھا:''اے راہب! جو شخص چالیس دن اور راتیں بغیر کھائے پیئے بھوکا پیاسا گزار دے تو کیا وہ معبود بن جاتا ہے؟'' راہب نے کہا:''ہاں! ایسا شخص واقعی عبادت کے لائق ہے۔''

حضرت سیدنا ابو بکر شبلی علیہ رحمۃ اللہ الولی فرماتے ہیں، میں نے اس سے کہا:''اے راہب! میں یہاں تیرے ساتھ رہتا ہوں تو شمار کرنا کہ میں کتنے دن تک بغیر کھائے پیئے رہ سکتا ہوں۔'' چنانچہ میں اس راہب کے ساتھ اس کے گرجا میں رہنے لگا۔ مَیں دن رات عبادتِ الٰہی عزوجل میں مشغول رہتا، نہ کچھ کھاتا نہ پیتا۔ اس طرح جب چالیس دن اور چالیس راتیں گزر گئیں تو میں نے اس راہب سے کہا''اگر تُو چاہے تو میں مزید کچھ دن بغیر کھائے پیئے گزار سکتا ہوں۔'' راہب نے جب میری یہ حالت

دیکھی تو پوچھا: ''تمہارا دین کون سا ہے؟'' میں نے کہا: ''میں نبیِ آخر الزماں، شہنشاہِ کون ومکاں، والیٔ دوجہاں، رحمتِ عالمیاں حضرت محمد مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا اُمتی ہوں، مَیں ان کا ادنیٰ سا غلام ہوں اور ہمارا دین ''اِسلام'' ہے۔''

وہ راہب میرے پاس آیا اس نے عیسائیت سے توبہ کی اور کلمہ پڑھ کر دامنِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم سے وابستہ ہوگیا۔ پھر میں اسے اپنے ساتھ دمشق لے آیا اور وہاں کے لوگوں سے کہا: ''اے لوگو! اپنے اس نومسلم بھائی کی خوب خیر خواہی کرنا اور اسے کسی قسم کی پریشانی نہ ہونے دینا۔''

میں چند دن دمشق رہا۔ وہ شخص اب ہر وقت اللہ عزَّوجلَّ کی عبادت میں مشغول رہتا، خوب مجاہدات کرتا۔ پھر جب میں دمشق سے واپس آیا تو اسے اس حال میں چھوڑ کر آیا کہ اس کا شمار اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں ہونے لگا۔''

{اللہ عزَّوجلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر172:

عجیب وغریب نشانی

حضرت سیدنا حاتمِ اَصم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم فرماتے ہیں، ایک مرتبہ میری ایک راہب سے ملاقات ہوئی۔ میں نے اس سے کہا: ''تجھے اس ذات کی قسم جس کی تُو عبادت کرتا ہے! اپنے معبود سے سوال کر کہ وہ ہمیں کوئی عجیب وغریب نشانی دکھائے۔'' میری یہ بات سن کر راہب نے کہا: ''تم کیا نشانی دیکھنا چاہتے ہو؟'' میں نے کہا: ''تم جس کی عبادت کرتے ہو اس سے دعا کرو کہ وہ سامنے خالی زمین میں تازہ کھجوروں سے لدا ہوا ایک درخت اُگا دے۔''

وہ راہب اپنے گرجا میں داخل ہوا اور کچھ دیر بعد باہر آکر کہنے لگا: ''وہ دیکھو! تمہارے سامنے کیا ہے؟'' جب میں نے سامنے کی طرف دیکھا تو وہاں ایک کھجور کا درخت نظر آیا جس میں تازہ کھجوریں لگی ہوئی تھیں۔'' پھر اس راہب نے مجھ سے کہا: ''اے دینِ محمدی کو ماننے والے! اب تُو اپنے معبود سے دعا کر کہ وہ ہمارے لئے کوئی عجیب وغریب نشانی ظاہر کرے۔'' میں نے کہا: ''اے راہب! بتا تُو کس طرح کی نشانی دیکھنا چاہتا ہے؟'' اس نے کہا: ''تم اپنے معبود سے دعا کرو کہ وہ اس کھجور کے گرد سبزہ اُگا دے اور ہر طرف ہریالی ہی ہریالی کردے۔'' راہب کی یہ بات سن کر میں ایک طرف گیا اور اپنے مالکِ حقیقی عزَّوجلَّ کی بارگاہ میں سربسجود ہو کر اس طرح دعا کی: ''اے میرے رحیم وکریم پروردگار عزَّوجلَّ! تُو خوب جانتا ہے کہ میں تجھ سے جو دعا مانگ رہا ہوں

تیرے دین کی سربلندی کے لئے مانگ رہا ہوں۔اے میرے مولیٰ عزوجل! میری دعا قبول فرما۔‘‘

جب میں نے سجدے سے سر اُٹھایا تو دیکھا کہ وہ زمین جو ابھی کچھ دیر پہلے ویران تھی اور اس پر سبزہ نام کو نہ تھا، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ! اب وہ سرسبز وشاداب ہوچکی تھی، ہر طرف ہریالی ہی ہریالی تھی اور کھجور کے چاروں طرف بہترین قسم کے پودے اُگے ہوئے تھے۔

پھر میں نے اس راہب سے پوچھا: ’’اے راہب! تجھے تیرے معبود کی قسم! سچ سچ بتا کہ تُو نے کن الفاظ کے ذریعے دعا کی اور کس سے دعا کی؟‘‘ اس راہب نے جواب دیا: ’’تمہارے یہاں آنے سے پہلے ہی اسلام کی محبت میرے دل میں پیدا ہوگئی تھی۔ پھر جب تم نے نشانی دکھانے کے لئے کہا تو میں گرجا میں گیا اور تمہارے قبلہ (یعنی خانہ کعبہ) کی طرف سجدہ کیا پھر اس طرح دعا کی: ’’اے میرے پروردگار عزوجل! جس دینِ محمدی کی محبت تُو نے میرے دل میں ڈالی ہے اگر وہ تیرے نزدیک حق وسچ اور مقبول ہے تو مجھے یہ نشانی دکھادے کہ تازہ پھلوں سے لدا ہوا کھجور کا درخت اُگ آئے۔‘‘ میں نے ان ہی الفاظ کے ساتھ دعا مانگی تھی۔

حضرت سیدنا حاتمِ اَصم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم نے اس راہب سے کہا: ’’ہمیں یہ دونوں نشانیاں ایک ہی ذات نے دکھائی ہیں جو واقعی معبودِ حقیقی ہے۔‘‘

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ باتیں سن کر اس راہب نے کہا: ’’حضور! میں نصرانیت سے توبہ کرتا ہوں اور سچے دل سے مسلمان ہوتا ہوں، پھر اس نے کلمۂ شہادت پڑھا: ’’اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔‘‘

بجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں ؎ شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر173: لاش غائب ہوگئی

حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ’’میں ایک متقی وپرہیزگار شخص کے جنازہ میں شریک ہوا۔اسے بصرہ کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔تدفین کے بعد لوگ اپنے اپنے گھروں کی طرف چلے گئے اور میں قریبی جنگل کی طرف چلا گیا۔ وہاں اللہ عزوجل کی قدرت میں غوروفکر کرتا رہا۔ایک جگہ بہت گھنے درخت تھے۔میں نے جب بغور دیکھا تو ان درختوں کے پیچھے ایک غار نظر آیا۔میں نے اپنے دل میں کہا: ’’شاید! یہ غار ڈاکوؤں اور لٹیروں کی آماجگاہ ہے۔جب میں اس غار کے قریب گیا تو

دیکھا کہ وہاں نورانی چہرے والا ایک حسین وجمیل نوجوان اُون کا جبّہ پہنے بڑے خشوع وخضوع سے نماز پڑھ رہا تھا۔ میں اس کے قریب جا کر بیٹھ گیا۔ اس نوجوان نے رکوع وسجود کے بعد سلام پھیرا اور میری جانب متوجہ ہوا۔ میں نے سلام کیا اس نے جواب دیا۔ میں نے اس سے پوچھا: ''اے میرے بھائی! آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟'' اس نے کہا: ''میں ملکِ ''شام'' کا رہائشی ہوں۔'' میں نے پوچھا: ''آپ شام سے بصرہ کس مقصد کے لئے آئے ہیں؟'' اس نے جواب دیا: ''میں نے سنا تھا کہ بصرہ اور اس کے قریبی علاقوں میں عابدین وزاہدین اور باعمل علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ بہت زیادہ ہیں۔ چنانچہ میں شام سے بصرہ چلا آیا تاکہ ان اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے اکتسابِ فیض کرسکوں اور ان سے علم وعمل سیکھوں۔''

میں نے اس سے پوچھا: ''اے بندۂ خدا عزوجل! تمہارے کھانے پینے کا اِنتظام کس طرح ہوتا ہے؟ یہاں جنگل میں تمہیں کھانا کیسے میسر آتا ہوگا؟'' اس نے جواب دیا: ''جب بھوک لگتی ہے تو درختوں کے پتے کھالیتا ہوں اور جب پیاس محسوس ہوتی ہے تو جنگل میں موجود تالابوں سے پانی پی لیتا ہوں۔'' میں نے کہا: ''اے نوجوان! میری خواہش ہے کہ میں تمہیں عمدہ آٹے کی دو روٹیاں پیش کردیا کروں تاکہ تم انہیں کھا کر عبادت پر قوت حاصل کرسکو۔'' تو وہ نوجوان کہنے لگا: ''ایسی باتیں چھوڑو، میں نے کئی سالوں سے کھانا نہیں کھایا، پتے کھا کر ہی گزارہ کر رہا ہوں۔'' میں نے کہا: ''اے میرے بھائی!'' اگر تم ہمارے کھانے کو قبول کرلوگے تو ہماری خوش قسمتی ہوگی۔ تم ہماری طرف سے کچھ نہ کچھ قبول کرلو تاکہ ہمیں برکتیں حاصل ہوں۔'' وہ نوجوان بولا: ''اچھا اگر تم بضد ہو تو جَو کے بغیر چھنے آٹے کی دو روٹیاں لے آؤ اور سالن کی جگہ نمک لانا۔''

حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: پھر میں اس نوجوان کے پاس سے چلا آیا اور ''جَو'' کے بغیر چھنے آٹے کی دو روٹیاں پکوائیں، ان پر نمک رکھا اور واپس اسی جنگل کی طرف چل دیا۔ جب میں غار کے قریب پہنچا تو وہاں کا منظر دیکھ کر میں بہت حیران ہوا۔ میں نے دیکھا کہ ایک خونخوار شیر غار کے دہانے پر بیٹھا ہوا ہے۔ میں نے دل میں کہا: ''ایسا نہ ہو کہ اس خونخوار درندے نے اس نوجوان کو مار ڈالا ہو۔'' میں بہت پریشان ہوگیا تھا۔ پھر میں ایک اونچی جگہ پر چڑھا جہاں سے غار کا اندرونی حصہ نظر آرہا تھا۔ مجھے یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ! وہ نوجوان صحیح وسالم ہے اور اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں سربسجود ہے۔ میں نے بلند آواز سے اسے پکارا: ''اے میرے بھائی! تجھے کیا ہوگیا ہے کہ تُو اپنے آس پاس کے حالات سے بے خبر ہے؟ شاید عبادتِ الٰہی عزوجل میں مشغولیت کی وجہ سے تجھے باہر کے حالات کی خبر نہیں۔'' میری یہ آواز سن کر اس نوجوان نے نماز میں تخفیف کی اور سلام پھیرنے کے بعد کہنے لگا: ''اے اللہ عزوجل کے بندے! تم نے ایسی کیا چیز دیکھ لی ہے جس کی وجہ سے تم اتنے پریشان ہو رہے ہو؟'' تو میں نے کہا: ''وہ دیکھو غار کے دہانے پر ایک خونخوار شیر گھات لگائے بیٹھا ہے

اور ایسا لگتا ہے کہ وہ ابھی حملہ کردے گا۔''

اس نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا:''**اے خداعزوجل کے بندے! اگر تُو اس ذات سے ڈرتا جس نے اس شیر کو پیدا کیا ہے تو یہ تیرے لئے بہت بہتر تھا۔**'' پھر اس نوجوان نے شیر کی طرف توجہ کی اور کہا:''اے درندے! بے شک تُو اللہ عزوجل کے کتوں میں سے ایک کتا ہے۔ اگر تجھے بارگاہِ خداوندی عزوجل سے حکم ملا ہے کہ تُو مجھے کوئی نقصان پہنچائے تو پھر میں تجھے روکنے کی قدرت نہیں رکھتا اور اگر تجھے اللہ ربُّ العزَّت کی طرف سے حکم نہیں ملا تو پھر مجھے تیرا کوئی خوف نہیں۔ پھر تیری بہتری اسی میں ہے کہ تُو یہاں سے چلا جا، تُو خواہ مخواہ میری اور میرے بھائی کی ملاقات میں حائل ہو رہا ہے۔''

ابھی اس نیک خصلت نوجوان نے اپنی بات مکمل بھی نہ کی تھی کہ وہ شیر دہاڑنے لگا اور دم ہلاتا ہوا وہاں سے اس طرح بھاگا جیسے اسے اپنا کوئی شکار نظر آ گیا ہو۔ جب شیر وہاں سے چلا گیا تو میں اس نوجوان کے پاس آیا اور یہ کہتے ہوئے دونوں روٹیاں اس کے سامنے رکھ دیں کہ''اے میرے دوست! جو چیز تُو نے طلب کی تھی وہ حاضر ہے۔''اس نے روٹیاں لیں اور انہیں حسرت بھری نگاہوں سے دیکھنے لگا پھر وہ رونے لگا، روتے روتے اس کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ پھر اس نے روٹیاں نیچے رکھ دیں اور آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا:''اے میرے پاک پروردگار عزوجل! میں تجھے تیرے عرشِ عظیم کا واسطہ دے کر التجاء کرتا ہوں کہ اگر تیری بارگاہ میں میرا کچھ مرتبہ ومقام ہے اور میں تیری بارگاہ میں مردود نہیں بلکہ مقبول ہوں تو اے میرے اللہ عزوجل! مجھے اپنے قُربِ خاص میں بُلالے اور میری روح قبض فرمالے۔''

حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:''ابھی اس نوجوان نے یہ دعا مکمل ہی کی تھی کہ فوراً اس کی بے قرار روح اس دُنیوی زندگی کی قید سے آزاد ہو کر عالَمِ بالا کی طرف پرواز کرگئی۔''میں واپس اپنے علاقے میں آیا اور چند متقی و پرہیزگار لوگوں کو جمع کیا تاکہ ہم اس نوجوان کی تجہیز وتکفین کرسکیں۔ میں اپنے ان ساتھیوں کو لے کر غار کی طرف چل دیا۔ جب ہم وہاں پہنچے تو دیکھا کہ غار میں تو کوئی بھی موجود نہیں جس خوش نصیب نوجوان کی لاش کو میں ابھی ابھی یہاں چھوڑ کر گیا تھا اب وہاں اس کا نام ونشان بھی نہ تھا۔ میں بہت حیران وپریشان تھا کہ آخر اس کی لاش کہاں غائب ہوگئی۔ اچانک مجھے ایک غیبی آواز سنائی دی، کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا:''اے ابوسعید (یہ حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی کنیت تھی)! اپنے رفقاء سے کہو کہ وہ واپس چلے جائیں اب اس نوجوان کی لاش کبھی نہیں ملے گی کیونکہ اس کی لاش کو یہاں سے اٹھالیا گیا ہے۔''

ے

جان لینے کو دلہن بن کے قضا آئی ہے
جب تری یاد میں دنیا سے گیا ہے کوئی

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر 174: **بنتِ صدیق، آرامِ جانِ نبی** صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن ابوملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دربان حضرت سیدنا ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا: ''جب اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وقتِ وصال قریب آیا تو حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا شانۂ اقدس پر آئے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ میں اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اس وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھتیجے حضرت سیدنا عبداللہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سرہانے کھڑے تھے۔ میں نے عرض کی: ''باہر حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کھڑے ہیں اور اندر آنے کی اجازت طلب کر رہے ہیں۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: ''ابھی میرا جی نہیں چاہ رہا کہ میں (کسی سے) ملاقات کروں۔'' حضرت سیدنا عبداللہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی: ''اے پھوپھی جان! حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہمارے پیارے نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے خاندان میں سے ہیں اور بڑی عظمت والے ہیں، وہ آپ کے پاس آ کر آپ کے لئے سلامتی کی دعا کریں گے۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: ''اچھا اگر تمہاری یہی مرضی ہے تو اجازت دے دو۔''

چنانچہ اجازت ملتے ہی حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حاضرِ خدمت ہوئے اور عرض کی: ''آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خوش خبری ہو۔'' اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: ''کس بات پر خوش خبری۔'' عرض کی: ''جیسے ہی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس دنیا سے رخصت ہوں گی تو فوراً آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ملاقات آقائے دو جہاں، مالک کون ومکاں، رحمتِ عالمیاں صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ان صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ہوگی جو دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو اپنی ازواج مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہن اجمعین میں سب سے زیادہ محبوب تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو طیّبہ وطاہرہ ہیں کیونکہ حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم خود طیب وطاہر ہیں تو طیبین کے لئے طیبات ہی ہوتی ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو بڑی شان کی مالک ہیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی برکت سے مسلمانوں کے لئے تیمّم کی اجازت عطا کی گئی۔ جب ایک سفر میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہار گم ہو گیا اور اسے ڈھونڈنے میں دیر لگی اور لوگوں کے پاس پانی ختم ہو گیا تو اللہ عزوجل نے آیت تیمّم نازل فرمائی:

فَلَمۡ تَجِدُوۡا مَآءً فَتَيَمَّمُوۡا صَعِيۡدًا طَيِّبًا (پ۵، النسآء: ۴۳) ترجمۂ کنزالایمان: اور پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمّم کرو۔

(جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگائی گئی تو) اللہ عزوجل نے آپ کی پاکیزگی اور طہارت کے بارے میں قرآن کی آیتیں

نازل فرمائیں جنہیں حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام لے کر آئے ،اب قیامت تک آپ کی پاکیزگی اور طہارت کا چرچا ہوتا رہے گا وہ آیتیں جو آپ کی شان میں نازل ہوئیں قیامت تک نمازوں اور خطبوں میں صبح شام مسلمانوں کی مساجد میں پڑھی جاتی رہیں گی۔''

یہ سن کر اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:''اے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما! میری تعریف نہ کرو، قسم ہے مجھے میرے اس پاک پروردگار عزوجل کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میں تو اس بات کو پسند کرتی ہوں کہ میں گمنام ہی رہتی اور میری شہرت نہ ہوتی۔''

بنت ِصدیق آرام جانِ نبی — اس حریمِ براءت پہ لاکھوں سلام

یعنی ہے سورۂ نور جن کی گواہ — ان کی پرنُور صورت پہ لاکھوں سلام

حکایت نمبر175:

حمص کے مثالی گورنر

حضرت سیدنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار سے مروی ہے کہ خلیفۃ المسلمین خلیفہ ثانی امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ سلطنتِ اسلامی کے مختلف شہروں کا دورہ کرنے تشریف لے گئے تا کہ وہاں کے اِنتظامات کو دیکھیں اوران میں بہتری لائیں۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''حمص'' پہنچے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں قیام فرمایا اور حکم دیا کہ اس شہر میں جتنے بھی فقراء و مساکین ہیں ان کے ناموں کی فہرست بنا کر مجھے دکھاؤ۔ جب فقراء و مساکین کے ناموں کی فہرست آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں پیش کی گئی تو اس میں حضرت سیدنا **سعید بن عامر بن حذیم** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام بھی تھا جو کہ ''حمص'' کے گورنر تھے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا:''یہ سعید بن عامر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کون ہے؟''لوگوں نے عرض کی:''وہی سعید بن عامر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جو اس شہر کے گورنر اور ہمارے امیر ہیں۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے متعجب ہو کر پوچھا: ''کیا واقعی تمہارے امیر کی یہ حالت ہے؟''لوگوں نے عرض کی:''جی ہاں۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا:''تمہارے امیر کی یہ حالت کیسے ہوئی کہ وہ فقیر و مسکین ہو گئے، ان کو جو وظیفہ ملتا ہے وہ کہاں جاتا ہے؟'' لوگوں نے عرض کی:''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! انہیں جتنا بھی وظیفہ ملتا ہے اور جب کبھی انہیں کہیں سے رقم وغیرہ ملتی ہے تو وہ اپنا سارا مال فقراء و مساکین اور مسلمانوں کی حاجتوں میں خرچ کر دیتے ہیں، اپنے لئے کچھ بھی نہیں بچاتے۔''

یہ سن کر حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہزار دینار منگوائے اور قاصد سے فرمایا: ''یہ سارے دینار سعید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے جاؤ۔ انہیں میرا سلام کہنا اور کہنا کہ یہ دینار امیر المؤمنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے لئے بھیجے ہیں تاکہ ان کے ذریعے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی حاجتیں پوری کر سکیں، انہیں اپنی ضروریات میں استعمال کرنا۔''

قاصد نے دیناروں سے بھری ہوئی تھیلیاں اور امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیغام آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا اور وہاں سے چلا آیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب تھیلیاں دیکھیں تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھنا شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجۂ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: ''میرے سرتاج! کیا ہوگیا؟ کیا کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش آ گیا ہے؟ کسی نے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دھوکے سے شہید تو نہیں کر دیا؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''مجھے اس سے بھی بڑی مصیبت آ پہنچی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجۂ محترمہ نے عرض کی: ''آخر ایسی کون سی مصیبت آ گئی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتنے پریشان ہو رہے ہیں؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''میرے پاس دنیا کی حقیر دولت آ گئی ہے، میں ایک بہت بڑی آزمائش میں مبتلا ہو گیا ہوں۔''

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجۂ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: ''میرے سرتاج! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پریشان کیوں ہوتے ہیں، اس رقم کو جہاں مناسب سمجھیں خرچ کریں۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''کیا تم اس معاملے میں میری مدد کرو گی؟ کیا تمہارے پاس تھوڑا بہت کھانا موجود ہے؟'' عرض کی: ''جی ہاں۔'' فرمایا: ''جاؤ اور گھر میں موجود پھٹے ہوئے کپڑوں کے ٹکڑے لے آؤ۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجۂ محترمہ گھر میں موجود پرانے کپڑوں کے ٹکڑے لے آئی۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام دینار نکالے اور کپڑوں میں باندھ باندھ کر رکھنے لگے۔ جب سب دینار ختم ہو گئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم صادر فرمایا کہ یہ تمام کے تمام دینار ان مجاہدین میں تقسیم کر دو جو کفار سے برسرِ پیکار ہیں اور اللہ عزوجل کے دین کی سربلندی کے لئے اپنے گھر بار اور اہل وعیال کو چھوڑ کر راہِ خدا عزوجل میں اپنی جانوں کی بازی لگا رکھی ہے۔ جاؤ! یہ سارے دینار اسلام کے ان شیروں کی خدمت میں پیش کر دو، ہم سے زیادہ وہ اس کے ضرورت مند ہیں۔'' یہ کہہ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم نامے پر دستخط کئے اور سارا مال مجاہدین اسلام کے لئے بھیج دیا۔

یہ دیکھ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجۂ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: ''میرے سرتاج! اللہ عزوجل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحم فرمائے، اگر ان دیناروں میں سے کچھ اپنے پاس رکھ لیتے تو ان کے ذریعے ہم اپنی ضروریات پوری کر لیتے اور ہمیں کچھ

آسانی ہوجاتی۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے اپنے محبوب آقا، احمدِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: ''اگر جنت کی عورتوں میں سے کوئی عورت زمین میں ظاہر کردی جائے تو وہ زمین کو مشک کی خوشبو سے بھر دے۔''

(الزهد لاحمد بن حنبل، زهد سعيد بن عامر بن جذيمة بن الجمحى، الحديث ١٠٣٠، ص٢٠٣تا٢٠٤)

اللہ عزوجل کی قسم! ان حوروں کی اتنی خوبصورتی و پاکیزگی کے باوجود میں تجھے جنت میں ان پر ترجیح دوں گا اور تجھے اختیار کروں گا۔'' اپنے عظیم شوہر کی یہ بات سن کر سعادت مند وفرمانبردار زوجہ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خاموش ہوگئیں اور کسی قسم کی شکایت نہ کی اور دنیا کی نعمتوں پر آخرت کی نعمتوں اور دنیاوی خوشیوں پر اُخروی خوشیوں کو ترجیح دی۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

حکایت نمبر176:

معرفت کی باتیں

حضرت سیدنا محمد بن محمود سمرقندی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا یحییٰ بن معاذ رازی علیہ رحمۃ اللہ الباری کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''غربت اور تنگدستی زاہدین کے دیار ہیں۔ بندۂ مؤمن جب کوئی عمل کرتا ہے یا تو اس کا وہ عمل نیک ہوتا ہے یا بد۔ اس کا نیک عمل تو نیک ہی ہے لیکن اس کے بُرے عمل کے ساتھ بھی بسا اوقات نیکیاں شامل ہوجاتی ہیں وہ اس طرح کہ جب کسی نیک انسان سے کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے تو اس پر خوفِ خداوندی عزوجل طاری ہوجاتا ہے اور اللہ عزوجل سے ڈرنا نیکی ہے، اس کے بعد وہ اپنے رب عزوجل سے اُمید رکھتا ہے کہ وہ پاک پروردگار عزوجل اس کا گناہ بخش دے گا تو اس کی یہ اُمید بھی نیکی ہی ہے۔ پس مؤمن کا گناہ ایسا ہے جیسے دو شیروں کے درمیان لومڑی۔''

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ حکمت کے سرچشمے ہیں، ان کی مجالس بابرکت ہوتی ہیں گویا یہ لوگ عمدہ باغات اور اپنی پسندیدہ جگہوں میں ہیں، ان کی مجالس میں خیر ہی خیر ہے۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے: ''اللہ ربُّ العزَّت نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ (پ٢٦، محمد: ١٩)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اے محبوب! اپنے خاصوں اور عام مسلمان مَردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔

اس آیت کریمہ میں خود خدائے بزرگ وبرتر حکم فرما رہا ہے: ''اے محبوب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! آپ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لئے دعائے مغفرت کیجئے۔'' کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ اللہ عزوجل اپنے بندوں کو خود کسی کام کا حکم فرمائے اور پھر اس کی بجا آوری پر انہیں اَجر نہ دے، یا جو اس نے وعدہ کیا ہے اسے پورا نہ کرے؟ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ وہ پاک پروردگار عزوجل تو وعدوں کو پورا کرنے والا ہے جو اس سے اُمید رکھتا ہے وہ کبھی بھی مایوس نہیں ہوتا۔ جب کسی بندے سے کوئی گناہ سرزد ہوجائے اور اسے اپنے گناہ پر شرمندگی بھی ہو پھر نبی مُکرّم، نورِ مجسّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم اس کی شفاعت فرمائیں اور جس ذات کی نافرمانی اس گناہ گار شخص سے ہوئی وہ ذات بھی ایسی کریم کہ بڑے بڑے گناہوں کو محض اپنے لُطف وکرم سے بخش دے اور جو اس کے سامنے صدقِ دل سے تائب ہوجائے اور دو قطرے آنسوؤں کے بہالے تو زمین وآسمان کے برابر گناہوں کو بھی معاف فرما دے۔ کیا وہ پاک پروردگار عزوجل ہمارے گناہوں کو معاف نہیں فرمائے گا؟ ضرور فرمائے گا ہمیں اس کی پاک ذات پر کامل یقین ہے۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''کاش! کوئی ایسا راستہ مل جائے کہ وہ ہمیں کسی عارف تک لے جائے۔ اے عارفو! تم کہاں ہو؟ میں تمہارے دیدار سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرنا چاہتا ہوں۔ تعجب وافسوس ہے ان لوگوں پر جو اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالٰی کی محفلوں اور ان کے قُرب سے ناآشنا ہیں اور بادشاہوں اور وزیروں کی خوشنودی کے طلبگار ہیں، محبت الٰہی عزوجل کے طلبگاروں کو دُنیوی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جب تک انسان راہِ عشق میں تکالیف سے دوچار نہ ہو تب تک محبت کی مٹھاس نہیں پاسکتا۔''

؎ جو رنج ومصیبت سے دو چار نہیں ہوتا وہ عشقِ حقیقی کی لذت نہیں پا سکتا

دنیا کو ترک کر دینا آخرت کا مَہر ہے یعنی جس نے دُنیوی نعمتیں ترک کر دیں اس نے آخرت کی نعمتوں کو پالیا۔ اُخروی نعمتوں کی خاطر دُنیوی نعمتوں کو چھوڑ دینا ایمان ویقین کے پختہ ہونے کی دلیل ہے۔ **اے میرے عقیدت مندو!** جب تم دنیا حاصل کرنے پر مجبور ہو جاؤ تو بقدرِ کفایت رزقِ حلال حاصل کرو لیکن دُنیوی مال ودولت کی محبت ہرگز دل میں نہ بٹھاؤ، اپنے جسموں کو رزقِ حلال کی طلب میں مشغول رکھو لیکن اپنے دلوں کو اس میں مشغول نہ کرو بلکہ تمہارے دلوں میں آخرت کی محبت ہونی چاہئے، ہر وقت آخرت کو مدِّ نظر رکھو۔ بے شک یہ دنیا تو ایک گزرگاہ ہے لہٰذا اس سے دور رہنے میں ہی عافیت ہے، بے وفا دنیا سے دل نہ لگاؤ بلکہ آخرت سے محبت کرو، اسی کی فکر کرو کیونکہ وہاں ہمیشہ رہنا ہے، وہی دارِ قرار ہے۔''

؎ تو اچانک موت کا ہوگا شکار بے وفا دنیا پہ مت کر اعتبار

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: ''موت کا خوف موت کی تکلیف سے زیادہ ہولناک ہے یعنی جسے یہ علم ہو جائے کہ مَیں فلاں وقت مروں گا تو وہ ایسے خوف میں مبتلا ہو جائے کہ جس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا گویا موت کے خوف سے وہ گُھل گُھل کر

مُردوں کی مانند ہوجاتا ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (عاجزی کرتے ہوئے) فرماتے ہیں: ''میری حالت تو ایسی ہے کہ اگر میری کوئی حاجت پوری نہ ہو تو رونے لگتا ہوں لیکن موت کے خوف سے رونا نہیں آتا۔ **اے ابن آدم! تجھ پر افسوس ہے،** اگر تجھے کوئی دنیاوی نعمت نہ ملے تو تُو پریشان وغمگین ہوجاتا ہے اور ان عارضی چیزوں کے ملنے پر تجھے خوشی ہوتی ہے جنہیں موت تجھ سے جدا کردے گی۔ یاد رکھ! موت آتے ہی تمام دنیاوی نعمتیں تجھ سے واپس لے لی جائیں گی۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے: ''اگر عفو ودرگزر اور رحم وکرم اللہ عزوجل کی صفات نہ ہوتیں تو اہلِ معرفت کبھی بھی اس کی نافرمانی نہ کرتے، جب اللہ عزوجل نے اپنے عفو ودرگزر اور رحم وکرم کا مژدۂ جانفزا سنایا تو گناہگاروں کا آسرا بڑھ گیا اور انہیں پختہ یقین ہوگیا کہ ہمارا رب عزوجل ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں سے ضرور درگزر فرمائے گا۔ اللہ عزوجل نے اپنے عفو وکرم کا اعلان فرمایا تاکہ لوگ جان جائیں کہ ہمارا پروردگار عزوجل بہت رحیم وکریم ہے، وہ گناہ گاروں کے بڑے بڑے گناہوں کو محض اپنے لُطف وکرم سے معاف فرمادیتا ہے، اس کی رحمت اس کے غضب پر سبقت رکھتی ہے۔ وہ اپنے بندوں پر بہت زیادہ رحیم وکریم ہے، اس لئے گناہگار گناہ ہوجانے پر اس کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتے بلکہ وہ اپنے پروردگار عزوجل سے اُمیدِ واثق رکھتے ہیں کہ وہ گناہوں کو بخش دے گا اور رحم وکرم فرمائے گا کیونکہ اس کے رحم وکرم کی کوئی اِنتہا نہیں۔

؎ سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ تُونے جب سے سنادیا یارب عزوجل! | آسرا ہم گناہگاروں کا اور مضبوط ہو گیا یا رب عزوجل!

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میرے نزدیک بندہ جس گناہ کی وجہ سے اپنے آپ کو اللہ عزوجل کی رحمت کا محتاج سمجھے، وہ اس نیکی سے افضل ہے جس کی وجہ سے بندہ اپنے رب عزوجل پر دلیر ہوجائے اور مغرور ہوجائے۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا: ''عبادت کیا ہے؟'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''گوشہ نشینی اختیار کرنا، عبادت کی دُکانداری کے لئے مالِ تجارت ہے اور جنت اس تجارت کا منافع ہے یعنی جو شخص مخلوق سے بے نیاز ہوکر صرف اللہ عزوجل کی عبادت میں مشغول رہے گا اس کو عبادت کا صلہ جنت کی صورت میں دیا جائے گا۔''

(اے اللہ عزوجل! ہمیں عبادت کی لذت عطا فرما اور نیک لوگوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

؎ تیرے غلاموں کا نقشِ قدم ہے راہِ نجات | وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 177:

کیا بیماری بذاتِ خود دوا بن سکتی ہے۔؟

سید الطائفہ حضرت سیدنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: ''ایک رات مجھے بڑی بے چینی ہوئی۔ میں عبادتِ الٰہی عزوجل میں مشغول رہا لیکن سکون مجھ سے کوسوں دور تھا۔ میں نے خوب کوشش کی کہ عبادت میں یکسوئی اور خشوع وخضوع حاصل ہوجائے لیکن میں اس کوشش میں کامیاب نہ ہوسکا۔ پھر میں نے قرآنِ پاک کی تلاوت شروع کردی لیکن مجھے پھر بھی یکسوئی اور دلی سکون حاصل نہ ہوا۔ میں بہت حیران تھا کہ آخر آج ایسی کیا بات ہے کہ مجھے عباداتِ الٰہی عزوجل میں یکسوئی حاصل نہیں ہورہی اور میرا سکون مجھ سے دور ہوگیا ہے۔ آخر کار رات کے پچھلے پہر میں نے اپنی چادر کندھے پر ڈالی اور گھر سے باہر نکل آیا۔ کچھ دور جاکر راستے میں مجھے ایک شخص نظر آیا جو چادر میں لپٹا ہوا تھا۔

جب میں اس کے قریب گیا تو اس نے اپنا سر اٹھایا اور مجھ سے پوچھا: ''تم اتنے پریشان کیوں ہو؟ کیا قیامت برپا ہو چکی ہے؟'' میں نے کہا: ''کیا قیامت کا مقررہ دن آگیا ہے؟'' اس شخص نے کہا: ''نہیں، بلکہ میں تو یہ پوچھ رہا ہوں کہ کیا تم دل کی ہلچل اور بے چینی کی وجہ سے پریشان ہوکر دلی سکون حاصل کرنے جارہے ہو؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں! واقعی میں دِلی سکون کی تلاش میں باہر نکلا ہوں اور یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کس وجہ سے مجھے آج رات سکون نہیں مل رہا؟ (پھر میں نے اس سے پوچھا:) ''اچھا یہ بتاؤ! کیا تمہیں مجھ سے کوئی حاجت ہے؟'' اس شخص نے جواب دیا: ''ہاں، مجھے تم سے حاجت ہے۔'' میں نے استفسار کیا: ''بتاؤ، کیا حاجت ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''اے ابو قاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! مجھے یہ بتایئے، کیا کوئی ایسی صورت بھی ہے کہ بیماری خود ہی دوا بن جائے؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں، ایک صورت ایسی ہے کہ بیماری خود دوا بن جاتی ہے۔ غور سے سن! جب تُو خواہشات نفسانیہ کی مخالفت کرے گا تو دل کی تمام بیماریاں تجھ سے دور ہوجائیں گی اور یہی بیماریاں دوا بن جائیں گی۔''

یہ سن کر اس شخص نے ایک آہِ سرد دلِ پُر درد سے کھینچی اور کہنے لگا: ''مجھے آج رات اس سوال کا جواب سات مرتبہ اسی طرح دیا جاچکا ہے لیکن میری یہ خواہش تھی کہ میں آپ کی زبانی اپنے سوال کا جواب سنوں۔ اللہ عزوجل کے فضل وکرم سے میری یہ خواہش پوری ہوگئی اور میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مبارک زبان سے اپنے سوال کا جواب سن چکا۔'' اتنا کہنے کے بعد وہ شخص وہاں سے رخصت ہوگیا اور پھر دوبارہ کبھی نظر نہ آیا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر 178:

میں تیری رضا پر راضی ہوں

حضرت سیدنا علی بن موفق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا سے مروی ہے، حضرت سیدنا حاتم اَصم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم نے فرمایا: ''ایک مرتبہ مَیں گھوڑے پر سوار ہو کر کہیں جا رہا تھا کہ راستے میں مجھے ایک تُرک (ترکی کا باشندہ) ملا۔ وہ مجھ سے تھوڑا دور تھا اور ہمارے درمیان ایک دیوار حائل تھی۔ میں جیسے ہی آگے بڑھا اس نے دیوار کے قریب پہنچ کر مجھ پر رسی کا پھندا ڈالا، میں گھوڑے سے نیچے گر گیا۔ وہ شخص فوراً اپنی سواری سے اُترا اور میرے سینے پر چڑھ کر میری گھنی داڑھی کو بڑی مضبوطی سے پکڑ لیا اور مجھے ذبح کرنے کے لئے اپنا خنجر نکال لیا۔

اس پاک پروردگار عزوجل کی قسم جو میرا مالکِ حقیقی ہے! ایسی خطرناک صورتحال میں بھی میری توجہ نہ تو اس ظالم کی طرف تھی اور نہ ہی اس کے خنجر کی طرف، بلکہ میرا دل اللہ عزوجل کی طرف متوجہ تھا کہ وہ کب مجھے اس مصیبت سے نجات دلاتا ہے اور مَیں یہ دعا کر رہا تھا: ''اے میرے پاک پروردگار عزوجل! اگر تُو نے میرے حق میں یہ فیصلہ کر دیا کہ مَیں اس کے ہاتھوں ذبح کیا جاؤں تو اے میرے مولیٰ عزوجل! تیرا حکم سر آنکھوں پر، میری جان حاضر ہے۔ مَیں تیری ملکیت ہوں اور تیرا بندہ ہوں، تُو میرے بارے میں جو چاہے فیصلہ کر، مَیں تیری رضا پر راضی ہوں۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں یہ دعا کر رہا تھا اور وہ میرے سینے پر چڑھا ہوا تھا اور مجھے ذبح کرنے ہی والا تھا کہ کچھ مسلمانوں نے اس پر تیر برسائے۔ ایک تیر اس کو لگا اور وہ تڑپ کر میرے سینے سے دور ہو گیا۔ مَیں فوراً کھڑا ہوا اور اسی کے خنجر سے اسے ذبح کر ڈالا۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے: ''خدا عزوجل کی قسم! جو شخص اللہ عزوجل سے سچی محبت کرے گا اور اپنے دل کو اسی کی طرف متوجہ رکھے گا وہ اپنے پروردگار عزوجل کو ماں باپ سے کہیں زیادہ رحیم و کریم پائے گا، ماں باپ کی شفقتیں اللہ عزوجل کے رحم و کرم کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔''

(اللہ عزوجل ہمیں اپنی سچی محبت عطا فرمائے اور ہمیشہ اپنے رحم و کرم میں رکھے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر179:

تعظیم کی برکت

حضرت سیدنا عبداللہ بن محمد رشیدی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں، مجھے حضرت سیدنا ایوب عطّار علیہ رحمۃ اللہ الغفار نے بتایا کہ ایک مرتبہ جب میری ملاقات حضرت سیدنا بشر بن حارث حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی سے ہوئی تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: ''انسان کا کوئی نیک عمل اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ایسا مقبول ہو جاتا ہے کہ وہ تمام برائیوں کو مٹا دیتا ہے۔ وہ نیک عمل مشہور ہو جاتا ہے اور اس بندے کے بُرے اعمال کو پوشیدہ کر دیا جاتا ہے۔''

میرے ساتھ بھی کچھ اسی طرح کا واقعہ پیش آیا۔ آج میں کہیں جا رہا تھا کہ راستے میں مجھے دو شخص ملے ایک نے دوسرے سے کہا: ''دیکھو! حضرت سیدنا بشر بن حارث حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی جا رہے ہیں، یہ روزانہ ایک ہزار نوافل پڑھتے ہیں اور کچھ کھائے پیئے بغیر مسلسل تین تین دن روزہ رکھتے ہیں۔'' ان کی یہ باتیں سن کر میں بڑا حیران ہوا، اللہ عزوجل کی قسم! میں نے آج تک کبھی بھی بیک وقت ایک دن میں ہزار نوافل نہیں پڑھے اور نہ ہی کبھی مسلسل تین دن بھوک و پیاس کی حالت میں گزارے لیکن لوگوں میں میرے متعلق ایسی باتیں مشہور ہونے لگی ہیں حالانکہ میں نے کبھی ایسے نیک اعمال نہیں کئے۔ ہاں! اتنا ضرور ہے کہ میرے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا ہے اگر تم جاننا چاہو تو بتاؤں۔'' میں نے عرض کی: ''حضور! ضرور ارشاد فرمائیں کہ وہ واقعہ کیا ہے جس کی وجہ سے آپ کو یہ مقام و مرتبہ ملا کہ لوگوں کے دلوں میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی محبت بیٹھ گئی ہے؟''

حضرت سیدنا بشر حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی نے فرمایا: ''ایک مرتبہ مَیں کہیں جا رہا تھا کہ اچانک میری نظر زمین پر پڑے ہوئے کاغذ کے ایک ٹکڑے پر پڑی، اس کاغذ پر میرے رحیم و کریم پروردگار عزوجل کا نام لکھا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر مَیں تڑپ اٹھا کہ میرے پروردگار عزوجل کے نام کی بے حرمتی ہو رہی ہے۔ مَیں نے فوراً بصد عقیدت و احترام وہ کاغذ کا ٹکڑا اُٹھایا اور سیدھا نہر کی طرف چل دیا۔ وہاں جا کر اس کاغذ کو اچھی طرح دھویا۔ اس وقت میرے پاس پانچ دانق تھے۔ مَیں نے چار دانق کی خوشبو خریدی اور بقیہ ایک دانق سے عرقِ گلاب خریدا اور بڑی محبت و عقیدت سے اس کاغذ پر خوشبو ملنے لگا جس پر میرے پاک پروردگار عزوجل کا نام پاک لکھا ہوا تھا پھر اس کاغذ کو عرق گلاب میں ڈال کر ایک متبرک مقام پر رکھ کر اپنے گھر چلا آیا۔''

جب رات کو سویا تو کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا: ''اے بشر! جس طرح تُو نے ہمارے نام کو مُعَطَّر و مُطَہَّر کیا اسی طرح ہم بھی تیرا ذکر بلند کریں گے۔ جس طرح تُو نے اس کاغذ کو دھویا جس پر ہمارا نام لکھا تھا اسی طرح ہم بھی تیرے دل کو خوب پاک کر دیں گے اور تیرا خوب چرچا ہو گا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(اے میرے رحیم وکریم پروردگار عزوجل! ہم تیری رحمت پہ قرباں! تُو واقعی بہت مغفرت فرمانے والا ہے، تُو جسے چاہے جو مقام ومرتبہ عطا فرمادے، اے ہمارے رحیم وکریم پروردگار عزوجل! ہم پر بھی اپنا خصوصی کرم فرما، اپنی دائمی محبت سے ہم فقیروں کی جھولیاں بھر دے، اپنے ذکر کی لذّت سے ہم بے سکونوں کو سکون عطا فرما اور اپنے جلوؤں سے ہمارے تاریک دلوں کو منوّر فرما۔ اے ہمارے پالنہار! تُو اپنے نام کی قدر کرنے والوں کو اندھیروں سے نکال کر آسمانِ ولایت کے ایسے تابندہ ستارے بنا دیتا ہے کہ جن کی روشنی سے غفلت کے اندھیروں میں بھٹکے ہوؤں کو سیدھی راہ ملتی ہے۔ اے ہمارے پروردگار عزوجل! تیرا شکر ہے کہ تُو نے ہمیں مسلمان بنایا، ہمارے دِلوں میں تیرا نام بسا ہوا ہے، ہماری زبانوں پر تیرے پاک نام کا وِرد جاری رہتا ہے۔ اے ہمارے مولیٰ عزوجل! جو تیرا پاک نام ہمارے دِلوں پر کندہ اور ہماری زبانوں پر جاری ہے اسی کی برکت سے ہمارے بھی دلوں کو پاک وصاف فرما، گناہوں سے نفرت اور اپنے نام کی لذت عطا فرما اور اس کی برکت سے ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھ۔ ہمیں تجھ سے اور تیرے بابرکت اَسماء سے محبت ہے۔ اسی محبت کے صدقے ہماری مغفرت فرما، ہمیں اپنی دائمی رضا سے مالا مال فرما اور اپنی ولایت کی خیرات عطا فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم)

ے تُو اپنی ولایت کی خیرات دے دے میرے غوث کا واسطہ یا الٰہی عزوجل!

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 180:

ستّو سے افطاری

حضرت سیدنا صالح رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ حضرت سیدنا خُلَید بن حسّان علیہما رحمۃ المنّان سے روایت کرتے ہیں: ''حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی سخت گرمیوں میں بھی نفلی روزے رکھتے۔ ایک دن ہم افطاری کے وقت کھانا لے کر ان کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ہمارے کھانے سے روزہ افطار کرنا چاہا تو کسی نے قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت کی:

اِنَّ لَدَیْنَاۤ اَنْكَالًا وَّ جَحِیْمًا ۝ وَّ طَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّ عَذَابًا اَلِیْمًا ۝ (پ۲۹، المزمل:۱۲۔۱۳)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک ہمارے پاس بھاری بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی آگ اور گلے میں پھنستا کھانا اور دردناک عذاب۔

یہ آیت سنتے ہی آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنا ہاتھ کھانے سے روک لیا اور ایک لقمہ بھی نہ کھایا اور فرمایا: ''یہ کھانا یہاں سے ہٹالو۔'' دوسرے دن پھر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روزہ رکھا۔ اِفطار کے وقت جب آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے سامنے کھانا رکھا گیا تو

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو پھر وہی آیت یاد آ گئی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ایک لقمہ بھی نہ کھایا اور فرمایا: ''یہ کھانا مجھ سے دور لے جاؤ۔'' اسی طرح تیسرے دن بھی آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے بغیر کچھ کھائے اسی طرح روزہ رکھ لیا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے صاحبزادے نے جب آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی یہ حالت دیکھی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے بغیر کھائے پیئے تین دن گزار دیئے ہیں تو وہ بہت پریشان ہوئے اور زمانے کے مشہور ولی حضرت سیدنا ثابت بنانی، حضرت سیدنا یحیٰی اور دیگر اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالٰی اجمعین کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: ''حضور! آپ جلد از جلد میرے والد کی مدد کو پہنچئے، انہوں نے مسلسل تین دن صرف چند گھونٹ پانی پی کر روزہ رکھا ہے اور تین دن سے کھانے کا ایک لقمہ تک نہیں کھایا۔ ہم جب بھی ان کے سامنے سحری یا افطاری کے لئے کھانا پیش کرتے ہیں تو انہیں قرآنِ پاک کی یہ آیت یاد آ جاتی ہے:

اِنَّ لَدَیْنَاۤ اَنْكَالًا وَّ جَحِیْمًا ۝ وَّ طَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّ عَذَابًا اَلِیْمًا ۝ (پ۲۹، المزمل: ۱۲، ۱۳)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک ہمارے پاس بھاری بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی آگ اور گلے میں پھنستا کھانا اور دردناک عذاب۔

اور آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کھانا کھانے سے اِنکار فرما دیتے ہیں، خدارا! جلدی چلئے اور یہ معاملہ حل فرمائیے۔'' یہ سن کر تمام حضرات حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے پاس آئے، جب افطاری کا وقت ہوا تو پھر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو مذکورہ آیت یاد آ گئی اور آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا لیکن جب حضرت سیدنا ثابت بنانی، حضرت سیدنا یحیٰی اور دیگر بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالٰی نے پیہم اصرار کیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ بمشکل سَتّو ملا پانی پینے پر راضی ہوئے اور ان لوگوں کے اِصرار پر تیسرے دن سَتّو ملا ہوا شربت پیا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر 181:

تُو اچانک موت کا ہوگا شکار

حضرت سیدنا عبداللہ بن محمد قرشی علیہ رحمۃ اللہ الولی فرماتے ہیں: ''کسی شہر میں ایک بہت دولت مند نوجوان رہتا تھا۔ اسے ہر طرح کی دنیاوی نعمتیں میسّر تھیں۔ اس کے پاس ایک انتہائی حسین وجمیل لونڈی تھی جس سے وہ بہت زیادہ محبت کرتا تھا۔ خوب عیش وعشرت میں اس کے لیل ونہار گزر رہے تھے، اسے ہر طرح کی دنیاوی نعمتیں میسر تھیں لیکن وہ اولاد جیسی میٹھی نعمت سے محروم

تھا،اس کی بڑی خواہش تھی کہ اس لونڈی کے بطن سے اس کی اولاد ہو۔کافی عرصہ تک اسے یہ خوشی نصیب نہ ہوسکی پھر اللہ عزوجل کے فضل وکرم سے اس لونڈی کو استقرارِ حمل ہوا۔اب تو اس مالدار نوجوان کی خوشی کی انتہا نہ رہی ،وہ خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا،انتظار کی گھڑیاں اس کے لئے بہت صبر آزما تھیں ۔ بالآخر وہ وقت قریب آگیا جس کا اسے شدّت سے انتظار تھا لیکن ہوتا وہی ہے جو اللہ عزوجل چاہتا ہے۔اچانک وہ مالدار نوجوان بیمار ہوگیا اور کچھ ہی دنوں بعد اولاد کے دیدار کی حسرت دل ہی میں لئے اس بے وفا دنیا سے کوچ کرگیا۔جس رات اس نوجوان کا انتقال ہوا اسی رات لونڈی کے بطن سے ایک خوبصورت بچے نے جنم لیا لیکن مقدر کی بات ہے کہ اس کا باپ اسے نہ دیکھ سکا ،وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے۔''

عمرِ دراز مانگ کر لائے تھے چار دن ۔۔۔ دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں
بلبل کو باغباں سے نہ صیّاد سے گلہ ۔۔۔ قسمت میں قید لکھی تھی فصلِ بہار میں

(اللہ عزوجل ہم سب پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور ہماری مغفرت فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

حکایت نمبر182: تختِ سکندری پر یہ تھوکتے نہیں

حضرت سیدنا زائدہ بن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں:''حضرت سیدنا منصور بن معتمد علیہ رحمۃ اللہ الاحد بہت متقی وپرہیزگار شخص تھے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے چالیس سال اس حال میں گزارے کہ مسلسل روزہ رکھتے اور ساری ساری رات قیام فرماتے (یعنی عبادت کرتے)آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر راتوں کو روتے اور بڑے درد بھرے انداز میں اپنے پاک پروردگار عزوجل کی بارگاہ میں گریہ وزاری کرتے ،روتے روتے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہچکیاں بندھ جاتیں ،آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ محترمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا فرماتیں:''اے میرے لال! کیا تو اپنے آپ کو اتنی مشقت میں ڈال کر ہلاک کرنا چاہتا ہے؟''تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عاجزی کرتے ہوئے فرماتے:''اے میری پیاری ماں! میں اپنے نفس کے کارناموں سے خوب آگاہ ہوں ،میں اپنی حالت خوب جانتا ہوں کہ نفس مجھے کس طرح گناہوں میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔''

حضرت سیدنا زائدہ بن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں:''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہونٹ گلاب کی پنکھڑیوں کی مانند نرم ونازک اور خوبصورت تھے۔ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی نورانی آنکھوں میں سرمہ لگایا۔سرِ مبارک میں تیل ڈالا اور

کسی کام سے باہر تشریف لے گئے۔ راستے میں ''**کوفہ**'' کے گورنر **یوسف بن عمر** نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پکڑ لیا۔ وہ چاہتا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قاضی بنا دیا جائے لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ عہدہ قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا اور فرمایا: ''میں کبھی بھی یہ ذمہ داری قبول نہ کروں گا۔''

جب کوفہ کے گورنر یوسف بن عمر نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جرأت مندانہ جواب سنا تو اسے بہت غصہ آیا اور اس نے حکم دیا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بیڑیوں میں جکڑ کر قید خانے میں ڈال دیا جائے۔ حضرت سیدنا زائدہ بن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں: ''جب مجھے یہ خبر ملی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو گورنر پکڑ کر لے گیا ہے تو میں فوراً اس کے دربار میں پہنچا، سپاہی بیڑیاں لے کر آیا ہی تھا کہ دو درباری گورنر کے پاس اپنے کسی مقدمے کا فیصلہ کروانے آئے لیکن اس نے نہ تو ان کے مقدمہ کی سماعت کی اور نہ ہی ان کی طرف متوجہ ہوا۔ اس کی یہ خواہش تھی کہ کسی طرح حضرت سیدنا منصور بن معتمد علیہ رحمۃ اللہ الصمد قاضی کا عہدہ قبول کرلیں اور وہی لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسلسل انکار کرتے رہے۔ پھر کسی کہنے والے نے یوسف بن عمر سے کہا: ''اگر تو حضرت سیدنا منصور بن معتمد علیہ رحمۃ اللہ الصمد کے جسم کا سارا گوشت بھی اتار ڈالے تب بھی یہ تیرے لئے قاضی کا عہدہ قبول نہ فرمائیں گے۔'' یہ سن کر یوسف بن عمر نے حکم دیا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو آزاد کر دیا جائے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** سبحان اللہ عزوجل! ہمارے بزرگان دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی کیا انوکھی شان تھی کہ انہیں سخت سے سخت سزا تو منظور تھی لیکن اقتدار وحکومت کی ہوس نہ تھی۔ وہ کبھی بھی دنیاوی عہدوں کی خواہش نہ کرتے، بلکہ ان کے نزدیک تو سب سے بڑا عہدہ یہ تھا کہ اللہ عزوجل کی رضا نصیب ہوجائے، اس کی بارگاہ میں ہماری مقبولیت ہوجائے۔ دنیاوی شان وشوکت، رعب ودبدبہ ان کی نظروں میں کچھ بھی نہ تھا وہ تو عاجزی اور انکساری کے پیکر ہوا کرتے تھے۔ ان کا سب سے اہم مقصد اللہ عزوجل کی دائمی رضا کا حصول تھا۔ اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں بھی دنیا کی محبت سے بچا کر اپنی محبت عطا فرما۔ اور سچی عاجزی کی توفیق عطا فرما۔ ان بزرگوں کے صدقے ہم سے ہمیشہ کے لئے راضی ہوجا۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر183:

تین بہادر بھائی

حضرت سیدنا علی بن یزیدی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے والدِ گرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ملکِ شام سے مجاہدینِ اسلام کا لشکر دینِ حق کی سربلندی کے مقدس جذبہ سے سرشار دلوں میں شہادت کا شوق لئے روم کے عیسائیوں سے جہاد کرنے روانہ ہوا۔

اس عظیم لشکر میں تین سگے بھائی بھی شامل تھے۔ تینوں شجاعت و بہادری، جنگی مہارت، حسن و جمال اور زہد و تقوی میں اپنی مثال آپ تھے۔ وہ جامِ شہادت نوش کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے۔ لشکرِ اسلام کفار کی سرکوبی کے لئے منزلوں پر منزلیں طے کرتا روم کی سرحد کی جانب بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ ان تینوں بھائیوں کا انداز ہی نرالا تھا وہ لشکر سے علیٰحدہ ہو کر چلتے، جب لشکرِ اسلام کسی جگہ قیام کرتا تو وہ لشکر سے کچھ دور قیام کرتے۔ اگر کہیں ان کے ہم پلّہ یا ان سے زیادہ طاقتور دشمن نظر آجاتے تو یہ تین افراد پر مشتمل مختصر سا قافلہ آن کی آن میں انہیں ختم کر دیتا۔

جب مجاہدین کا لشکر رومی سرحد کے قریب پہنچ گیا تو اچانک مسلمانوں کے ایک دستے پر رومی سپاہیوں کے ایک دستے نے حملہ کر دیا۔ رومیوں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی۔ اسلام کے جیالے اپنی جانوں سے بے فکر مجاہدانہ وار روم کی عیسائی فوج سے برسرِ پیکار تھے۔ مسلمانوں کی تعداد عیسائیوں کے مقابلے میں بہت کم تھی۔ اچانک رومیوں نے مسلمانوں پر شدید حملہ کر دیا اور بہت سے مسلمان جامِ شہادت نوش کر گئے اور کچھ قید کر لئے گئے۔ جب ان تین بھائیوں کو یہ خبر ملی تو وہ تڑپ اُٹھے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے: ''اب ہم پر لازم ہے کہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کو پہنچیں اور راہِ خدا عزوجل میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کریں۔

چنانچہ اسلام کے یہ تینوں شیر غیظ و غضب کی حالت میں میدانِ جنگ کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں مسلمان بہت سختی کی حالت میں تھے۔ انہوں نے وہاں پہنچ کر نعرۂ تکبیر بلند کیا اور کہا: ''اے ہمارے مسلمان بھائیو! اب تم نہ گھبراؤ، ہم تمہاری مدد کو پہنچ چکے ہیں۔ سب کے سب جمع ہو جاؤ اور ہمارے پیچھے پیچھے رہو۔ ان شاءاللہ عزوجل ان رومی کُتّوں کو ہم تینوں شیر ہی کافی ہیں۔

یہ سن کر مسلمانوں کا جذبہ بڑھا اور وہ ایک جگہ جمع ہونے شروع ہو گئے۔ ان تینوں بھائیوں نے آندھی و طوفان کی طرح رومیوں کی فوج پر حملہ کیا جس طرف جاتے لاشوں کے ڈھیر لگا دیتے، ان کی تلواروں اور نیزوں نے ایسے جنگی جوہر دکھائے کہ رومیوں کو اس معرکہ میں منہ کی کھانی پڑی اور وہ میدان چھوڑ کر بھاگ گئے اور اپنے لشکر سے جا ملے۔

وہ رومی جو اس بات پر خوش ہو رہے تھے کہ آج ہم مسلمانوں پر غالب آجائیں گے جب ان پر اسلام کے بپھرے ہوئے ان تین شیروں نے حملہ کیا تو رومی، لومڑی کی طرح میدان جنگ سے بھاگ گئے۔ جب روم کے عیسائی بادشاہ کو یہ خبر ملی کہ

اسلام کے تین شیروں نے جنگ کا پانسہ ہی پلٹ دیا تو بادشاہ کو ان کی بہادری پر بڑا تعجب ہوا اور اس نے اعلان کیا: ''جو کوئی ان تینوں میں سے کسی کو گرفتار کر کے لائے گا میں اسے اپنے خاص عہدے داروں میں شامل کرلوں گا اور اسے گورنر بناؤں گا۔'' جب رومیوں نے یہ اعلان سنا تو روم کے بڑے بڑے بہادروں نے ان تین نوجوانوں کو قید کرنے کا ارادہ کیا اور بہت سے لوگ ان جاں نثاروں کو قید کرنے کے لئے میدانِ کارزار کی طرف گئے۔

دوسرے دن دونوں فوجوں میں گھمسان کی جنگ جاری تھی۔ یہ تینوں بھائی سب میں نمایاں تھے جس طرف رخ کرتے رومیوں کی شامت آجاتی۔ ان کی گردنیں تن سے جدا ہو کر گر پڑتیں۔ جب لالچی رومیوں نے دیکھا کہ یہ تینوں نوجوان اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر مصروفِ جنگ ہیں تو بہت سے رومیوں نے مل کر پیچھے سے ان تینوں بھائیوں کو گھیرے میں لے لیا اور پھندا ڈال کر ان شیروں کو قید کر کے بادشاہِ روم کے دربار میں لے گئے۔ جب بادشاہ نے ان تینوں مجاہدوں کو دیکھا تو کہنے لگا: ''ان سے بڑھ کر نہ تو ہمارے لئے کوئی مالِ غنیمت ہے اور نہ ہی ان کی گرفتاری سے بڑھ کر کوئی فتح۔''

پھر ان تینوں مجاہدین کو ''**قسطنطنیہ**'' لے جایا گیا اور بادشاہ نے ان کو اپنے دربار میں بلا کر کہا: ''تمہاری بہادری قابلِ تعریف ہے لیکن تم نے ہمارے خلاف جنگ کی جرأت کی لہٰذا تمہاری سزا موت کے سوا کچھ نہیں۔ ہاں! اگر تم اپنے دینِ اسلام کو چھوڑ کر نصرانی ہو جاؤ تو ہم تمہاری جان بخشی کر دیں گے۔ تمہیں شاہی دربار میں اعلیٰ مقام دیا جائے گا اور میں اپنی شہزادیوں کی تم سے شادی کر دوں گا۔ بس تم دین اسلام کو چھوڑ کر ہمارا دینِ (عیسوی) قبول کرلو۔'' بادشاہ کی یہ بات سن کر اسلام کے ان عظیم مجاہدوں نے بہت جرأت مندی کا مظاہرہ کیا اور بڑی بے خوفی اور بہادری سے جواب دیا: ''ہم اپنے دین کو کبھی بھی نہیں چھوڑ سکتے اس دین کی خاطر سر کٹانا ہمارے لئے بہت بڑی سعادت ہے۔ تم ہمارے ساتھ جو چاہے کرو ان شاء اللہ عزوجل ہمارے پائے استقلال میں ذرہ برابر بھی فرق نہ آئے گا۔'' یہ کہہ کر تینوں بھائی بیک وقت شاہِ روم کے دربار میں کھڑے ہو کر اپنے پیارے نبی، دو عالَم کے والی، سلطان دوجہاں، رحمت عالمیاں، **نبی آخر الزماں، محمد مصطفیٰ** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں استغاثہ کرتے ہوئے ''**یا محمداہ! یا محمداہ! یا محمداہ** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم!'' کی صدائیں بلند کرنے لگے۔

جب بادشاہ نے یہ دیکھا تو پوچھا: ''یہ کیا کہہ رہے ہیں؟'' لوگوں نے بتایا: ''یہ اپنے نبی، محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کی بارگاہ میں استغاثہ کر رہے ہیں۔

اس بدبخت بادشاہ کو بہت غصہ آیا کہ انہیں اپنے نبی سے اتنی محبت ہے کہ اپنی جان کی پرواہ تک نہیں بلکہ ایسی حالت میں بھی ان کی توجہ اپنے نبی کی طرف ہے پھر اس بدبخت بادشاہ نے ان مجاہدین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ''کان کھول کر سن لو! اگر تم

نے میری بات نہ مانی اور دین عیسوی قبول نہ کیا تو میں تمہیں ایسی دردناک سزا دوں گا جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ابھی موقع ہے کہ تم میری پیشکش قبول کرلو اور خوب عیش وعشرت کی زندگی گزارو۔'' ان عاشقانِ رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنی غیرت ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے بڑی بہادری سے جواب دیا: ''ہم ایسی عیش وعشرت بھری زندگی پر لعنت بھیجتے ہیں جو ہمیں اسلام کی عظیم دولت سے محروم کردے۔ تم لاکھ کوشش کرلو لیکن ہمارے دلوں میں اسلام کی جو شمع روشن ہے تم اسے کبھی بھی نہیں بجھا سکتے، ہمارے دلوں میں ہمارے نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی جو محبت ہے تم اسے ہمارے دلوں سے کبھی بھی نہیں نکال سکتے۔ ہم اللہ عزوجل کی وحدانیت کے کبھی بھی منکر نہ ہوں گے۔ ہمیں اپنی جانوں کی پرواہ نہیں، تمہیں جو کرنا ہے کرلو۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

بادشاہ کو بہت غصہ آیا اور اس نے اپنے جلّادوں کو حکم دیا کہ تین بڑی بڑی دیگوں میں تیل ڈال کر ان کے نیچے آگ جلا دو۔ جب تیل خوب گرم ہوجائے اور کھولنے لگے تو مجھے اطلاع کردینا۔ جلاد حکم پاتے ہی دوڑے اور تین دیگوں میں تیل ڈال کر ان کے نیچے آگ لگادی۔ مسلسل تین دن تک وہ دیگیں آگ پر رکھی رہیں۔ ان مجاہدین کو روزانہ نصرانیت کی دعوت دی جاتی اور لالچ دیا جاتا کہ تمہیں شاہی عہدہ بھی دیا جائے گا اور شاہی خاندان میں تمہاری شادی بھی کرادی جائے گی لیکن ان کے قدم بالکل نہ ڈگمگائے۔ چوتھے دن بادشاہ نے پھر انہیں لالچ اور دھمکی دی لیکن وہ اپنے مذموم ارادے میں کامیاب نہ ہوسکا۔ اب بادشاہ کو بہت غصہ آیا اور اس نے سب سے بڑے بھائی کو مخاطب کر کے کہا: ''اگر تو نے میری بات نہ مانی تو تجھے اس کھولتے ہوئے تیل میں ڈال دوں گا۔'' مگر اس عاشقِ رسول، جرأت مند مجاہد پر بادشاہ کی دھمکی کا کچھ اثر نہ ہوا۔ بادشاہ نے جلادوں کو حکم دیا کہ اسے اُبلتے ہوئے تیل میں ڈال دیا جائے۔ حکم پاتے ہی جلاد آگے بڑھے اور انہوں نے اس مردِ حق کو ابلتے ہوئے تیل میں ڈال دیا۔ آن کی آن میں اس راہِ خدا عزوجل کے عظیم مجاہد کا سارا گوشت جل گیا اور تیل میں اس کی ہڈیاں نظر آنے لگیں۔ بظاہر تو یہ نظر آرہا تھا کہ اس کا گوشت جل گیا لیکن درحقیقت اس مجاہد نے اس گرم تیل میں غوطہ لگایا اور جنت کی نہروں میں پہنچ گیا اور اسے دائمی حیات کی دولت نصیب ہوگئی اور اس کی جامِ شہادت نوش کرنے کی خواہش پوری ہوگئی۔

پھر بادشاہ نے اس سے چھوٹے بھائی کو بلایا اور اسے بھی لالچ اور دھمکیاں دیں اور کہا: ''اگر تم نے میری بات نہ مانی تو تمہارا حشر بھی تمہارے بھائی جیسا ہی ہوگا۔'' اس مردِ مجاہد نے جواب دیا: ''ہم تو کب سے جامِ شہادت نوش کرنے کے لئے بیتاب ہیں۔ ہمیں نہ تو دولت وشہرت چاہئے اور نہ ہی ملک وحکومت بلکہ ہمارا مطلوب تو راہ خدا عزوجل میں جان دے دینا ہے۔ ہمیں موت تو بخوشی قبول ہے لیکن دین اسلام سے انحراف ناممکن۔

بالآخر اس مجاہد کی دلیرانہ گفتگو سن کر بادشاہ نے حکم دیا: ''اسے بھی اس کے بھائی کے پاس پہنچا دو۔ حکم پاتے ہی ظالم جلاّد آگے بڑھے اور اس عظیم مجاہد کو بھی اُبلتے ہوئے تیل میں ڈال دیا اور اس کی روح بھی عالَمِ بالا کی طرف پرواز کر گئی، اس کا خواب بھی شرمندۂ تعبیر ہو گیا کیونکہ اس کی جان رائیگاں نہ گئی بلکہ دین اسلام کی سربلندی اور اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر اس نے جامِ شہادت نوش کیا۔ بہرحال جب بادشاہ نے ان مجاہدین کا صبر واستقلال، بے خوفی وجراءَت مندی اور دین اسلام پر استقامت دیکھی تو اسے اپنے اس فعل پر بڑی ندامت ہوئی اور کہنے لگا: ''مسلمانوں سے زیادہ بہادر اور عظیم قوم میں نے آج تک نہیں دیکھی۔ پھر بادشاہ سب سے چھوٹے مجاہد کی طرف متوجہ ہوا جس کا چہرہ عبادت وریاضت کے نور سے چمک رہا تھا اور وہ بالکل وقار واطمینان سے کھڑا تھا۔ بادشاہ نے اسے اپنے پاس بلایا، اسے خوب لالچ دیا اور ہر طرح کے حیلے استعمال کرلئے کہ کسی طرح یہ اپنے دین سے منحرف ہو جائے لیکن بادشاہ کی کوئی تدبیر بھی اس نوجوان کے ایمان کو متزلزل نہ کرسکی۔ بادشاہ کو پھر غصہ آنے لگا وہ اس مجاہد کے خلاف بھی کچھ فیصلہ کرنا چاہتا تھا کہ ایک گورنر اُس کے پاس آیا اور کہنے لگا: ''بادشاہ سلامت! اگر میں اس نوجوان کو دین اسلام سے منحرف کردوں تو مجھے کیا انعام ملے گا؟ بادشاہ نے کہا: ''میں تجھے مزید ترقی دے دوں گا اور تجھے خوب انعام واکرام سے نوازا جائے گا مگر یہ تو بتاؤ کہ تم اس نوجوان کو کس طرح بہکاؤ گے۔ جب یہ موت سے بھی نہیں ڈرتا تو پھر ایسی کون سی چیز ہے جو اس مجاہد کو اس کے دین سے پھسلا دے گی؟'' وہ بے غیرت گورنر بادشاہ کے قریب گیا اور سرگوشی کرتے ہوئے کہنے لگا: ''بادشاہ سلامت! آپ تو جانتے ہی ہیں کہ یہ عرب لوگ حسین عورتوں کے بہت شیدائی ہوتے ہیں اور ان کی طرف بہت جلد مائل ہو جاتے ہیں۔ بادشاہ سلامت! پورے روم میں کوئی لڑکی میری بیٹی سے زیادہ حسین نہیں۔ یہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ میری بیٹی کے حسن وجمال کے چرچے پورے روم میں ہو رہے ہیں۔ آپ اس نوجوان کو میرے حوالے کر دیں میں اسے اپنے گھر لے جاؤں گا۔ مجھے امید ہے کہ میری بیٹی اسے ضرور اپنے حسن وجمال کے ذریعے گھائل کر دے گی اور یہ اپنے دین سے ضرور منحرف ہو جائے گا۔''

بادشاہ نے کہا: ''ٹھیک ہے، میں تمہیں چالیس دن کی مدت دیتا ہوں اگر تم اسے عیسائی بنانے میں کامیاب ہو گئے تو تمہیں اتنا بڑا انعام دیا جائے گا جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔''

چنانچہ وہ بے غیرت گورنر جو ملک ودولت کے لالچ میں اپنی بیٹی کی عزت کا سودا کرنے کے لئے تیار ہو گیا تھا، اس عظیم نوجوان کو لے کر اپنے گھر کی جانب چل دیا۔ گھر جا کر گورنر نے اس نوجوان کو اپنے گھر کے سب سے اچھے کمرے میں رہائش دی اور اپنی بیٹی کو سارا واقعہ بتایا۔ اس کی بیٹی نے کہا: ''ابا جان! آپ بے فکر ہو جائیں، میں اس نوجوان کے لئے کافی ہوں، میں چند

ہی دنوں میں اسے اپنے دامِ محبت میں پھنسالوں گی۔'' چنانچہ گورنر نے اپنی بیٹی کواس نوجوان کے پاس بھیج دیا۔وہ حسین دوشیزہ روزانہ اپنے حسن وجمال کا جال ڈال کراس شرم وحیا کے پیکرعظیم مجاہد نوجوان کو پھنسانا چاہتی لیکن صد ہزار آفرین اس نوجوان کی پاکدامنی اورشرم وحیاء پر! اس نے کبھی بھی نظر اٹھا کراس فتنے باز حسینہ کو نہ دیکھا جس کی ایک جھلک دیکھنے کو روم کے ہزاروں رومیوں کی نگاہیں ترستی تھیں۔بس یہ سب دینِ اسلام کا فیضان تھااوراس نوجوان پر نبی کریم ، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی نظرکرم تھی کہ جن کی نگاہیں ہروقت حیا سے جھکی رہتی تھیں۔

نیچی نظروں کی شرم وحیاء پر درود
اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

الغرض! اس لڑکی نے اسلام کے اس مجاہد کو بہکانے کی خوب کوشش کی لیکن وہ سارادن نماز پڑھتا رہتا۔اسی طرح پوری رات تلاوت کرتے کرتے اور قیام وسجود میں گزرجاتی۔اس نوجوان نے کبھی بھی لڑکی کی طرف نہ دیکھا،بس ہروقت یادِالٰہی عزوجل میں مگن رہتا۔اسی طرح کافی دن گزرگئے۔مقررہ مدت ختم ہونے والی تھی۔بادشاہ نے اس گورنر کو بلوایااور پوچھا:''اس نوجوان کا کیا حال ہے؟ کیااس نے دین اسلام چھوڑ دیا ہے؟'' گورنر نے کہا:''میں نے اپنی بیٹی کواسی کام پرلگایا ہوا ہے،میں اس سے معلوم کرلیتاہوں کہ اسے کہاں تک کامیابی حاصل ہوئی ہے؟''

گورنراپنی بیٹی کے پاس آیااور پوچھا:''بیٹی! اس نوجوان کا کیا حال ہے؟''لڑکی نے جواب دیا:''ابّا جان! یہ تو ہروقت گُم سُم رہتاہے۔شایداس کی وجہ یہ ہے کہ اس شہرمیں اس کے دو بھائیوں کو ماردیا گیا ہے، یہ ان کی یاد میں غمگین رہتا ہے اورمیری طرف بالکل متوجّہ نہیں ہوتا۔اگرایسا ہوجائے کہ ہمیں اس شہر سے کسی دوسرے شہر میں منتقل کردیا جائے اور بادشاہ سے مزید کچھ دنوں کی مہلت لے لی جائے، نئے شہر میں جانے سے اس نوجوان کا غم کم ہوجائے گا۔ پھر میں اسے ضروراپنی طرف مائل کرلوں گی۔

اپنی بیٹی کی یہ بات سن کر وہ بے غیرت گورنر بادشاہ کے پاس گیااوراسے ساری صورت حال بتا کر مدت میں طوالت اوران دونوں کے لئے کسی دوسرے شہر میں رہائش کے انتظام کا مطالبہ کیا۔بادشاہ نے دونوں باتیں منظور کرلیں۔ان دونوں کو ایک دوسرے شہرمیں بھیج دیااور کچھ دنوں کی مزید مہلت دے دی۔اب ایک ہی کمرے میں ایک حسین وجمیل دوشیزہ اور یہ متقی وپرہیزگارنوجوان ایک ساتھ رہنے لگے۔وہ لڑکی روزانہ نئے نئے انداز سے بناؤسنگھار کرکے نوجوان کو مائل کرنے کی کوشش کرتی لیکن اللہ عزوجل کا وہ نیک بندہ نماز وتلاوت میں مشغول رہتا،اس کی راتیں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں آہ وزاری اور نیازمندی میں گزر

جاتیں۔اسی طرح وقت گزرتا رہا مقررہ مدت ختم ہونے میں صرف تین دن باقی تھے۔اس لڑکی نے جب دیکھا کہ گناہ کے تمام تر مواقع میسر ہونے کے باوجود یہ عظیم نوجوان اپنے رب عزوجل کے خوف سے اور اپنے دین اسلام کے احکام پر عمل کرنے کے لئے میری طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا اور اپنے پروردگار عزوجل کی محبت میں مگن رہتا ہے تو وہ لڑکی اس عظیم مجاہد سے بہت متاثر ہوئی اور دینِ اسلام کی عظمت اس کے دل میں بیٹھ گئی۔

چنانچہ ایک رات وہ اس نوجوان کے پاس آئی اور کہنے لگی:''اے شرم وحیا کے پیکر عظیم و پاک دامن نوجوان! میں تمہاری عبادت وریاضت اور پاکدامنی سے بہت متاثر ہوئی ہوں اور اب میں تمہارے دین سے محبت کرنے لگی ہوں کہ جس کی تعلیمات ہی ایسی ہیں کہ کسی غیر عورت کو نہ دیکھا جائے تو جس دین میں ایسے اچھے اچھے احکامات ہوں یقیناً وہی دین حق ہے۔ میں آج اور ابھی عیسائیت سے توبہ کرتی ہوں اور تمہارے دین میں داخل ہوتی ہوں۔ مجھے کلمہ پڑھا کر اپنے دین میں داخل کر لیجئے۔ پھر اس لڑکی نے سچے دل سے عیسائیت سے توبہ کی اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئی۔

اب نوجوان نے اس لڑکی سے کہا:''ہمیں اس ملک سے نکل جانا چاہئے ورنہ جیسے ہی تمہارے اسلام کی خبر بادشاہ کو پہنچے گی وہ تمہاری جان کا دشمن ہو جائے گا۔کیا کوئی ایسا طریقہ ہے کہ ہم اس ملک سے دور چلے جائیں؟''اس لڑکی نے کہا:''آپ بے فکر رہیں، میں آج رات ہی سارا انتظام کرلوں گی۔آپ تیار رہنا ہم آج رات ہی یہاں سے اسلامی ملک کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔'' جب رات نے اپنے پر پھیلائے تو نوجوان بالکل تیار تھا کیونکہ آج رات اسے اپنے ملک کی طرف روانہ ہونا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ لڑکی آئی اور کہنے لگی:''جلدی چلئے! باہر ہمارے لئے دو گھوڑے تیار ہیں، ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا ہے۔''نوجوان کے ترغیب دلانے پر گورنر کی اس لڑکی نے جو مسلمان ہو چکی تھی، اپنے آپ کو سر سے لے کر پاؤں تک چادر میں چھپایا اور نوجوان کے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔دونوں گھوڑوں پر سوار ہوئے اور اسلامی سرحد کی طرف بڑھنے لگے۔

وہ مجاہد آگے آگے یادالٰہی عزوجل میں مصروف، بڑی تیز رفتاری سے جانب منزل بڑھتا جا رہا تھا۔ پیچھے یہ نومسلم لڑکی تھی۔ چلتے چلتے جب کافی رات بیت گئی تو ایک مقام پر انہیں گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنائی دی۔آواز سن کر وہ نومسلم لڑکی گھبرا گئی۔اس نے سمجھا شاید دشمن ہمارے تعاقب میں آ رہے ہیں، وہ کہنے لگی:''اے نیک سیرت نوجوان! اس پاک پروردگار عزوجل کی بارگاہ میں دعا کرو جس پر ہم ایمان لائے ہیں کہ وہ ہمیں ہمارے دشمنوں سے چھٹکارا عطا فرما دے۔

ابھی لڑکی یہ بات کہہ ہی رہی تھی کہ چند شہسوار ان کے قریب آگئے۔انہیں دیکھ کر یہ دونوں بہت حیران ہوئے کیونکہ آنے والے شہسوار اس نوجوان کے بھائی تھے اور ان کے ساتھ چند اور نورانی چہروں والے شہسوار بھی تھے۔ جب نوجوان نے

اپنے بھائیوں کو دیکھا تو فرطِ محبت سے ان کی طرف لپکا، انہیں سلام کیا اور پوچھا: ''اے میرے بھائیو! تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟'' انہوں نے جواب دیا: ''جب ہمیں اُبلتے ہوئے تیل میں غوطہ دیا گیا تو ہم سیدھے جنت الفردوس میں جا کر نکلے اور اللہ عزوجل نے ہمیں اپنا قربِ خاص عطا فرمایا۔ اب اللہ عزوجل نے ہمیں تمہاری طرف بھیجا ہے اور ہمارے ساتھ ملائکہ کی ایک جماعت بھی آئی ہے۔ ہمیں حکم ہوا ہے کہ تیری شادی اس نومسلم خوش قسمت لڑکی سے کروا دیں۔ ہم تمہاری شادی کرانے آئے ہیں۔ چنانچہ فرشتوں کی نورانی بارات کی موجودگی میں اس عظیم نوجوان اور خوش قسمت نومسلم لڑکی کا نکاح کر دیا گیا۔ پھر وہ دونوں بھائی ملائکہ کی جماعت کے ساتھ ایک سمت روانہ ہو گئے۔

دولہا اور دلہن حسرت بھری نگاہوں سے اس نورانی قافلے کو دیکھتے رہے۔ جب یہ قافلہ نظروں سے اوجھل ہو گیا تو انہوں نے بھی ملکِ شام کی طرف کوچ کیا۔ ملک شام پہنچ کر انہوں نے وہیں مستقل رہائش اختیار کر لی۔ لوگوں میں ان کا واقعہ بہت مشہور ہو چکا تھا اور پورے شام میں اس نوجوان کی پاکدامنی، اس کے بھائیوں کی شجاعت و بہادری، اس نیک سیرت نومسلم لڑکی کی قربانی اور اس کی دینِ اسلام سے محبت کے چرچے ہونے لگے اور آج تک ان کا واقعہ لوگوں میں مشہور ہے۔

پھر کسی شاعر نے ان خوش نصیب عظیم میاں بیوی کے بارے میں چند اشعار کہے، جن میں سے ایک شعر یہ بھی تھا:

سَیُعْطَی الصَّادِقِیْنَ بِفَضْلِ صِدْقٍ نَجَاۃٌ فِی الْحَیَاۃِ وَ فِی الْمَمَاتِ

ترجمہ: عنقریب صادقین کو ان کے صدق کے سبب دنیا اور آخرت میں نجات دی جائے گی۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

(**شیخ طریقت، امیرِ اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری** دامت برکاتہم العالیہ اپنے رسالہ **''حسینی دولہا''** میں یہ واقعہ نقل کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں: **''میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** دیکھا آپ نے! ان تینوں شامی بھائیوں نے ایمان پر استقامت کا کیسا زبردست مظاہرہ کیا، ان کے دلوں میں ایمان کس قدر راسخ ہو چکا تھا، یہ عشق کے صرف بلند بانگ دعوے کرنے والے نہیں حقیقی معنیٰ میں مخلص عاشقانِ رسول تھے۔ دونوں بھائی جامِ شہادت نوش کر کے جنت الفردوس کی سرمدی نعمتوں کے حقدار بن گئے اور تیسرے نے روم کی حسینہ کی طرف دیکھا تک نہیں اور دن رات ربّ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت میں مصروف رہا اور یوں جو بہ نیت شکار آئی تھی خود اسیر بن کر رہ گئی! اس حکایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ **مشکلات میں سرکار** صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم **سے مدد چاہنا اور یارسول اللہ** صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم **پکارنا اہلِ حق کا قدیم طریقہ رہا ہے۔**

؎ یا رسول اللہ کے نعرے سے ہم کو پیار ہے

ان شاء اللہ عزوجل دو جہاں میں اپنا بیڑا پار ہے

اُس شامی نوجوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عزم واستقلال اوراس کی ایمان پر استقامت مرحبا! ذرا غور تو فرمایئے! نگاہوں کے سامنے دو پیارے پیارے بھائی جامِ شہادت نوش کر گئے مگراس کے پائے ثبات کو ذرا بھی لغزش نہیں آئی نہ دھمکیاں ڈرا سکیں نہ ہی قید وبند کی صُعُوبتیں اسے اپنے عزم سے ہٹا سکیں۔حق وصداقت کا حامی مصیبتوں کی کالی کالی گھٹاؤں سے بالکل نہ گھبرایا۔طوفانِ بلا کے سیلاب سے اس کے پائے ثبات میں جُنبش تک نہ ہوئی۔خداو مصطفٰےعزَّوَجلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا شیدائی دنیا کی آفتوں کو بالکل خاطر میں نہ لایا۔ بلکہ راہِ خداعزَّوَجلَّ میں پہنچنے والی ہر مصیبت کا اس نے خوش دلی کے ساتھ خیر مقدم کیا، نیز دنیا کے مال اورحُسن وجمال کالالچ بھی اس کے عزائم سے اس کو نہ ہٹا سکا اوراس مردِ غازی نے اسلام کی خاطر ہرطرح کی راحتِ دنیا کے منہ پرٹھوکر ماردی۔

؎ یہ غازی یہ تیرے پر اَسرار بندے جنہیں تو نے بَخشا ہے ذوقِ خدائی

ہے ٹھوکر سے دو نیم صحرا و دریا سِمَٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

آخر کار اللہ عزوجل نے رہائی کے بھی خوب اسباب فرمائے۔وہ رومی لڑکی مسلمان ہوگئی اور دونوں رِشتۂ ازدواج میں منسلک ہوگئے۔'' (حسینی دولھا،ص ۲۱تا۲۳)

(اے ہمارے **پاک پروردگار**عزوجل! ہمیں بھی شوقِ شہادت کے جذبے میں اخلاص واستقامت عطافرما۔دین کی خاطر اپنا تن، من، دَھن سب کچھ قربان کرنے کی عظیم سعادت عطافرما۔دین اسلام کی سربلندی کے لئے ہمیں خوب خوب تگ ودو کرنے کی توفیق مرحمت فرما۔اے ہمارے مولیٰ عزوجل! ہمیں بھی دین اسلام پر ثابت قدم رکھ۔ایمان وعافیت کے ساتھ سرکار مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحبِ معطّر پسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے جلوؤں میں شہادت کی موت عطافرما۔ہمیں اپنی راہ میں سر کٹانے کی توفیق عطافرما۔ان عظیم مجاہدوں کے صدقے بدنگاہی، گندی سوچ اور گندے افعال سے ہماری حفاظت فرما۔سرکار مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی جھکی جھکی باحیا آنکھوں کا واسطہ ہمیں بھی شرم وحیا سے ہر وقت نگاہیں نیچی رکھنے کی توفیق عطافرما۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

؎ یاالٰہی عزوجل رنگ لائیں جب میری بے باکیاں

ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

حکایت نمبر 184:

فقراء ومساکین کی عید ہوگئی

حضرت سیدنا فضل بن محمد رقاشی علیہ رحمۃ اللہ الکافی فرماتے ہیں، میں نے ایک مرتبہ حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو دیکھا کہ آپ زار وقطار رو رہے ہیں، میں نے عرض کی: ''حضور! آپ کو کس چیز نے رُلایا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''دنیا سے نیک لوگ رخصت ہوگئے اور اب صورتحال یہ ہے کہ لوگ دنیاوی نعمتوں کے حریص ہوگئے ہیں، دین سے دوری اختیار کرلی ہے۔ لوگوں نے آخرت کو بالکل بھلا دیا ہے اور دنیا میں مگن ہوکر رہ گئے ہیں۔'' یہ درد بھرے کلمات کہنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اُٹھے اور بازار کی طرف چل دیئے۔ میں بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ ہولیا۔ بازار میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بھائی کی آٹے کی دکان تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دکان پر تشریف لے گئے۔ اپنے بھائی کو سلام کیا اور بیٹھ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بھائی نے سلام کا جواب دیا اور کہا: ''بھائی جان! آپ کچھ دیر یہیں دکان میں بیٹھیں، مجھے کچھ ضروری کام ہے، میں اس سے فارغ ہوکر ابھی آتا ہوں، آپ دکان کا خیال رکھئے گا۔'' اتنا کہنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھائی اپنے کام سے چلا گیا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دکان پر بیٹھے ہوئے تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیکھا کہ کچھ اور فقراء ومساکین بازار میں موجود ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں بلایا اور آٹا دینا شروع کردیا۔ فقراء ومساکین آتے رہے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بغیر کسی عوض کے ان کو آٹا دیتے رہے یہاں تک کہ دکان میں موجود تمام آٹا فقراء ومساکین میں تقسیم کردیا۔

جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھائی آیا اور اس نے صورتحال دیکھی تو پوچھا: ''آٹا کہاں گیا؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''وہ آٹا میں نے فقراء ومساکین میں تقسیم کردیا۔'' یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھائی کہنے لگا: ''بھائی جان! آپ نے تو مجھے کنگال کردیا ہے۔''

بھائی کی یہ بات سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے اُٹھے اور مسجد کا رخ کیا پھر عبادت الٰہی عزوجل میں مشغول ہوگئے۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بھائی نے گلّہ کھولا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ گلّہ دراہم سے بھرا ہوا ہے۔ جب حساب لگایا تو اس گلّے میں اتنے دراہم تھے کہ ایک درہم کے بدلے ستر درہم نفع ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھائی بہت حیران ہوا اور دل میں کہنے لگا: ''یہ سب میرے بھائی کی برکت سے ہوا ہے۔''

چند دن بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھائی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آیا اور سلام عرض کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا اور پوچھا: ''بھائی کیسے آنا ہوا؟'' اس نے کہا: ''بھائی جان! کل آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میری دکان پر کچھ دیر کے لئے تشریف لائیں تو یہ میرے لئے سعادت ہوگی۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''تم یہ بات اس لئے کہہ رہے ہو کہ اُس دن تمہیں بہت زیادہ نفع

ہوا۔اب میں تمہاری دکان پرنہیں آؤں گا اور ہر مرتبہ ایسے معاملات نہیں ہوتے ،اس میں میرا کوئی کمال نہیں۔

پھرآپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:''پاک ہے میرا پروردگار عزوجل، تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں، وہ اپنی مخلوق کوجیسے چاہے رزق عطافرمائے، جس پر چاہے جود وعطا کی بارش فرمائے، وہ مالک ومختار ہے اور ہم اس کے عاجز بندے ہیں۔'' پھرفرمایا: ''اگر ہم اللہ عزوجل سے دنیاوی نعمتوں کا سوال کرتے تو وہ ہمیں منع نہ فرماتا لیکن ہم نے تو اپنے پروردگار عزوجل سے یہ سوال کیا ہے کہ''وہ ہمیں دنیاوی مال ودولت سے محفوظ رکھے۔الحمد للہ عزوجل! اس پاک پروردگار عزوجل نے ہماری یہ دعا قبول فرمالی اور ہمیں دنیاوی مال ودولت کی حرص سے محفوظ رکھا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر185: دوچادروں والانوجوان

حضرت سیدنا علی بن محمد شیرازی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا ابراہیم بن احمد خواص علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق کو یہ فرماتے ہوئے سنا:''میں نے ایک نوجوان کو دیکھا جس نے دوچادریں اپنے جسم پرلی ہوئی تھیں، ایک کا تہبند بنایا ہوا تھا اور دوسری کندھوں اور بقیہ جسم پرڈالی ہوئی تھی۔ وہ خوبصورت نوجوان خانہ کعبہ کے گرد طواف کررہا تھا۔کافی دیر تک وہ طواف کرتا رہا پھرنماز پڑھنا شروع کردی، وہ نوجوان دنیا ومافیہا (یعنی دنیا اور جو کچھ اس میں ہے) سے بے خبر اپنے رب عزوجل کی عبادت میں مصروف تھا۔اس کے نورانی چہرے اور عبادت وریاضت کو دیکھ کر میرے دل میں اس کی عظمت بیٹھ گئی اور وہ میری نظروں میں بہت زیادہ معزز ہوگیا۔میں روزانہ اس نوجوان کو اسی طرح طواف ونماز میں مشغول دیکھتا۔میرے پاس چارسو درہم تھے۔میں انہیں لے کر اس نوجوان کے پاس گیا، وہ مقامِ ابراہیم علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔

میں نے تمام درہم اس کے قریب رکھ دیئے اور کہا:''اے میرے بھائی! یہ حقیر سا نذرانہ میری طرف سے قبول کرلو اور اس رقم کے ذریعے اپنی ضروریات پوری کرو۔'' اس پر وہ نوجوان کھڑا ہوا اور تمام درہم اٹھا کر اِدھر اُدھر رکھ دیئے اور کہنے لگا: ''اے ابراہیم علیہ رحمۃ اللہ القدیم! میں نے اللہ عزوجل کی راہ میں ستر ہزار دینار خرچ کئے ہیں پھر مجھے یہ حالت اور اس جگہ عبادت کی سعادت نصیب ہوئی ہے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے اللہ عزوجل کی عبادت سے دور کرنا چاہتے ہیں اور وہ بھی اتنی کم رقم کے عوض۔''

حضرت سیدنا ابرہیم خواص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق فرماتے ہیں: ''اس نوجوان کی یہ بات سن کر میں شرم سے پانی پانی ہوگیا اور اپنے آپ کو سب سے زیادہ حقیر سمجھنے لگا، پھر میں نے وہ درہم جمع کرنا شروع کر دیئے۔ میں بکھرے ہوئے دراہم اٹھا رہا تھا اور وہ نوجوان میری طرف دیکھ رہا تھا۔ آج میری نظروں میں اس سے زیادہ معزز کوئی نہ تھا۔ وہ مجھے سب سے زیادہ متقی اور پرہیزگار نظر آ رہا تھا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم}

ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ

حکایت نمبر186:

ایک غریب الوطن

حضرت سیدنا علی بن محمد علیہ رحمۃ اللہ الصمد فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا ابراہیم خواص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''میں تقریباً سترہ سال تک جنگلوں اور صحراؤں میں پھرتا رہا اور مختلف مقامات پر اپنے ربّ عزوجل کی عبادت کرتا رہا۔ ان سترہ سالوں میں مجھے جو سب سے زیادہ عجیب واقعہ پیش آیا وہ یہ تھا: ''ایک مرتبہ میں نے جنگل میں ایک ایسے شخص کو دیکھا جس کے دونوں ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے تھے اور وہ گھسٹ گھسٹ کر چل رہا تھا۔ اس کے علاوہ بھی وہ بہت سی مشکلات سے دوچار تھا۔ میں اسے دیکھ کر بہت حیران ہوا اور مجھے اس پر ترس آنے لگا، میں نے قریب جا کر اسے سلام کیا، اس نے میرا نام لے کر جواب دیا۔ اس کے منہ سے اپنا نام سن کر مجھے بڑی حیرت ہوئی، میں نے اس سے پوچھا: ''آپ سے یہ میری پہلی ملاقات ہے، پھر آپ نے میرا نام کیسے جان لیا؟''

تو وہ کہنے لگا: ''جو ذات تجھے میرے پاس لائی ہے اسی نے مجھے تمہاری پہچان کرادی ہے۔'' میں نے کہا: ''آپ نے بالکل بجا فرمایا، واقعی میرا پروردگار عزوجل ہر چاہے پر قادر ہے۔'' پھر میں نے اس سے پوچھا: ''آپ کہاں سے آئے ہیں اور کہاں جانے کا ارادہ ہے؟'' اس نے کہا: ''میں شہر ''بخارا'' سے آرہا ہوں اور ''حرمین طیبین'' کی طرف جا رہا ہوں۔'' یہ سن کر مجھے بڑا تعجب ہوا کہ نہ اس شخص کے ہاتھ ہیں نہ پاؤں۔ پھر یہ بخارا سے یہاں تک کیسے پہنچا اور اب یہ **مکہ مکرمہ** (زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً) تک جانا چاہتا ہے جو یہاں سے کافی فاصلے پر ہے، یہ وہاں تک تنِ تنہا کیسے پہنچے گا؟ میں انہیں خیالات میں گم بڑی حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

اس شخص نے میری طرف جلال بھری نگاہ ڈالی اور کہنے لگا: ''اے ابراہیم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ! کیا تجھے اس بات پر تعجب ہو رہا ہے کہ قادر وقدیر پروردگار عزوجل مجھ جیسے ضعیف واپاہج کو یہاں تک لے آیا۔'' اتنا کہنے کے بعد اس شخص کی آنکھوں سے سیلِ

اشک رواں ہوگیا اور وہ زارو قطار رونے لگا۔ میں نے اسے کہا: ''آپ بالکل پریشان نہ ہوں، اللہ عزوجل کی رحمت ہر شخص کے ساتھ ہے، وہ کسی کو مایوس نہیں کرتا۔''

پھر میں اسے وہیں چھوڑ کر آگے روانہ ہوگیا، میرا بھی اس سال حج کا ارادہ تھا جب میں **مکہ مکرمہ** (زادھا اللّٰہ شرفاً وتعظیماً) پہنچا اور طواف کے لئے خانہ کعبہ میں حاضر ہوا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہی اپاہج شخص مجھ سے پہلے **خانہ کعبہ** پہنچا ہوا ہے اور مشغولِ طواف ہے، وہ گھِسٹ گھِسٹ کر طواف کر رہا تھا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

حکایت نمبر 187:

فاحشہ عورت اور باحیا نوجوان

حضرت سیدنا عبداللہ بن وہب علیہ رحمۃ الرب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ رحمۃ اللہ العظیم سے نقل فرماتے ہیں: ''بنی اسرائیل میں ایک نوجوان تھا جو اہلِ دنیا سے الگ تھلگ ایک عبادت خانے میں اللہ عزوجل کی عبادت کیا کرتا تھا۔ وہ ہر وقت یادِ الٰہی عزوجل میں مشغول رہتا۔ کچھ بدباطن لوگ اس نوجوان سے حسد کرنے لگے اور انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ کسی طرح اس نوجوان کو ذلیل کرنا چاہئے۔

بہر حال حاسدین کی وہ جماعت ہر وقت اس عابد وزاہد نوجوان کو ذلیل کرنے کی فکر میں سرگرداں رہنے لگی۔ بالآخر ان کے گندے ذہنوں میں یہ خیال آیا کہ فلاں عورت جو بہت زیادہ حسین وجمیل اور فاحشہ ہے، اس کو لالچ دے کر اس بات پر راضی کیا جائے کہ وہ اس عابد نوجوان کو اپنے فتنے میں مبتلا کرے۔

چنانچہ ان بدبختوں کی وہ جماعت اس فاحشہ عورت کے پاس آئی اور کہا: ''اگر تو اس نوجوان کو اپنے فتنے میں مبتلا کر دے تو ہم تجھے مالا مال کر دیں گے، ہمیں امید ہے کہ تو اسے رسوا وذلیل کرسکتی ہے۔ چنانچہ وہ فاحشہ عورت اس فعلِ مذموم کے لئے تیار ہوگئی اور ایک رات اس نوجوان کے عبادت خانہ کی طرف چلی۔ رات بہت اندھیری تھی، اُوپر سے بارش شروع ہوگئی۔ عورت نے اس نوجوان کو پکارا: ''اے اللہ عزوجل کے بندے! مجھے پناہ دو۔'' نوجوان نے اوپر سے جھانکا تو دیکھا کہ ایک جوان عورت دروازے پر کھڑی ہے اور اندر آنے کی اجازت مانگ رہی ہے۔'' اس نوجوان نے سوچا کہ اس وقت اتنی رات گئے کسی غیر محرم عورت کو داخلے کی اجازت دینا خطرے سے خالی نہیں، چنانچہ وہ نوجوان واپس اندر چلا گیا اور نماز میں مشغول ہوگیا۔ عورت نے دوبارہ ندا دی: ''اے اللہ عزوجل کے بندے! باہر بہت زیادہ بارش ہو رہی ہے اور سردی بھی بہت زیادہ ہے، خدارا!

مجھے ایک رات کے لئے پناہ دے دو۔'' بار بار وہ عورت یہی التجاء کرتی رہی آخر کار نوجوان نے ترس کھاتے ہوئے اسے پناہ دے دی اور خود ذکرو اذکار میں مشغول ہوگیا۔

فاحشہ عورت سینہ کھولے نیم عریاں حالت میں اس نوجوان کے سامنے آئی اور گناہ کی دعوت دیتے ہوئے اپنا آپ اس کے سامنے پیش کر دیا۔ باحیا نوجوان نے فوراً نگاہیں جھکالیں اور اس سے دور ہوگیا۔ وہ دوبارہ اس کے پاس آئی اور گناہ کی دعوت دینے لگی، نوجوان نے کہا: ''اللہ عزوجل کی قسم! میں ہرگز یہ گناہ نہیں کروں گا جب تک میں آزمانہ لوں کہ اگر میرا نفس گناہ کرے تو کیا وہ اس گناہ کے بدلے جہنم کی آگ برداشت کرلے گا۔'' پھر وہ نوجوان جلتے ہوئے چراغ کی طرف بڑھا اور اپنی انگلی اس پر رکھ دی یہاں تک کہ انگلی جل گئی۔ پھر وہ عبادت میں مشغول ہوگیا، فاحشہ عورت نے قریب آکر پھر اسے گناہ کی دعوت دی تو نوجوان نے اپنی دوسری انگلی جلا ڈالی، اسی طرح وہ فاحشہ عورت بار بار اسے گناہ کی دعوت دیتی رہی اور نوجوان اپنی انگلیاں جلاتا رہا، بالآخر اس پاکدامن متقی و پرہیز گار نوجوان نے اپنی ساری انگلیاں جلا ڈالیں لیکن غیر محرم عورت کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا اور اپنی عزت کی حفاظت کرتا رہا۔ جب اس فاحشہ نے یہ صورتحال دیکھی کہ اس نوجوان نے ایک گناہ سے بچنے کے لئے اپنی ساری انگلیاں جلا ڈالی ہیں تو اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور تڑپ تڑپ کر مرگئی۔''

(صد ہزار آفرین! اس نوجوان پر! جو اللہ عزوجل کے خوف سے ایسے وقت میں گناہ سے باز رہا جب ارتکابِ گناہ سے اسے کوئی چیز مانع نہ تھی۔ جنہیں اللہ عزوجل کا خوف ہوتا ہے وہ ہر حال میں چاہے خلوت ہو یا جلوت، اللہ عزوجل سے ڈرتے ہیں اور گناہوں کی طرف راغب نہیں ہوتے۔ اس نوجوان نے اپنی انگلیاں تو جلا ڈالیں لیکن ایک نظر بھی اس فاحشہ پر ڈالنا گوارا نہ کی، حقیقت یہ ہے کہ جس کے ساتھ اللہ عزوجل کی مدد ہو اسے کوئی رسوا و ذلیل نہیں کرسکتا۔ جسے اللہ عزوجل توفیق عطا فرماتا ہے وہ گناہوں سے بچنے کی راہیں نکال لیتا ہے۔ حاسدین نے تو خوب کوشش کی کہ کسی طرح اس نوجوان کو ذلیل کریں لیکن جسے اللہ عزوجل عزت دے اسے کون ذلیل کرسکتا ہے، اس قادرِ مطلق عزوجل کے سامنے کسی کی کیا مجال! وہ جسے چاہے عزت دے، جسے چاہے ذلیل کرے، وہ جسے بلند کرنا چاہے اسے کوئی پست نہیں کرسکتا۔)

{اللہ عزوجل کی اُس نوجوان پر رحمت ہو..اور..اُس کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم}

؎ فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

حکایت نمبر188:

بزرگوں کی مدنی سوچ

حضرت سیدنا ابو عثمان نیشا پوری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ ہم چند رفقاء اپنے استاد محترم حضرت سیدنا ابوحفص نیشا پوری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے ساتھ نیشا پور سے دور ایک شہر کی طرف سفر پر روانہ ہوئے۔ ایک جگہ ہم نے قیام کیا تو ہمارے استاذِ محترم ہمیں وعظ ونصیحت فرمانے لگے، ان کی مخلصانہ اور حکمت بھری باتیں سن کر ہمیں دلی سکون حاصل ہوا اور نیک اعمال کی طرف ہماری رغبت بڑھ گئی، استاد محترم ہمیں نصیحت فرما رہے تھے کہ اسی دوران سامنے موجود پہاڑ سے ایک فربہ ہرنی اُتری اور ہمارے استاد حضرت سیدنا ابو حفص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے آکر کھڑی ہوگئی۔ ہرنی کو دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رونے لگے اور اتنا روئے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہچکیاں بندھ گئیں۔

پھر جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کچھ سکون حاصل ہوا اور آپ خاموش ہوئے تو میں نے عرض کی: اے ہمارے محترم استاد! آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہمیں کتنا پیارا درس دے رہے تھے اور ہمارے دلوں میں آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی باتوں سے رِقّت اور سوز وگداز پیدا ہو رہا تھا لیکن جب یہ ہرنی سامنے آئی تو آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے زاروقطار رونا شروع کر دیا، آخر اس ہرنی کو دیکھ کر رونے میں کیا حکمت ہے؟''

یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''ہاں! میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میں کیوں رویا۔ بات دراصل یہ ہے کہ ہم سب مسافر ہیں اور ہمارے پاس زادِراہ بھی وافر مقدار میں نہیں۔ جب میں تمہیں درس دے رہا تھا تو اچانک میرے دل میں یہ خیال آیا کہ اے کاش! میرے پاس کوئی بکری ہوتی جسے ذبح کر کے میں تمہاری دعوت کرتا۔ ابھی یہ خیال میرے دل میں آیا ہی تھا کہ فوراً میرے سامنے یہ ہرنی آگئی۔

اسے دیکھ کر میرے دل میں یہ خوف پیدا ہوا کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ اللہ عزوجل مجھے میرے نیک اعمال کا بدلہ دنیا ہی میں دے رہا ہو اور کہیں میرا ربّ عزوجل مجھ سے ناراض تو نہیں؟ کیونکہ جس سے اللہ عزوجل ناراض ہوتا ہے اسے دنیا ہی میں اس کے اچھے عمل کا بدلہ دے دیتا ہے جیسا کہ فرعون اللہ عزوجل کا دشمن تھا لیکن جب اس نے اللہ عزوجل سے دعا کی کہ دریائے نیل جاری ہو جائے تو اللہ عزوجل نے اس کی دعا قبول کر لی اور دریائے نیل جاری فرما دیا حالانکہ وہ اللہ عزوجل کا دشمن تھا لیکن پھر بھی اس کی خواہش دنیا میں پوری کر دی گئی، آخرت میں ایسے لوگوں کا کوئی حصہ نہیں۔ مجھے بھی یہ خوف ہونے لگا کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ مجھے میرے نیک اعمال کا بدلہ دنیا ہی میں دیا جا رہا ہو اور آخرت میں میرے لئے کچھ بھی نہ بچے اور میں وہاں مفلس رہ جاؤں، بس اسی خیال نے مجھے رُلا دیا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر189:

شیطان کی دھمکی

حضرت سیدنا محمد بن زیاد علیہ رحمۃ الجواد بہت متقی و پرہیز گار بزرگ تھے۔ان پر ہر وقت خوفِ خداعزوجل کا غلبہ رہتا اور روتے ہی رہتے۔بہت زیادہ رونے کی وجہ سے ان کی بینائی ختم ہو چکی تھی ،آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ایک مرتبہ میں نے حضرت سیدنا ابراہیم خوّاص علیہ رحمۃ الرزاق سے پوچھا:''حضور! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اتنا عرصہ جنگلوں اور صحراؤں میں اللہ عزوجل کی عبادت کرتے رہے، کیا اس دوران کبھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کوئی بہت عجیب وغریب واقعہ پیش آیا؟''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:''ایک مرتبہ مجھے ایک بہت ہی عجیب وغریب واقعہ پیش آیا۔ ہوا یوں کہ ایک رات میں جنگل میں سو رہا تھا، اچانک میرے پاس شیطان لعین آیا اور غصیلے انداز میں کہنے لگا:''یہاں سے اٹھو اور کہیں اور چلے جاؤ۔'' تو میں نے اس سے کہا:''اے مردود! یہاں سے دفع ہوجا۔'' شیطان کہنے لگا:''یا تو تُو شرافت سے اٹھ جا۔یا پھر تجھے ایسی ٹھوکر ماروں گا کہ تو ہلاک ہو جائے گا۔'' میں نے کہا:''(اے مردود!) تجھے جو کرنا ہے کرلے، تو میرا بال بھی بیکا نہیں کرسکتا۔'' شیطان نے جب میری یہ بات سنی تو بڑے زور سے مجھے ٹھوکر ماری لیکن مجھے اس کی ٹھوکر ایسے معلوم ہوئی جیسے میرے جسم پر کسی نے گھاس وغیرہ پھینکی ہو یعنی مجھے اس کی ٹھوکر سے بالکل کوئی تکلیف نہ ہوئی۔

یہ دیکھ کر شیطان کہنے لگا:''تم مجھے اللہ عزوجل کے ولی معلوم ہوتے ہو،تم کون ہو؟'' میں نے کہا:''میرا نام ابراہیم خوّاص (علیہ رحمۃ الرزاق) ہے۔'' شیطان نے پوچھا:''تم نے بالکل ٹھیک کہا، اب میری بات غور سے سنو! کچھ اشیاء حرام ہیں اور کچھ حلال۔ حلال تو وہ چیزیں ہیں جو پہاڑوں وغیرہ میں اُگتی ہیں، یہ مباح ہیں اور وہ چیزیں جو خیانت اور دھوکے سے حاصل کی جائیں، وہ ناجائز ہیں، (پھر شیطان کہنے لگا) مجھے دریا کے کنارے دو ماہی گیر ملے جو مچھلیاں پکڑ رہے تھے۔ اصلاً تو دریا وسمندر وغیرہ کی مچھلیاں مباح و جائز ہیں۔ جو انہیں پکڑ لے وہ اس کی ملکیت میں آجاتی ہیں لیکن وہ دونوں ماہی گیر خائن اور دھوکے باز تھے۔اے ابراہیم خوّاص (علیہ رحمۃ الرزاق)! ہمیشہ حلال کھاؤ اور حرام اشیاء سے کنارہ کشی اختیار کرو۔''

(اللہ عزوجل ہمیں ہر وقت اپنی حفظ وامان میں رکھے، شیطان کے مکروفریب سے ہماری حفاظت فرمائے اور ہمارے دلوں سے اپنے خوف کے علاوہ سب مخلوق کا خوف نکال دے، اور ہمیں صرف اپنا ہی محتاج رکھے، اللہ عزوجل ہمارے اسلاف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے صدقے ہمیں بھی عبادت وریاضت میں اخلاص کی دولت نصیب فرمائے اور اپنی دائمی رضا عطا فرمائے، حرام اشیاء سے ہمیں محفوظ رکھے اور رزق حلال کمانے اور کھانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

حکایت نمبر190:

شفاء دینے والا ہاتھ

حضرت سیدنا ابو بکر حری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''میں تقریباً بیس سال تک ساحلوں، جنگلوں، پہاڑوں اور صحراؤں میں صرف اس لئے گھومتا رہا کہ شاید اللہ عزوجل کے کسی ولی سے ملاقات ہوجائے اور میں اس کی صحبتِ بابرکت سے فیض حاصل کروں، ایک دن اسی مقصد کے تحت میں ایک جنگل میں گیا۔ وہاں مجھے ایک غار نظر آیا۔ میں اس غار میں داخل ہوا تو دیکھا کہ وہاں ایک لُنجا، دو اندھے اور بہت سے کوڑھ کے مریض موجود تھے، میں نے ان سے پوچھا: ''تم لوگ یہاں کیا کر رہے ہو اور اس ویران جنگل میں اس وقت تم کس لئے جمع ہوئے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا: ''ہم اللہ عزوجل کے ایک ولی کا انتظار کر رہے ہیں، جس کی شان یہ ہے کہ وہ جس بیمار پر اپنا مبارک ہاتھ رکھ دیتا ہے اس کی سب بیماریاں دور ہوجاتی ہیں۔ آج وہ یہاں آئے گا، ہم اس کے انتظار میں یہاں جمع ہیں۔''

حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں، میں نے دل میں کہا: ''ان شاء اللہ عزوجل آج میری مراد پوری ہو جائے گی اور آج میں کسی ولیٔ کامل کی زیارت سے ضرور مشرف ہوں گا۔'' چنانچہ میں بھی ان مریضوں کے ساتھ بیٹھ گیا اور اس ولیٔ کامل کا انتظار کرنے لگا، انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور ایک نہایت کمزور و نحیف شخص اُون کا جُبہ زیب تن کئے ہماری طرف آیا، اس نے آتے ہی سلام کیا اور بیٹھ گیا پھر اندھے شخص کو اپنے پاس بلایا۔ اس کی آنکھوں کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا تو وہ اندھا فوراً اَکھیارا ہوگیا۔

پھر اس مردِ صالح نے اپنے دستِ مبارک سے لُنجے شخص کی طرف اشارہ کیا، وہ بھی فوراً درست ہوگیا پھر کوڑھ کے مریضوں کو بلایا اور ان کی طرف بھی اپنا ہاتھ بڑھا کر اشارہ کیا تو سب کے سب کوڑھ پن سے نجات پا گئے اور بالکل تندرست ہو گئے، جب وہاں موجود تمام مریضوں کو اپنے اپنے مرض سے شفا مل گئی تو وہ نیک شخص اٹھا اور جانے لگا۔

حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''جب میں نے اسے جاتے دیکھا تو میں فوراً اٹھا اور ان کا دامن تھام لیا۔'' وہ کہنے لگا: ''اے سری علیہ رحمۃ اللہ القوی! تو میری طرف راغب نہ ہو، بے شک اللہ عزوجل غیور ہے۔ اللہ کی بارگاہ میں تیرا مقام و مرتبہ بہت بلند ہے لیکن اس نے تیرا راز پوشیدہ رکھا ہوا ہے۔ اگر تو اسے چھوڑ کر کسی اور کی طرف راغب ہوگا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی بارگاہ میں تیری قدر و منزلت کم ہوجائے۔ بس اس ایک ذات پر کامل بھروسہ رکھ اور اسی کی طرف ہر دم متوجہ رہ۔''

کوہِ لکام کا عارف:

ماقبل میں مذکور حکایت اس طرح بھی منقول ہے: حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''میں اللہ عزوجل سے چالیس سال تک یہ دعا کرتا رہا کہ وہ مجھے اپنا کوئی کامل ولی دکھادے، اے کاش! میں اس کے سچے عاشق کی ایک جھلک دیکھ لوں، ایک مرتبہ میں ''لکام'' کی پہاڑیوں میں تھا، وہاں ایک جگہ میں نے بہت سے مریضوں کو جمع دیکھا۔ میں نے ان سے پوچھا: ''تم لوگ یہاں کیوں جمع ہو؟'' انہوں نے کہا: ''مہینے میں ایک مرتبہ یہاں اللہ عزوجل کا ایک نیک بندہ آتا ہے، وہ ہم جیسے مریضوں کے لئے دعا کرتا ہے، اس کی دعا کی برکت سے مریض فوراً تندرست ہو جاتے ہیں، آج اس کے آنے کا دن ہے، بس وہ آنے والا ہی ہوگا، ابھی ہم یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ ایک نورانی چہرے والا شخص ہماری طرف آیا، پھر اس نے کچھ پڑھا اور سب مریضوں پر دم کیا۔ فوراً سارے مریض تندرست ہو گئے پھر وہ مردِ صالح وہاں سے اٹھا اور واپس جانے لگا تو میں بھی اس کے پیچھے ہولیا اور عرض کی: ''اے اللہ عزوجل کے بندے! کچھ دیر کے لئے ٹھہر جاؤ، میں تم سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔''

وہ نیک بندہ میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: ''اے سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی! اللہ عزوجل کے علاوہ کسی اور کی طرف متوجہ نہ ہو، ہر وقت اسی کی یاد میں مگن رہ، کسی اور کی طرف التفات ہی نہ کر، ورنہ خطرہ ہے کہ کہیں تو اس کی بارگاہ میں غیر مقبول نہ ہو جائے۔ لہٰذا اس کے علاوہ کسی اور کی طرف متوجہ نہ ہو، اتنا کہنے کے بعد اللہ عزوجل کا وہ نیک بندہ جس سمت سے آیا تھا اسی طرف چلا گیا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر191: گمشدہ تھیلی کیسے ملی؟

حضرت سیدنا محمد بن سہل بن عسکر بخاری علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں، میں نے مکہ مکرمہ (زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً) میں ایک جگہ دیکھا کہ ایک مغربی شخص خچر پر سوار ہے اور اس کے آگے آگے ایک منادی یہ ندا کر رہا ہے: ''ہماری ایک تھیلی گم ہو گئی ہے اگر کوئی شخص وہ تھیلی ہم تک پہنچادے تو اسے بطورِ انعام ایک ہزار دینار دیئے جائیں گے۔'' منادی مسلسل یہ اعلان کرتا جا رہا تھا۔

اچانک بوسیدہ لباس پہنے ہوئے ایک معذور شخص آیا، جو بظاہر بہت غریب ومفلس معلوم ہو رہا تھا۔ اس نے مغربی شخص سے کہا: ''تمہاری گمشدہ تھیلی کی کیا علامت ہے؟ اس کی کوئی نشانی بتاؤ؟'' چنانچہ مغربی شخص نے اس تھیلی کی نشانیاں بتانا شروع

کیس اور پھر کہنے لگا:''اس میں لوگوں کی امانتیں رکھی ہوئی ہیں اور امانت رکھنے والوں کے نام بھی اس تھیلی میں موجود ہیں کہ فلاں کی اتنی رقم امانت ہے اور فلاں کی اتنی۔''اس معذور شخص نے کہا:''تم میں سے پڑھنا کون جانتا ہے؟''حضرت سیدنا ابن عسکر بخاری علیہ رحمۃ اللہ الباری نے فرمایا:''میں پڑھنا جانتا ہوں۔''تو اس معذور شخص نے کہا:''تم سب میرے ساتھ آؤ۔''چنانچہ ہم اس کے ساتھ چل دیئے، وہ ہمیں راستے سے ایک طرف ایک وادی میں لے گیا پھر اس نے ایک جگہ سے تھیلی نکالی اور مجھے پکڑا دی پھر اس مغربی شخص سے کہا:''بتاؤ! اس تھیلی میں کس کس کی کتنی کتنی رقم امانت ہے؟''مغربی شخص نے بتایا:''پانچ سو درہم فلاں بن فلاں کے ہیں، سو درہم فلاں کے ہیں۔''اسی طرح اس نے سب کے نام گنوا دیئے، میں ساتھ ساتھ سب کے نام پڑھتا جا رہا تھا جس طرح مغربی شخص نے بتایا تھا واقعی اسی طرح اتنی ہی مقدار میں رقم تھیلی میں موجود تھی۔

پھر اس معذور شخص نے کہا:''یہ تھیلی اس مغربی شخص کو دے دو۔''چنانچہ میں نے وہ تھیلی اس شخص کو دے دی، اس نے اپنی طرف سے ایک ہزار دینار اس معذور شخص کو دیتے ہوئے کہا:''یہ تمہارا انعام ہے جس کا میں نے وعدہ کیا تھا کہ جو شخص ہماری تھیلی ڈھونڈ کر دے گا اسے ایک ہزار دینار بطورِ انعام دیئے جائیں گے لہٰذا تم اس انعام کے مستحق ہو، لو! یہ ایک ہزار دینار رکھ لو۔''اس معذور شخص نے کہا:''میرے نزدیک تمہاری اس تھیلی کی قیمت دو مینگنیوں جتنی بھی نہیں پھر میں تم سے ایک ہزار دینار کیسے لے لوں؟'' جاؤ! مجھے تمہاری رقم کی ضرورت نہیں۔''اتنا کہنے کے بعد وہ معذور شخص وہاں سے اٹھا اور ایک جانب چل دیا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

(سبحان اللہ عزوجل! اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے دلوں میں دنیاوی مال ومتاع کی کوئی وقعت نہیں ہوتی، ان کی نظروں میں بڑی سے بڑی رقم بھی حقیر ہوتی ہے، انہیں مال ودولت کی حرص نہیں ہوتی بلکہ ان کا مقصد تو رضائے الٰہی عزوجل کا حصول ہوتا ہے، وہ آخرت کے طالب ہوتے ہیں اور اس کی طلب میں دن رات تگ ودو کرتے ہیں۔ انہیں نہ تو دنیا سے سروکار ہوتا ہے اور نہ ہی دنیا داروں سے۔ وہ تو بس اپنے خالق حقیقی عزوجل کی خوشنودی چاہتے ہیں اور ہر کام اسی کی رضا کے لئے کرتے ہیں، اللہ عزوجل ہمیں بھی ان بزرگوں کے صدقے دنیاوی مال ودولت کی حرص سے بچائے اور آخرت کی تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے، دنیا کی محبت ہمارے دلوں سے مٹا کر اپنی محبت کی نعمت سے ہمیں مالا مال فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

مرے دل سے دنیا کی الفت مٹا دے

مجھے اپنا عاشق بنا یا الٰہی عزوجل!

حکایت نمبر192:

نورانی بزرگ

حضرت سیدنا ابراہیم بن شیبان علیہ رحمۃ اللہ المنّان فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا ابوعبداللہ مغربی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''میں نے بہت عرصہ سے اندھیرا نہیں دیکھا (یعنی انہیں دن کی طرح رات کے وقت بھی ہر طرف روشنی ہی روشنی نظر آتی اور رات میں بھی ہر چیز واضح نظر آتی)

حضرت سیدنا ابراہیم بن شیبان علیہ رحمۃ اللہ المنان فرماتے ہیں: ''واقعی! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ فرمان بالکل درست ہے، ہم جب کبھی سخت اندھیری رات میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ سفر پر روانہ ہوتے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمارے آگے آگے اسی طرح چلتے جیسے دن کے اجالے میں چل رہے ہوں اور ہماری یہ کیفیت ہوتی کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا، جب ہم میں سے کوئی پھسلنے لگتا یا راستے سے ایک طرف ہونے لگتا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے: ''سیدھی طرف ہوجاؤ! اِس طرف چلو'' اس طرح آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہماری رہنمائی کرتے۔

ایک مرتبہ سخت اندھیری رات میں ہم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ سفر پر روانہ ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ننگے پاؤں اور ننگے سر تھے، ہم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیچھے پیچھے چلنے لگے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہماری رہنمائی فرماتے رہے، ساری رات سفر جاری رہا، جب صبح ہوئی تو ہماری نظر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مبارک قدموں پر پڑی تو وہ ایسے صاف وشفاف تھے جیسے کجاوے سے اترنے والی دُلہن کے پاؤں صاف وشفاف ہوتے ہیں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مبارک قدموں پر مٹی کا نام ونشان تک نہ تھا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے معتقدین کے درمیان بیٹھ جاتے اور انہیں وعظ ونصیحت فرماتے، میں نے کبھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو لوگوں کے سامنے روتے ہوئے نہیں دیکھا لیکن ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اتنا روئے کہ روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں۔

ہوا یوں کہ ایک مرتبہ ہم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ ''کوہِ طور'' پر گئے، وہاں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک درخت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ ہم بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گرد بیٹھ گئے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہمیں وعظ ونصیحت کرتے ہوئے فرمایا: **''انسان اس وقت تک اپنی مراد کو نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ سب سے الگ تھلگ ہو کر اپنے کام میں مشغول نہ ہو جائے۔''** ابھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اتنی ہی بات کی تھی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زور زور سے رونے لگے اور تڑپنے لگے۔ ہم نے دیکھا کہ آس پاس موجود پتھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی گفتگو کے بعد ریزہ ریزہ ہو گئے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی طرح روتے رہے اور تڑپتے رہے، بالآخر جب حالت سنبھلی اور ہوش میں آئے تو ایسے خوف زدہ اور غمگین تھے جیسے ابھی قبر سے نکل کر آرہے ہوں۔ پھر کئی دن تک آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر خوف طاری رہا اور اس واقعہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت کمزور ہو گئے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر193:

سفید روٹی اور خطرناک اژدہا

حضرت سیدنا ابراہیم ہروی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''موسم گرما کی ایک دوپہر دوران سفر میں نے ایک شخص کو ایک سمت جاتے ہوئے دیکھا، میں بھی اس کے ساتھ ساتھ چل دیا۔ کچھ دور جا کر اس نے راستہ چھوڑ دیا اور ایک وادی کی جانب مڑ گیا، میں بھی اس کے پیچھے پیچھے چلتا رہا پھر وہ ایک غار میں داخل ہو گیا میں بھی غار میں چلا گیا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ میرے سامنے ایک بڑا اژدہا نمودار ہوا۔ میں نے اپنی زندگی میں کبھی اتنا بڑا اژدہا کبھی نہ دیکھا تھا پھر وہ اژدہا غار کے دہانے کے قریب کنڈلی مار کر بیٹھ گیا اور میری طرف دیکھنے لگا۔ میں نے دل میں کہا: ''شاید آج یہ مجھے کھا جائے گا، یہ خیال تو مجھے ضرور آیا لیکن نہ تو میں گھبرایا اور نہ ہی خوف زدہ ہوا۔ کچھ دیر وہ اژدہا مجھے دیکھتا رہا پھر وہ رینگتا ہوا میری طرف بڑھنے لگا۔ میں بھی اپنی جگہ کھڑا رہا جب وہ میرے بالکل قریب آ گیا تو میں نے دیکھا کہ اس کے منہ میں بہت ہی عمدہ قسم کے سفید آٹے کی تر و تازہ روٹی تھی، اس اژدھے نے وہ روٹی میرے قریب رکھی اور فوراً واپس چلا گیا، اور دوبارہ غار کے دھانے پر کنڈلی مار کر بیٹھ گیا، میں حیران و پریشان کھڑا رہا اور سوچتا رہا کہ اژدہا یہ روٹی کہاں سے لایا ہے؟ پھر میں نے وہ روٹی کھائی اور دوپہر کا وقت گزارنے کے لئے آرام کی غرض سے غار ہی میں رک گیا، جب موسم کچھ ٹھنڈا ہوا اور شام ہونے لگی تو میں اس غار سے نکلا اور چلتا ہوا اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا۔ مجھے دیکھ کر وہ کہنے لگے: ''تم کہاں سے آ رہے ہو اور اب تک کہاں تھے؟'' میں نے وادی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ''میں اس وادی سے آ رہا ہوں۔'' پھر انہوں نے پوچھا: ''کیا تم نے بھی وہ چیز دیکھی ہے جو ہم نے دیکھی؟'' میں نے جواباً کہا: ''تم کس چیز کی بات کر رہے ہو، ذرا وضاحت کرو؟'' انہوں نے بتایا: ''آج دوپہر کے وقت ہمارے سامنے ایک بہت بڑا اژدہا آیا، ہمارے بالکل قریب آ کر وہ اپنی دم پر کھڑا ہو گیا اور زور زور سے پھنکارنے لگا۔ ہم خوفزدہ ہو گئے ،ہم میں ایک بزرگ بھی موجود تھے جو بہت دانا اور معاملہ فہم تھے انہوں نے ہم سے فرمایا: ''میرا گمان ہے کہ یہ اژدہا بھوکا ہے، شاید خوراک کی تلاش میں ہم تک آ پہنچا ہے۔'' یہ کہنے کے بعد انہوں نے سفید آٹے کی عمدہ روٹی اس کی طرف پھینک دی ۔اژدھے نے وہ روٹی اپنے منہ میں لی اور وہاں سے چلا گیا۔ میں نے کہا: ''وہ سفید آٹے کی روٹی میں نے ہی کھائی ہے پھر میں نے انہیں سارا واقعہ سنایا۔''

(اللہ عزوجل تمام مخلوق کا رازق ہے، وہ اپنی مخلوق کو جس طرح چاہے ان کے حصے کا رزق عطا فرمائے، وہ ہر چاہے پر قادر ہے۔ چاہے تو موذی جانوروں کے ذریعے اپنے بندوں کو رزق عطا فرما دے جیسا کہ مذکورہ بالا حکایت میں ایک خطرناک اژدھے کے ذریعے حضرت سیدنا ابراہیم ہروی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو ان کے حصے کا رزق عطا فرما دیا گیا۔ بس انسان کو اپنے پاک

پروردگار عزوجل پر کامل یقین ہونا چاہئے، اللہ عزوجل ہمیں ہمارے اسلاف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے صدقے توکّل کی دولت سے مالا مال فرمائے اور ہمیں رزق حلال کھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

؎ غم روزگار میں تو مرے اشک بہہ رہے ہیں — تیرا غم اگر رلاتا تو کچھ اور بات ہوتی

مصر کا بادشاہ

حکایت نمبر 194:

حضرت سیدنا محمد بن علی مُرادانی قدس سرّہ الربّانی فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں (بادشاہِ مصر) ''**احمد بن طولون**'' کی قبر کے پاس سے گزرا تو دیکھا کہ ایک شخص اس کی قبر کے قریب قرآن کریم کی تلاوت کر رہا ہے۔

پھر ایسا ہوا کہ اس شخص نے یکدم ''**احمد بن طولون**'' کی قبر پر آنا چھوڑ دیا۔ کافی عرصہ بعد میری اس سے ملاقات ہوئی تو میں نے پوچھا: ''کیا تو وہی شخص نہیں جو ''**احمد بن طولون**'' کی قبر کے پاس قرآن پاک پڑھا کرتا تھا؟'' تو وہ کہنے لگا: ''آپ نے بجا فرمایا، میں ہی ابن طولون کی قبر کے پاس قرآن پڑھا کرتا تھا کیونکہ وہ ہمارا حاکم تھا اور عدل وانصاف کے معاملے میں مشہور تھا لہٰذا میں نے اس بات کو پسند کیا کہ اس کے لئے ایصال ثواب کروں۔ چنانچہ میں نے اس کی قبر کے پاس قرآن کریم کی تلاوت کرنا شروع کر دی۔''

حضرت سیدنا محمد بن علی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں، میں نے اس شخص سے پوچھا: ''پھر اب تم وہاں تلاوت کیوں نہیں کرتے؟'' وہ شخص کہنے لگا: ''ایک رات میں نے خواب میں ''**احمد بن طولون**'' کو دیکھا، اس نے مجھ سے کہا: ''تم میری قبر پر قرآن کی تلاوت نہ کیا کرو۔'' میں نے کہا: ''آپ مجھے تلاوتِ قران سے کیوں منع کر رہے ہیں؟ اس نے جواب دیا: ''جب بھی تم قرآن مجید کی کوئی آیت تلاوت کرتے ہو تو مجھے سر پر زوردار ضرب لگائی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے: ''**کیا تم نے دنیا میں یہ آیت نہ سنی تھی؟**'' لہٰذا اس خواب کے بعد میں نے ''**احمد بن طولون**'' کی قبر پر تلاوت کرنا چھوڑ دی۔''

(اللہ عزوجل ہمیں قرآن کریم کے احکام پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں قبر وحشر کے عذاب سے محفوظ رکھے، دین ودنیا میں عافیت اور کرم والا معاملہ فرمائے، قرآنِ حکیم کو ہمارے لئے ذریعۂ نجات بنائے اور اس کی برکت سے ہمیں اپنی دائمی رضا عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

حکایت نمبر195:

چڑیا اور چیونٹی کی مثال

حضرت سیدنا محمد بن نعیم علیہ رحمۃ اللہ العظیم فرماتے ہیں، ایک مرتبہ میں حضرت سیدنا بشر حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کی بارگاہ میں حاضر ہوا اس وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیمار تھے۔ میں نے عرض کی: ''حضور! مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اس فانی دنیا میں چیونٹیوں کی یہ عادت ہے کہ وہ گرمیوں میں اپنے لئے دانے وغیرہ بِلوں میں جمع کر لیتی ہیں تا کہ سردیوں میں انہیں خوراک کے لئے باہر نہ نکلنا پڑے اور آرام سے جمع کی ہوئی خوراک کھاتی رہیں۔ ایک مرتبہ اسی مقصد کے لئے ایک چیونٹی اپنے بل سے نکلی، اس نے دانہ لیا اور دوبارہ بل کی طرف جانے لگی۔ اتنے میں ایک چڑیا آئی اور چیونٹی کو دانے سمیت کھا گئی۔ اب نہ تو وہ چیز باقی رہی جسے وہ چیونٹی جمع کرنا چاہتی تھی اور نہ ہی وہ چیونٹی باقی رہی کہ اپنی جمع کی ہوئی چیز کھا لیتی۔

میں نے عرض کی: ''حضور! مزید کچھ نصیحت فرمائیے۔'' آپ نے ارشاد فرمایا: ''تیرا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جس کا مسکن (یعنی رہائش) **قبر** ہو اور گزرگاہ **پل صراط** ہو (جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے بھی زیادہ تیز ہے) اور میدان حشر اس کے ٹھہرنے کی جگہ ہو جہاں اس سے حساب لیا جائے گا۔ اور اللہ عزوجل اس سے حساب لینے والا ہو۔ پھر اس شخص کو یہ بھی معلوم نہ ہو کہ میں حساب وکتاب کے بعد جنت میں جاؤں گا اور مبارک باد کا مستحق ہوں گا یا جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میرا ٹھکانہ ہوگی اور میں وہاں عذاب دیا جاؤں گا۔ ہائے حسرت وافسوس! ایسے بندے کا غم کتنا طویل ہوگا، اور اس کو کیسی کیسی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ہائے! ہائے! اس وقت رونا تو ہوگا لیکن تسلّی دینے والا کوئی نہ ہوگا، اس وقت خوف ودہشت تو طاری ہوگی لیکن کوئی امن دینے والا نہ ہوگا۔''

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھ سے بار بار یہی فرماتے رہے: ''ذرا اپنی حالت پر غور کر! (اس دن تیرا کیا حال ہوگا)، ذرا اپنی قبر کے بارے میں سوچ! اس میں تیرے ساتھ کیا معاملات پیش آئیں گے؟ دنیا داروں سے تعلقات کم کر دے، اور کبھی بھی اس بات کو پسند نہ کر کہ لوگ تیری تعریف کریں اور اپنے اعمال پر لوگوں سے اپنی تعریف سننے کی خواہش نہ کر۔ دُنیوی نام ونمود نہ چاہ، عزت والا وہی ہے جو رب عزوجل کے ہاں معزز ہے اور جو اللہ عزوجل کے ہاں ذلیل ہے بظاہر وہ دنیا میں کتنا معزز ہو حقیقتاً وہ ذلیل ہے۔''

(اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں دنیا اور آخرت میں عزت عطا فرما، ہر عمل اپنی رضا کی خاطر کرنے کی توفیق دے، حُبِّ دنیا اور مال ودولت کی حرص سے ہمیں محفوظ رکھ، قبر وحشر، حساب وکتاب، اور برزخ کے تمام معاملات میں ہمارے ساتھ آسانی اور نرمی والا معاملہ فرما۔ یا اللہ عزوجل تُو تو غفار ہے اور ہمارے پلّے کچھ بھی نہیں، اے ہمارے پاک پروردگار عزوجل تجھے تیرے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا واسطہ ہمیں بے سبب بخش دے، اور ہم پر اپنا خصوصی رحم وکرم فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

بے سبب بخش دے نہ پوچھ عمل　　نام غفار ہے ترا یا ربّ (عزوجل)!

مالِ یتیم کی حفاظت

حکایت نمبر196:

ابوالقاسم عبیداللہ بن سلیمان کہتے ہیں: ''میں موسیٰ بن بُغاء کا کاتب تھا، اس وقت ہم ''رے'' میں تھے اور وہاں کے قاضی حضرت سیدنا احمد بن بدیل کوفی علیہ رحمۃ اللہ القوی تھے۔

احمد بن بُغاء کی اس علاقے میں کچھ زمین تھی، جس میں وہ تعمیراتی کام کروانا چاہتا تھا۔اسی جگہ سے متصل زمین کا ایک ٹکڑا ایک یتیم بچے کی ملکیت میں تھا، مجھے موسی بن بُغاء نے حکم دیا کہ وہاں جاکر زمین وغیرہ دیکھوں اور مزید زمین خریدنی پڑے تو خرید لوں۔ میں وہاں پہنچا اور زمین کو دیکھا تو یہی بات سمجھ آئی کہ جب تک اس یتیم کی زمین نہ خریدی جائے گی اس وقت تک تعمیراتی کام ٹھیک انداز میں نہ ہوگا۔ چنانچہ میں وہاں کے قاضی حضرت سیدنا احمد بن بدیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس گیا اور عرض کی: ''آپ یتیم بچے کی زمین ہمیں فروخت کردیں۔'' قاضی صاحب نے انکار کرتے ہوئے فرمایا: ''اس یتیم بچے کو اپنی زمین بیچنے کی ابھی کوئی حاجت نہیں اور میں یہ جرأت نہیں کرسکتا کہ زمین بیچ کر اسے زمین سے محروم کردوں۔ ہوسکتا ہے میں زمین کے بدلے قیمت لے لوں اور خدانخواستہ کسی طرح اس کا مال ہلاک ہوجائے تو گویا میں اس کے حق کو ضائع کرنے والا ہوجاؤں گا۔''

میں نے کہا: ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمیں وہ زمین بیچ دیں ہم اس کی دُگنی قیمت ادا کریں گے۔'' قاضی صاحب نے کہا: ''میں دگنی قیمت پر بھی اس کی زمین نہیں بیچوں گا کیونکہ مال تو گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔ زیادہ مال کا لالچ مجھے زمین بیچنے کی طرف راغب نہیں کرسکتا۔'' الغرض میں نے قاضی صاحب کو ہر طرح سے راضی کرنے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ان کے سامنے میری ایک نہ چلی۔ان کی باتوں نے مجھے پریشان کردیا۔ میں نے تنگ آکر کہا: ''قاضی صاحب! آپ ایسا قدم نہ اٹھایئے جس سے آپ کو پریشانی ہو، کیا آپ جانتے نہیں کہ یہ موسیٰ بن بغاء کا معاملہ ہے؟ ذرا سوچ سمجھ کر قدم اٹھایئے، ایسے لوگوں سے ٹکر لینا درست نہیں۔'' قاضی صاحب نے کہا: ''اللہ عزوجل تجھے عزت عطا فرمائے، تو میرے معاملے میں پریشان نہ ہو، بے شک میرا پروردگار عزوجل عزت والا اور بلند و برتر ہے۔'' قاضی صاحب کی یہ باتیں سن کر میں واپس پلٹ آیا اور اللہ عزوجل سے حیاء کرتے ہوئے میں دوبارہ قاضی صاحب کے پاس نہ گیا۔ جب میں ''موسیٰ بن بغاء'' کے پاس گیا تو اس نے مجھ سے پوچھا: ''تمہیں جس کام کے لئے بھیجا تھا اس کا کیا ہوا؟'' میں نے قاضی صاحب سے ملاقات کا سارا واقعہ بیان کردیا اور جب اسے قاضی صاحب کا یہ جملہ بتایا کہ ''بے شک میرا پروردگار عزوجل بلند و عظیم ہے۔'' تو یہ سنتے ہی موسیٰ بن بغاء رونے لگا اور بار بار اسی جملے کو دہراتا رہا پھر مجھ سے کہا: ''اب تم اس زمین کو رہنے دو اور قاضی صاحب کو تنگ نہ کرو۔ جاؤ! اور اس نیک مرد کے حالات معلوم کرو۔ اگر اسے کوئی حاجت درپیش ہو تو میں اسے پورا کروں گا، ایسے نیک لوگ دنیا میں بہت کم ہوتے ہیں۔''

میں موسیٰ بن بغاء سے رخصت ہوکر حضرت سیدنا احمد بن بذیل کوفی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے پاس آیا اور کہا: ''قاضی صاحب! مبارک ہو، امیر موسیٰ بن بغاء نے زمین والے معاملے میں آپ کو عافیت بخشی اور یہ اس وجہ سے ہوا کہ میں نے وہ تمام باتیں جو ہمارے درمیان ہوئی تھیں، تفصیلاً موسیٰ بن بغاء کو بتادیں۔ اب امیر موسیٰ بن بغاء نے یہ حکم دیا ہے کہ اگر آپ کو کوئی حاجت ہو تو ہمیں بتائیں ہم ضرور پورا کریں گے۔''

قاضی صاحب نے اسے دعائیں دی اور کہا: ''یہ سب اس کا صلہ ہے کہ میں نے ایک یتیم کے مال کی حفاظت کی، میں اس کے بدلے دنیوی مال ودولت کا طلب گار نہیں۔'' پھر میں نے موسیٰ بن بغاء کے حکم سے قاضی صاحب کو ایک لونڈی ہبہ کردی۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 197:

گھر میں قبر

حضرت سیدنا منصور بن عمار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں کہ مجھے میرے ایک نیک دوست نے بتایا: ''ہمارے پاس ''واسط'' کا رہنے والا ابو عیاد نامی ایک مردِ صالح ہے، وہ کثرت سے مجاہدے کرتا ہے۔ خوفِ خدا عزوجل کی عظیم سعادت سے مالا مال ہے، نمک کے ساتھ روٹی کھاتا ہے، ہمیشہ اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتا ہے، وہ روزانہ دو دانق کماتا ہے، ایک دانق سے سحری وافطار کا سامان خرید لیتا ہے اور دوسرا دانق صدقہ کردیتا ہے۔ اگر آپ اس کے پاس چلیں اور کلام فرمائیں تو وہ اس بات کو پسند کرے گا اور جب آپ اسے دیکھیں گے تو امید ہے کہ اس کی ملاقات سے آپ کو بھی فائدہ ہوگا۔''

میں نے کہا: ''میں اس سے ملاقات کا متمنی ہوں، میں ضرور اس سے ملاقات کروں گا۔'' چنانچہ ہم اس مردِ صالح سے ملاقات کے لئے اس کے گھر پہنچے۔ ہم نے دستک دی تو داخلے کی اجازت مل گئی۔ وہاں مجھے ایک ایسا شخص نظر آیا جسے دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کا دل دنیا سے اُچاٹ ہوگیا ہے۔ وہ تنہائی پسند ہے اور لوگوں سے اسے وحشت ہوتی ہے، وہ خوفزدہ اور سہا سہا لگ رہا تھا۔ میں سمجھ گیا کہ مسلسل مجاہدات کی وجہ سے اس کی یہ حالت ہوگئی ہے اور یہ شخص سخت گرمیوں کے دنوں میں روزہ رکھتا اور ساری ساری رات قیام اور سجدوں میں گزار دیتا ہے، اس کے جسم پر ٹاٹ کا لباس تھا۔ وہ بھی صرف اتنا کہ جس سے ستر پوشی ہو سکے۔ اسے دیکھتے ہی مجھ پر سکتہ طاری ہوگیا۔ میں اسے دیکھ کر خوف محسوس کرنے لگا۔ اس کی حالت ایسی وحشت ناک تھی کہ اس

سے پہلے میں نے کسی کو ایسی حالت میں نہ دیکھا تھا۔ ہم اس کے قریب گئے تو میرے دوست نے میرا تعارف کراتے ہوئے کہا: ''یہ حضرت سیدنا منصور بن عمار (علیہ رحمۃ اللہ الغفار) ہیں، جن سے ملاقات کے آپ متمنی تھے۔'' اتنا سننا تھا کہ وہ جلدی سے اٹھا، مجھ سے مصافحہ کیا اور میرا دایاں ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا: ''مرحبا! مرحبا! اللہ عزوجل آپ کو درازیٔ عمر بالخیر عطا فرمائے، مجھے اور آپ کو دنیا کے غموں سے بچا کر غمِ آخرت کی نعمت عطا فرمائے۔'' وہ مجھے ایک ایسے کمرے میں لے گیا جہاں اس نے قبر کھود رکھی تھی، اور میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: ''میری دیرینہ خواہش تھی کہ آپ سے ملاقات کروں اور اپنے دل کی سختی سے آپ کو آگاہ کروں، مجھے ایک بہت پرانا زخم ہے، تمام معالجین اس کے علاج سے عاجز آچکے ہیں، اب آپ ہی میرے زخمی دل کا علاج کریں اور جو مناسب سمجھیں وہ مرہم میرے زخم پر رکھیں۔

میں نے کہا: ''اے میرے بھائی! میں آپ کا علاج کس طرح کروں میں تو خود زخمی ہوں اور میرا زخم تمہارے زخم سے کہیں زیادہ ہے۔'' اس نے کہا: ''اگر واقعی ایسا ہے پھر تو میں آپ کا اور زیادہ مشتاق ہوں۔'' میں نے کہا: ''اے میرے بھائی! اگر تو اپنے گھر میں قبر کھود کر اس سے عبرت حاصل کرتا ہے اور اسے دیکھ دیکھ کر اپنے نفس کو مطمئن کر لیتا ہے اور موت سے پہلے ہی کفن خرید کر اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ میں نے آخرت کی تیاری کر لی ہے تو بعض اولیاء کرام ایسے بھی ہیں کہ ان کے سامنے ہر وقت قبر کا ہولناک منظر ہوتا ہے وہ موت سے کبھی غافل نہیں ہوتے۔ وہ ایسے ہیں کہ ان سے زیادہ حدود اللہ کی رعایت کرنے والا تو کسی کو نہ پائے گا۔ ان کے دل اللہ عزوجل کی منع کردہ اشیاء کی طرف رغبت نہیں کرتے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ جس دن جھوٹے لوگ بہت زیادہ خسارے میں رہیں گے۔ ایسے لوگ صرف لوجہ اللہ اعمال کرتے ہیں اور ریاکاری سے بچتے ہیں۔''

میری یہ باتیں سن کر اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور اپنے گھر میں کھودی ہوئی قبر میں منہ کے بل گر پڑا، انتہائی کرب و تکلیف میں مبتلا شخص کی طرح ہاتھ پاؤں مارنے لگا۔ اس کے گلے سے عجیب و غریب آواز آنے لگی۔ میں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور کہا ''اگر میری باتیں سن کر یہ شخص ہلاک ہو گیا تو گویا میں اس کے قتل کا سبب بنوں گا۔'' مجھے اس کے سامنے ایسی نصیحت آموز باتیں نہیں کرنی چاہئے تھیں۔ اسے اسی حال میں چھوڑ کر میں اس گھر سے باہر آیا اور ایک چکی والے کے پاس جا کر سارا واقعہ کہہ سنایا۔ یہ سن کر چکی والے نے مجھے ڈانٹا اور کہا: ''میرے ساتھ چلو تا کہ ہم اس کی کچھ مدد کریں۔'' چنانچہ ہم جلدی سے اس کے گھر پہنچے، وہ اسی طرح تڑپ رہا تھا۔ ہم نے فوراً اسے باہر نکالا۔ اس کی حالت بہت نازک تھی، اس کا جسم متعدد جگہوں سے زخمی ہو چکا تھا۔

ایسا لگ رہا تھا کہ شاید یہ ابھی فوت ہو جائے گا۔ چکی والا مجھے بڑی غضبناک نظروں سے گھور رہا تھا، میں فوراً باہر چلا آیا۔ پھر ظہر کے وقت دوبارہ وہاں گیا تو دیکھا کہ ابھی تک اس کی ایسی ہی حالت ہے۔ مغرب تک میں اس کے پاس رہا، پھر واپس چلا آیا اسے ابھی تک ہوش نہ آیا تھا۔ وہ رات میں نے اتنی پریشانی اور غم کے عالَم میں گزاری کہ اس سے قبل کبھی مجھے اتنی پریشانی نہ ہوئی تھی۔ صبح ہوتے ہی میں اس کے پاس پہنچا تو وہ اپنے گھر کے مشرقی حصے میں بیٹھا تھا۔ اس نے جسم کے زخمی حصوں پر ایک پرانا کپڑا باندھا ہوا تھا۔ مجھے دیکھ کر وہ بہت خوش ہوا اور آگے بڑھ کر یہ کہتے ہوئے میرا استقبال کیا: ''اے میرے محسن! تمہاری تشریف آوری کا شکریہ، اللہ عزوجل تم پر رحم فرمائے اور اپنی حفظ و امان میں رکھے۔'' وہ مجھے اسی طرح دعائیں دیتا رہا، میں کچھ دیر وہاں بیٹھا اور پھر خوشی خوشی واپس چلا آیا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 198:

دو ولیوں کی ملاقات

حضرت سیدنا شعیب بن حرب علیہ رحمۃ الرب سے منقول ہے: ''ایک مرتبہ میں حضرت سیدنا سفیان بن سعید ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے ہمراہ ''کوفہ'' سے ''مصیصہ'' حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم کی زیارت کے لئے گیا۔ ہم نے ''مصیصہ'' پہنچ کر حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد میں ہونگے۔ ہم جامع مسجد پہنچے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مسجد میں لیٹے ہوئے پایا۔ میں نے قریب جا کر آپ کو بیدار کیا اور کہا: ''حضور! اٹھئے اور دیکھئے کہ آپ کے دوست حضرت سیدنا سفیان بن سعید ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی آپ سے ملنے آئے ہیں۔'' اتنا سنتے ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک جھٹکے سے اٹھے اور خوش ہوتے ہوئے حضرت سیدنا سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی کو گلے سے لگایا۔ پھر دونوں دوست بیٹھ گئے اور باتیں کرنے لگے۔

میں نے اور حضرت سیدنا سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے تین دن سے کچھ نہ کھایا تھا۔ حضرت سیدنا سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم سے عرض کی: ''اے ابو اسحاق (علیہ رحمۃ اللہ الرزاق)! ہمیں کوئی ایسا عمل بتائیے کہ جس کے ذریعے ہم حلال رزق حاصل کر سکیں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''آؤ! ہم کھیتی کاٹنے چلتے ہیں۔'' چنانچہ

ہم ایک شخص کے پاس گئے اور کہا: ''ہم مزدوری کرنا چاہتے ہیں، ہمیں اجرت پر کچھ کام دے دیجئے۔'' اس نے کہا: ''آپ دونوں کھیتی کاٹیں۔''

چنانچہ ہم ایک دن کی دو درہم اجرت پر کھیت کی کٹائی پر اجیر (یعنی مزدور) بن گئے۔ سارا دن انتہائی محنت، لگن اور دیانتداری سے کام کرتے رہے۔ شام کو جب کھیت کے مالک نے ہمارا کام دیکھا تو بڑا خوش ہوا اور کہنے لگا: ''تم لوگوں نے بہت اچھا کام کیا ہے، یہ لو اپنی اُجرت۔'' پھر اس نے دو درہم دیتے ہوئے کہا: ''تم روزانہ مزدوری کے لئے آجایا کرو۔'' پھر ہم وہاں سے چلے آئے۔

حضرت سیدنا سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے ایک درہم مجھے دیا اور کہا: ''جاؤ! جو بہتر سمجھو، کھانے کے لئے لے آؤ۔'' چنانچہ میں بازار جا کر کھانا خرید لایا اور ان کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت سیدنا سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم سے فرمایا: ''کھانا کھایئے۔'' حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم نے کہا: ''پہلے آپ کھایئے، آپ مجھ سے بڑے ہیں اور علم کے اعتبار سے بھی افضل ہیں۔'' لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی پہلے کھانے سے انکار کرتے ہوئے کہا: ''پہلے آپ کھایئے۔'' کچھ دیر اسی طرح تکرار ہوتی رہی۔ بالآخر حضرت سیدنا سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم سے فرمایا: ''مجھے اس کھانے سے معافی دیجئے، کیا آپ اس بات کی ضمانت دیتے ہیں کہ ہم نے مزدوری بالکل ٹھیک کی ہے اور جو رقم ہمیں ملی ہے اس میں کسی قسم کی ملاوٹ یا شبہ نہیں؟ اگر آپ یہ ضمانت دیتے ہیں تو میں کھا لیتا ہوں۔'' حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم نے عرض کی: ''میں کیسے ضمانت دے سکتا ہوں کہ یہ کھانا شبہ سے پاک ہے؟''

تو حضرت سیدنا سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی کہنے لگے: ''پھر مجھے اس کھانے کی کوئی حاجت نہیں۔'' یہ سن کر حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم نے کہا: ''جس چیز کو آپ نے ترک کر دیا میں اسے کیسے اختیار کر سکتا ہوں، میں بھی یہ کھانا نہیں کھاؤں گا۔'' چنانچہ ہم نے کھانا وہیں چھوڑ دیا اور ایک لقمہ بھی نہ کھایا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر199:

انوکھی ضیافت

حضرت سیدنا ابو سعید خراز علیہ رحمۃ اللہ الوھاب فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں نے اپنے ایک متقی و پرہیز گار دوست کے ساتھ مکہ مکرمہ (زادھا اللّٰہ شرفاً و تعظیماً) میں قیام کیا۔ ہم تین دن وہاں رہے۔ ہم نے ایک فقیر کو دیکھا کہ اپنی جھونپڑی میں رہتا ہے، اس کے پاس صرف ایک ڈول تھا جو ٹاٹ کے رومال سے ڈھکا رہتا۔ وہ فقیر عمدہ آٹے کی سفید روٹی کھاتا تھا۔ ہم حیران تھے کہ نہ جانے یہ روٹی اس کے پاس کہاں سے آتی ہے۔ مسلسل تین دن سے ہم نے کوئی شئے نہ کھائی تھی۔ میں نے دل میں کہا: ''خدا عزوجل کی قسم! آج میں اس فقیر سے کہوں گا کہ آج رات ہم آپ کے ہاں بطور مہمان ٹھریں گے، چنانچہ میں اس کے پاس گیا اور کہا: ''آج رات ہم آپ کے مہمان ہیں۔'' اس نے کہا: ''خوش آمدید! یہ تو میرے لئے سعادت کی بات ہے۔'' چنانچہ ہم دونوں دوست اس کی جھونپڑی میں آگئے۔ عشاء کے وقت تک میں اسے دیکھتا رہا لیکن اس کے پاس میں نے کوئی شئے ایسی نہ دیکھی جس سے وہ ہماری ضیافت کرتا۔ کچھ دیر بعد اس نے اپنی مونچھوں پر ہاتھ پھیرا تو اس کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جو اس نے مجھے پکڑا دی۔ میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ بہترین قسم کے دو درہم تھے۔ چنانچہ ہم نے کھانا خریدا اور کھا کر اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا۔ کچھ دنوں بعد میری اس فقیر سے دوبارہ ملاقات ہوئی۔ میں نے سلام کیا اور پوچھا: ''جس رات ہم آپ کے ہاں ٹھہرے تھے تو میں نے دیکھا کہ آپ کے ہاتھ میں اچانک دو درہم آگئے تھے اور یہ بہت حیران کن بات تھی ہے، میں جاننا چاہتا ہوں کہ یہ کیا راز ہے؟ اگر کسی عملِ صالح کے ذریعے آپ کو یہ کرامت ملی ہے تو وہ عمل مجھے بھی بتائیے؟'' فقیر نے کہا: ''اے ابو سعید! وہ کوئی بڑا عمل نہیں، صرف ایک حرف ہے۔'' میں نے پوچھا: ''وہ کیا ہے؟'' فقیر نے جواب دیا: ''اپنے دل سے دنیا کی محبت نکال دے اور خالق عزوجل کی محبت دل میں بٹھا لے ان شاء اللہ عزوجل تیری تمام حاجتیں پوری ہو جائیں گی۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر200:

کٹے ہوئے سر سے تلاوتِ قرآن کی آواز آتی

حضرت سیدنا ابراہیم بن اسماعیل بن خلف علیہ رحمۃ الرب فرماتے ہیں، حضرت سیدنا احمد بن نصر حنبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی جلیل القدر عالم تھے، نیکی کی دعوت کی خوب دھومیں مچاتے۔ ''واثق باللہ'' نے انہیں اس لئے اپنے ہاتھوں سے شہید کیا کہ وہ قرآن کو

مخلوق نہ مانتے۔ خلیفہ واثق باللہ نے انہیں شہید کر دیا اور حکم دیا کہ ان کے سر کو بغداد کی گلیوں میں پھرایا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اس کے بعد کچھ عرصہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مبارک سر کو بغداد کی مشرقی جانب اور کچھ عرصہ مغربی جانب لٹکایا گیا اور بقیہ جسم کو ''سُرَّ مَنْ رَاٰی''میں سولی پر لٹکائے رکھا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شہید تو ہو گئے لیکن حق بات سے روگردانی نہ کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شہادت کے بعد مجھے خبر ملی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سرِ اقدس سے قرآن کی تلاوت سنائی دیتی ہے۔ یہ خبر ملتے ہی میں وہاں پہنچا جہاں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سرِ اقدس لٹکایا گیا تھا وہاں بہت سے شہسوار اور پہرے دار نگرانی پر مامور تھے۔ رات کے آخری پہر جب سب سو گئے تو میں نے ان کے سر سے قرآن کریم کی یہ آیت سنی:

الٓمّٓ ، اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَكُوْۤا اَنْ یَّقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ۝ (پ۲۰، العنکبوت: ۱۔۲)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اتنی بات پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ کہیں ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی۔

یہ سن کر میرا جسم کانپنے لگا۔ چند دن بعد میں نے خواب دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جسم پر ریشم کا بہترین لباس اور سر پر تاج تھا۔ میں نے پوچھا: ''مَافَعَلَ اللّٰهُ بِكَ (یعنی اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا)؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواباً ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل نے مجھے بخش دیا اور جنت میں داخل فرمایا لیکن میں تین دن تک غمزدہ اور پریشان رہا۔'' میں نے پوچھا: ''آپ پریشان کیوں ہوئے؟'' فرمایا: ''میں نے دیکھا کہ حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم میرے قریب سے گزرے تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنا رخِ زیبا مجھ سے پھیر لیا۔'' میں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کیا مجھے حق کی خاطر قتل نہ کیا گیا؟'' حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک تو حق کی خاطر شہید ہوا لیکن تجھے ایک ایسے شخص نے شہید کیا جو میرے اہل بیت سے ہے، میں نے حیاء کی وجہ سے تجھ سے منہ پھیر لیا۔''

احمد بن علی بن ثابت فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا احمد بن نصر حنبلی علیہ الرحمۃ اللہ القوی کا سر اقدس بغداد میں اور بقیہ جسم ''سُرَّ مَنْ رَاٰی'' میں چھ سال تک لٹکا رہا۔ چھ سال بعد جسمِ مبارک اور سرِ اقدس کو ایک ساتھ دفن کیا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار اقدس بغداد شریف کی مغربی جانب واقع ہے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم}

حکایت نمبر 201: **حضرت سیدنا ابراہیم خواص** علیہ رحمۃ اللہ الرزاق **اور یتیم گھرانہ**

حضرت سیدنا معمر بن احمد بن محمد اصبہانی قدس سرہ الربانی نقل فرماتے ہیں، حضرت سیدنا ابراہیم خواص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق نے ایک دفعہ بیان فرمایا: ''میں ہر روز دریا کے کنارے جاتا اور کھجور کے پتّوں سے ٹوکریاں بناتا پھر وہ ٹوکریاں دریا میں ڈال دیتا۔ نہ جانے کیا بات تھی کہ اس عمل سے مجھے دلی خوشی اور سکون حاصل ہوتا۔ مجھے یہ عمل کرتے ہوئے بہت دن گزر گئے۔ ایک دن میں نے دل میں کہا: ''جو ٹوکریاں میں پانی میں ڈالتا ہوں آج دیکھوں گا کہ آخر وہ کہاں جاتی ہیں۔ چنانچہ میں نے اس دن ٹوکریاں نہ بنائیں اور دریا کے کنارے کئی گھنٹے مسلسل چلتا رہا۔

آخر کار میں دریا کے کنارے ایک ایسی جگہ پہنچا جہاں ایک بڑھیا بیٹھی رو رہی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا: ''تو کیوں رو رہی ہے؟'' وہ کہنے لگی: ''میرے چھوٹے چھوٹے پانچ یتیم بچے ہیں، ہمیں فقر و فاقہ اور تنگدستی پہنچی تو مَیں رزقِ حلال کی تلاش میں اس دریا کے کنارے پر آ گئی۔ میں نے دیکھا کہ کھجور کے پتوں سے بنی ٹوکریاں دریا میں بہتی ہوئی میری جانب آ رہی ہیں۔ میں نے انہیں پکڑا اور بیچ کر ان کی قیمت کو اپنے بچوں پر خرچ کر دیا۔ دوسرے اور تیسرے دن بھی اسی طرح ہوا۔ پھر روزانہ ایسے ہی ہوتا رہا اور یوں ہمارے گھر کا خرچ چلتا رہا لیکن آج ابھی تک ٹوکریاں نہیں آئیں، میں ان کے انتظار میں یہاں پریشان بیٹھی ہوں۔''

حضرت سیدنا ابراہیم خواص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے اور رب کی بارگاہ میں عرض کرنے لگا: ''اے میرے رحیم کریم پروردگار عزوجل! اگر میں جانتا کہ میری کفالت میں پانچ بچے اور بھی ہیں تو میں زیادہ ٹوکریاں دریا میں ڈالتا۔'' پھر میں نے اس بڑھیا سے کہا: ''محترمہ! آپ پریشان نہ ہوں، آج آپ لوگوں کے لئے کھانے وغیرہ کا بندوبست میں کروں گا۔'' پھر میں اس کے گھر کی طرف چل دیا۔ میں نے دیکھا کہ واقعی بڑھیا غریب عورت ہے۔ چنانچہ میں کئی سال تک اسی طرح اس غریب بڑھیا اور اس کے یتیم بچوں کی پرورش کرتا رہا۔ اللہ عزوجل اس عمل کو قبول فرمائے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر202: ہر حال میں اللہ عزوجل کا شکر ادا کرتے

حضرت سیدنا خالد بن ہامان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا ابراہیم بن اسحاق حربی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ فرماتے سنا: ''ہر زمانے کے عقل مندوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو تقدیر پر راضی نہیں وہ اخروی زندگی میں کامیاب نہیں۔''

گویا میری قمیص سب سے زیادہ صاف قمیص اور میری چادر سب سے گندی چادر ہو پھر کبھی میرے دل میں یہ خیال نہیں گزرا کہ یہ دونوں ایک جیسی ہوں اور جب کبھی مجھے بخار ہوا تو اپنی والدہ، بہن، بیوی، اور بیٹی یہاں تک کہ کسی سے بھی اس کی کبھی شکایت نہ کی۔ اچھا آدمی وہی ہے جو اپنے غم کو اپنی ذات تک محدود رکھے اور اپنے اہل وعیال کو مغموم نہ کرے۔

ہم اپنا غم کسی کو بتاتے نہیں
خود جلتے رہتے ہیں کسی کو جلاتے نہیں

مجھے چالیس سال تک دردِ شقیقہ رہا مگر میں نے اس کے متعلق کبھی کسی کو نہ بتایا۔ دس سال میں صرف ایک آنکھ سے دیکھتا رہا کیونکہ دوسری آنکھ کی بینائی ضائع ہو چکی تھی۔ مگر میں نے کبھی کسی کو نہ بتایا۔ تیس سال روزانہ میں صرف دو روٹیاں کھا کر ہی گزارہ کرتا رہا وہ بھی اگر میری ماں یا بہن لے آتیں تو کھالیتا ورنہ اگلی رات تک بھوکا پیاسا رہتا۔ اپنی زندگی کے تیس سال اس طرح گزارے کہ روزانہ صرف ایک روٹی اور چودہ کھجوریں کھاتا۔ اور اگر بالکل ادنی قسم کی کھجور ہوتی تو روزانہ بیس کھجوریں استعمال کرتا۔

ایک مرتبہ میری بیٹی بیمار ہوگئی، میری بیوی ایک مہینہ تک اس کے پاس رہ کر اس کی دیکھ بھال کرتی رہی۔ اس مہینے ہمارا کھانے کا خرچ ایک درہم اور ڈھائی دانق ہوا۔ میں حمام میں گیا اور ان کے لئے دو دانق (یعنی درہم کے چھٹے حصے) کا صابن خریدا۔ لہٰذا پورے رمضان المبارک کے مہینے کا خرچ ایک درہم اور ساڑھے چار دانق ہوا لیکن ہم نے اپنا یہ حال کسی پر ظاہر نہ کیا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر 203:

علم کے قدردانوں کا صلہ

حضرت سیدنا ابو حسین بن شمعون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، مجھے احمد بن سلیمان قطیعی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے بتایا: ''ایک مرتبہ میں بہت زیادہ محتاج ہو گیا تو حضرت سیدنا ابراہیم حربی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے پاس اپنی کیفیت بیان کرنے چلا گیا۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا: ''اس معاملہ میں تیرا دل تنگ نہیں ہونا چاہئے۔ اللہ عزوجل غیب سے مدد فرمانے والا ہے۔ ایک مرتبہ میں بھی اتنا محتاج ہو گیا تھا کہ نوبت فاقوں تک پہنچ گئی تھی۔ میری زوجہ نے مجھ سے کہا: ''ہم دونوں تو صبر کرلیں گے مگر ہمارے ان دو بچوں کا کیا بنے گا؟ اپنی کتابوں میں سے کوئی کتاب ہی لے آؤ تا کہ اسے بیچ کر یا کسی کے پاس رہن رکھ کر ہم بچوں کے لئے کھانے کا بندوبست کرلیں۔'' مجھے اپنی دینی کتابوں سے بہت زیادہ محبت تھی اس لئے میں نے کہا: ''ان بچوں کے لئے کوئی چیز ادھار لے لو اور مجھے آج کے دن اور رات کی مہلت دو۔''

میرے گھر کی دہلیز پر ایک کمرہ تھا جس میں میری کتابیں تھیں، میں وہیں بیٹھ کر کتابوں کا مطالعہ اور تحریری کام کرتا تھا۔ اس رات بھی میں اسی کمرے میں تھا کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے پوچھا: ''کون ہے؟'' اس نے کہا: ''تمہارا پڑوسی ہوں۔'' میں نے کہا: ''اندر آجاؤ۔'' اس نے کہا: ''پہلے چراغ بجھاؤ تب میں داخل ہوں گا۔'' میں نے چراغ پر برتن اوندھا کر دیا اور کہا: ''آجاؤ۔'' وہ اندر آیا اور میرے پاس کوئی شئے چھوڑ کر چلا گیا۔ میں نے چراغ سے برتن ہٹایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نہایت قیمتی رومال ہے جس میں انواع واقسام کے کھانے اور پانچ سو درہم ہیں۔ میں نے اپنی بیوی کو بلا کر کہا: ''بچوں کو جگاؤ تا کہ وہ کھانا کھالیں۔'' دوسرے دن ہم پر جتنا قرض تھا وہ ان دراہم سے ادا کر دیا۔ پھر خراسان سے حاجیوں کے قافلوں کی آمد کا وقت آ گیا لہٰذا اگلی رات میں اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھ گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک ساربان ساز وسامان لدے دو اونٹ لئے آرہا ہے اور ابراہیم حربی کے گھر کے متعلق پوچھ رہا ہے۔ یہاں تک کہ وہ میرے پاس پہنچا تو میں نے کہا: ''میں ہی ابراہیم حربی ہوں۔'' چنانچہ اس شخص نے اونٹوں سے سامان اتارا اور کہنے لگا: ''یہ دونوں اونٹ خراسان کے ایک شخص نے آپ کے لئے بھیجے ہیں۔'' میں نے پوچھا: ''وہ نیک شخص کون ہے؟'' کہنے لگا: ''اس نے مجھ سے قسم لی تھی کہ میں اس کے متعلق کسی کو نہ بتاؤں لہٰذا میں آپ کو اس کا نام نہیں بتا سکتا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

مجلس المدینۃ العلمیۃ کی طرف سے پیش کردہ قابلِ مطالعہ کتب

﴿شعبہ کُتُبِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ﴾

(۱) کرنسی نوٹ کے مسائل (کِفلُ الْفَقِیْہِ الْفَاھِمِ فِیْ اَحکَامِ قِرطَاسِ الدَّرَاھِمِ) (کل صفحات:199)

(۲) ولایت کا آسان راستہ (تصورِشیخ) (اَلْیَاقُوْتَۃُ الْوَاسِطَۃُ) (کل صفحات:60)

(۳) ایمان کی پہچان (حاشیہ تمہید ایمان) (کل صفحات: 74)

(۴) معاشی ترقی کا راز (حاشیہ وتشریح تدبیر فلاح ونجات واصلاح) (کل صفحات:41)

(۵) شریعت وطریقت (مَقَالُ الْعُرَفَاءِ بِاِعْزَازِ شَرْعٍ وَعُلَمَاءِ) (کل صفحات:57)

(۶) ثبوتِ ہلال کے طریقے (طُرُقُ اِثْبَاتِ ھِلَالِ) (کل صفحات:63)

(۷) اعلیٰ حضرت سے سوال جواب (اِظْھَارُ الْحَقِّ الْجَلِیِّ) (کل صفحات:100)

(۸) عیدین میں گلے ملنا کیسا؟ (وِشَاحُ الْجِیْدِ فِیْ تَحْلِیْلِ مُعَانَقَۃِ الْعِیْدِ) (کل صفحات:55)

(۹) راہِ خداعزوجل میں خرچ کرنے کے فضائل (رَادُّ الْقَحطِ وَالْوَبَاءِ بِدَعْوَۃِ الْجِیْرَانِ وَمُوَاسَاۃِ الْفُقَرَاءِ) (کل صفحات:40)

(۱۰) والدین، زوجین اور اساتذہ کے حقوق (اَلْحُقُوْقُ لِطَرْحِ الْعُقُوْقِ) (کل صفحات:125)

(۱۱) دعاء کے فضائل (اَحْسَنُ الْوِعَاءِ لِاٰدَابِ الدُّعَاءِ مَعَہٗ ذَیْلُ الْمُدَّعَا لِاَحْسَنُ الْوِعَاءِ) (کل صفحات:140)

شائع ہونے والی عربی کتب:

ازامام اہل سنت مجدد دین وملت مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن

(۱۲) کِفْلُ الْفَقِیْہِ الْفَاھِمِ (کل صفحات:74)۔ (۱۳) تَمْھِیْدُ الْاِیْمَان۔ (کل صفحات:77)

(۱۴) اَلْاِجَازَاتُ الْمَتِیْنَۃ (کل صفحات:62)۔ (۱۵) اِقَامَۃُ الْقِیَامَۃِ (کل صفحات:60) (۱۶) اَلْفَضْلُ الْمَوْھَبِی (کل صفحات:46)

(۱۷) اَجْلَی الْاِعْلَامِ (کل صفحات:70) (۱۸) اَلزَّمْزَمَۃُ الْقَمَرِیَّۃِ (کل صفحات:93) (۱۹،۲۰،۲۱) جَدُّ الْمُمْتَارِ عَلٰی رَدِّالْمُحْتَارِ (المجلد الاول والثانی والثالث) (کل صفحات:570،677،713)

﴿شعبہ اصلاحی کتب﴾

(۲۲) خوفِ خداعزوجل (کل صفحات:160)

(۲۳) انفرادی کوشش (کل صفحات:200)

(۲۴) تنگ دستی کے اسباب (کل صفحات:33)

(۲۵) فکرِ مدینہ (کل صفحات:164)

(۲۶) امتحان کی تیاری کیسے کریں؟ (کل صفحات:32)
(۲۷) نماز میں لقمہ کے مسائل (کل صفحات:39)
(۲۸) جنت کی دو چابیاں (کل صفحات:152)
(۲۹) کامیاب استاذ کون؟ (کل صفحات:43)
(۳۰) نصاب مدنی قافلہ (کل صفحات:196)
(۳۱) کامیاب طالب علم کون؟ (کل صفحات: تقریباً63)
(۳۲) فیضانِ احیاء العلوم (کل صفحات:325)
(۳۳) مفتیٔ دعوتِ اسلامی (کل صفحات:96)
(۳۴) حق وباطل کا فرق (کل صفحات:50)
(۳۵) تحقیقات (کل صفحات:142)
(۳۶) اربعین حنفیہ (کل صفحات:112)
(۳۷) عطاری جن کا غسلِ میّت (کل صفحات:24)
(۳۸) طلاق کے آسان مسائل (کل صفحات:30)
(۳۹) توبہ کی روایات وحکایات (کل صفحات:124)
(۴۰) قبر کھل گئی (کل صفحات:48)
(۴۱) آدابِ مرشدِ کامل (مکمل پانچ حصے) (کل صفحات275)
(۴۲) ٹی وی اور مُووی (کل صفحات:32)
(۴۳تا۴۹) فتاوی اہل سنت (سات حصے)
(۵۰) قبرستان کی چڑیل (کل صفحات:24)
(۵۱) غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے حالات (کل صفحات:106)
(۵۲) تعارفِ امیر اہلسنّت (کل صفحات:100)
(۵۳) رہنمائے جدول برائے مدنی قافلہ (کل صفحات:255)
(۵۴) دعوتِ اسلامی کی جیل خانہ جات میں خدمات (کل صفحات:24)
(۵۵) مدنی کاموں کی تقسیم (کل صفحات:68)
(۵۶) دعوتِ اسلامی کی مَدَنی بہاریں (کل صفحات:220)
(۵۷) تربیتِ اولاد (کل صفحات:187)
(۵۸) آیاتِ قرآنی کے انوار (کل صفحات:62)
(۵۹) احادیثِ مبارکہ کے انوار (کل صفحات:66)
(۶۰) فیضانِ چہل احادیث (کل صفحات:120)
(۶۱) بدگمانی (کل صفحات:57)

شعبہ تراجمِ کتب

(۶۲) جنت میں لے جانے والے اعمال (اَلْمَتْجَرُ الرَّابِحُ فِیْ ثَوَابِ الْعَمَلِ الصَّالِحِ) (کل صفحات:۷۴۳)
(۶۳) شاہراہ اولیاء (مِنْهَاجُ الْعَارِفِيْنَ) (کل صفحات:36)
(۶۴) حسنِ اخلاق (مَكَارِمُ الْاَخْلَاق) (کل صفحات:74)
(۶۵) راہِ علم (تَعْلِيْمُ الْمُتَعَلِّم طَرِيْقَ التَّعَلُّم) (کل صفحات:102)

شعبہ درسی کتب

شعبہ تخریج

دعوتِ اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے مدنی قافلوں میں سفر اور روزانہ فکرِ مدینہ کے ذریعے مدنی انعامات کا رسالہ پر کرکے ہر مدنی (اسلامی) ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے (دعوت اسلامی کے) ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے ان شاء اللہ عزوجل اس کی برکت سے پابند سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کڑھنے کا ذہن بنے گا۔

مآخذ ومراجع

نمبر شمار	کتاب	مصنف/مؤلف	مطبوعہ
1	قرآن مجید	کلام باری تعالٰی	ضیاء القرآن پبلیشرزلاهور
2	کنز الایمان فی ترجمة القرآن	اعلٰی حضرت امام احمد رضاخان علیه رحمة الرحمٰن المتوفّٰی ۱۳۴۰ھ	ضیاء القرآن پبلیشرز
3	تفسیر قرطبی	امام محمد بن احمد القرطبی رحمة الله تعالٰی علیه المتوفّٰی ۶۷۱ھ	دار الفکر بیروت
4	الد ر المنثور فی التفسیر بالماثور	امام جلال الدین السیوطی الشافی رحمةالله تعالٰی علیه المتوفّٰی ۹۱۱ھ	دارالفکر بیروت
5	المصنف لابن ابی شیبة	امام عبدالله بن محمد بن ابی شیبة رحمة الله تعالٰی علیه المتوفّٰی۲۳۵ھ	دار الفکر بیروت
6	مسند احمد بن حنبل	امام احمد بن حنبل رحمة الله تعالٰی علیه المتوفّٰی ۲۴۱ھ	دارالفکربیروت
7	الزهدلامام احمدبن حنبل	الامام أبی عبدالله أحمدبن محمدبن حنبل رحمةالله تعالٰی علیه المتوفّٰی ۲۴۱ھ	دارالغدالجدیدمصر
8	صحیح البخاری	امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمة اللهتعالٰی علیه المتوفّٰی۲۵۶ھ	دار السلام ریاض
9	صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج نیشاپوری رحمة الله تعالٰی علیه المتوفّٰی ۲۶۱ھ	دار السلام ریاض
10	سنن ابن ماجة	امام محمد بن یزید القزوینی ابن ماجه رحمة الله تعالٰی علیه المتوفّٰی۲۷۳ھ	دارالسلام ریاض
11	جامع الترمذی	امام محمد بن عیسیٰ الترمذی رحمة الله تعالٰی علیه المتوفّٰی۲۷۹ھ	دارالسلام ریاض
12	موسوعةالامام ابن أبی الدنیا	الحافظ الامام أبی بکرعبدالله بن محمدالقرشی رحمةالله تعالٰی علیه المتوفّٰی ۲۸۱ھ	المکتبةالعصریةبیروت
13	سنن نسائی	امام احمد بن شعیب النسائی رحمة الله تعالٰی علیه المتوفّٰی۳۰۳ھ	دارالسلام ریاض
14	المستد رك علی الصحیحین	امام محمد بن عبد الله الحاکم رحمة الله تعالٰی علیه المتوفّٰی۴۰۵ھ	دار المعرفة بیروت
15	حلیة الاولیاء	الامام الحافظ ابو نعیم الاصفهانی رحمة الله تعالٰی علیه المتوفّٰی ۴۳۰ھ	دار الکتب العلمیة بیروت
16	السنن الکبرٰی للبیهقی	الامام احمد بن الحسین البیهقی رحمة الله تعالٰی علیه المتوفّٰی۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیة بیروت
17	شعب الایمان	الامام احمد بن الحسین البیهقی رحمة الله تعالٰی علیه المتوفّٰی۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیة بیروت
18	فردوس الاخبارللدیلمی	الحافظ شهرویه بن شهر دار بن شهرویه الد یلمی رحمة الله تعالٰی علیه المتوفّٰی۵۰۹ھ	دار الفکر بیروت
19	کنز العمال	علاء الدین علی المتقی الهندی رحمة الله تعالٰی علیه المتوفّٰی۹۷۵ھ	دارالکتب العلمیة بیروت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُنّت کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن وسُنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مَدَ نی ماحول میں بکثرت سُنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جُمعرات مغرِب کی نَماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں ساری رات گزارنے کی مَدَ نی اِلتجا ہے، عاشقانِ رسول کے مَدَ نی قافلوں میں سُنّتوں کی تربیّت کے لیے سفر اور روزانہ "فکرِ مدینہ" کے ذَرِیعے مَدَ نی اِنعامات کا رِسالہ پُر کر کے اپنے یہاں کے ذِمّہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے ، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اِس کی بَرَکت سے پابندِ سنّت بننے ، گُناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حِفاظت کے لیے کُڑھنے کا ذِہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذِہن بنائے کہ "مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔" اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اِصلاح کے لیے "مَدَ نی اِنعامات" پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے "مَدَ نی قافلوں" میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

- کراچی: شہید مسجد، کھارادر۔ فون: 021-32203311
- لاہور: داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ۔ فون: 042-37311679
- سردارآباد (فیصل آباد): امین پور بازار۔ فون: 041-2632625
- کشمیر: چوک شہیداں، میرپور۔ فون: 058274-37212
- حیدرآباد: فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن۔ فون: 022-2620122
- ملتان: نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ۔ فون: 061-4511192
- اوکاڑہ: کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد، نزد تحصیل کونسل ہال۔ فون: 044-2550767
- راولپنڈی: فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ۔ فون: 051-5553765
- پشاور: فیضانِ مدینہ گلبرگ نمبر 1، النور اسٹریٹ، صدر۔
- خان پور: دُرانی چوک، نہر کنارہ۔ فون: 068-5571686
- نواب شاہ: چکرا بازار، نزد MCB۔ فون: 0244-4362145
- سکھر: فیضانِ مدینہ، بیراج روڈ۔ فون: 071-5619195
- گوجرانوالہ: فیضانِ مدینہ، شیخوپورہ موڑ، گوجرانوالہ۔ فون: 055-4225653
- گلزارِ طیبہ (سرگودھا) فیضانِ مدینہ، ضیاء مارکیٹ، بالمقابل جامع مسجد سید حامد علی شاہ۔ 048-6007128

مکتبۃ المدینہ (دعوتِ اسلامی)

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)

فون: 34921389-93/34126999 فیکس: 34125858

Web: www.dawateislami.net / Email:maktaba@dawateislami.net